تجلیٔ قدرت

۲۸ د [illegible] نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف
ربوہ

مؤلفہ مرتبہ

الحاج مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری

یشن دوم تعداد ـ ۱۰۰۰

پیش لفظ

"تجلّی قدرت" کا پہلا ایڈیشن ۴ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو شائع کیا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب نے اسے پسند فرمایا۔ اور یہ ایڈیشن ختم ہو گیا۔

چونکہ وقت تنگ تھا۔ اور میری آنکھ کا اپریشن ابھی نہیں ہوا تھا۔ اس لئے میری اس کی وجہ سے بعض غلطیاں رہ گئیں۔ جن میں سے بیشتر سہو کتابت تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری آنکھ کا کامیاب اپریشن ہو گیا ہے۔ اور اس کتاب کو بھی خاص ترتیب سے درج کرنے کے لئے مولوی عبد المالک خان صاحب مربی کراچی خاص توجہ کی ہے۔ اس لئے نیا ایڈیشن امید ہے کہ احباب کے لئے زیادہ مفید ہوگا۔

میں مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری اور مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور کا بھی ہوں کہ ان کے مشورہ جات میرے شامل حال رہے۔

۱۹۶۳ء کے بعد جن مزید خدمات سلسلہ کا موقعہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری پیرانہ سالی اور کمزوری طبیعت کے ملا۔ ان کا ذکر بھی اس ایڈیشن میں بر ازدیاد ایمان درج کر دیا گیا ہے۔

خدا کرے کہ میری یہ پیشکش احباب کے لئے ایمان میں تازگی پیدا کرنے اور سلسلہ خدمت میں مستعدی اور پورے انہماک سے کام کرنے کے لئے ممد ہو۔ اور خلافت وابستگی میں خاص توجہ کرنیکا موجب ہو۔ وباللہ التوفیق۔

قدرت اللہ سنوری

۳۰/۱/۶۶

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
ابتدائی حالات قبول احمدیت مولوی محمد عبد اللہ صاحب سنوری	۱
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا سفر سنور اور واقعہ مصافحہ۔	۳
واقعہ بیعت خود	۴
بیعت والدہ صاحبہ	۶
بیعت دادا صاحب اور والد صاحب	۷
واقعات بزمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۹
رحمت اللہ صاحب کی بیماری اور میرا قادیان جانا۔	۹
میری اہلیہ اوّل کی وفات	۱۱
نکاح ثانی کا واقعہ	۱۳
نامحرم کے ساتھ سفر کے متعلق ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۸
والد صاحب کے حالاتِ زندگی	۲۱
والد صاحب کا نورِ فراست اور وفات کا واقعہ	۲۵
پھوپھی صاحبہ کی علالت اور شفایابی	۲۶
میرے خسر صاحب (چوہدری کریم بخش صاحب) کے حالات۔	۲۸
اپنی اولاد کے متعلق بعض مشکلات اور ان کا حل ہونا	۳۲
پہلی بچی کی شادی کے انتظامات میں فضل الٰہی	۳۴
دوسری بچی کی شادی کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا فضل۔	۳۵
زمین شگمہ پیر کے مقدمہ میں تائید الٰہی	۳۸
ہمشیرہ کی شادی کا واقعہ	۴۰
حضرت امّ المومنین کی تشریف آوری سنور معہ علمائے کرام	۴۳
ہمشیرہ کی شادی اور انکے خسر کی بیعت	۴۷
مسعود احمد خورشید کی علالت	۴۸
روایات متعلقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۴۹
سہارنپوری مہمان موحد مشین کے متعلق ارشاد حضور	۵۰
حضور علیہ السلام کی قوت اعجازی کا کمال حاضرین کے منشاء کا علم ہوجانا۔	۵۱
عبد اللہ پروفیسر صاحب کا واقعہ	۵۱
ملازمت محکمہ مال اور ارشاد حضور علیہ السلام	۵۲
امیر کابل کے سرہند آنے پر اسکو دیکھنے نہ گیا۔	۵۳
فنانشل کمشنر کی آمد قادیان کا واقعہ	۵۴
واقعات بزمانہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی	۶۰
کشمیر کے ایک سود خور ساہوکار کا واقعہ	۶۱
مہاراجہ جموں کا صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کی جانب رجوع	۶۲
خواب میں منکرین خلافت کا انجام۔	۶۴
خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مجھے امام الصلوٰۃ کے طور پہ کھڑا کرنا۔	۶۶

عنوان	صفحہ
خواب میں خسر بزرگی کریم بخش (میرے خسر) کا اعلیٰ مقام دکھایا جانا۔	۶۷
"اُلیداز" میں رہائش کا موقع	۶۸
قادیان میں بارش کے ایام میں معجزانہ طور پر مکان کی دستیابی	۶۹
میری بیوی کی بیماری کی اطلاع پر حضرت ام المؤمنین کی غریب خانہ پر تشریف آوری	۷۰ و ۱۷۲
ایک نووارد مہمان کی خدمت کے موقع پر حضرت خلیفہ اوّلؓ کا اظہار خوشنودی	۷۱
حضرت خلیفہ اوّلؓ کا اظہار تعلق روحانی رشتہ داری بذریعہ صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی	۷۴
مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں کی صفائی کی خدمت کا موقع	۷۴
کنوئیں کے لئے درخواست دعا بوساطت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب	۷۵
حضرت علیؓ کے مقام کے متعلق ارشاد حضرت خلیفہ اوّلؓ	۷۶
حضرت مولوی شیر علی صاحب کی خواب اور میری عزت افزائی	۷۸ / ۲۷۲
دورِ خلافت ثانیہ کے واقعات	۷۹
حج کے بعد مستعمل جوتی مرحمت فرمائی۔	۷۹
خلافت حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق ۱۹۱۴ء کا بتایا جانا۔ اور اعلان از فاروق اخبار	۷۹
نکاح و رخصتانہ ہمشیرہ	۸۴
جماعت احمدیہ سنور کے لئے معافی کا حصول	۸۵
سفرِ شملہ پر سیشنوں کی ریزرویشن کا انتظام	۸۷
شملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات اور حضرت ام المؤمنینؓ کی شفقت۔	۸۹
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفرِ سنور اور موٹر کا انتظام	۹۱
ایک سکھ ذیلدار کی مخالفت سے نجات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعا سے	۹۴
میر انعطل نیز اجرائے وارنٹ اور فضل الٰہی	۹۸
شادی عزیز محمود احمد	۱۰۴
قادیان میں حضور کی ایک زرعی اراضی پر قبضہ حاصل کروانا۔	۱۰۶
حضور کی دعوت اور بچی کے سالم روٹی کھانے کی ضد پر نصیحتِ حضور	۱۱۱
جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور کے اندرونِ خانہ ملاقات کی صورت	۱۱۲
دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ حضور سے ایک ملاقات کی کیفیت	۱۱۳
لاہور میں حضور سے ایک اتفاقی ملاقات	۱۱۶
قادیان میں روایات صحابہؓ اکٹھا کرنے کی ڈیوٹی	۱۱۷
مرزا احمد دین صاحب کی تقرری بطور تحصیلدار اور فضلِ خداوندی	۱۱۸
تحریروں میں لفظ "کتے" کے استعمال کی وضاحت	۱۲۰

عنوان	صفحہ
ناصر آباد میں میری بجائے کسی اور کو امام الصلوٰۃ بنانے کی تجویز پر حضور کی اظہار ناراضگی۔	١٢٠
ناصر آباد میں ایک کیری کو زمین دینے کا معاملہ	١٢١
ناصر آباد کی فصلوں کے متعلق ایک سندھی افسر کی رائے	١٢٢
بشیر آباد کی اراضی کے لئے بطور مبصر مجھے بھجوایا جانا۔	١٢٥
تبادلہ مبارک آباد اور فضل الٰہی	١٢٥
ناصر آباد میں سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے چارج لینے کی صورت اور ایک خواب کا پورا ہونا	١٢٧
جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے نمک کے کل خرچ کی پیشکش	١٢٨
قادیان کے مستری محمد الدین صاحب کی بیوہ کے مکان کی خرید کا واقعہ	١٢٩
عزیز محمود احمد کے فیل ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا کا اثر	١٣١
مشہدی لنگی کی پیشکش بحضور اور حضور کا اسی کو فوراً استعمال میں لانا	١٣٢
قادیان میں اعتکاف اور قبولیت دعا کی نشانی کا پورا ہونا۔	١٣٥
ناصر آباد میں نامساعد حالات میں حضور کیلئے کچھ ہزار روپے کا انتظام	١٣٦
میرے ایک بیٹے سے حضور کی ناراضگی اور میرا اس سے قطع تعلق کرنا۔	١٣٧
ناصر آباد میں تجارت کپاس میں نفع کثیر	١٤٠
حضور کا سفر تھورو اور راستہ کی مشکلات کا حل اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے	١٤١
میرے بچے کی خواب کو پورا کرنے کے لئے حضور کی ازواج مطہرات کا میرے مکان ربوہ پر تشریف لانا۔	١٤٣
پہلی دفعہ حج سے واپسی پر تحفہ قالین اور سفر نخلہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طبیعت کو شگفتہ کرنا	١٤٤
شیخ مصری کے متعلق ایک واقعہ میں میری گواہی اور تائید خداوندی	١٤٨
سردار لہنا سنگھ کی شکایتوں کے شر سے حفاظت۔	١٤٩
١٩١٩ء میں شدید طور پر بیمار ہونا اور شفایابی۔	١٥٤
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ورثہ کی اراضی کی تقسیم کیلئے خدمت کا موقع۔	١٥٦
ریاستی ملازمت سے فراغت کے بعد ایک رئیس کے ہاں ملازمت کا بہترین انتظام بفضل الٰہی۔	١٦٠
مہاراجہ پٹیالہ سے چنبیلی کے ہاروں کے ذریعہ قرب کا موقعہ	١٦٣
١٩٥٣ء میں اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت۔	١٦٦ و ٢٤٩

عنوان	صفحہ
بیت الدعا میں دُعا کرنے کی خواہش منظوری از شفقتِ حضور	۱۶۸
دار المسیح میں خاندان کی ایک دعوت کے موقعہ پر تائید الٰہی بذریعہ حضرت اُمّ المؤمنین۔	۱۷۰
۵۱ء میں ہر قسم کی خدمت کے لئے آنریری خدمت کی پیش کش۔	۱۷۴
ناصر آباد اسٹیٹ میں خدمت کا موقعہ	۱۷۵
انور صاحب کے ذریعہ ۶۳ء میں قادیان سے آمدہ ریکارڈ اور سندھ کی سروس کا ریکارڈ	۱۷۵
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام روپوں کی ڈھیری پیش کرنے کی دیرینہ خواہش اور تکمیل کی توفیق۔	۱۷۹
مولوی قدرت اللہ کی دعاؤں سے ناصر آباد کی فصل میں برکت کا ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض	۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳
حضور کی زمینوں کا کام آنریری طور پر کرنے کی پیش کش۔	۱۸۴
کپاس کے گمشدہ بوروں کی قیمت کی ادائیگی کی پیشکش	۱۸۵
گھریلو کاموں کے لئے میری فراغت کے لئے گھر والوں کی درخواست بحضور کے موقعہ پر درخواست۔	۱۸۸
صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ناصر آباد	

عنوان	صفحہ
بھجوانے کی اطلاع از حضور کے موقعہ پر اظہارِ جذبات۔	۱۹۱
زلزلہ کوئٹہ کے موقعہ پر شفقت حضور	۱۹۲
برخوردار محمود احمد کے میٹرک پاس کرنے پر ارشاد حضور۔	۱۹۳
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تشریف آوری سنور کا ذکر الفضل میں۔	۱۹۴
۵۲ء میں دوبارہ ناصر آباد میں خدمت کا موقعہ اور حضور کی تار۔	۱۹۵
۳۰ء میں سردار ناہر سنگھ کے پاس ایک شکایت اور حضرت خلیفۃ المسیح کا مجھے اپنی پگڑی عطا فرمانا۔	۱۹۶
ایک ماہ میں چھتیس بیعتوں کا واقعہ۔	۱۹۹
قادیان میں درس القرآن میں شمولیت اور ادّوا الامانات الیٰ اھلھا کی خاص تشریح متعلق بیرونی ممالک	۲۰۰
سیرت حضرت ام المؤمنین پر لیکچر۔	۲۰۵
حضرت اماں جان کی دعا سے سنور کے مکان میں کیڑے مکوڑوں سے نجات	۲۰۶
حضرت اماں جان کی مہمان نوازی ۱۹۱۵ء کا ذکر۔	۲۰۷
حالات سفر حج بیت اللہ ۵۸ء	۲۱۰
الحاج جنرل قاسم کمانڈر آف بیرالیون سے ملاقات دوران حج حسب تجویز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رض	۲۱۲

عنوان	صفحہ
سفر مشرقی پاکستان کے حالات ۱۹۶۳ء	۲۱۵
دوران سفر اہلیہ کی بیماری کی اطلاع اور اللہ تعالےٰ کا فضل	۲۱۷
۱۹۶۴ء میں صحابہ کرام کے حالات لکھنے کا کام حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ	۲۲۱
۱۹۶۵ء میں دفتر انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام دورہ جماعت ہائے گوجرانوالہ تا پشاور کے متعلق۔	۲۳۲
اہلیہ کی وفات پر کچھ تعزیتی خطوط	۲۳۴
روایات اہلیہ خود	۲۳۸
خواب ہائے جن سے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے نوازا۔	۲۴۰
۱۹۵۳ء میں آسٹریلیا بلڈنگ لاہور میں رہائش، مسعود احمد صاحب خورشید اور معجزانہ حفاظت۔	۲۴۹
مقدمات ہائی کورٹ میں مسل کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے داخل دفتر ہونا۔	۲۵۰
خواب کے مطابق پیشکش لنگی بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔	۲۵۷
خواب برائے فراخی بابرکت رزق برائے اولاد۔	۲۵۸
پیدائش محمود احمد نتیجہ خاص دعا از حضرت خلیفۃ المسیح و خواب حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ۔	۲۶۰

عنوان	صفحہ
محمد نبی خان کے تحصیلدار ہونے کے لئے دعا کی قبولیت۔	۲۶۲
حضرت مصلح موعود کی ترقی خاص کے متعلق خواب۔	۲۶۳
حضرت مولوی شیر علی صاحب کی خواب میرے متعلق۔	۲۶۴
محمد اسرائیل احمد صاحب کی خواب جو پوری ہوئی	۲۶۵
چوہدری شریف احمد گوٹھ بھٹے خان کے لڑکے کی خواب میری نسبت پوری ہوئی	۲۶۶
بعض خاص احباب کی چٹھیاں میرے نام	۲۶۷
حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے خطوط میرے نام	۲۶۸
ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد پٹیالوی کے متعلق میرا نوٹ بدر میں۔	۲۷۱
دعائیں جو میں عموماً کرتا ہوں اپنے الفاظ میں یا اشعار میں۔	۲۷۳
میری نظم بر موقعہ واپسی حضرت مصلح موعودؓ جو انبالہ اسٹیشن پر سنائی۔	۲۸۳
میرا منظوم کلام	۲۸۵
میری چٹھی بنام مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس جو انہوں نے الفضل میں شائع کرائی	۲۹۰
ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی چٹھی میرے متعلق اور دیگر بزرگان کے متعلق۔	۲۹۱
چٹھی مولوی محمد صادق صاحب سماٹری	۲۹۴
چٹھی شیخ بشیر احمد صاحب سکھری	۲۹۵

عنوان	صفحہ
چٹھی شیخ فضل حق صاحب سیمی	۲۹۷
چٹھی مولوی محمد صاحب صوبائی امیر مشرقی پاکستان۔	۲۹۷
چٹھی چوہدری بشیر احمد صاحب ریڈیو آفیسر کراچی۔	۲۹۹
چٹھی بیگم چوہدری علی اکبر صاحب نائب ناظر تعلیم۔	۲۹۹
چٹھی چوہدری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت لاہور۔	۳۰۰
چٹھیات قریشی عبد الرحمن صاحب سکھر صوفی محمد رفیع صاحب۔ مولوی ابو العطاء صاحب سید امین احمد صاحب شیخ محمد حنیف صاحب کوئٹہ۔ حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد لاہور۔ مولوی عبد المالک خانصاحب۔ ملک ولایت خان صاحب ربوہ۔	۳۰۱ تا ۳۰۵
خطوط حضرت مرزا ناصر احمد صاحب و افراد خاندان۔	۳۰۵ تا ۳۰۷
چٹھی حضور بنام مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب میرے متعلق۔	۳۰۷
دیگر احباب کی چٹھیاں میرے متعلق	۳۰۸
اپنے عزیزوں کی آراء	۳۰۹
از چوہدری محمود احمد صاحب	۳۰۹
از چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید	۳۱۴

عنوان	صفحہ
چوہدری محمود احمد صاحب کا نوٹ اپنی والدہ صاحبہ کے متعلق۔	۳۲۲
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض موثر دعائیں۔	۳۲۹
فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب سے ملاقات	۳۳۱
حج ثانی کی توفیق سنہ ۶۷ء میں۔	۳۳۲
چین کے وزیر اعظم کے تحفہ قلم کا مجھ تک پہنچنا۔	۳۳۳
توفیق استقبال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ بمقام لنڈن	۳۳۳
فضل عمر فاؤنڈیشن کے ضمن میں انگلستان میں خدمت کا خاص موقعہ۔	۳۳۴
تقریب بنیاد مسجد ہال لنڈن میں اینٹ رکھنے کی توفیق۔	۳۳۷
عزیز داؤد احمد گلزار کی پیشکش برائے فضل عمر فاؤنڈیشن مکان لنڈن قیمتی ایک لاکھ۔	۳۳۸
سفر یورپ میں اپنے خرچ پر ہمرکاب حضور ہونے کی پیشکش۔	۳۴۰
صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب کا نوازش نامہ بنام خاکسار	۳۴۱
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خلافت کے متعلق کئی سال پہلے کی خواب اور نام محمد اقبال رکھا جانا۔	۳۴۲

…: 202-2/A, BLOCK 2,
P.E.C.H.S. KARACHI-29
(PAKISTAN)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میری سوانح عُمری

ابتدائی حالات قبولِ احمدیّت ١

میری پیدائش ۱۸۸۲ء قریباً ۱۳۰۱ھ میں ہوئی۔ حافظ نبی محمد صاحب نے میرے دادا صاحب کی درخواست پر میرے کانوں میں اذان دی اور میرا نام قدرت اللہ تجویز فرمایا۔ میرے والد صاحب عالم اور شاعر تھے۔ انہوں نے میرا تاریخی نام غلام مصطفےٰ تجویز فرمایا لیکن مشہور وہی نام ہوا جسے حافظ نبی محمد صاحب نے رکھا تھا جو بعد میں بیعت کر کے صحابہ میں شامل ہوئے۔ میرے رشتہ میں دادا مولوی محمد یوسف صاحب تھے انہوں نے ۱۸۸۰ء میں چچا[1] عبداللہ صاحب کو جو اُن کے حقیقی بھانجے

---

[1] بعض احباب نے کہا ہے کہ میں نے اپنی کتاب میں محترم حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کو چچا لکھا ہے۔ حالانکہ جدی طور پر ہمارے خاندان سے ان کا نسب نامہ نہیں ملتا لہٰذا مختصراً عرض ہے کہ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ سے مجھے بچپن سے خاص محبت کا تعلق رہا ہے اور ان کو مجھ سے خاص محبت تھی چنانچہ اس تعلق قربت کی وجہ سے اور ننھیال کے بعض رشتوں کی وجہ سے میں ان کو ابتداء سے ہی چچا صاحب کہا کرتا تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں جو ایک نوٹ میری طرف سے اخبار فاروق میں شائع ہوا اس میں بھی اس طور پر ذکر ہے جبکہ مولوی عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات اس اعلان کے دس سال بعد ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ پھر مولوی عبداللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے بھی میری دوسری شادی کے وقت اس طور پر ذکر فرمایا کہ پہلے میں اپنے بھتیجے قدرت اللہ کی شادی کروں گا پھر اپنے بیٹے رحمت اللہ کی شادی کروں گا۔ نیز تھوڑا عرصہ ہوا کہ عبدالرشید صاحب جو مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب کے لڑکے ہیں انہوں نے بھی اپنی چٹھی میں مجھے تایاجان کے لفظ سے پکارا اور بتلایا کہ ان کے والد صاحب نے میرا تعارف ان سے تایاجان کے الفاظ سے کرایا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب تمہارے تایا ہیں عبدالرشید صاحب کی چٹھی درج ذیل ہے:۔

بخدمت مکرم و محترم تایاجان! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط ملا پڑھ کر حالات سے آگاہی ہوئی اور خوشی بھی ہوئی کہ آپ نے اس ناچیز کو اس قابل سمجھا اور اپنی تحریر لکھی میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن سے میں آپ کا شکریہ ادا کروں۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

تھے۔ یہ بتایا کہ تم ہمیشہ کسی پیر کی بیعت کرنے کی درخواست کرتے رہتے ہو مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا
ہے کہ زمانے کا امام قادیان میں پیدا ہو گیا ہے وہ ایک عرصہ تک قادیان کا پتہ چلاتے رہے۔
سال بھر کے بعد معلوم ہوا کہ لدھیانہ سے تین میل کے فاصلہ پر قادیان نام کا ایک گاؤں موجود ہے
چچا عبداللہ صاحب وہاں گئے اور واپس آکر بتایا کہ وہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس میں ایک کچی مسجد
ہے مسجد کا جو صحن ہے اس میں صرف بیس تیس آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ صحن میں وضو کے پانی کے واسطے
ایک مٹکا رکھا ہوا ہے جس میں سیر دو سیر کے قریب جانوروں کی بیٹیں پڑی ہوتی ہیں۔ مسجد میں نہ
کوئی صف ہے نہ لوٹا ہے نہ کوئی نمازی آتا ہے گاؤں میں کسی بھی نیک آدمی کا پتہ نہیں لگا۔ لیکن پھر
کچھ عرصے کے بعد مولوی محمد یوسف صاحب نے بتایا کہ میں لاہور کے ایک اخبار سے پٹیالہ میں ایک مضمون
پڑھ کر آیا ہوں وہ مضمون آریوں کے خلاف مرزا غلام احمد کا ہے اور وہ قادیان ضلع گورداسپور کے
رہنے والے ہیں۔ اس کے بعد مولوی عبداللہ صاحب نے بٹالے پہنچ کر قادیان کا پتہ پوچھا۔ بتایا گیا یہاں
سے گیارہ میل کے فاصلے پر ہے وہ قادیان پہنچے۔ مرزا صاحب کا مکان پوچھ کر مکان پر پہنچے اس مکان
میں دو آدمی موڑھوں پر بیٹھے تھے ان کے آگے حقے رکھے ہوئے تھے ایک دو ملازم وہاں پھر رہے تھے:
ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کے چہرے دیکھ کر مجھے
حیرت ہوئی کہ یہ مرزا صاحب ہیں؟ انہوں نے میری پٹیالے کی پوشش دیکھ کر کہا تم کون ہو کہاں سے آئے
ہو میں نے کہا ریاست پٹیالہ کے قصبہ سنور سے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کیوں آئے ہو میں نے کہا۔ مرزا
غلام احمد صاحب کی بیعت کرنے کے واسطے۔ انہوں نے تالی بجائی اور ایک دوسرے کو مخاطب ہو کر کہا
لو بھائی جلاہا پیر ہو گیا۔ مرید آنے لگ گئے ہیں ان کے کہنے سے مجھے کچھ اطمینان ہو گیا کیونکہ میں ان کے
چہروں سے ہی کچھ نفرت کرتا تھا انہوں نے کہا۔ زینے کے پاس گول کمرے کا دروازہ ہے دستک دے کر
دیکھ لیں اگر وہاں نہیں تو مسجد میں ہوں گے۔ میں نے گول کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے حضور کے

بقیہ حاشیہ صفحہ اول:۔ ایک دفعہ جبکہ میرے والد صاحب "ویسٹ پاکستان" کے ایڈیٹر تھے اس وقت میں ان کے لئے
کھانا لے کر دفتر جایا کرتا تھا ایک دن جب میں کھانا لیکر دفتر پہنچا۔ تو ابا جان کے پاس ایک اور صاحب بیٹھے تھے ابا جان
نے ان کے ساتھ میرا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ تمہارے تایا زاد بھائی ظفر اللہ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ
کون سے تایا تو آپ نے بتایا کہ یہ قدرت اللہ سنوری کے بیٹے ہیں۔

خادم نے دروازہ کھولا جس کا نام حافظ حامد علی تھا۔ اندر حضور تشریف فرما تھے سر پر عمامہ نہ تھا۔ میں نے
دیکھا کہ حضور کے بال لمبے تھے اس وقت آپ قمیص پہنے ہوئے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے
میں نے السلام علیکم عرض کرکے مصافحہ کیا۔ چہرہ ایسا نورانی تھا کہ میں پہلی نظر میں ہی حضور کا عاشق ہو گیا
جب میں بیٹھ گیا تو حضور نے پوچھا کہ آپ کا کیا نام ہے؟ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ میں نے
عرض کیا کہ حضور میں قصبہ سنور ریاست پٹیالہ سے آیا ہوں وہاں کا باشندہ ہوں۔ مجھے میرے ماموں
صاحب نے بھیجا ہے کہ میں حضور کی بیعت کرکے آؤں۔ چچا عبداللہ صاحبؓ فرماتے تھے کہ حضور نے میری
طرف ہاتھ بڑھایا جیسا کسی چیز کو پکڑنے کی خاطر ہوتا ہے اور فرمایا۔ کہ یہ چوہڑوں کا کام میں نہیں کرتا
میں نے کہا چوہڑوں کا کام کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جس طرح وہ نالیوں سے گند کھینچتے ہیں اسی طرح بیعت
لیتے ہوئے لوگوں کا گند کھینچنا پڑتا ہے۔ میں نے کہا۔ ماموں صاحب کو خدا نے بتایا ہے۔ آپ
نے فرمایا مجھے نہیں بتایا۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔ اس پر میں اجازت لے کر چلنے لگا۔ حضور نے فرمایا
کم سے کم تین دن ضرور ٹھہرو۔ حضور کے اصرار سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ یہ بیعت لے لیں گے۔
میں نے انکار کیا کہ میں نہیں ٹھہرتا اور میں انکار کرکے چل دیا۔ میں دروازہ سے نکلنے والا ہی تھا۔
کہ حضور نے پھر اصرار کیا کہ آپ میرے پاس ٹھہریں لیکن میں نے پھر انکار کیا اور آپ نے پھر وہی
بات کہی۔ اور میں چل دیا۔ حضور نے دوبارہ حامد علی صاحب کو بھیجکر مجھے دس بیس قدم کے فاصلہ
پر سے بلایا۔ فرمایا بیعت تو میں نہیں لیتا۔ لیکن ایک بات آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ چند دن
میرے پاس ٹھہریں اور بشرط فرصت یہاں آکر مجھے ملا کریں۔ میں لدھیانہ اور انبالہ بھی جایا کرتا ہوں
وہاں بھی آپ مل سکتے ہیں وہ بھی قریب ہے۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ مجھ سے ملا
کریں گے۔ تو میں بھی آپ کو اپنا دوست سمجھ کر آپ کے قصبہ سنور میں آؤں گا۔ چنانچہ میں نے اسے
بخوشی منظور کر لیا۔ اور کچھ دن ٹھہر کر واپس آگیا۔ اسی طرح کئی دفعہ قادیان۔ لدھیانہ حاضر خدمت
ہوتا رہا۔ چنانچہ ۱۳ جون ۱۸۸۸ء کو بموجب ڈائری محمد عبداللہ خان صاحب پٹیالوی بحوالہ
تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۱۶۰ آپ نے اپنے وعدہ کا ایفا فرمایا اور انبالہ چھاؤنی سے پٹیالہ
پہنچ کر سنور تشریف لائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر سنور: ۔ چچا عبداللہ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ جب

حضور پٹیالہ سٹیشن پر پہنچے تو میں حضور کو لینے کے واسطے اسٹیشن پر موجود تھا مگر اسٹیشن پر دیکھا کہ خلیفہ محمد حسن خان صاحب وزیر ریاست پٹیالہ مع اہلکاروں کے وہاں موجود تھے میں نے خیال کیا کہ کوئی نواب یا راجہ آتا ہوگا جس کے استقبال کے لئے یہ کھڑے ہیں جب گاڑی سے حضور اتر کر تشریف لا رہے تھے تو وزیر صاحب نے بڑھ کر مصافحہ کیا۔ اور حضور کو اپنے ساتھ گاڑی پر سوار کر کے اپنے مکان پر لے گئے اور حضور کو ایک چوبارے میں بٹھایا میں نیچے ہی بیٹھ گیا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وزیر صاحب نے کہا کہ آپ جس وقت مناسب سمجھیں دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد یا جس وقت آپ فرمائیں لوگ جمع ہو جائیں گے۔ ہم آپ سے تقریر کروانا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کھانا تو میں نے سنور جا کر عبداللہ پٹواری کے ہاں کھانا ہے۔ وزیر صاحب نے عرض کیا کہ عبداللہ پٹواری کہاں ہے آپ نے فرمایا وہ اسٹیشن پر تھا آپ مجھے اپنے مکان پر لے آئے ممکن ہے وہ نیچے ہو انہوں نے کہا میں ان کو بلا کر کہتا ہوں کہ حضور کھانا ہمارے ہاں کھائیں گے تو وہ انکار نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا وعدہ ہے کہ میں کھانا وہاں ہی کھاؤں گا۔ اس کے بعد میں واپس آجاؤں گا انہوں نے نیچے سے معلوم کر کے مجھے بلوایا۔ اور فرمایا۔ میری گھوڑا گاڑی لے جاؤ اور کھانے کے بعد ابھی پھر جناب مرزا صاحب واپس تشریف لے آئیں گے۔ چنانچہ آپ گاڑی میں سوار ہو کر سنور جانے کے لئے تیار ہوئے سنور کا راستہ بہت گندہ تھا پکی سڑک نہیں تھی کچا راستہ تھا سنور پہنچے چونکہ ہمارے محلے میں خبر تھی کہ آپ نے دعوت کے واسطے آنا ہے اس لئے بہت سے لوگ جمع تھے آپ نے سنور پہنچ کر گاڑی کے اندر بیٹھے ہوئے کھڑکی کھولی اور فرمایا کہ دوست یہیں مصافحہ کر لیں۔

میرے والد مولوی محمد موسیٰ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت میں تم کو گود میں لئے ہوئے کھڑکی کے آگے کھڑا تھا۔[1] جب حضور نے مصافحہ کے واسطے ہاتھ بڑھایا تو تم نے سمجھا کہ مجھے لینے

---

[1] بعض دوستوں نے کہا ہے کہ میں نے اپنی ایک سابقہ کتاب سیرت احمد میں لکھا ہے کہ جب میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنور تشریف لے گئے تو اہل سنور میں سے سب سے پہلے مجھے حضور سے مصافحہ کا موقعہ ملا۔ جبکہ میں چچا عبداللہ صاحبؓ کی گود میں تھا یہ سہو کتابت ہے کیونکہ اسی کتاب میں دوسری جگہ صاف ذکر ہے کہ مجھے میرے والد صاحب نے بتایا تھا کہ تم میری گود میں تھے۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس موقعہ پر سب سے پہلے مجھے پیار کیا۔ اور میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور پھر مولوی عبداللہ صاحبؓ کے مکان کے اندر جا کر مجھے اپنی گود میں لے کر دعا فرمائی اس کا مزید ثبوت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کے لئے ہاتھ پھیلائے ہیں۔ تم حضور کی طرف جھکے حضور نے تمہیں ہاتھ سے تھام لیا۔ مصافحہ کر کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا۔ آؤ میاں پہلے تم سے مصافحہ کرلیں۔ تم سے مصافحہ کرنے کے بعد پھر مجھ سے مصافحہ کیا۔ اور پھر جتنے دوست وہاں موجود تھے۔ ان سب سے مصافحہ کرنے کے بعد کھانا کھانے اندر تشریف لے گئے مَیں چونکہ قریبی رشتہ دار تھا۔ میں بھی اندر گیا۔ کھانا کھانے کے بعد مولوی عبداللہ صاحب نے عرض کی کہ ہمارے دو بچے ہیں ان کے لئے دعا فرمائیں (ایک خاکسار قدرت اللہ اور دوسرے ان کے صاحبزادے رحمت اللہ کے لئے) حضور نے فرمایا انہیں یکے بعد دیگرے میری گود میں دیں۔ آپ نے پیڑھی پر بیٹھے ہوئے دونوں کو یکے بعد دیگرے گود میں لے کر دعا فرمائی۔

واقعہ بیعتِ خود ۱۸۸۹ء میں جب حضور نے بیعت لینے کا اعلان فرمایا۔ تو سنور کے نو آدمیوں نے اسی سال بیعت کی۔ چونکہ ۱۸۸۴ء سے حضور کا ذکر ہمارے گھروں میں رہتا تھا مجھے بچپن کے زمانہ میں ہی یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ بیعت ضرور کرنی چاہیئے خواہ کسی کی کرلی جائے جو یہاں قریب ہی ہو اتنی دور قادیان کون جائے۔ چونکہ والد صاحب نے بیعت نہیں کی تھی اس واسطے چشتیہ خاندان کے ایک سیّد صاحب سے ارادت رکھتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ مَیں نے ان سے بیعت کی درخواست کی انہوں نے فرمایا۔ جب بالغ ہو جاؤ گے تو بیعت کرلینا۔ وہ قوالی کی مجالس میں مجھے بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ نماز تو وہ ضرور پڑھتے تھے لیکن اکثر وقت چوسر شطرنج تاش کھیلتے رہتے تھے ایک دن صبح کے وقت میں ان کی بیٹھک میں گیا وہاں ان کے دو برادرزادے علی حسین اور علاؤ الدین بیٹھے تھے پیر صاحب جن کا نام عبدالحق تھا اور جھنڈو کے نام سے معروف تھے وہ اندر گئے ہوئے تھے ہم تینوں کھیلنے لگ گئے کھیلتے وقت ان دونوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر شروع کیا اور دریدہ دہنی اور گندہ زبانی سے آپ کو گالیاں دینے لگے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ ہمارے خاندان کے کئی بزرگوں نے ان کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷: - ان دنوں یہ ملا ہے کہ مبارکہ بیگم صاحبہ جو رحمت اللہ صاحب کی لڑکی اور مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی پوتی ہیں انکی گواہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے والد رحمت اللہ صاحب کو اور مجھے اپنی گود میں لیکر دعا فرمائی تھی یہ رشید احمد صاحب سنوری کے ذریعہ معلوم ہوا پس نفس واقعہ بالکل درست ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ع این سعادت بزورِ بازو نیست ؎

بیعت کی ہوئی ہے وہ نیک اور بزرگ ہیں آپ سیّد زادے ہیں اس لئے فحش کلامی سے احتراز
کریں پس پشت کسی کو گالیاں دینا شرافت سے بعید ہے میں نے کہا میں پیر صاحب سے ارادت
رکھتا ہوں اگر کوئی ان کو گالی دے تو مجھے کتنا بُرا لگے گا۔ مگر وہ باز نہ آئے اور پھر گالیاں دینی
شروع کیں۔ مَیں نے پھر منع کیا مگر وہ باز نہ آئے اور پھر گالیاں دینی شروع کیں اور مجھے مارنے
لگے شور پڑ گیا۔ پیر صاحب اندر سے تشریف لائے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ مَیں نے کہا یہ حضرت
مرزا صاحب کو گالیاں نکالتے ہیں۔ گو وہ میرے پیر نہیں لیکن کسی کو پسِ پشت گالیاں نکالنا بُرا ہے
پیر صاحب نے اپنے بچوں کی طرفداری کی اور ان کو گالیوں سے منع نہ کیا اس پر مَیں ناراض ہو کر چلا
آیا اور گھر آکر پوسٹ کارڈ لے کر بیعت کا خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھ دیا۔

حضرت مولوی محمد یوسف صاحب کو جن کا ذکر "ازالہ اوہام" میں ہے جب میری بیعت کا علم
ہوا۔ تو انہوں نے میری تربیت کی طرف خاص دھیان دیا۔ مجھے نمازوں میں ساتھ لے جاتے تھے۔
اور تہجد ساتھ پڑھاتے تھے مولوی صاحب اس قدر رعب رکھتے تھے کہ قصبہ سنّور میں چودہ مسجد
تھیں وہ جس مسجد میں جاتے امامت کرا دیتے۔ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ مَیں
والد صاحب کے پاس بٹھنڈا میں رہتا تھا وہاں میں نقشہ نویسی کا کام سیکھتا تھا۔ سنّور کے ایک شخص
کو جب میں نے تبلیغ کی تو اس نے دلائل سے لاچار ہو کر طعنہ دیا کہ "دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ"
اس پر میں بٹھنڈہ سے سوار ہو کر قادیان آیا اور دستی بیعت کی۔ یہ ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہے۔

بیعت والدہ صاحبہ

گھر میں والد صاحب کے ساتھ بھی حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر ہوتا تھا وہ
پرانے عقیدے پر قائم تھے کہ مسیح آسمان سے آئے گا میری والدہ صاحبہ
بھی سنتی رہتی تھیں ایک دن والدہ صاحبہ نے مجھ سے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی بیعت
ہو جاؤں۔ مگر مجھے خوف آتا ہے کہ تمہارے والد صاحب مجھ پر ناراض ہوں گے میں نے والدہ
صاحبہ سے عرض کیا کہ آپ والد صاحب سے عرض کریں کہ قدرت اللہ نے جو عقیدہ اختیار کیا
ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس سے کیا سلوک کرے گا۔ والد صاحب یہ ضرور فرمادیں گے کہ اس
عقیدہ کی وجہ سے یہ جہنم میں ضرور جائے گا۔ آپ اس وقت یہ عرض کر دینا کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے
اگر یہ جہنم میں گیا تو مَیں جنت میں جا کر کیا کروں گی۔ مجھے اجازت فرمائیں کہ مَیں بیعت کرلوں

تا کہ اس کے ساتھ ہی میرا حشر بھی ہو جائے والدہ صاحبہ نے جب والد صاحب کے سامنے یہ بات پیش
کی تو وہ ہنس پڑے اور فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو بے شک بیعت کر لو۔ میں نے قدرت اللہ کو بھی کچھ نہیں
کہا تم کو بھی کچھ نہیں کہتا چنانچہ والدہ صاحبہ نے مجھے اجازت دے دی اور میں نے ان کی طرف سے
بیعت کا خط لکھ دیا اور وہ داخلِ سلسلہ ہو گئیں۔

بیعتِ دادا صاحب

میرے دادا صاحب زندہ تھے میں نے ان کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ اس وقت
ان کی عمر قریباً سو سال تھی مگر ان کے قویٰ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے انہوں نے
فرمایا میں تو لکھا پڑھا نہیں صرف قرآن شریف پڑھ سکتا ہوں تمہارا والد مولوی ہے اس نے بیعت نہیں
کی۔ میں نے کہا وہ ابھی تحقیق کر رہے ہیں۔ پھر میں نے کہا آپ اس عمر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ حضرت نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب مسیح آئے تو اسے میرا سلام کہنا اگرچہ گھٹنوں کے بل جانا
پڑے اس لئے آپ بیعت کر لیں۔ انھوں نے فرمایا۔ میں نے تو اپنے بزرگوں سے یہی سُنا ہے کہ جو
ایک پیر کی بیعت کر کے توڑتا ہے وہ گویا خدا کی بیعت سے پھرتا ہے۔ اگر مسیح علیہ السلام میری
زندگی میں نازل ہو جائیں تو پھر مجھے بیعت فسخ کرنی پڑے گی۔ میں نے کہا آسمان سے آج تک نہ کوئی
آیا ہے نہ آئے گا اور اس کے متعلق میں نے ثبوت پیش کئے انہوں نے فرمایا میں مشروط بیعت
کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بیعت کا خط لکھ دو۔ لیکن میری طرف سے یہ شرط پیش کرنا کہ اگر مسیح علیہ السلام
آسمان سے آ جائیں تو میں بیعت توڑ کر اُن کی بیعت میں شامل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے مشروط
بیعت کا خط حضورؑ کی خدمت میں لکھ دیا۔ جس کے جواب میں حضورؑ نے تحریر فرمایا ان کی مشروط
بیعت منظور ہے۔ نیز تحریر فرمایا کہ اگر مسیح علیہ السلام آ جائیں تو سب سے پہلے میں بیعت کرونگا
لیکن یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ مسیح آسمان سے آئے گا نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ آسمان سے آئیگا
مجھے اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود بنا کر مبعوث کیا ہے۔

بیعتِ والد صاحب

میں والد صاحب کے لئے دعائیں کرتا تھا اور حضورؑ کی خدمت میں بھی لکھتا تھا۔
والد صاحب چونکہ تہجد گذار تھے اور ذکرِ الٰہی کرتے رہتے تھے انہوں نے
ایک دن مجھے بتایا۔ میں نے رات ایک عجیب خواب دیکھی ہے میں بیت اللہ شریف میں ہوں
اور وہاں نماز ادا کی۔ ابھی سلام نہیں پھیرا قعدہ میں ہاتھ التحیات کے وقت گھٹنوں پر رکھے

ہوئے تھے۔ سلام پھیرنے کے ساتھ ہی کسی نے آکر میرے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کرلیں اور
کہا جب تک حُبّ آلِ رسولؐ نہ ہوگی اس وقت تک نماز روزہ کچھ نہ قبول ہوگا۔ والد صاحب نے
فرمایا کہ مجھے تو آلِ رسولؐ کی اتنی محبت ہے کہ میں ہمیشہ تہجد میں پنجتن پاکؑ کے لئے نام بنام دعائیں
کرتا ہوں میں نے عرض کیا کہ میں اس کی تعبیر عرض کروں۔ فرمانے لگے تم اَغرَقنَا آلَ فِرعَونَ
سے یہ دلیل پیش کروگے کہ وہ فرعون کے متبع تھے اس کی واقعی آل نہ تھے اسی طرح حُبِّ آلِ رسولؐ
جو مجھے بتایا گیا ہے تم اس میں بھی مرزا صاحبؑ کو شامل قرار دوگے۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔
فرمایا ابھی شرح صدر نہیں اگرچہ طبیعت میں تذبذب تو پیدا ہوگیا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد انھوں
نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ والد صاحب کی وفات ۱۹۲۷ء میں ہوئی چونکہ آپ موصی بھی تھے۔ اور
آپ کی وفات قصبہ سنّور میں ہوئی اسٹیشن سے بذریعہ لاری آپ کی نعش قادیان پہنچائی گئی جہاں
آپ اس قطعہ صحابہؓ میں جو کنوئیں کے پاس ہے مدفون ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانے میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام سنّور تشریف لائے ہیں اور ہمارے کئی بزرگ جو رشتہ میں دادا لگتے تھے اور میرے والد
صاحب کے حقیقی چچا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب موجود تھے۔ میرے دل میں اس بات کی بہت خوشی
تھی کہ قادیان میں تو مولوی نورالدین صاحبؓ یا مولوی عبدالکریم صاحبؓ نماز پڑھاتے تھے یہاں
وہ تو موجود نہیں ہیں اب نماز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام خود پڑھا دینگے نماز کی تیاری
ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ میں نے
بزرگانِ مذکورہ بالا کی طرف یکے بعد دیگرے اشارہ کیا کہ آپ نماز پڑھائیں لیکن ہر ایک کی طرف
سے مجھے یہی جواب ملا کہ حضورؑ نے آپ کو حکم دیا ہے آپ پڑھادیں۔ میں نماز پڑھانے کے لئے
کھڑا ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام جس طرح قادیان میں امام کے برابر کھڑے
ہوتے تھے بالکل میرے پس پشت کھڑے ہوئے جب میں رکوع میں گیا تو حضور نے بڑھ کر میرے
جسم پر بوجھ دے کر رکوع فرمایا سمع اللہ کہنے پر آپ پیچھے ہٹے اور ہر سجدہ میں آپ میرے جسم پر
سجدہ فرماتے تھے۔ اور ہر سجدہ اور رکوع میں ایسا ہی کیا۔ نماز ختم ہونے پر میں بیدار

واقعات بزمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) چچا عبداللہ صاحب کے صاحبزادے رحمت اللہ صاحب بیمار تھے چچا صاحب رخصت لے کر سنّور آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے ذکر کیا کہ آپ تو تیمارداری میں مشغول ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں قادیان جا کر ان کے واسطے حضور سے دعا کراؤں۔ انہوں نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا اور ایک مفصّل خط بھی لکھ کر انکی بیماری کے حالات پر مشتمل دے دیا اور دعا کے لئے درخواست کی اس سے قبل حضرت صاحب نے ان کے لئے ایک نسخہ تجویز فرمایا ہوا تھا۔ اس ضمن میں تحریر کیا کہ اس میں درج شدہ ایک دوائی سمجھ میں نہیں آ رہی اس کے متعلق بھی ارشاد فرما دیں نسخہ میں اس کا نام برگ بیلا پڑھا جاتا ہے۔ اور کسی دوکان سے نہیں مل رہی۔

میں قادیان شریف حاضر ہوا اور خادمہ مسماۃ دادی صاحبہ کو وہ خط حضور کو پیش کرنے کے لئے دیدیا اور عرض کر دیا کہ مَیں یہاں حاضر ہوں حضور کی اگر زیارت بھی ہو جائے تو اچھا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک دوست نے نیچے سے آواز دی اس کی بات سننے کے لئے میں نچلی سیڑھی پر چلا گیا۔ جب میں واپس اوپر آیا اور دادی صاحبہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ اگرچہ اس وقت حضور کام میں مشغول تھے۔ لیکن آپ کو ملنے کے لئے فوراً تشریف لائے لیکن۔ آپ یہاں موجود نہ تھے اس لئے واپس تشریف لے گئے مَیں نے عرض کیا دوبارہ اطلاع کر دو۔ جواب دیا کہ پہلے بھی حضرت صاحب کام کرتے ہوئے اُٹھکر آئے تھے اب دوبارہ نہیں آئیں گے وہ یہ جواب دے کر اندر چلی گئیں اور مَیں اپنی غلطی پر پشیمان ہو رہا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے جا کر حضور سے عرض کیا یا ہماری دونوں کی آواز حضور کو ساتھ والے کمرے میں سُنائی دی حضور باہر تشریف لے آئے۔ میں نے سلام کیا مصافحہ کیا اور نذرانہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے اونچی آواز میں جواب میں جزاک اللہ فرمایا۔

حضور نے چچا صاحب والا خط ہاتھ میں لیا ہوا تھا۔ زبانی سارے حالات سُنے اور دعا کا وعدہ فرمایا اور اس میں درج شدہ دوائی کی تصحیح فرما دی کہ یہ برگ بیلا نہیں بلکہ برگِ بید ہے اور فرمایا ان کو خط لکھ دو ہم دعا کریں گے۔ مریض کو چونکہ غذا ہضم نہ ہوتی تھی اس کی بابت فرمایا کہ پندرہ پندرہ

دن کے چوزے لیکران کو ذبح کر کے صاف کر کے مع پروں وغیرہ کے پانی میں اچھی طرح جوش دے کر وہ پانی تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد مریض کو پلاتے رہیں۔ اور گنے منگوا کران کو چھیل کر رات کو چھت پر رکھدیں اور صبح مریض کو وہ گنے جس قدر وہ چوس سکے دے دیں۔ نیز فرمایا۔ مریض کو کھلی ہوا میں رکھیں۔

۲۔ حضور سیر میں دوسرے تیسرے روز مجھ سے پوچھ لیتے کہ میاں عبداللہ صاحب کے لڑکے کی خیریت کی خبر آئی ہے یا نہیں۔ جو کچھ مجھے علم ہوتا وہ عرض کر دیتا۔ ایک دن حضور نے فرمایا آج میاں عبداللہ صاحب کا خط آیا ہے۔ تمہارا بھائی راضی ہے۔ فرمایا مجھے بہت خوشی ہوئی میں بھی حضور کی اس بندہ نوازی سے بہت خوش ہوا۔ جس دن واپسی کا ارادہ ہوا۔ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں اجازت کے لئے عریضہ لکھا اور دعا کی درخواست کی اور ساتھ ہی یہ خواہش تحریر کی کہ حضور کا ایک دستی رومال اگر تبرکاً مل جائے تو زہے قسمت۔ میری بیوی خط لے کر اندر گئی۔ حضور نے وہ خط پڑھا اور امّ المؤمنین سے فرمایا کہ میاں قدرت اللہ کی بیوی کو میرا ایک دستی رومال دیدو اس کے میاں تبرکاً رومال مانگتے ہیں مگر وہ رومال دینا جو کثرت سے میرے ہاتھ میں رہا ہو چنانچہ حضرت ام المؤمنینؓ نے فوراً ایک ململ کا رومال جس کو حضرت صاحب نے اکثر دفعہ استعمال کیا تھا اٹھا کر میری بیوی کو دے دیا۔ اور یہ کہا کہ اس کو حضرت صاحب نے کثرت سے ہاتھ میں لیا ہے۔ حضرت صاحب نے وہ رومال میری بیوی کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں دبایا اور پھر میری بیوی کو دیا اور فرمایا۔ اپنے میاں سے یہ کہدینا کہ یہ رومال حضرت صاحب ہی کا ہے اور آپ نے ہی دیا ہے بلکہ اس وقت بھی آپ نے اپنے ہاتھوں سے مَل کر دیا ہے۔ تاکہ تمھاری خواہش پوری ہو جائے۔

حضور نے میرے خط کا جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے:۔

"السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ اجازت ہے چلے جائیں اور میاں عبداللہ سنوری کے خط سے حال صحت معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ پوری صحت عطا فرمائے میری طرف سے کہدیں کہ میں دعا کرتا رہوں گا خدا تعالیٰ قبول فرمائے ۔ والسّلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ"

اب خط کو دیکھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ حضرت صاحب کو چچا عبداللہ صاحب سنوری کے خط سے یہ اطلاع مل چکی تھی کہ مکرمی رحمت اللہ صاحب بالکل راضی ہو گئے ہیں مگر حضور نے خط میں یہ لکھا کہ "میاں عبداللہ صاحب سنوری کے خط سے حال صحت معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ پوری صحت عطا فرمائے۔" چنانچہ جب میں نے سنور جا کر معلوم کیا تو پتہ لگا کہ مکرمی رحمت اللہ صاحب راضی خوشی اپنی جائے ملازمت پہ حاضر بھی ہو چکے ہیں۔ میں دل میں بار بار یہ خیال کرتا تھا کہ الٰہی حضرت صاحب نے یہ کیوں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوری صحت عطا فرما دے۔ مگر حکمتِ الٰہی پنہاں تھی وہ آشکارا ہوئی اللہ تعالیٰ کے محبوب جری اللہ فی حلل الانبیاء کا کلام معجز نما پورا ہوا کہ تقریباً ایک ماہ کے بعد پھر مرض نے زور پکڑا اور مکرمی رحمت اللہ صاحب پھر دو ماہ بیمار رہے اور حکیم نے کہا دراصل ابھی مرض اندر تھی کثرت کام اور علاج چھوڑنے کی وجہ سے بیماری پھر عود کر آئی۔ اس طرح حضور کے فقرہ کے مطابق خداوند تعالیٰ نے دوبارہ صحت عطا فرمائی اور اپنے پاک محبوب کی بات کو پورا کر دکھایا۔

میری اہلیہ اوّل کی وفات

میری پہلی بیوی بیمار ہو کر چھلے کی حالت میں تھیں کہ چالیسویں دن صبح کے وقت برخوردار بشارت اللہ فوت ہو گیا اور شام کے وقت وہ خود فوت ہو گئیں۔ ان کی وفات سے چند دن پہلے دفتر بندوبست ضلع   لسبی سے رخصت لے کر میں آنے لگا تو چچا صاحب نے مجھے فرمایا بندوبست کا میعادی کام ہے اور آپ رخصتیں لیتے رہتے ہیں۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ آپ کی رخصت منظور نہیں کریں گے۔ درخواست مجھے دیں میں ان کو یقین دلا کر درخواست منظور کرا دوں گا۔ درخواست اُوپر لے گئے اور منظور کرا کر لے آئے اور مجھے فرمایا کہ مریضہ کی حالت اچھی نہیں ہے اور مجھے کامل یقین ہے کہ وہ فوت ہو جائے گی۔ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تا تمہیں اس وقت صدمہ کم ہو۔ جب میں سیڑھیوں سے اُتر رہا تھا تو دفتر قانونگو صاحب جو انبالے کے رہنے والے تھے اوپر کو جا رہے تھے میں نے انہیں روک کر کہا کہ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ اقرار کریں کہ میں مان لوں گا۔ انہوں نے کہا آپ بات بتائیں میں نے کہا کہ نہیں پہلے آپ اقرار کریں (پہلے وہ غیر احمدی تھے) انھوں نے کہا کہ آپ کہیں گے کہ مرزا صاحب کی بیعت کر لو۔ میں نے کہا نہیں نہیں یہ نہیں اور بات ہے انہوں نے کہا اچھا بتاؤ

مَیں نے ان کو بتایا کہ قدرت اللہ کی بیوی سخت بیمار ہے وہ جانبر نہیں ہو گی آپ اقرار کریں کہ آپ اپنی لڑکی مریم کا رشتہ قدرت اللہ کو دے دیں گے انہوں نے کہا۔ ابتک ان کی بیوی زندہ ہے آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں جب وہ فوت ہو جائے گی پھر دیکھا جائے گا۔ چچا عبداللہ صاحب نے فرمایا نہیں ابھی اقرار کریں میرے ضد کرنے پر اس نے مان لیا۔ مَیں نے یہ بات تم کو بتادی ہے تاکہ تم کو اطمینان ہو جائے۔ مَیں رخصت پر گھر چلا گیا۔ اور وہاں میری بیوی فوت ہو گئی۔ وہ میرے بڑے ماموں کی لڑکی تھی اور ان کی صرف دو لڑکیاں تھیں اولاد نرینہ کوئی نہ تھی ان کی چھوٹی لڑکی میرے چھوٹے ماموں کے لڑکے سے شادی شدہ تھی۔ چونکہ میرے چھوٹے ماموں سنّور سے چار میل کے فاصلے پر موضع علی پور میں رہتے تھے مَیں نے اپنی بیوی کی فوتیدگی کی اطلاع ان کو پہنچادی اور ان کو قبر پر آنے کی اطلاع دی۔ صبح کو وہ قبرستان میں جنازہ میں تشریف لائے قبر کے تیار ہونے میں کچھ دیر تھی میرے چھوٹے ماموں نے مجھے علیحدہ کرکے یہ بات بتائی کہ تیرے گھر میرے بھائی کی لڑکی تھی اور اس کی دوسری لڑکی میرے لڑکے سے بیاہی گئی۔ تیرے والد کے گھر میری ہمشیرہ ہے اور تیرے دادا کے ساتھ ہماری پھوپھی کی شادی ہوئی تھی۔ میرے کوئی لڑکی نہیں ہے جب تم چھوٹے تھے میرے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ مَیں نے اس کا رشتہ تمہاری والدہ کو کہہ دیا۔ وہ لڑکی فوت ہو گئی۔ دوسری لڑکی پیدا ہوئی اس کا رشتہ کہہ دیا۔ وہ بھی فوت ہو گئی۔ پھر تیسری لڑکی پیدا ہوئی پھر اس کا رشتہ دے دیا۔ اس کے بعد میرے کوئی لڑکی نہیں ہوئی اس واسطے اپنے بڑے بھائی کی لڑکی سے تمہاری شادی کی۔ رات اس واقعہ کی اطلاع ہونے پر مجھے بہت صدمہ ہوا۔ کہ اب اس خاندان کا تعلق ٹوٹ جائے گا۔ آخر بڑے سوچ و بچار کے بعد مجھے یہ سمجھ میں آیا کہ اگر مَیں اس گاؤں میں کوئی مناسب رشتہ تجویز کرلوں۔ تو قدرت اللہ کا اس گاؤں میں آنے سے میرے ساتھ کچھ تو تعلق رہے گا۔ چنانچہ میں نے اپنے نسبتی بھائی حافظ قاسم علی کو لے کر ایک شخص محمد عارف سے جس کی لڑکی قرآن شریف کے علاوہ چند کتب پڑھی ہوئی ہے رشتہ کی درخواست کی۔ ان نے بہت ہی اصرار کیا کہ لڑکی جو فوت ہو گئی ہے اس کو دفن کر آئیں اس کے بعد آپ کی ہمشیرہ یا کوئی صاحب دریافت کریں تو رشتہ ہو جائے گا ہم نے یہ اصرار کیا اور لڑکی کے ہاتھ پر دو پیسہ رکھ دیا۔ آپ اطمینان رکھیں آپ کی شادی کا

انتظام کر دیا ہے۔ تدفین کے سلسلہ سے فارغ ہو کر جب ہم گھر پہنچے تو میں نے اپنی والدہ صاحبہ
سے ذکر کیا کہ چاچا صاحب نے ایسا کیا ہے اور ماموں صاحب نے ایسا کیا ہے مجھ سے کسی نے
دریافت ہی نہیں کیا۔ اور خود ہی ایسا کر دیا ہے اب آپ ہی بتائیں کہ ایک طرف تو آپ کا
بھائی ہے اور دوسری طرف میرے چاچا ہیں۔ اب کونسا رشتہ لیا جاوے۔ والدہ نے فرمایا۔
کہ میرا بھائی غیر احمدی ہے اور آپ کے چاچا احمدی ہیں اس لئے وہی میرے حقیقی بھائی ہیں
میں ان کی تجویز سے اتفاق کروں گی۔ آپ کی آئندہ ساری زندگی کا یہ معاملہ ہے آپ خود یہ
دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے یہ خود انتظام فرماوے۔ اور میں بھی تمہارے لئے دعا کروں گی۔

نکاح ثانی کا واقعہ

(۳) میں رخصت ختم کر کے دفتر میں حاضر ہو گیا اور دعاؤں میں مشغول
تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خواب دکھایا۔ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں
کہ میرے والد صاحب باہر سے تشریف لائے ہیں۔ اور ان کے پاس ایک گھڑا دودھ کا ہے وہ
مجھے دیا کہ اپنی والدہ کو دے دیں یہ باہر سے کسی گاؤں سے منگوایا ہے کھیر پکوانے کے لئے مجھے
اس بات سے رنج ہوا کہ جب گھر میں بھینس موجود ہے تو باہر سے کیوں منگوایا گیا میں نے وہ گھڑا
فرش کے کنارے موری پر پھینک دیا۔ والد صاحب نے میری یہ حرکت دیکھ کر اندر مکان میں داخل
ہو کر والدہ صاحبہ کو مارنا شروع کر دیا کہ تمہارے بیٹے نے ایسا فعل کیا ہے والد صاحب کے مارنے
اور والدہ صاحبہ کے شور کرنے پر ڈیوڑھی کے باہر ایک شخص محمد یعقوب نامی نے شور سنکر اندر
آنا چاہا۔ دروازہ چونکہ بند تھا اس نے اس زور سے چوکھٹ کو دھکا دیا کہ وہ چوکھٹ مع دروازہ
کے اندر گر گئی میں بیدار ہو گیا اس خواب کی تفہیم مجھے یہ معلوم ہوئی کہ دودھ کا گھڑا لانے والے
والد صاحب کی بجائے چاچا صاحب ہی ہیں یہ رشتہ گویا ان کی طرف سے ہے اور چوکھٹ جو
محمد یعقوب نے توڑ دی یہ وہ رشتہ ہے جو ماموں صاحب کی طرف سے ہے۔ میں حیران تھا کہ یہ دونوں
رشتے نہیں ہوں گے لیکن میں نے اس کا ذکر نہ چاچا صاحب سے کیا نہ والد صاحب سے تھوڑے
عرصہ کے بعد چاچا صاحب نے یہ کہا کہ جب آپ کی والدہ صاحبہ نے بھی کہدیا ہے کہ وہ رشتہ نہیں
کرنا تو آپ رخصت پر جائیں اور دفتر قانونگو بھی جائیں۔ تا کہ بندوبست کیا جائے اور شادی ہو جائے
چونکہ دفتر قانونگو صاحب رخصت لے کر سرہند سے انبالے چلے گئے تھے میں بھی رخصت لیکر سرہند سے

رنبیالے سے ہو کر سنور جانے لگا۔ راستہ میں مجھے یہ خیال آیا کہ کسی طریقہ سے میں اپنی آنکھوں سے لڑکی کو دیکھ لوں۔ میں انبالے کا ٹکٹ لے کر وہاں اپنے ایک رشتہ دار کے پاس چلا گیا۔ انھوں نے مجھ سے معاملہ معلوم کر کے مجھے تسلّی دی کہ ہمارا ان لوگوں سے واسطہ ہے لڑکی ہم نے دیکھی ہے۔ اگر آپ نے مزید اطمینان خود کرنا ہے تو ہمارے گھر سے بوڑھی عورت ان کے گھر آتی جاتی ہے جائے گی۔ وہ کسی ترکیب سے لڑکی کو دروازہ سے باہر بات چیت کرنے کے لئے کھڑا کر دیگی آپ راستہ سے گزرتے ہوئے خود دیکھ لیں چنانچہ وہ عورت چلی گئی میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو گیا اس عورت نے ان کے مکان پر جا کر اس لڑکی کو دروازہ سے باہر کھڑا کر لیا۔ راستہ کا فاصلہ تقریباً ۲۰/۲۵ قدم کا تھا۔ میں نے جب وہاں پہنچکر لڑکی کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ اس وقت میری آنکھ کے سامنے کشفی نظارہ آگیا۔ لڑکی کا چہرہ سفید چاندنی کی طرح چمک رہا تھا اور اس کے اوپر کئی مکھیاں سیاہ رنگ کی بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں دیکھکر آگے گزر گیا اور واپس اس مکان پر آگیا اور ان کو میں نے بتا دیا کہ مجھے خدا نے جو کچھ دکھایا ہے اس کی وجہ سے میں یہ رشتہ نہیں کرونگا وہاں سے ہی میں سنور پہنچ گیا والدہ صاحبہ نے سُنکر بتایا کہ تم نے بڑی غلطی کی ہے۔ کہ ہمیں اطلاع دی ہے کہ شادی منظور کر لی رخصت پر آرہا ہوں ہم نے علی پور والا جو تھانہ رشتہ والا تھا وہ بھی واپس کر دیا ہے پھر ماموں صاحب کو بلایا اور پوچھا کہ اب وہ رشتہ ہو سکے گا؟ انھوں نے کہا۔ اب نہیں ہو سکتا ان کی بہت بے عزّتی ہوئی ہے۔

وہ جو میں نے خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر پوری ہو گئی دونوں رشتے جاتے رہے چاچا

نوٹ کی صاحب قادیان میں تشریف رکھتے تھے اور مجھے خط لکھا کہ تم قادیان آجاؤ یہاں ایک رشتہ تجویز کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے لڑکا دیکھنا ہے میں رخصت لے کر قادیان پہنچا چاچا صاحب نے کہا اتنے دن لگا دیئے ہیں ہم تو آپ کی انتظاری کرتے رہے اور وہ اب واپس گھر چلے گئے ہیں چچی صاحبہ نے فرمایا کہ وہ یہ رشتہ کرنا نہیں چاہتیں چاچا صاحب نے فرمایا۔ کہ سنور میں ہی ایک شخص کریم بخش نامی ہے اس کی لڑکی اس کیلئے تجویز کرتا ہوں لیکن وہ میری درخواست پر یا میرے کہنے پر نہیں مانے گا۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حضور براہ راست منشی کریم بخش کو خط لکھ دیں یہ درخواست چاچا صاحب کی طرف سے

چاچی صاحبہ نے جا کر حضور کے ہاں پیش کر دی۔ حضور نے معاً چھٹی منشی کریم بخش صاحب کو سفارشی لکھ کر چچی صاحبہ کو دی کہ وہ اس چھٹی کو ان کے پاس لے جائیں چچی صاحبہ نے چھٹی لا کر مجھے دے دی اور چاچا صاحب نے کہا کہ مبارک ہو اور فوراً سنّور چلے جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے ملاقات تو ہوئی نہیں کیسے چلا جاؤں انہوں نے فرمایا کہ حضور کی طبیعت کچھ خراب ہے اس لئے حضور کئی دن سے باہر نہیں آتے میں نے کہا کہ چاہے کتنے ہی دن کیوں نہ لگ جائیں۔ میں ملاقات کئے بغیر نہ جاؤں گا لیکن چچا صاحب ناراض ہو کر باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آگئے اور کہا کہ بہتر تھا تم چلے جاتے شادی ہو جانے کے بعد ملاقات کرتے رہنا۔ میں نے کہا۔ اگر میں راستہ میں مر گیا تو شادی بھی نہ ہوگی اور ملاقات بھی رہ گئی جس پر انہوں نے چاچی صاحبہ کو فرمایا کہ جاؤ حضرت صاحب کے پاس جا کر کہو کہ وہ تو کہتے ہیں کہ میں تو ملاقات کئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔ چاچی صاحبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا معاملہ عرض کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا کہ بلاؤ۔ اور کہو کہ زینے کے راستہ سے اُوپر آجاوے۔ اس ارشاد کی اطلاع ملنے پر میں زینے کے راستہ سے اُوپر گیا۔ زینے کے دروازے میں پہنچا، تو حضرت صاحب آگے سے آئے اور چہرہ پر پھنڈی لگی ہوئی تھی جس پر پٹی وغیرہ کسی ہوئی تھی حضور میری طرف بڑھے اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم کہا اور مصافحہ فرمایا میں نے نذرانہ پیش کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضور نے ہنس کر فرمایا خط لکھ دیا ہے اور جو کچھ تم نے کہا ہے اس کی اطلاع مجھے ہو گئی ہے۔ میں نیچے آکر چلنے لگا اور چاچا صاحب نے نصیحت فرمائی کہ یہ خط خود کریم بخش کو نہ دینا بلکہ خان صاحب محمد اکبر خان صاحب جب سنّور تشریف فرما ہوں ان کو یہ خط دے دینا وہ خود ان کو دے دیں گے۔ میں نے جا کر خط محمد اکبر خان صاحب کو دے دیا انہوں نے فرمایا کہ اس کی پہلی لڑکی کے معاملے میں اس کی ہتک ہوئی ہے یہ انکار کر دے گا میں اس کو دو چار دن کے بعد قادیان لے جاؤں گا اور وہاں حضرت صاحب کے سامنے اس سے ہاں کراؤں گا قادیان جانے سے پہلے ایک دن منشی کریم بخش صاحب اور اکبر خان صاحب پٹیالے گئے ہوئے تھے واپسی پر جس یکے میں سوار تھے وہ اُلٹ گیا۔ خان صاحب کو معمولی ضرب آئی اور کریم بخش صاحب کو زیادہ چوٹ آئی اس پر اُن کے قادیان جانے کے متعلق یہ فیصلہ ہُوا

کہ خان صاحب چلے جائیں اور کریم بخش صاحب کچھ عرصہ کے بعد آرام کرنے پر پہنچ جائیں گے ابھی کریم بخش صاحب قادیان نہ گئے تھے کہ ان کے قریبی رشتہ دار بھتیجے کی بیوی فوت ہو گئی جو غیر احمدی تھا چنانچہ کریم بخش صاحب نے اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کے ہاں کر دیا۔ اس طرح سے یہ رشتہ بھی نہ ہوا۔

اس کے بعد چاچا صاحب جب قادیان سے واپس آ کر میری والدہ صاحبہ کو میاں کریم بخش صاحب کے ہاں ریاست نابھہ لے کر گئے اور وہاں میاں کریم بخش صاحب کی لڑکی کو دکھایا اس کو میری والدہ صاحبہ نے بھی پسند کر لیا۔ اور چاچا صاحب نے کریم بخش صاحب سے درخواست کی کہ رشتہ بیت قدر اللہ سے کر دیں لڑکی کا۔ انہوں نے کہا کہ میں لڑکا دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ چنانچہ چاچا صاحب نے کہدیا کہ قصبہ بسی میں وہ لڑکا دفتر میں ہے اور میں بھی وہاں ہی ہوں آپ آ کر دیکھ لیں چنانچہ میاں کریم بخش صاحب تشریف لے آئے اور مجھ سے ملنے کے بعد چاچا صاحب سے کہدیا کہ یہ رشتہ مجھے منظور ہے اب چاچا صاحب نے مجھے فرمایا کہ پہلے دونوں رشتے آپ کی خوابوں کی بنا پر گئے اور تیسرا رشتہ تیری سستی کی وجہ سے گیا۔ اب اس رشتہ کے متعلق تیری والدہ نے تسلیم کر لیا۔ اب دعا کریں تا کہ یہ رشتہ ہو جاوے ورنہ بعد میں اعتراض نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے دعا شروع کر دی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ :- میرے سامنے ایک سفید ریش بزرگ نے ایک نوجوان لڑکی کو پیش کیا اور کہا کہ یہ کریم بخش صاحب کی لڑکی ہے دیکھ لیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اس نے کہا۔ کہ آپ اس سے بات کر لیں اچھی طرح۔ بعد میں اعتراض نہ کریں میں نے کہا کوئی ضرورت نہیں انھوں نے بار بار اصرار کیا کہ آپ ضرور بات کریں ان کے اصرار کو دیکھ کر سامنے سے اس نوجوان لڑکی نے مجھے مخاطب کر کے جواب دیا۔ آپ اپنے تقویٰ کے گھمنڈ میں نہ رہیں کہ یہ مجھے دکھائی گئی ہے جس طرح میں آپ کو دکھائی گئی ہوں اسی طرح آپ بھی مجھے خواب میں دکھائے جا چکے ہیں۔

اس کے بعد شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی چونکہ ہماری جائے رہائش قصبہ سنّور میں طاعون کے کیس ہو رہے تھے اس وجہ سے والد صاحب نے یہ فرمایا کہ آپ قصبہ بسی میں مکان کا انتظام کر لیں میں وہاں تمہاری والدہ اور اپنے والد صاحب کو بھیج دوں گا۔ تمہارے چچا صاحب۔ چند احمدی احباب وہاں ہیں ان کو ہمراہ لے کر رخصتانہ کرا لیں اور اپنی بیوی کو وہاں بسی لا دیں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں دو بیل گاڑیوں کے ذریعے سے رخصتانہ کیلئے چلے گئے

اور چچا عبداللہ صاحب اور ان کے دو صاحبزادے رحمت اللہ اور عبدالرحیم اور منشی محمد ابراہیم صاحب صحابی ساتھ گئے برات جانے سے پہلے ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ تھا کہ میں زیورات پارچات لینے کے لئے اور اپنی والدہ صاحبہ کو لینے کے لئے سنور گیا میں ابھی واپس نہیں ہوا تھا کہ چچا عبداللہ صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے کہا۔ کہ چچا صاحب نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے زیورات ان کے دامن میں ڈالے ہیں اس لئے اب وہ زیورات ان کو دے دو۔ چنانچہ والدہ صاحبہ نے اسی طرح ہی کیا چچا صاحب نے زیورات لے کر پھر مجھے دے دیئے کہ لے جا خواب تو پورا ہو گیا۔ وہ سنور ٹھہر گئے دو تین دن کے لئے۔ دو روز کے بعد پھر وہ بسی میں تشریف لے آئے اس کے بعد دو روز باقی رہ گئے تھے برات جانے میں۔ اور مجھ سے یہ بات فرمائی کہ میں نے تمہاری شادی کا انتظام دوسری جگہ کر دیا ہے جس جگہ انہوں نے بتایا۔ میں نے کہا کہ میں وہاں شادی نہیں کرانا چاہتا۔ مجھے کہنے لگے کہ میں تمہارے والد صاحب سے خط لکھوا کے لایا ہوں اور وہ خط مجھے دے دیا۔ میں نے پڑھ لیا۔ لیکن میں وہاں شادی نہیں کرانا چاہتا تھا انہوں نے فرمایا کہ اس کا جواب لکھ دو۔ پہلے جب میں جواب لکھنے لگا۔ تو ان کے چہرے پر غصہ کے آثار تھے والد صاحب کا خط میرے ہاتھ سے لے کر ایک فقرے پر انگلی رکھ کر فرمایا اس کا جواب بتا کیا لکھے گا؟ وہ فقرہ یہ تھا "اس رشتہ کی وجہ سے چالیس پگڑیاں تیرے پاؤں میں آ جاویں گی" اس کا مطلب یہ تھا کہ اتنے بڑے خاندان کی لڑکی ہے یہ رشتہ ضرور کر لے۔ میں نے کہا کہ میں اس کا جواب بھی لکھ دوں گا گھبراؤ نہیں۔ انہوں نے فرمایا بتا کیا لکھے گا میں نے عرض کیا کہ چالیس پگڑیاں تو بے شک پاؤں میں آتی ہیں مگر ہر پگڑی والے کی دو لاتیں ہوتی ہیں مجھ میں تو اسّی لتّاں (لاتیں) کھانے کی طاقت نہیں جب میں نے یہ کہا تو آپ نے والد صاحب کا خط اور جو جواب میں لکھ رہا تھا پھاڑ دیئے اور فرمایا کہ وہاں کریم بخش صاحب کے ہاں ہی چلیں گے چنانچہ دوسرے روز برات شام کے وقت رائے پور پہنچ گئی۔ ۱۵۰ روپے حق مہر پر نکاح پڑھ دیا گیا۔ اگلے دن کھانا کھانے کے بعد برات واپس ہو گئی راستہ میں دو بجے کے قریب ایک باغیچے کے سایہ میں بیل گاڑیاں کھڑی کر کے ہم مردوں نے نماز ظہر اور عصر جمع کر لیں اور وہاں سے روانہ ہو کر قصبہ بسی عصر کے وقت پہنچ گئے۔

میری بیوی کو دالان کے ملحق کوٹھڑی میں بٹھا دیا گیا۔ گھر میں کھانے وغیرہ کی تیاری ہو رہی تھی مجھے یہ خیال آیا کہ انہوں نے وہاں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ اب سورج چھپنے میں تھوڑی دیر باقی ہے ان کی نمازیں جاتی رہیں گی۔ میں اندر گیا اور السّلام علیکم کے بعد میں نے اُن سے کہا آپ ایک جلیل القدر صحابی کی بیٹی ہیں میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے دونوں نمازیں اس وقت ادا نہ کیں اور سُورج چھپ گیا تو میں آپ کو اسی طرح واپس بھیج دوں گا چونکہ میں نے یہ آخری کلمات زور سے کہے میری والدہ صاحبہ نے باہر بُلا کر کہا کیا بات کر رہے ہو۔ میں نے کہا چلمچی اور لوٹا بھجوا دیں اندر نمازیں پڑھنی ہیں چنانچہ چلمچی اور لوٹا بھجوا دیا گیا۔ اور میری بیوی نے نمازیں ادا کر لیں۔ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد اپنے سسرال کی خواہش کے مطابق ان کو وہاں لے جایا گیا۔ چند مہینے کے بعد یہ بیمار ہو گئیں اور حکیم عبدالغفور خان صاحب کو بُلا کر نبض دکھائی گئی حکیم صاحب نے نسخہ تجویز کرنے کے بعد مجھے علیحدگی میں بُلایا کہ یہ کیا شادی کی ہے اس کے اعضائے رئیسہ اس قدر نکمے ہیں کہ اس سے اولاد نہیں ہو سکے گی دو چار دن میں مریضہ کو صحت تو ہو گئی لیکن مجھے حکیم صاحب کے کہنے کے مطابق خطرہ محسوس ہوا اور میں نے سردار نرائن سنگھ صاحب اسسٹنٹ سرجن کو بلا کر معائنہ کرایا۔ یہ میرے کلاس فیلو بھی تھے انہوں نے بھی یہی بات بتائی (ڈاکٹر عبدالحکیم جو سلسلے سے مرتد ہو گیا تھا۔ اس نے بھی ایک مجلس میں ایک یہ نشان بھی طلب کیا تھا۔ کہ قدرت اللہ سنوری آپ کا کٹّر مرید ہے آپ اس کے لئے دعا کر کے دیکھ لیں۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ اس کے اولاد نہیں ہو گی۔ اگر آپ کی دعا سے اس کے اولاد ہو گئی تو میں سمجھ لوں گا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں) مجھے اب اس ڈاکٹر اور حکیم کے کہنے پر زیادہ خطرہ ہو گیا۔

۴۔ چونکہ چوہدری کریم بخش صاحب ہر سال قادیان میں جا کر ایک دو مہینہ قیام کیا کرتے تھے اپنی بیوی اور لڑکی کو ساتھ لے جایا کرتے تھے چونکہ ان کے اور کوئی اولاد نہ تھی اسلئے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اب حسبِ دستور قادیان جانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی لڑکی کو بھی ساتھ لے جاؤں ایک مہینہ کے بعد واپس چھوڑ جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے اجازت دے دی۔ اور وہ آ کر اپنی لڑکی کو ہمراہ لے گئے۔ جاتے وقت میں نے ایک خط حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے نام اپنی بیوی کو لکھ کر دے دیا کہ یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے

پیش کر دینا۔ اور اس کا جواب مجھے بھجوا دینا مگر ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا تو مَیں نے چوہدری
صاحب کو خط لکھا کہ وعدہ سے عرصہ زیادہ ہو گیا ہے آپ میری بیوی کو پہنچا دیں انہوں نے لکھا ہم نے
اجازت حضرت صاحب سے چاہی تھی آپ نے فرمایا کہ تمہارے گاؤں میں طاعون ہے جلتی آگ
میں باہر سے جانا مناسب نہیں۔ مَیں نے دوبارہ خط لکھا کہ میری بیوی کو پہنچا دیں آپ خود خواہ
کتنا عرصہ ٹھہریں انہوں نے اپنی تائید کرانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت
میں میرا خط پیش کر دیا۔ اور عرض کیا کہ حضورؑ نے ہمیں اجازت نہیں دی۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ میری
بیوی کو سرہند پہنچا جاؤ۔ یہاں طاعون نہیں ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
کہ آپ ان کی بیوی کو وہاں پہنچا دیں۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے انہوں نے اپنی بیوی سے ذکر کیا تو
ان کی بیوی نے حضرت اُمّ المؤمنین کی خدمت میں عرض کی کہ حضرتؑ صاحب نے ایسا حکم دیا ہے۔
آپ اگر مہربانی کر کے اجازت لے لیں کہ میاں کریم بخش باورچی جو سرہند کی طرف جا رہا ہے وہ لڑکی
کو اپنے ساتھ لے جاوے اور صرف ایک اسٹیشن اس لڑکی کو آگے جانا ہوگا۔ حضرت ام المومنین
نے حضرت صاحب سے عرض کی حضورؑ نے فرمایا جس سفر میں رات درمیان میں آوے نامحرم کے
ساتھ ایسا سفر جائز نہیں میری خوشدامن نے یہ بات سنکر پھر انہی سے عرض کیا کہ آپ برائے مہربانی
حضرت صاحب سے عرض کر دیں کہ حضور اجازت فرما دیں کہ قدرت اللہ اپنی بیوی کو آکر خود لیجاوے۔
اُمّ المومنینؓ کے عرض کرنے پر حضرت صاحب نے فرمایا یہ اچھی بات ہے ان کو کہہ دو کہ قدرت اللہ
کو خط لکھ دیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ تو خود آکر اپنی بیوی کو لے جا۔ چنانچہ ان کا خط میرے
پاس آیا اور مَیں قادیان پہنچ گیا۔ مَیں نے قادیان آکر اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ جو خط مَیں نے
آپ کو آتے وقت دیا تھا اس کا حضرت صاحب نے کیا جواب دیا تھا اس نے کہا کہ وہ مَیں نے
حضور کے پیش کر دیا تھا جس پر حضور نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے میاں ڈاکٹر ہیں یا حکیم
ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور وہ ڈاکٹر حکیم تو نہیں ہیں لیکن ڈاکٹر حکیم ان سے ایسا کہتے ہیں۔ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد ملاحظہ فرمایا۔ کوئی بیماری نہیں ہے ہم دعا کریں گے۔
حضور ٹہل رہے تھے ٹہلتے ہوئے جب دوبارہ میری طرف آئے تو فرمایا ان کو میری طرف سے خط لکھ دو۔
کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکوگے

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۴ بچے پیدا ہوئے جن میں سے پانچ کو ہم تو سنبھال سکے ان کو خدا نے سنبھال لیا۔ باقی چار بیٹے اور پانچ لڑکیاں خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں جو صاحب اولاد ہیں۔ میں نے حضورؓ سے اجازت چاہی کہ میں اپنی بیوی کو لے کر جاؤں۔ حضور نے فرمایا۔ فنانشل کمشنر صاحب یہاں قادیان آرہے ہیں ہم نے جماعت کے چیدہ چیدہ لوگوں کو یہاں بلایا ہے۔ آپ ابھی ٹھہریں۔ دورہ کے بعد تشریف لے جائیں۔ چنانچہ فنانشل کمشنر صاحب کے دورہ کے بعد میں اپنی بیوی لے کر واپس آگیا۔

میری شادی کو عرصہ سال ڈیڑھ سال کا ہوا تھا۔ ہم یہاں میاں بیوی ملازمت پر ہیڈ کوارٹر پر تھے۔ کہ کسی شرعی مسئلہ کی نسبت باہم تکرار تھا وہ جو کہتی تھی میں اس کی تردید کرتا تھا دو دن روز تکرار ہوتا رہا۔ تیسرے روز مجھے رات کو خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت ہوئی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے سختی سے نہ پیش آیا کرو یہ ہماری بیٹی ہے۔

شادی کے بعد میرا قیام سرہند کی تحصیل میں تھا۔ اور رائے پور وہاں سے ۱۵ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ میری بیوی ہمیشہ درخواست کرتی تھی کہ ۱۵ دن کے بعد مجھے رائے پور لے جایا کرو۔ میری والدہ بہت غمگین رہا کرتی ہیں۔ بیل گاڑی یا رتھ کے ذریعہ سے بوجہ کچا راستہ ہونے کے ہفتے کے دن جانا اور پیر کے دن صبح واپس آنا ہوتا تھا۔ کئی دفعہ جب ایسا ہوا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چچا عبداللہ صاحب نے کونسی جگہ رشتہ کر دیا۔ نت بیل گاڑیوں میں دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ چند ہی دن کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں قادیان گیا ہوں اور ٹانگوں کے اڈے سے جب میں اترا تو حضرت مسیح موعودؑ وہاں موجود تھے۔ پہلے سلام عرض کر کے مصافحہ کرنا چاہا تو حضور نے ہاتھ پھیلا کر مجھ سے معانقہ کیا۔ میں اپنے ہاتھ پھیلا کر حضور سے بغلگیر ہو گیا اور جب میں نے ہاتھ چھوڑے تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نہیں چوہدری کریم بخش صاحب ہیں۔ میں نے خواب سے بیدار ہو کر یہ سمجھ لیا کہ جس تکلیف کو میں محسوس کرتا تھا وہ میری غلطی ہے۔ چوہدری صاحب حضرت صاحب کے رنگ میں رنگین ہیں۔

فصل دوم

مکرم والد صاحب کے حالات

والد صاحب کی پیدائش غالباً ۱۸۴۳ء کی تھی۔ آپ نے زمانے کے مطابق مکتبی تعلیم حاصل کی آپ اُردو۔ فارسی۔ عربی کے خوب ماہر تھے۔ اور آپ شاعر بھی تھے۔ قرآن کریم کے عاشق، تہجد گذار اور بہت دعائیں کرنے والے تھے۔ میری بیعت کے سلسلہ میں یہ ذکر آچکا ہے کہ جب مَیں نے بیعت کی تو مجھ پر کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا اور جب والدہ صاحبہ نے بیعت کرنی چاہی تو ان کو بھی اجازت دے دی تھی آپ نے کچھ عرصہ بعد بیعت کی تھی۔ حضرت صاحب کی پرانی ڈاک میں میری ایک چٹھی بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی ملی جس میں مَیں نے اپنے والد صاحب کی بیعت خلافت علیحدہ لینے کی درخواست بحضور پیش کی۔ جو حسبِ ذیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدکم اللہ بنصرہٖ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ :۔ قبل ازیں بھی بذریعہ عریضہ تکلیف دی تھی مگر میری بدقسمتی کی وجہ سے حضور کو خیال نہیں رہا۔ اب عرض ہے کہ میرے والد صاحب پہلی صف میں حضور کے قریب ہی بیٹھے ہیں ان سے بیعت لے لیویں۔ ان کا نام محمد موسیٰ ہے وہ تنہائی میں بیعت کرنا چاہتے تھے مگر چونکہ بوجہ کثرت کام اور کثرت مہمانان حضور کو فرصت نہیں ملی۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کر لیویں۔ ہمارے واسطے کوئی دروازہ دنیا میں نہیں۔ حضور کے لئے لاکھوں غلام ہیں اور انشاءاللہ کروڑوں و اربوں ہوں گے۔

دعا کا خواستگار :۔ قدرت اللہ سنّوری

بیعت کرنے کے بعد آپ کی دُعاؤں اور عبادات کا رنگ بالکل بدل گیا تھا۔ آپ کے ساتھ ساتھ والدہ صاحبہ نے بھی روحانی ترقی کی۔ گرمی کے موسم میں کوٹھے کی چھت پر تہجد پڑھتے تھے سردی کے موسم میں دالان کے اندر ایک کوٹھڑی میں تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ تہجد میں تلاوت بلند آواز سے کرتے۔ رکوع اور سجدوں کی دعاؤں کے علاوہ بعض اوقات

رکوع کے بعد قیام کے وقت قرآنی اور احادیث کی اور اپنی مادری زبان میں اس سوز اور
رقت کے ساتھ دعائیں کرتے تھے کہ مکان کے پاس سے راستہ سے گذرنے والے لوگ سُنکر
حیران ہو جایا کرتے تھے۔ کہ ان کے ایک ہی بیٹا تھا شاید وہ بھی فوت ہو گیا۔ آپ صاحب
کشف تھے فرصت کے وقت میں نظمیں لکھا کرتے تھے۔ ریاست کے اہلکاروں کی خدمت میں اُردو
فارسی کے قصیدے لکھکر پیش کیا کرتے تھے اور اکثر دفعہ انعام حاصل کیا کرتے تھے بیعت کرنے
کے بعد اس میں بہت کمی آگئی تھی کسی کے کہنے پر قصیدہ لکھتے ورنہ سلسلہ کی نظمیں لکھا کرتے تھے۔
افسوس کہ ۱۹۴۷ء میں نقل مکانی کے وقت وہ سب تحریریں جاتی رہیں۔ بعض بعض شعر یاد رہ گئے ہیں۔
مثلاً جب حضور پر تکفیر کا فتویٰ لگایا گیا اس وقت آپ نے ایک لمبی نظم لکھی تھی۔

۵۔ ۱۹۰۵ء میں آپ تلونڈی ملکاں کے سکول میں تھے وہاں آپ پر طاعون کا حملہ ہوا۔ اور طاعون
کی گلٹی کان سے لے کر مونڈھے تک تھی اس کے ساتھ بخار تھا اس کی وجہ سے بیہوشی ہو جاتی تھی۔
نمبرداروں نے گڈے پر لاد کر سامانے پہنچایا اور وہاں سے ٹانگے کا سامان کر کے پٹیالے بھجوا دیا
پٹیالہ سے آپ سنور پہنچ گئے۔ مَیں قصبہ بسی میں دفتر بندوبست میں کام کرتا تھا مجھے وہاں اطلاع
بھجوائی۔ مَیں اس وقت سنور پہنچ گیا۔ آپ کا علاج جاری تھا۔ مغرب کے بعد مَیں آپ کے
کمرے میں گیا اور حال دریافت کرنا چاہا لیکن کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے سخت صدمہ ہوا۔ کہ
اب آخری وقت معلوم ہوتا ہے اور مرض اتنی خطرناک اور شدّت کی تھی کہ اکثر ایسے مریض
فوت ہی ہو جایا کرتے تھے۔ مَیں نے دالان میں جا کر اپنی پہلی بیوی کو بلایا۔ معلوم ہوا کہ وہ اپنے
والد کے گھر گئی ہیں چونکہ وہ میرے ماموں کی بیٹی تھی اور ہمارے ماموں کا گھر ہمارے
پاس ہی تھا۔ مجھے یہ خیال آیا کہ اگر ان کی وفات ہو گئی اور وہ گھر پر نہ ہوں گی تو لوگ کہینگے
کہ ایسے وقت بھی یہ پاس نہیں مَیں اس کو بلانے کے لئے چلا چند قدم ہی گیا تھا کہ چکّر آیا۔
مَیں غش کھا کر زمین پر گر پڑا میرے گرنے کی آواز سُنکر عورتیں آئیں مُنہ میں پانی ڈالا۔
ہوش آیا میری والدہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا ہوا تم کہاں چلے تھے مَیں نے کہا اپنی بیوی
کو بُلانے چلا تھا کیونکہ والد صاحب کی حالت بہت خطرناک ہے اس کا یہاں ہونا لازمی ہے
والدہ نے یہ سارا ماجرا والد صاحب سے عرض کر دیا۔ والد صاحب نے فرمایا بلاؤ میرے پاس

مَیں جب گیا تو مجھے فرمایا۔ مجھے بولنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے باقی تیرا یہ خیال کہ مَیں فوت ہوجاؤں گا۔ غلط ہے۔ جب تلونڈی میں مجھ پر حملہ ہوُا اور حملہ بھی بہت سخت تھا۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ کہ اے خدا تو ایسا سامان کر دے کہ مَیں سنور پہنچ جاؤں اور وہاں میری تجہیز و تکفین ہو۔ اور جماعت کے احمدی وہاں میرا جنازہ پڑھ دیں۔ یہاں تو کوئی احمدی ہے ہی نہیں۔ دُعا کے بعد مجھ پر کشفی حالت طاری ہوئی اور مجھے ایک نظارہ دکھایا گیا اس میں آپ کے دو بیٹے پیدا ہوئے جو یکے بعد دیگرے پیدا ہوں گے اور چھوٹا لڑکا قریباً دو سال کا دکھائی دیا اور بتایا گیا یہ دونوں لڑکے آپ دیکھ کر فوت ہوں گے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد میری بیوی فوت ہوگئی اور آٹھ مہینے کے بعد میری دوسری شادی ہوئی اس کے بطن سے ایک لڑکا ہوکر فوت ہوگیا۔ اس کے بعد پے درپے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد محمود احمد پیدا ہوُا۔ اس کے بعد رشیدہ پیدا ہوئی۔ پھر دوسرے اور تیسرے بچے کے پیدا ہونے پر ہم دریافت کرتے رہے کہ خواب میں یہ بچے تو نہیں تھے۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں ہیں وہ تو دو لڑکے ہیں جو یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ چنانچہ رشیدہ کے بعد مسعود احمد ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوُا۔ اور ۱۹۲۵ء میں داؤد احمد پیدا ہوُا۔ ۱۹۲۷ء میں آپ فوت ہوگئے۔ والد صاحب کی عادت تھی کہ آپ روزانہ غسل فرمایا کرتے تھے اور گرمی ہو یا سردی گھڑے کے پانی سے نہا لیتے تھے اور ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے یہ آپ کا معمول تھا۔

ہر ہفتہ جمعہ کو یا دوسرے جمعہ کو ۹ بجے کے قریب نمک ملا کر کافی پانی گرم کرایا کرتے تھے اور پانی کو اُتار کر جب نیم گرم رہ جایا کرے اور پینے کے قابل ہوجایا کرے تو اس کو پینا شروع کر دیتے تھے جب قے ہونی شروع ہوجاتی تو پانی پیتے جاتے قے کرتے جاتے تھے پسینہ آجایا کرتا تھا آپ تھوڑے وقفہ کے بعد جب پسینہ خشک ہوجاتا۔ تو غسل فرماتے تھے اور بغیر کھانا کھائے جمعہ پڑھنے چلے جایا کرتے۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر کھانا کھاتے فرمایا کرتے تھے کہ اس عمل سے صحت بہت اچھی رہتی ہے۔ جب جماعت میں چندوں کے بجٹ بننے لگے تو مَیں عموماً اپنا چندہ سال کا پیشگی ادا کر دیتا یا کچھ رقم بعد میں ادا کر دیتا۔ لیکن والد صاحب کا جو چندہ ہوتا مَیں اسی وقت ادا کر دیتا اور سیکرٹری مال سے رسید لیکر اپنی والدہ صاحبہ

کو دے دینا اور عرض کر دینا کہ والد صاحب سے عرض کر دیں کہ آپ کا سالانہ چندہ ادا کر دیا ہے یہ سُن کر جزاکم اللہ کہہ دیا کرتے۔ لیکن جب انہیں تنخواہ ملتی ان دنوں میں نوٹ نہیں ہوتے تھے روپے ملتے تھے۔ وہ ایک روپیہ کا ریزہ مزدور سے لیتے تھے غرارہ پہنا کرتے تھے اور کمربند کے ساتھ کپڑے کا بٹوا باندھا ہوتا تھا۔ جس میں چاقو اور پیسے باندھے ہوتے تھے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے بٹوے میں تنخواہ ڈالنے کے بعد بٹوے کو جسم سے نہیں لگایا کرتے تھے۔ جب چھٹی ہوتی اور گھر کو آتے۔ چونکہ سکول شہر کے مغربی کنارے پر تھا۔ اور ہمارا گھر مشرق کی طرف قریباً آدھ میل تھا۔ آتے وقت بٹوا ہاتھ میں رکھتے۔ راستہ میں جہاں کوئی احمدی مل جاتا اس کو ماہواری چندہ دیتے اور فرماتے۔ سیکرٹری مال کو یہ چندہ دے دینا۔ اور گھر آ کر تنخواہ والدہ کو دے دیتے اور فرماتے میں چندہ دے آیا ہوں والدہ اگر عرض کر دیتیں کہ آپ کا چندہ سالانہ تو ادا کر دیا ہوا ہے تو فرماتے اس کا ثواب اس کو ملے گا۔

بعض دفعہ شہر میں آتے ہوتے اور کمربند کے ساتھ بندھا ہوا بٹوا ہاتھ میں لیا ہوتا تو لوگ کہتے کہ مولوی صاحب یہ بٹوا ہاتھ میں کیوں لیا ہوا ہے۔ فرمایا کرتے آج تنخواہ ملی ہے اور اس تنخواہ میں سے جب تک چندہ ادا نہ کر لوں اس رقم کو جو بٹوے میں ہے اپنے جسم سے نہیں لگانا چاہتا۔

والد صاحب کا خواب

والد صاحب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میرے پاس فرشتہ شکل انسانی میں آیا اور مجھے کہا کہ اللہ کے حضور پیش ہونے کے لئے چلیں۔ میں اپنے اعمال کی نسبت خیال کر کے ندامت محسوس کرتے ہوئے یہ چاہتا تھا کہ نہ جاؤں مگر اس کی آواز میں ایسی کشش تھی کہ میں اس کے ساتھ ساتھ جانے سے رُک نہ سکا۔ اور مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ جو عدالت کا کمرہ معلوم ہوتا تھا۔ اس میں ایک چبوترے پر میز کرسی بچھی ہوئی تھی میری ہچکی بندھی ہوئی تھی اور میں نظر نیچی کئے ہوئے تھا اور مجھے یہ خیال تھا کہ مجھ سے کوئی سوال ہوگا کوئی آواز نہ آئی تو میں نے ہلکے ہلکے نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کرسی پر حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما ہیں۔ جب میں نے آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا اور آپ نے میری طرف دیکھا تو کہا ان کو لے جاؤ انہوں نے میری بیعت کر لی تھی ان سے کیا حساب لینا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

نورِ فراست کا مظاہرہ

آپ کی عمر کے آخری سالوں میں جب کبھی ان پر کوئی بیماری آتی تو میں ان کو کسی نہ کسی بہانے قادیان لے آیا کرتا۔ چونکہ قادیان چھوٹی ہمشیرہ بھی تھیں اس لئے میں جلدی واپس چلا جاتا۔ والد صاحب کچھ دن ٹھہر کر واپس آجاتے۔ دو چار دفعہ ایسا واقعہ ہوا۔ چنانچہ آپ نے میری والدہ سے فرمایا جب میں ذرا سا بیمار ہو جاتا ہوں تو مجھے قدرت اللہ قادیان لے جاتا ہے اس کا خیال ہے کہ اگر خدانخواستہ میں یہاں فوت ہو گیا تو نعش بہشتی مقبرہ لے جانی مشکل ہو جائے گی اس کو سمجھا دیں آئندہ میری مرضی کے بغیر مجھے مجبور نہ کرے انشاءاللہ تعالیٰ میری نعش قادیان پہنچ جائے گی اس کو خبر بھی نہ ہوگی چنانچہ آپ کی وفات سے ۲½ روز پہلے مجھے ضلع شملہ کے کسولی کے پہاڑ پر جانا تھا اندر کمرے میں لیٹے ہوئے تھے میں ملنے کے لئے گیا آپ نے فرمایا جلدی واپس آجائیں میں نے عرض کیا اگر طبیعت خراب ہے تو میں دورہ ملتوی کر دوں فرمایا نہیں جاؤ۔ میں نے یونہی کہہ دیا تھا۔ اگلے دن کسولی پہنچا ایک رات کسولی رہا۔ صبح واپس کالکا آگیا احباب جماعت احمدیہ نے یہ فیصلہ ٹھہرالیا کہ آپ تقریر کر کے واپس جاویں جس دن میں کالکا ٹھہرا اس دن والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ میں رات کالکا رہ کر جب اگلے روز سنور پہنچا تو معلوم ہوا کہ نعش قادیان پہنچ گئی ہے میں نے خیال کیا اگر میں گاڑی پر جاؤں تو کل شام کو وہاں پہنچوں گا لہذا نعش دفن ہو چکی ہوگی چنانچہ اگلے دن چچا صاحب واپس آگئے کہ نعش پرسوں صبح نو بجے پہنچ گئی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ ۲ بجے تک انتظار کرلو۔ اگر ان کو کہیں سے خبر ہو گئی تو ضرور آجاویں گے۔ دفتر بہشتی مقبرہ نے یہ اعتراض کیا کہ حصہ وصیت جائداد کا داخل نہیں ہوا۔ حضور نے فرمایا وہ خود داخل کر دیں گے۔ ظہر کے بعد جنازہ خود حضور نے پڑھا اور نعش کو کندھا دیا۔ والد صاحب نے جو فرمایا تھا کہ آپ کو خبر بھی نہیں ہو گی اور میری نعش قادیان پہنچ جاوے گی۔ وہ پوری ہوئی۔ آپ نے وفات سے ایک عرصہ پہلے فرمایا کہ میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں اس پر عمل کرنا میں نے ساری عمر قرآن کریم کھلا رکھا ہے میرے مرنے کے بعد قرآن کریم کی تلاوت بند نہ ہو۔ اس کی تلاوت جاری رہے۔ چنانچہ میں نے آپ کی اس نصیحت پر عمل کیا۔ اور آپ کی وفات کے بعد دس قرآن کریم کھولے جاتے تھے یعنی میں اور میری بیوی اور میرے سب بچے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔

میں نے قادیان پہنچ کر والد صاحب کی وصیت جو کہ ۱/۱۰ حصہ کی تھی اس کی بجائے ۱/۳ حصہ ادا کر دیا

اور سنور واپس آکر اپنی دونوں ہمشیرگان سے کہا ۔ کہ زرعی زمین اور مکان کی قیمت جو جماعت احمدیہ نے مقرر کی ہے اپنے نصف کے حصہ میں خواہ مکان لے لو خواہ زمین لے لو۔ انھوں نے کہا۔ نہ ہم مکان لیتی ہیں نہ زمین نصف کی جو قیمت ہے اس کا نصف نصف حصہ ہمیں نقد ادا کر دو۔

چنانچہ میں نے انتظام کر کے چند ماہ کے اندر ان کو نقد پیہ ادا کر دیا۔ قریباً ۸ سال کے بعد والدہ صاحبہ بھی فوت ہوگئیں۔ ان کی وفات سے پہلے میں نے عرض کر دیا تھا کہ سارا سامان اپنی بیٹیوں کو دے دو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے انھوں نے اصرار بھی کیا لیکن میں نے کہا میری خوشی یہی ہے کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے ان کو دے دیں ۔ ان کی وفات کے بعد ان کی نعش کو میں نے بہشتی مقبرے میں پہنچا دیا اور حصہ وصیت بھی میں نے خود ادا کر دیا۔

پھوپھی صاحبہ کی علالت

میرے والد صاحب کی حقیقی ہمشیرہ کوئی نہ تھی میرے والد صاحب کے حقیقی چچا کی لڑکیاں تھیں ان میں سے میری ایک پھوپھی کی پٹیالے میں شادی ہوئی میں اکثر دفعہ پھوپھی صاحبہ کی مزاج پرسی کے لئے جایا کرتا تھا۔ ایک دن دوپہر کے وقت میں ان کے مکان پر پہنچا۔ چونکہ وہ ریشم کا کام کیا کرتی تھیں اور کئی لڑکیاں ان کے ہاں کام کرنے والی ہوتی تھیں اس دن جب میں صحن میں داخل ہوا تو گھر میں کوئی رونق نہ تھی میرے آواز دینے پر ایک لڑکی باہر آئی اور بتایا کہ وہ کئی روز سے سخت بیمار ہیں کبھی ہوش آتی ہے تو بولتی ہیں ورنہ نہیں۔ اور کھاتی پیتی بھی کچھ نہیں۔ میں نے اندر جا کر ان کو دیکھا ان کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اس قدر کمزور تھیں کہ چہرے پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد انھیں کچھ ہوش آیا انھوں نے انگلیوں سے اشارے کئے جس سے میں سمجھ گیا کہ ان کا یہ مطلب ہے کہ مجھے پٹیالے سے سنور لے چلیں جہاں میرے والدین اور بزرگوں کی قبریں ہیں وہاں میری قبر ہو جائے میں نے اشارے سے رضامندی ظاہر کر دی سنور چار میل کا فاصلہ تھا اور وہ یکے اور ٹانگے میں لیٹ کر نہیں جا سکتی تھیں میں سنور گیا اور وہاں جا کر رتھ کا انتظام کیا۔ گھر جا کر والدہ سے ذکر کیا کہ میں ان کو لینے کے لئے جانا چاہتا ہوں والدہ صاحبہ نے والد صاحب سے عرض کیا کہ یہ صبح پٹیالے گیا ہوا تھا اور وہاں سے پریشان ہو کر آیا ہے۔ اب رتھ کا انتظام کر کے آیا ہے اگر آپ مہربانی کر کے ہمشیرہ کو لا دیں

اور عشاء کے وقت پھوپھی
تو اچھا ہے انھوں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں چنانچہ وہ تشریف لے گئے اور عشاء کے وقت پھوپھی صاحبہ کو سٹریچر پر لے آئے۔ وہ اس قدر کمزور اور نحیف ہو گئی تھیں کہ مَیں نے ان کو ہاتھ سے اپنی پیٹھ
صاحبہ کو سٹور لے آئے۔ وہ اس قدر کمزور اور نحیف ہو گئی تھیں کہ مَیں نے سب اہلِ خانہ کو جمع کیا
پر اتارا اور اپنے مکان میں لے جا کر لٹا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مَیں نے سب اہلِ خانہ کو جمع کیا
اور مَیں نے کہا۔ مَیں دعا کرتا ہوں آپ سب آمین کہتے جائیں۔ چنانچہ مَیں نے دُعا شروع کی کہ
اب رات کو ڈاکٹر حکیم آ نہیں سکے گا۔ اگر کسی کو لے بھی آئیں تو پھر ادویات نہ ملیں گی۔ اے
شافی مطلق خدا۔ اے عزیز و حکیم مَیں تجھے تیری ذات پاک کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ یہ رات
کو آرام سے سو جائیں اور ہم صبح علاج بھی کریں گے یہ ایک لمبی دعا آہ و زاری سے کی گئی اور دُعا
کے خاتمے کے بعد مَیں نے اپنی بیوی سے کہا کہ پھوپھی صاحبہ کا دوپٹہ ایک طرف سے ان کے
ماتھے پر باندھ دو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وہ رومال جو ہمیں حضرت
صاحب نے عطا کیا ہُوا ہے ان کی پیشانی پر دوپٹے کے اوپر باندھ دو۔ جس کی انھوں نے فوراً
تعمیل کر دی ½ منٹ کے بعد ہی پھوپھی صاحبہ کی آنکھیں جو کئی دن سے بند نہیں ہوئی تھیں۔
خود بخود بند ہو گئیں۔ ہم سب لیٹ گئے۔ رات کو کئی دفعہ دیکھا گیا لیکن وہ آرام سے سو رہی
تھیں صبح کو انہوں نے فرمایا کہ مجھے ہوش ہے اور درد کا دورہ نہیں ہُوا۔ مجھے کچھ بھوک ہے
ہم نے جو اُبال کر ان کا پانی دیا۔ دن میں حکیم صاحب کو بلا کر دکھایا گیا۔ انھوں نے ایک مقوّی
معجون دی شام تک وہ گاؤ تکیے لے کر بیٹھی رہیں شام کو ساگودانہ کھایا چند دن میں چلنے پھرنے
لگیں پھر میں نے قریباً ایک ماہ کے بعد ان کو گھر جانے کی اجازت دے دی جبکہ وہ بالکل چلنے
پھرنے لگیں۔ اس وقت جب وہ ہمارے ہاں بیمار ہو کر آئیں اور لیٹی ہوئی تھیں مَیں نے اس
رات تہجد میں پاک پروردگار سے دُعا کی تھی۔ کہ اے اللہ میاں مَیں نے تیرے ساتھ وعدہ کیا
تھا کہ تو رات کو آرام سے گذار دے اور صبح کو ہم علاج کریں گے دوسرے مَیں نے خدا سے عرض
کیا کہ اللہ میاں تو اب ایسا نہ کرنا کہ ہمیں پھر صبح کو علاج کرنا پڑے بلکہ جو کچھ تُو نے کر دیا ٹھیک
ہے۔ اور پھوپھی صاحبہ کو اپنی کامل شفایابی عطا فرما۔ آمین ثم آمین۞

فصلِ سوم

میرے خسر صاحب کے حالات

چوہدری کریم بخش صاحب رائے پور کے نمبردار تھے جو ضلع املوہ ریاست نابھہ میں نابھہ سے بیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ میری شادی ہونے پر قریباً ۳ سال تک اُن سے واسطہ رہا۔ ان کی تاریخ پیدائش تو مجھے معلوم نہیں ہے اور نہ ان کی تاریخ بیعت معلوم ہے یہ ضرور معلوم ہے کہ وہ اوّلین صحابہ میں سے تھے چونکہ برسوں سے قادیان آیا جایا کرتے اور ہر سال ایک دو ماہ قادیان میں قیام فرماتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ ان کو رہائش کے لئے اپنے مکان کے اندر جگہ دیا کرتے تھے ان کی وصیت کا نمبر ۱۹ تھا۔ چوہدری صاحب منشی احمد جان صاحب لدھیانوی کے مرید تھے جنھوں نے خود یہ وصیت کر دی تھی کہ میرے مرید حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کریں قرآن کریم پڑھے ہوئے تھے تحت اللفظ اردو ترجمہ پڑھ لیا کرتے تھے حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتابیں پڑھی ہوئی تھیں فارسی اور عربی کی جو کتابیں تھیں ان کا ترجمہ علماء سے بڑے شوق سے سُنا کرتے تھے ان کا لڑکا اٹھارہ سال کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔ اور اس سے چھوٹی لڑکی جو میری بیوی تھی وہی اس وقت زندہ تھی باقی سبھی بچے فوت ہو گئے تھے انہیں تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ قریباً چوتھا حصہ گاؤں کا ان کے ذریعہ احمدی ہو گیا تھا۔ بوجہ نمبردار ہونے کے سرکاری عدالتوں میں جانا ہوتا تھا افسر احمدیت سے واقف ہوتا تو بہتر ورنہ واقفیت کرانی پڑتی تھی جو افسر واقف ہو چکے ہوتے تھے۔ وہ جب عدالت میں بلائے ہوئے ہوتے یا کسی کام سے خود گئے ہوتے تو افسر عدالت چاہے سکھ ہو چاہے ہندو چاہے مسلمان ہو۔ چوہدری صاحب کا تکیہ کلام سبحان اللہ ہوتا تھا یہ کہہ کر افسر کو حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی نشان بتاتے یا تبلیغ کرتے۔ وہ افسر یہ کہہ دیتے اچھا اب جس غرض کے واسطے بلایا ہے وہ بیان کریں۔

ان کا چہرہ ایسا نورانی اور ان کے اخلاق ایسے پسندیدہ تھے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مہاراجہ نابھہ مسمّی ہیرا سنگھ صاحب جو بہت بوڑھے تھے جن کی عمر تقریباً ۹۰ سال کی تھی اور وہ ضلعوں کا

دورہ کرتے تھے مختلف طبقوں کے لوگوں کو بُلایا کرتے تھے ایک دفعہ انھوں نے ساری ریاست نابھہ
میں ہزار بارہ سو نمبرداروں کو بُلایا۔ جب اجلاس ہو رہا تھا تو انہوں نے چوبدار کو بھیج کر چوہدری صاحب
کو سامنے سے بلایا اور سوال کیا کہ میاں کریم بخش اس مجمع میں تین چار سو گورو کے لال سکھ ہیں
دو چار سو ہندو صاحبان۔ ایسے ہی دو چار سو مسلمان ہیں ان ہزار بارہ سو آدمیوں میں سرکار کو آپ کے
اخلاق اور عادات کیوں اچھے لگتے ہیں چوہدری صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے تو اپنی کسی خوبی کا
علم نہیں صرف یہ بات ضرور ہے کہ مَیں حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا مُرید ہوں
اور وہ اس زمانہ کے نبی اوتار اور گورو ہیں۔ مَیں ان کی صحبت میں رہ رہ کر فیض حاصل کرتا رہا ہوں
مہاراجہ صاحب نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تھوڑی دیر ٹھہرو میں ابھی آیا۔ دو چوبدار اُن
کو سہارا دے کر لے جایا کرتے تھے ان کو بُلا کر اپنے محل دیوان خانے میں تشریف لے جانے لگے
اور ان کو فرمایا کہ میاں کریم بخش صاحب تم میرے ساتھ آؤ۔ دیوان خانے کے اندر داخل ہو کر
ان کو فرمانے لگے کہ یہ جو تصویریں لگی ہوئی ہیں ان کی طرف دیکھو وہ ساری تصویریں گوروؤں کی
تھیں علاوہ ازیں جس طرح دوسرے گوروؤں کی شاندار چوکھٹوں میں تصویریں لگی ہوئی تھیں اسی طرح حضرت
مسیح موعودؑ کی تصویر بھی چوکھٹے میں لگی ہوئی تھی اور ان سے فرمایا دیکھو میاں کریم بخش یہ تصویر پہلے
سے ہمارے پاس ہے یہ فرما کر مسند سفید پر بیٹھ گئے اور چوبدار کو باہر بھجوا دیا اور فرمایا میرے
حکم کے ساتھ تمہیں ایک رقم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے نذرانے کے لئے ملے گی اور تمہاری
آمدورفت اور خوراک کا خرچ علیحدہ ملے گا۔ اور تمہارے ایام قیام اور واپسی تک کے لئے تمہیں
کچی رسد ملے گی (کچی رسد میں روزانہ آٹا۔ چاول۔ گھی۔ گوشت مسالہ سبزیات وغیرہ اشیاء ہوتی تھیں اور اس
زمانے میں دو روپے کی رسد ہوتی تھی ایک آدمی کے لئے) ان کو وہ روپیہ مل گیا۔ اور ساتھ ہی
ان کو ہدایت فرمائی کہ میری طرف سے درخواست کر کے حضرت صاحب کو ساتھ لے آویں ان کے
آمدورفت کے اخراجات سب میں برداشت کروں گا۔ مَیں ضعیف العمر ہوں جا نہیں سکتا
انہوں نے قادیان جا کر وہ رقم حضور کو دے دی اور حضور کو مہاراج کا پیغام پہنچا دیا۔ حضور
نے فرمایا کہ ان سے جا کر عرض کر دیں کہ کنوئیں پیاسے کے پاس نہیں جایا کرتے بلکہ پیاسے کنوئیں
کے پاس آیا کرتے ہیں۔ انہوں نے واپس نابھہ پہنچ کر مہاراجہ سے عرض کر دیا۔ فرمایا میاں کریم بخش صاحب

اگر ہم وہاں جاویں تو یہ انگریز ہمیں فوراً گدی سے اُتار دیں۔

میری پہلی بیوی میری حقیقی ماموں زاد تھی۔ شادی سے چار سال بعد فوت ہو گئی موجودہ بیوی کے والد چوہدری کریم بخش صاحب موضع رائے پور ریاست نابھہ کے باشندے تھے۔ جو املوہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ مَیں ان ایام میں تحصیل سرہند میں ملازم تھا۔ میرے ہیڈ کوارٹر اور ان کے گاؤں کا فاصلہ قریباً ۱۵ کوس تھا۔ چونکہ یہ اپنے باپ کی اکلوتی تھیں ان کی والدہ اور ان کی بھی خواہش تھی کہ جلدی جلدی ملتی رہا کریں۔ تو کبھی ہفتے کبھی دو ہفتے کے بعد مَیں ان کو وہاں لے جاتا تھا۔ بار بار جانے کی تکلیف کی وجہ سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چچا عبداللہ صاحب مرحوم نے کہاں گاؤں میں میرا رشتہ کر دیا کہ اس طرح آنے جانے کی تکلیف ہوتی ہے۔ کسی شہر میں رشتہ ہوتا تو بہتر ہوتا۔ اور اس طرح روز روز کی تکلیف سے بچتا۔ اس خیال کے بار بار آنے سے مجھے تکلیف محسوس ہوئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں قادیان شریف گیا۔ بٹالے کے اڈے پر جب مَیں اُترا تو وہاں حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما تھے مَیں نے سلام عرض کر کے معانقے کے لئے ہاتھ آگے بڑھائے تو حضور نے معانقے کے لئے ہاتھ بڑھا کر اپنی چھاتی سے مجھے لگا لیا۔ حضور نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر میری پشت پر باندھے ہوئے تھے مَیں نے بھی اسی طرح ہاتھ باندھ لئے۔ جب دونوں نے ہاتھ چھوڑے تو اس وقت مَیں نے دیکھا کہ حضور کی بجائے میرے خُسر چوہدری کریم بخش صاحب تھے۔ مَیں خواب سے بیدار ہو گیا۔ وہ جو میرے دل میں کوفت تھی کہ میرا رشتہ کہاں ہو گیا وہ بالکل دُور ہو گئی اور مَیں سمجھ گیا کہ یہ حضور کے رنگ میں رنگین ہیں۔ چوہدری کریم بخش صاحب کا وصیت نمبر ۱۹ ہے اور وہ قادیان کے قطعہ صحابہ میں مدفون ہیں۔

میری دوسری شادی کے بعد ایک سال بھی نہ گزرا ہو گا کہ مَیں تحصیل سرہند میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں تھا۔ کسی معاملے کے متعلق میں اپنی بیوی سے ناراض ہو گیا اور دو تین دن تک ہماری بحث ہوتی رہی۔ تیسرے دن مجھے خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت ہوئی حضور نے مجھے فرمایا کہ دیکھو میاں اپنی بیوی سے سختی سے پیش نہ آیا کرو۔ یہ ہماری بیٹی ہے چنانچہ اس وقت سے آج تک مَیں ان کا بہت احترام کرتا ہوں اور کبھی اگر بھول کر ان سے

ناراض ہو جاتا ہوں تو اس واقعہ کے یاد آتے ہی فوراً استغفار کرتا ہوں۔ چونکہ میں اس وجہ سے ان کا احترام کرتا ہوں۔ کہ مجھے حضورؑ نے خواب میں ایسا فرمایا ہے لیکن ہمارے رشتہ داروں میں عام بات یہ مشہور ہے کہ مولوی صاحب اپنی بیوی سے ڈرتے ہیں حتی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ نے بھی کئی دفعہ لوگوں سے ذکر فرمایا ہے کہ یہ اپنی بیوی سے خوب ڈرتے ہیں۔

چوہدری صاحب کی باقی اولاد فوت ہو چکی تھی باقی صرف ایک لڑکی تھی۔ وہ جماعت میں وصیت کا چندہ ادا کر دیا کرتے تھے جب حضرت صاحب کے حضور پیش ہوتے تو اپنے کھیس کی بکل میں روپے ڈال لیتے اور حضور کے پیش کرتے۔ حضور فرماتے میاں کریم بخش۔ یہ چندہ ہے؟ وہ عرض کرتے کہ حضور یہ چندہ نہیں یہ نذرانہ ہے یہ رقم تو کچھ ایسی ہے جو کسی تجارت کے منافع میں میں نے حضور کے واسطے رکھی اور کچھ رقم ایسی ہے جو مجھے اس طرح سے حاصل ہوئی ہے کہ فصل ربیع یا فصل خریف میں کسی جنس کے لئے یہ دان لیتا ہوں کہ اس کی جتنی پیداوار ہو وہ ساری کی ساری حضور کے پیش کر آؤں۔ حضور جزاکم اللہ فرماتے اور جاتے وقت رقم اٹھا لیتے۔ ان کے چندے کے متعلق ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ جب حضور نے زلزلے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ تو اس کے بعد آپ نے باغ میں جا کر رہائش خیمے میں رکھی تھی۔ ایک دفعہ حضور نے خیمہ میں سے ہماری طرف آدمی کو کھڑے دیکھ کر مجھے فرمایا۔ یہ دیکھو! یہ میاں کریم بخش صاحب ہیں اور حضور نے ان کو اشارہ کر دیا اور چوہدری صاحب نے حاضر ہو کر مصافحہ کیا اور ایک پوٹلی رومال میں باندھی ہوئی حضور کے حوالہ کی کہ یہ حضور کا نذرانہ ہے چونکہ اس کا کافی وزن تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں اسے لے جاؤ اور اندر جا کر شمار کر دو اس میں پیسے باندھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جب اسے اندر جا کر کھولا گیا تو وہ سب روپے تھے حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے ان کو اور ان کی بیوی اور ان کی لڑکی کو عاشقانہ محبت تھی۔ عموماً سردی کے موسم میں وہ قادیان رہا کرتے تھے ان کی بیوی مکئی کی روٹی اور ساگ پکایا کرتیں اور حضور تناول فرمایا کرتے۔

چوہدری صاحب کئی بار پٹیالے مارکیٹ میں مرچ فروخت کرنے آیا کرتے تو وہ ضرور میرے

پاس آیا کرتے تھے تو وہ ہمیشہ یہ بات ضرور ذکر کیا کرتے کہ مَیں دُعا کرتا ہوں کہ میری موت قادیان میں آوے باہر سے کون پہنچاوے گا۔ مَیں نے بھی کبھی بار عرض کیا اور ان کی بیٹی نے بھی عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں خیال کرتے ہیں ہم جو ہیں ہم خدا کے فضل سے وہاں پہنچا دیں گے جواباً یہی فرمایا کرتے تھے خدا جانے تم اس وقت کہاں ہوگے؟ ہمیں بالکل یہ کبھی خیال بھی نہیں تھا کہ ہم کبھی ریاست سے باہر کہیں جاویں گے لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارچ ۱۹۳۵ء میں مجھے ضلع میرپور خاص سندھ اپنی اسٹیٹ میں بھیجدیا بعد میں جس کا نام ناصر آباد رکھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد میری بیوی میرے پاس پہنچ گئی تھی۔ دسمبر ۱۹۳۵ء میں چوہدری صاحب جبکہ رمضان کا مہینہ تھا قادیان آئے اور وہاں بیمار ہو کر وفات پا گئے اور ان کی وہ خواہش اس طرح پوری ہوگئی۔

فصل چہارم

اولاد کی بابت

چونکہ مَیں اپنی ملازمت کے کام میں دورے پر رہتا تھا۔ مہینہ میں ایک دو دفعہ گھر آجایا کرتا تھا لیکن اس تھوڑے عرصہ میں بچوں کی تربیت نہیں کر سکتا تھا کبھی کبھی میری بیوی کی طرف سے شکایت ہوتی کہ لڑکیاں آپس میں لڑتی ہیں اور لڑکے آپس میں۔ اور کبھی باہر کسی کے بچے سے لڑتے ہیں۔ مَیں انہیں نصیحت کر دیتا کہ آپس میں مت لڑا کرو۔ اگر باہر محلے کے لڑکے سے لڑو تو بے شک مار کھا کر آجایا کرو لیکن مار کر نہ آیا کرو میں لڑائی کو پسند نہیں کرتا کچھ عرصہ نصیحت پر عمل ہوتا پھر وہی حال ہو جاتا۔ ایک دفعہ سفر آیا ہوا تھا نماز مغرب پڑھ کر جب میں واپس گھر آیا تو میری بیوی نے پھر شکایت کر دی کہ یہ دونوں لڑکیاں پھر آپس میں لڑتی ہیں۔ اور بڑے لڑکے کو باہر کسی نے مارا ہے۔ مجھے یہ سُنکر بہت تکلیف ہوئی۔ سردی کا موسم تھا میں اندر کمرے میں جا کر لیٹ گیا اور کہہ دیا کہ لوٹا اور چلمچی میرے پاس رکھ دو۔ مَیں عشاء کی نماز یہاں ہی پڑھ لوں گا۔ میرے کمرے

میں کوئی نہ آوے اور رات کے ۱۲ بجے تک سوچ بچار میں رہا کہ کیا علاج کروں وقت زیادہ ہوگیا تھا وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھی رنج و پریشانی کی وجہ سے حضورِ قلب حاصل نہ ہوا اور وتروں کی آخری رکعت میں مَیں نے اللہ تعالیٰ سے تذلّل تضرّع اور آہ وزاری سے دعا کی کہ ڈاکٹر اور حکیموں نے دونوں میاں بیوی کے متعلق یہ فتویٰ دیا تھا کہ اولاد نہ ہوگی لیکن ہم نے صبر نہ کیا اور حضرت مسیح موعودؑ سے درخواست کردی تھی کہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اولاد عطا کرے جس پر آپ نے دُعا فرمادی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تمہاری اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکو گے۔ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا وہ پیشگوئی جو حضور نے فرمائی تھی پوری ہوگئی۔ اولاد ہوگئی اب ہم سنبھال نہیں سکتے۔ اور میری یہ التجا ہے کہ مجھے ایسی اولاد کی ضرورت نہیں جو میرے بعد مجھے بدنام کرے۔ مَیں تجھ سے تیری ذات کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ کہ تو ان سب کو میری زندگی میں وفات دے میں نہیں چاہتا کہ بدنام اور بے دین اولاد زندہ رہے اس کے بعد میں لیٹ گیا۔

تہجد کے وقت مَیں ایک خواب دیکھ کر بیدار ہوا اور میں نے اپنی بیوی کو آواز دے کر بلایا اور ان کو رات کی اپنی دُعا سنائی وہ کانپنے لگیں۔ میں نے کہا تسلّی کریں گھبرائیں نہیں آپ کو مبارک ہو۔ ہزار مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو خواب دکھایا ہے وہ مَیں آپ سے بیان کرتا ہوں۔ میں نے خواب میں تم کو دیکھا اور مَیں تم سے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے ایک بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو ارشادِ خدا پر ذبح کرنے لگے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ذبح کرنے سے روک دیا۔ اور اس کا صلہ جو حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی اولاد کو ملا اس کو دُنیا جانتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو اس رنگ میں قبول فرمایا کہ مجھے فرمایا۔ لَاَذْبَحَنَّهُمْ کہ مَیں تیری ساری اولاد کو ذبح کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا کسی کو ذبح کرنا تو اسے قبول کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کردیئے کہ اولاد کی تربیت بھی ہوگئی ان کی شادیاں بھی ہوگئیں اور مجھے کوئی دقّت پیش نہیں آئی جس کا ذکر آئندہ کے حالات میں آوے گا۔

چندہ ادا کرنے کے بعد تنخواہ میں بیوی کے سپرد کر دیتا۔ اور کوئی سرمایہ ہمارے پاس نہ ہوتا

تھا۔ جب پے در پے تین چار لڑکیاں پیدا ہو گئیں تو میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ آپ کچھ پس انداز نہیں کرتے اب یہ لڑکیاں ہیں جب ان کی شادی کا موقعہ آئے گا تو پھر کیا بنے گا؟ میں نے کہا آپ فکر نہ کریں جب وقت آئے گا اللہ تعالیٰ خود کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر دے گا۔

بچی کی شادی کے انتظامات بفضلِ الٰہی

چونکہ میں سرہند کی ملازمت سے فارغ ہو کے ایک ریاست کا مینیجر ہو گیا تھا اب سرہند کے علاقے سے میرا کوئی تعلق باقی نہ تھا میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ میری بیوی اس معاملے میں اصرار کرتی ہے کہ ان کے اطمینان کے لئے کوئی سامان بنا دیں۔ چند دن گذرے تھے کہ ہم عشاء کی نماز پڑھ کر چوبارے کے صحن میں لیٹے ہوئے تھے نیچے سے کسی نے دروازے پر دستک دی۔ میں نے دریافت کیا کون ہے؟ جواب ملا کہ سچا سنگھ جاگیردار ہوں۔ میں ایک کام کے لئے حاضر ہوا ہوں میں اپنی بیوی کو ہمراہ لے کر نیچے اترا۔ اور بیٹھک کی ملحقہ کوٹھڑی میں کرسی پر بٹھا دیا تاکہ ہماری گفتگو سنتی رہے میں نے طاقی (کھڑکی) سے گذر کر اندر سے دروازہ کھول کر سردار صاحب کو اندر بٹھا دیا۔ مزاج پرسی کے بعد کہا کہ آپ کے لئے کھانے کا بندوبست کراؤں۔ اس پر سردار صاحب نے کہا کہ میں اسی لئے دیر سے آیا ہوں پٹیالے میں میں نے کھانا کھایا دودھ وغیرہ پیا تاکہ مولوی صاحب کو میرے کھانے کی تکلیف نہ ہو۔ اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ آپ کس غرض کے واسطے آئے ہیں اس نے کہا کہ فلاں فلاں مقدمات میں آپ کی ضرورت ہے اس کی پیروی فرما دیں۔ میں نے کہا جتنا عرصہ میں سرہند کے علاقہ میں رہا۔ آپ کے کام میں بغیر کسی معاوضے کے کرتا رہا۔ اب کئی روز سے ہمارے گھر میں تکرار رہے میری بیوی کہتی ہے کہ اب لڑکیاں جوان ہو گئی ہیں ان کے جہیز وغیرہ کے لئے سامان وغیرہ کی تیاری نہیں کرتے ہیں۔ پھر وقت کے وقت کیا ہو گا۔ اب آپ اپنے کام کے لئے معاوضہ تجویز کریں تو میں کام کرا دوں۔ اس نے کہا کہ قریباً پندرہ سال کے عرصہ میں آپ نے اس قدر احسانات ہم پر کئے ہیں پہلے ان کا معاوضہ تو ادا کر لیں۔ پھر یہ بھی ادا کر لیں گے۔ آپ یہ کام بے شک نہ کریں آپ صبح میرے ساتھ تشریف لے چلیں اور صبح چلتے وقت اپنے گھر والوں سے مشورہ کر کے ایک فہرست تیار کر لیں جس میں ایک لڑکی کی شادی کے متعلق سارے زیورات پارچات اور خورد و نوش کے سامان کی فہرست ہو

وہ میں پٹیالے سے سب خرید کر دوں گا میں نے ان کو آرام کرنے کے لئے بستر وغیرہ دے دیا۔ اور دوسرے کمرے سے اپنی بیوی کو اپنے ہمراہ لے کر اوپر چلا گیا میں نے کہا اگر تو کہنا تو صبح ابھی سے سامان لے کر رکھ دوں لیکن شادی تو دو چار سال کو ہو گی۔ میں نے صبح سردار صاحب کا کام کر دیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب سامان کی ضرورت ہو گی پھر آپ سے منگوا لیں گے۔ کئی سال کے بعد میری بڑی لڑکی کی شادی اس وجہ سے رُکی ہوئی تھی کہ جس لڑکے کے ساتھ شادی ہونی تھی۔ وُہ تعلیم پا رہا تھا اس سے چھوٹی لڑکی کی شادی تجویز کر دی۔ اور تاریخ مقرر کر لی تھی اور تاریخ سے پہلے سب سامان جو ضروری تھا لا کر گھر میں دے دیا۔ ان ایام میں مجھے زیادہ وقت سٹور میں ٹھہرنے کا ملا۔ میں نے کئی موقعوں پر اپنی بیوی کو مغموم پایا۔ میں نے جب ان سے دریافت کیا تو وہ کہہ دیتیں کہ آپ کو یونہی خیال ہے میں مغموم نہیں۔ ایک دن میں نے زیادہ اصرار کیا کہ آپ بتاتی نہیں آپ مجھے زیادہ مغموم سی نظر آتی ہیں اس نے مجھے بتایا کہ آپ اپنی والدہ اور ہمشیرگان اور لڑکیوں کے سامنے یہ بات بیان کر دیں گے میں نے کہا آپ بتائیں تو سہی۔ جواباً انھوں نے کہا کہ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ لڑکی تو جائے گی۔ لیکن یہ سامان بھی جائے گا۔ سارا گھر خالی ہو جائے گا۔ میں نے کہا اچھا فکر نہ کریں اگلے دن میں پٹیالہ لے گیا ان کا فکر دُور کرنے کے واسطے جتنا سامان شادی کے لئے خریدا ہوا تھا اتنا ہی اور سامان خرید کے لے گیا اور کہہ دیا کہ اب تو گھر خالی نہیں؟ چنانچہ رخصتانے کے وقت اللہ تعالےٰ کے فضل سے رشتہ داروں کے علاوہ سکھ افسروں نے بھی بہت کچھ بھجوایا۔ اور شادی کے بعد میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ جتنا سامان آپ نے اپنی لڑکی کو دیا دیکھو اس سے زیادہ سامان آپ کے گھر میں موجود ہے یہ فالتو سامان جو لا کے دیا تھا زیورات پارچات وغیرہ دو چار سال میں سب ختم ہو گیا۔

دوسری بچی کی شادی پر اللہ تعالیٰ کا فضل

اب شادی شدہ سے چھوٹی لڑکی کی شادی کا موقعہ آ گیا اب میری بیوی کا بدستور سابق یہ اصرار تھا کہ اب جلدی سامان کر دیں۔ اب شادی کا وقت آ گیا ہے۔ میں نے کہا۔ انشاء اللہ سامان کر دینگے ہو جائے گا۔ ایک دن صبح کے وقت میری بڑی لڑکی نے جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے رات ایک خواب دیکھی ہے میں نے کہا کہ خواب بیان کرو۔ اس نے کہا کہ میں نے

خواب میں دیکھا کہ چوبارے سے دو شخص اُتر کر آئے ہیں اور دالان میں آکر چارپائی پر بیٹھ گئے ہیں آپ اندر سے مٹھائی فروٹ لاکر ان کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں پائنتی کی طرف جو شخص تھے ان کو میں نے پہچان لیا۔ کیونکہ ان کے میں نے فوٹو دیکھے ہوئے تھے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے میں نے آپ سے سوال کیا کہ سرہانے کی جانب کون بیٹھے ہیں آپ نے جواب دیا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ انھوں نے ایک بڑی برادری احمدیت کی وجہ سے چھوڑ دی اور اپنا تعلق احمدیہ جماعت سے قائم کیا۔ اور اب بعض احمدی ان سے ناراض ہیں وہ شادی میں شامل نہیں ہونا چاہتے ان کو اس بات کا بہت صدمہ ہے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ آپ چند پوسٹ کارڈ لا کر دیں جب آپ نے پوسٹ کارڈ لا کر دیئے تو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ پوسٹ کارڈ حضرت مسیح موعودؑ کو دے دیئے اور فرمایا کہ آپ باہر کی جماعتوں میں احباب کو شادی میں شمولیت کی میری طرف سے درخواست لکھیں اور میں دستخط کروں گا۔ پتے کی طرف یہ خود نام لکھیں گے جن کو انھوں نے بلانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے جاتے تھے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دستخط کرتے جاتے تھے جب کچھ خط لکھے گئے تو حضرت رسول اکرمؐ آپ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ یہ خیال کر لو کہ جس کارڈ پر آپ دو آدمیوں کو طلب کریں گے وہاں سے پانچ آویں گے جہاں آپ چار آدمیوں کو طلب کریں گے وہاں سے دس مہمان آویں گے جس قدر مہمان درکار ہوں اسی قدر خط لکھ دیں آپ نے عرض کیا کہ بس حضور کافی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر عرض کیا۔ کہ حضور ان کو مالی مشکلات بھی ہیں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنکر بلند آواز سے فرمایا۔ کہ "کبیرہ کبیرہ" آپ کی اس آواز پر ایک نوجوان خوش پوش ترکی ٹوپی پہنے ہوئے آپ کے سرہانے کی جانب آکر کھڑا ہو گیا اور آپ نے کہا کبیر ان کو دے دو روپیہ۔ اس وقت اس نے ہاتھ پھیلایا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی جس میں ہزار یا بارہ صد روپیہ تھا اس کے بعد دونوں اُٹھ کر چوبارہ کی طرف چلے گئے۔

شادی میں کوئی ڈیڑھ ماہ کا عرصہ باقی تھا مجھے دفتری کاموں کے لئے ایک ہفتہ لدھیانہ ٹھہرنا پڑا

کیونکہ جن کا مَیں ملازم تھا ان کی بیوی بیمار تھی۔ اور لدھیانہ شفاخانہ میں داخل تھی۔ ایک ہفتہ وہ خود لدھیانہ ٹھہرتے اور ایک ہفتہ مَیں ٹھہرتا۔ جس ہفتہ میں لدھیانے تھا اور ہفتہ ختم ہونے کو تھا تو سردار صاحب وہاں تشریف لے گئے ان کے جانے پر مَیں نے اجازت چاہی۔ فرمایا۔ دو تین دن اور ٹھہر جاؤ میری طبیعت لگی رہے گی۔ آپ کے ساتھ مَیں ٹھہر گیا۔ اگلے دن صبح ہی مجھے ساتھ لے کر شہر میں تشریف لے گئے اور سردار نرنجن سنگھ صاحب کے مکان پر گئے وہ چوبارے میں تشریف فرما تھے ہم وہاں چلے گئے اور یہ بیلکا خاندان کے جاگیردار تھے۔ ملاقات کے دوران نرنجن سنگھ بیر نے ہمارے سردار صاحب سے کہا کہ میرا شرکاء کے ساتھ ایک مقدمہ تھا اس مقدمہ کی وجہ سے میرا اکیس ہزار چند سو روپیہ ملنے سے رُکا ہوا تھا۔

ایک مقدمہ میں تائیدِ الٰہی

اب مقدمہ میرے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ مجھے یہ خوف ہے کہ فریق ثانی نے جب ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ وہاں مقدمے دو دو تین تین سال میں فیصلے ہوتے ہیں اور فریق ثانی اس روپے کو پھر رُکوا دے گا۔ ڈی سی کے ریڈر ممتاز علی صاحب مولوی صاحب کے دوست ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ میرا روپیہ دلا دیں سردار صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ کہ آپ بھائی صاحب کا کام کروا دیں۔ میں نے کہا ممتاز علی صاحب احمدی نہیں ہیں میرا دوست تو کوئی احمدی ہو سکتا ہے ہاں میری واقفیت ضرور ہے سردار صاحب نے فرمایا۔ ہاں واقفیت ہی سہی یہ کام ضرور کرا دیں۔ سردار نرنجن سنگھ بیر نے درخواست واپسی روپے کی جو لکھی ہوئی تھی مجھے دے دی۔ چونکہ کچہری کا وقت ختم ہو چکا تھا مَیں وہ درخواست لے کر ممتاز علی صاحب کے مکان پر گیا۔ اور ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ انہوں نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ دوست تو ہم عمر ہوتے ہیں اس نے کہا سردار صاحب سے کہہ دیں کہ وہ کل کچہری میں تشریف لاویں۔ وہ کرسی نشین ہیں۔ درخواست صاحب کے پیش کریں روپے مل جاویں گے آپ اطمینان رکھیں۔ مَیں نے کہا وہ چاہتے ہیں مَیں یہ کام کرواؤں اور آپ کے ذریعہ سے ہو میرے یہ کہنے پر اس نے وہ درخواست لے کر اس پر یہ حکم تحریر کر دیا کہ یہ روپیہ فوراً ادا کر دیا جائے اور اس کی تاریخ اسی دن کی ڈال دی جو دن گذر چکا تھا اور مجھ سے کہا چونکہ درخواستیں اخیر وقت پر پیش ہوا کرتی ہیں۔ صاحب بہادر حکم دیتے چلے جاتے ہیں ہم حکم لکھتے

جاتے ہیں چونکہ وہ آخری وقت ہوتا ہے صاحب اٹھ کر چلے جاتے ہیں اگلے دن جب صاحب بہادر
کچہری تشریف لاتے ہیں تو سب سے پہلے ہم ان حکموں پر جو کل کی تاریخ پر لکھے تھے دستخط کرا لیتے
ہیں ایسے ہی بعض مقدمات پر فیصلے کے متعلق نوٹ لکھا دیتے ہیں اور ہمیں ہدایت ہوتی ہے کہ نوٹوں کے متعلق
فیصلے لکھکر صبح دستخط کرالیں۔ اور مجھ سے کہا کہ سردار صاحب کو ساتھ لیکر صبح کچہری میں تشریف لے آئیں امید ہے کہ
روپیہ مل جاویگا۔ میں صبح سردار صاحب کو ساتھ لیکر کچہری چلا گیا صاحب بہادر کے تشریف لانے سے تھوڑی دیر بعد چپراسی نے
بلائے سردار بیر صاحب کے مجھے آواز دی میں اندر گیا ممتاز علی صاحب نے کہا کہ سردار صاحب کو
خزانے لے جائیں۔ روپے مل جاویں گے دستخط ہو گئے ہیں میں نے ممتاز علی صاحب سے عرض
کیا۔ خزانچی صاحب کو بلا کر فرما دیں کہ وہ روپیہ فوراً دے دیں۔ چنانچہ انہوں نے چپڑاسی کی
معرفت خزانچی کو بلایا اور آہستہ سے ان کے کان میں یہ بات کہہ دی کہ صاحب بہادر کا حکم
ہے روپیہ فوراً ادا کر دو۔ چنانچہ خزانچی خزانہ چلا گیا۔ اور میں سردار صاحب کو لے کر خزانہ
پہنچ گیا۔ خزانچی نے فوراً ہزار ہزار کے بنڈل جو باندھے ہوئے تھے وہ اور اوپر جو روپے
تھے دستخط کرا کر سب سردار صاحب کو دیدیئے۔ سردار صاحب روپے لے کر چلے گئے۔
اور مجھے فرما دیا کہ آپ بعد دوپہر میرے پاس تشریف لے آئیں۔ چنانچہ میں چار بجے کے
قریب ان کے مکان پر چلا گیا۔ مجھ سے سردار صاحب نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ لے جا کر
آپ ممتاز علی صاحب کو دے دیں۔ میں نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں۔
کچھ مٹھائی منگوا دیں۔ میں ان کے ہاں دے دوں گا۔ لیکن سردار صاحب نے اصرار کیا۔ کہ
آپ کو معلوم نہیں کہ اگر وہ اتنی جلدی روپیہ نہ دیتے تو ہر سال اتنی بڑی رقم سود پر لے کر
ہمیں رقم کہیں نہ کہیں سے خرچ کرنی پڑتی یہ ان کی بڑی مہربانی ہے آئندہ بھی وہ ہمارے
معاملات میں ہماری بہت سی امداد کریں گے میں نے کہا اچھا سو روپیہ دے دیں مانہوں نے
پھر اصرار کیا میں نے پانصد روپیہ رکھ لیا باقی واپس کر دیا لیکن انھوں نے نہیں مانا اور
کہا آپ ضرور روپیہ لیجائیں اور کہا آپ سارا روپیہ دے کر آئیں۔

میں روپیہ لیکر ممتاز علی صاحب کے پاس گیا اور جب ان کو روپیہ دیا۔ تو انہوں نے
بالکل انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں نے آپ کے کہنے پر یہ کام کر دیا ہے۔ اور کہا۔ آپ ہمارے

بزرگ ہیں آپ ہمیں رشوت دیتے ہیں میں نے کہا رشوت تو تب ہوتی اگر آپ کے ساتھ پہلے ملے ہوتا پھر آپ کام کرتے۔

انہوں نے کہا میں روپیہ نہیں لیتا اگر آپ نے انعام ہی دینا تھا تو فروٹ یا مٹھائی وغیرہ بھجوا دیتے، میں نے کہا سردار صاحب سے بہت بحث کی ہے لیکن وہ نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں آپ ضرور روپیہ دے کر آئیں۔ انہوں نے میرے بہت نکرار پر پہلے سو پھر دو سو پھر پانچ سو روپیہ رکھ لیا۔ جب میں نے اس پر بھی اصرار کیا تو انہوں نے کہا میں جو کچھ بھی کہوں آپ قسم کھا کر کہیں کہ میں تیری بات مان لوں گا۔ میں نے کہا اچھا میں مان لوں گا۔ قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے وہ دو ہزار روپیہ لے لیا اور ایک ہزار مجھے واپس دیکر فرمایا کہ یہ میں آپ کو اپنی طرف سے دیتا ہوں۔ میں وہ ہزار روپیہ لے کر چلا آیا۔ اور یہ سمجھا کہ جو روپیہ خواب میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا یہ وہی روپیہ ہے راستہ میں آتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا۔ کہ میں سردار بیر صاحب سے یہ ساری بات کر جاؤں۔ میں نے جا کر سردار صاحب سے سارا قصہ عرض کیا۔ اور وہ ہزار روپیہ ان کے پیش کر دیا اور کہا یہ روپیہ آپ کا ہے آپ لے لیں۔ انہوں نے وہ روپیہ لے کر رکھ لیا اور مجھے کہا اپنے سردار صاحب کو میرے پاس بھیج دینا۔ جب اگلے دن سردار نرنجن سنگھ صاحب کے پاس آنے لگے تو مجھے کہنے لگے چلو میرے ساتھ میں نے انکار کیا انہوں نے مجھے ساتھ لیجانے پر بہت اصرار کیا۔ خیر ہم بگھی میں بیٹھ کر سردار نرنجن سنگھ کے مکان پر چلے گئے۔ میں مکان کے نیچے بیٹھ گیا سردار صاحب نے کہا اوپر چلو۔ میں نے پھر انکار کیا۔ لیکن ان کے اصرار کی وجہ سے تھوڑی دیر کے بعد میں اوپر چلا گیا۔ وہاں سردار نرنجن سنگھ نے ہمارے سردار صاحب کو ساری بات سنائی اور کہا میں نے ارادہ کیا تھا کہ مولوی صاحب کو ۵۰۰ روپیہ دوں گا لیکن اب میرا دل مولوی صاحب کو ۲۰۰ روپیہ دینا ہے میں نے کہا مجھے اس روپیہ کی ضرورت نہیں آپ اپنے پاس رکھیں انہوں نے سردار صاحب کے ہاتھ پر میرے لئے ۲۰۰ روپیہ رکھ دیا اور وہ ہزار روپیہ بھی واپس کر دیا۔ اس طرح وہ خواب جس میں ہزار بارہ سو روپیہ ہتھیلی میں دکھایا گیا تھا پوری ہو گئی۔

میں نے واپس گھر آکر اپنی لڑکی کو بتادیا کہ خواب پوری ہوگئی۔ روپیہ مل گیا جو خواب میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور شادی کا سامان خدا تعالیٰ نے کر دیا۔

ہمشیرہ کی شادی

۱۹۱۷ء میں جب میں ضلع شملہ میں گرمی کے موسم میں پہاڑ پر گیا ہوا تھا۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا خط ملا۔ جو آپ کے قلم کا لکھا ہوا تھا اس میں آپ نے تحریر فرمایا ہوا تھا کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو آپ اپنی ہمشیرہ کی شادی منشی نور محمد صاحب سے کر دیں۔ میں سفارش کرتا ہوں۔ اس خط کو پڑھ کر میں نے حضرت صاحب کے حضور عرض کیا۔ کہ والد صاحب بقید حیات ہیں اور ہمشیرہ صاحبہ کا رشتہ کرنا ان کی بات ہے جو خط میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں لکھا۔ ۱۹۶۵ء میں حضرت صاحب کی پرانی ڈاک میں سے وہ بجنسہٖ مل گیا ہے جو درج ذیل ہے:-

حضور کا غلام بخیریت ہے اور خیریت خاندان نبوت مع جملہ مبایعین کے درگاہِ الٰہی سے نیک مطلوب ہے عرض حال یہ کہ میں پہاڑ سے گھر پہنچا اور والد صاحب سے رشتہ کے معاملہ میں عرض کیا والد صاحب نے چشم پُرآب ہو کر کہا میں اس لائق کہاں کہ حضور اس قدر عزت افزائی فرمائیں۔ کہ میری لڑکی کے لئے سفارش کریں۔ مجھے وہ بسروچشم منظور ہے جو حضور کو منظور ہے مگر غریب آدمی ہوں حضور خیال فرمادیں کہ بڑے گھر میں غریب گھر کی لڑکی گذر کر سکے؟؟

خاکسار عرض کرتا ہے دنیاداروں کو مانع امور یہ ہوتے ہیں وہ اپنی کف (کفو) دیکھتے ہیں پھر ہم عمر دیکھتے ہیں۔ پھر سوکن پر دینا نہیں چاہتے۔ مگر حضور کی سفارش کے مقابلہ میں اس طرف نہ کف نہ عمر نہ سوکن کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ خدا کی قسم مسیح موعودؑ کا قطعہ پڑھتا ہوں:-

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

جو خدا کا محبوب ہے اس کی سفارش پر جان حاضر مال حاضر اولاد حاضر۔ ہاں خط کے پہنچنے سے دو دن پہلے تشویش رہی کہ والد صاحب شاید کیا کہدیں۔ اگر میری لڑکی ہوتی اسی دن

انشاء اللہ لے کر قادیان پہنچنا اور پیش کر دینا۔ خیر خدا کا شکر ہے والد صاحب نے
بڑی خوشی۔ شرح صدر سے منظور کر لیا۔ حضور شیخ نور احمد صاحب کو نیلادین ہماری
ذات ارائیں ہے لڑکی کی عمر ۱۴ سال ہے کوئی اعلیٰ حسین نہیں والد صاحب کی
بہت تنخواہ ہے معمولی اراضی ہے مکان اچھی حیثیت کا ہے وہ کسی عورت وغیرہ کی
معرفت جس طرح چاہیں اطمینان کر لیویں۔ اگر ان کو شرح صدر ہو پھر ہماری طرف
سے حضور کو اختیار رہے جس مہر پہ حضور چاہیں جس طرح چاہیں نکاح پڑھ دیں۔
لڑکی کے ولی حضور ہیں حضور کی سرپرستی میں نکاح ہونا ہمارا فخر ہے گو میں عادی
ہوں قادیان آنے کا مگر دل کو کمال خوشی ہوگی اور لڑکی بڑی خوش قسمت ہوگی جس
کا نکاح حضور کریں۔ رخصتانہ ایک سال کے اندر انشاء اللہ ہو سکے گا۔ کیونکہ مقدمہ
وغیرہ کے سبب سے مالی مشکلات ہیں۔ اور یہ سب کچھ حضور کی سفارش کے لفظ سے ہے
ورنہ ہم لوگوں میں بڑی کمزوریاں ہیں پہلے کف (کفو) کو روتے ہیں پھر عمر کو پھر دوسری
عورت کے ہوتے دینا۔ مگر حضور کی سفارش پر کچھ تکرار نہیں ہے۔
ایک عرض ہے للہ اس خط کو حضور اپنے پاس رکھیں جتنا مناسب ہو تذکرہ نور محمد صاحب سے
فرما لیویں۔ اور حضور جواب بھی للہ خود ہی عطا فرما دیں۔ ممکن ہے کوئی ایسی بات ہو جو
رشتہ نہ ہو یا حضور ہی مناسب خیال نہ کریں تو یہاں شور پڑ کر باتیں اڑیں کیونکہ غیر کف
(کفو) میں رشتہ ہونا اچنبہ ہوگا اور یہاں دس دس کوس میں یہ نئی بات ہوگی خصوصاً
ہماری برادری میں یہ نئی بات ہے مگر حضور کی رضا منظور ہے تاکہ خدا راضی ہو جائے
لڑکی کا نام اختر النساء والد صاحب کا نام محمد موسیٰ ہے۔ لڑکی معمولی اردو اور معمولی
طور پر قرآن پڑھ سکتی ہے۔
پتہ۔ بمقام سنور ریاست پٹیالہ محلہ نیلواں پاس قدرت اللہ کے جاوے۔
اور جو چٹھی مکرم منشی نور محمد صاحب نے بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بابت
منظوری کا رشتہ اختر النساء صاحبہ ہمشیرہ خاکسار لکھی وہ بھی پرانی ڈاک سے ملی ہے جو درج ذیل ہے
"عرض حال آنکہ اس عاجز نے منشی قدرت اللہ صاحب کا مشمولہ خط غور سے پڑھا یہ حضور کی

ہی طفیل ہے کہ میرے جیسے نالائق کو قبول کرنے میں ذرا عذر نہیں کیا گیا بلکہ اس پر فخر کیا گیا ہے کہ باوجود بہت سی رکاوٹوں کے ان کو تعمیل ارشاد حضور کی توفیق نصیب ہوئی۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

چونکہ مَیں نے بھی بہت دعا کے بعد حضور کو تکلیف دی تھی اور انکا گھر بھی سعید الفطرت ہے پیرا بھی شرح صدر ہے لہٰذا حضور انور میری طرف سے بھی مالک ہیں جس حق مہر پر چاہیں نکاح پڑھ دیں۔

اگر میرا خیال دریافت فرمانا چاہیں تو مَیں تو یہ چاہتا ہوں کہ والد صاحب نے جو تین سو روپیہ بھیجا ہوا ہے وہی حق مہر مقرر کر کے وہ براہ راست پٹیالہ کو بعوض حق مہر بھیجدیں تاکہ حق مہر پہلے ہی ادا ہو جائے اور وہ اپنے طور پر کپڑے زیور وغیرہ جہاں چاہیں خرچ کر سکیں۔ خاکسار نور محمد"

اپنا خط مَیں نے لکھ کر پوسٹ کر دیا لیکن میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا تھا کہ کسی طرح حضور کے حکم کی تعمیل ہو جاوے ۲ دن اسی کشمکش میں تھا آخر اپنے بیوی بچے چھوڑ کر جو پہاڑ پر میرے پاس تھے میں پہاڑ سے سنور آیا۔ اور اپنی والدہ صاحبہ سے یہ معاملہ عرض کیا۔ والدہ صاحبہ نے دریافت کیا ان کی ذات کیا ہے اور اس لڑکے کی عمر کیا ہے؟ مَیں نے بتلا دیا کہ ذات کا تو مجھے کوئی علم نہیں عمر قریباً ۳۵/۳۶ سال ہے اس کے گھر میں پہلی بیوی موجود ہے جس کے بطن سے کوئی اولاد موجود نہیں ہے۔

نور محمد کا باپ فتح محمد نامی تحصیلدار ہے نور محمد کے بیعت کرنے سے اس کے والد صاحب نے ناراض ہو کر اس کو گورنمنٹ کی ملازمت سے موقوف کرا دیا۔ اور خود اس کو عاق کر کے نکال دیا۔ والدہ نے والد صاحب سے ذکر کیا انہوں نے فرمایا لڑکا ہم عمر ہونا چاہیئے مَیں نے دوبارہ والدہ صاحبہ سے ذکر کیا خلیفۂ وقت کا حکم ہے آپ کی مرضی۔ مَیں تو جواب دے آیا تھا انہوں نے والد صاحب سے پھر عرض کیا والد صاحب نے فرمادیا۔ اگر حضرت صاحب کی مرضی ہے اور ان کو منظور ہے تو ٹھیک ہے ہمشیرہ کی عمر کوئی ۱۴/۱۵ سال کی تھی میں نے پہاڑ پر دوبارہ حضور کو خط لکھدیا کہ والد صاحب نے منظوری دے دی۔ ہم نہ کوئی شرائط کرتے ہیں اور نہ حق مہر کے لئے

سکتے ہیں جو حضور کی منشاء ہے کر دیں۔ صرف ایک شرط ہے کہ والد صاحب نے آپ کو ہی ولی مقرر کر دیا ہے اگر آپ ولی ہونا منظور فرمادیں تو نکاح پڑھ دیں چنانچہ حضور نے بالصد روپیہ حق مہر رکھدیا اور لڑکی کی طرف سے خود ایجاب قبول کیا۔ اس نکاح کا اعلان اخبار میں کر دیا نور محمد کے والد فتح محمد کو جب اس بات کا علم ہوا کہ نور محمد کا دوسرا نکاح ہوگیا ہے تو اس کو اس بات کا سخت تعجب ہوا کہ باوجودیکہ اس کی پہلی بیوی موجود ہے اور پھر نہ اس کے پاس کوئی جائیداد ہے وہ کون شخص ہے جس نے اس کو اپنی لڑکی دے دی۔ بالآخر اس نے بارہ صد روپیہ نور محمد کو بھجوا دیا۔

ہمشیرہ کی شادی کے موقعہ پر حضرت ام المؤمنین کی تشریف آوری سنوّر مع علماء کرام از قادیان

نور محمد نے وہ روپیہ حضرت ام المؤمنینؓ کے سپرد کر دیا کہ شادی کا سارا سامان کر دیں چنانچہ انہوں نے زیور کپڑے جو ضروری چیزیں تھیں خرید لیں۔

تاریخ رخصتانہ مقرر کرنے کے لئے میں قادیان آیا۔ اس موقعہ پر میں نے حضرت ام المؤمنینؓ سے عرض کی کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ بھی سنوّر تشریف لے گئے تھے آپ بھی سنور تشریف لے چلیں۔ حضرت ام المؤمنینؓ نے منظور کر لیا۔ لیکن فرمایا ایک شرط ہے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے درخواست کریں۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور پھر میں نے آکر حضرت اماں جانؓ کو بتایا۔ فرمانے لگے آپ ان سے کہلوائیں اس پر میں دوبارہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا کیا میں اماں جان کو تکلیف دوں کہ وہ سفر کریں۔ میں نے عرض کیا آپ مہربانی کریں۔ جس طرح حضرت اماں جان نے کہا ہے آپ اُسی طرح کریں حضور نے فرمایا اچھا آپ میری طرف سے حضرت اماں جان کی خدمت میں عرض کر کے درخواست کریں کہ آپ سنوّر جائیں۔ میں نے حضرت اماں جان کی خدمت میں اطلاع کر دی کہ حضور اجازت دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ بھی سنوّر تشریف لے جائیں۔ برات کی فہرست تیار کرنے کے بعد جن جن اشخاص کو نور محمد صاحب نے شامل کیا ان کے علاوہ چار علماء کی حضور کو میں نے درخواست کر دی تاکہ وہاں تبلیغ ہو۔

حضور نے ہنس کر کہا کہ کچھ علماء نور محمد صاحب لے جا رہے ہیں اور کچھ آپ لے جا رہے ہیں۔ خیر

حضور نے اجازت فرمادی اور حضور نے میری درخواست منظور کرلی۔ اس برات میں سلسلہ کے بہت مشہور بزرگ حافظ روشن علی صاحبؓ اور میر محمد اسحاق صاحبؓ بھی تشریف لے گئے تھے۔ اور حضرت اماں جانؓ کے ساتھ دو چھوٹے بچے تھے ایک ان میں سے میاں ناصر احمد صاحب اور دوسری نصیرہ بیگم بنت میر محمد اسحاق صاحب۔ اس برات کا فیصلہ ہونے کے بعد میں پٹیالہ پہنچا اور میں نے یہ تجویز کی کہ حضرت اماں جان اور بزرگوں کے لئے شاندار انتظام ہو ریاست میں یہ قاعدہ تھا کہ شہر کے اندر شرفاء اور یا مشایعت لوگوں کے گھروں میں اگر شادی ہو تو افسر فراش خانہ کی اجازت سے خیمہ جات دریاں وغیرہ مل جاتے تھے اور سواری کے لئے افسر بگھی خانہ سے سرکاری بگھیاں مل جایا کرتی تھیں لیکن شہر سے باہر اگر مذکورہ بالا سامانوں یا سواریوں کی ضرورت ہو تو وزیر اعظم کی منظوری سے مل سکتی تھیں۔ میں پہلے افسر فراش خانہ سے منظوری کرا کر لے گیا لیکن وہاں مجھے معلوم ہؤا کہ وزارت سے منظوری نہیں ملے گی۔ ایکسائز افسر کمشنر صاحب کو اپنے گاؤں میں کسی کام کی وجہ سے مجھے لے جانا تھا انھوں نے مجھ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں نے انکار کیا کہ مجھے شادی کے سلسلہ میں کام ہے انہوں نے کہا مجھے بتائیں میں کرا دوں گا۔ میں نے کہا وزارت سے خیموں کی منظوری لینی ہے سنّور کے واسطے۔ میں اس شرط پر راضی ہو گیا اور میں ان کے ساتھ چلا گیا وہ پٹیالے واپس چلے گئے انہوں نے کہا آپ کل آئیں میں آج رات وزیر صاحب سے اجازت لوں گا اور درخواست مجھ سے لے لی۔ اگلے روز جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہؤا تو انہوں نے بتایا کہ وزیر صاحب نے انکار کر دیا اور یہ بتایا کہ ہز ہائی نس، مہاراجہ صاحب نے چند جگھوں پر کیمپ لگانے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی سامان کسی کو نہ دیا جائے مجھے یہ خیال آیا کہ یہ ان کی غلط بیانی ہے یہ وزیر صاحب کے پاس گئے ہی نہیں وہ درخواست میں نے کمشنر صاحب سے واپس لے کر بڑے جوش میں آکر یہ کہدیا کہ حضرت ام المؤمنینؓ اور بچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ اس شادی میں آرہے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کی تشریف آوری پر سامان نہ ملے اور اپنے جوش اور غصے سے نادانی میں یہ الفاظ کہہ دیئے کہ اگر سامان نہ ملے تو ہم بھی جھوٹے سلسلہ بھی جھوٹا۔ انہوں نے کہا مولوی صاحب! اب صرف مہاراجہ صاحب ہی منظوری دے سکتے ہیں چونکہ مہاراجہ صاحب یہاں موجود ہی نہیں ہیں آپ کو سامان ہرگز نہیں مل سکتا

میں پٹیالہ سے سنّور آ گیا۔ چچا عبداللہ صاحب سنّوری بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے سنّور عشاء کی نماز کے وقت جب ہم اکٹھے ہوئے تو میں نے یہ سارا ماجرا عرض کر دیا۔ چچا صاحب سخت ناراض ہوئے انہوں نے کہا تم نے ایسے کلمات کیوں کہے اس میں سلسلہ کا کیا دخل ہے میں نے منّت سے عرض کیا کہ مجھے بھی افسوس ہے کہ میں نے ایسی بات کیوں کہی آپ مہربانی فرما کر دعا کریں اور میں بھی دعا کروں گا۔ ان کو میری اس بات پر بہت غصّہ تھا کچھ جواب نہیں دیا اور تشریف لے گئے میں نے جہانتک ہو سکا دعائیں کیں میں صبح کا غذ لے کر پٹیالہ پہنچ گیا اور جہاں وزراء کی کچہریاں تھیں ان کے برآمدے میں پھر رہا تھا اور ہر وزارت کے دروازے کے سامنے سونے چاندی کے عصا لئے ہوئے پہرے دار کھڑے تھے۔ میں برآمدہ میں ہوتا ہوا کبھی ادھر کبھی اُدھر پھر رہا تھا۔ اسی اثناء میں ڈپٹی صاحب کے کمرے سے آواز آئی۔ مولوی صاحب! مولوی صاحب! میں نے سمجھا کسی مولوی کو جو اندر ہو گا بُلایا ہے۔ میں آگے چل دیا۔ اندر سے منسٹر صاحب نے چوبدار سے کہا یہ مولوی صاحب جا رہے ہیں ان کو اندر بلا لاؤ۔ چوبدار جلدی سے آیا اور مجھے بُلا کر اندر لے گیا۔ سیکرٹری صاحب مجھ سے گلے ملے اور فرمایا کہ آپ میرے پرانے دوست اور میرے ہم جماعت ہیں مدّت کے بعد ملے ہیں ہمارے ہاں تو قتل اور پھانسی کے مقدمے آتے ہیں۔ اگر کوئی کام ہو تو آپ مجھ سے ملا کریں۔ آپ جو بھی کہیں گے میں کیا کروں گا آپ سے مجھ کو محبت ہے میں نے کہا میں تو اس کام کے لئے آیا ہوں پرائم منسٹر سے منظوری لینی ہے خیمہ جات کی۔ انہوں نے بتایا کہ میں ریاست کی سنگھ سبھا کا سیکرٹری ہوں ہمارا سالانہ اجتماع ہونا تھا اس اجتماع کے لئے خیمہ جات اور سایہ داروں کی درخواست وزارت سے کی تھی لیکن وزیر صاحب نے جو خود بھی سکھ ہیں کہا کہ مجھے مہاراجہ صاحب کا حکم ہے کہ سامان دینے کی کسی کو اجازت نہیں۔ یہ مشکل ہے منظوری نہیں ہو سکتی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے تو بڑی دوستی کا اظہار کیا ہے اور بڑے بڑے کام کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن یہ تو ایک معمولی بات ہے بندش کا حکم تو تھوڑے عرصہ کا ہے۔ اور میری درخواست بہت پرانی ہے آپ پرائم منسٹر کے سیکرٹری سے ملیں اور ان سے کہدیں کہ اس تھوڑے سے سامان کی منظوری دے دیں اگر وزیر صاحب اعتراض کر دیں تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو پرانی درخواست ہے انہوں نے کہا "سنّوری اگر ہونا کام کراتا ہے تو مجھ سے" اور مجھے

اپنے دفتر میں چھوڑ کر آپ پرائم منسٹر کے دفتر میں چلا گیا۔ اور وہاں سے جب واپس آئے۔ کہا جس طرح آپ نے کہا تھا مَیں نے اسی طرح کہہ دیا ہے وزیر صاحب ابھی تو نہیں آئے تھوڑی دیر تک آجائیں گے اگر یہ جادو چل گیا تو ابھی کام ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد پرائم منسٹر کے دستخط درخواست پر ہو گئے چپڑاسی آ کر دے گیا۔ مَیں یہ کاغذ لے کر چیف کمشنر کے دفتر سے حکم حاصل کر کے پھر افسر فراش خانہ کے دفتر میں گیا۔

افسر فراش خانہ میر ہادی حسین صاحب خلیفہ محمد حسن صاحب مرحوم کے پوتے تھے جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے براہین احمدیہ میں فرمایا۔ جب مَیں نے وہ کاغذات پیش کیا تو انہوں نے کہا سامان نہیں مل سکتا۔ مہاراجہ صاحب نے بند کیا ہوا ہے۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی بیوی آ رہی ہے چندہ لینے کے لئے۔ یہ سُنکر مجھے بہت غصّہ آیا۔ مَیں نے عدالت کے کمرے کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اور کہا میر صاحب آپ کے دادا صاحب نے تو ایسا سلوک کیا تھا اگر کوئی چندہ وغیرہ لینا تھا تو ہم غریبوں کے پاس آنا تھا اور پھر اُمّ المؤمنین نے آنا تھا سلسلہ کے کارکن تھوڑے ہیں اگر چندے کی کوئی ضرورت ہو اور وہ قادیان بیٹھی ہوئی اشارہ کریں تو جائداد تو کیا چیز ہے ہم تو انشاء اللہ تعالےٰ اپنے بچے بھی فروخت کر دینے کو تیار رہیں۔ میر صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں سامان نہیں ہے مَیں نے کہا میر صاحب آپ ضد نہ کریں۔ رکانے[1] (فراشخانہ) کے افسر سے رپورٹ لے لیں۔ کہ میرے پاس سامان نہیں ہے میر صاحب نے فوراً رکانے کے نام تحریر کر دیا۔ کہ وہ رپورٹ دیں کہ کیا یہ سامان ہے۔ چپڑاسی کو لکھ کر کہدیا کہ رکانے کے افسر کو کہہ دے کہ اس پر لکھ دے کہ میرے پاس سامان نہیں ہے۔ مَیں نے چپڑاسی کو کہا کہ تم پانچ منٹ ٹھہر کے آؤ اور کاغذ مجھے دے دو۔ چنانچہ وہ کاغذ چپڑاسی سے مَیں نے لے لیا۔ اور مَیں افسر رکانے کے پاس چلا گیا۔ افسر رکانہ احمدی تھے اور ہمارے سنّور کے تھے عبد الغنی صاحب ان کا نام تھا مَیں نے ان سے سارا معاملہ بیان کر دیا۔ انہوں نے جلدی جلدی سارے سامان کی پرچیاں کاٹ کر مجھے دے دیں اور کہا ہم ابھی گڈے پر سامان لاد کر آپ کے ساتھ سنّور بھیجتے ہیں۔ کچہری کا وقت ختم ہو گیا ہے میر صاحب چلے گئے ہیں۔ مَیں یہ کاغذات صبح خود میر صاحب کو دُوں گا۔ آپ سامان

[1] یہ لفظ رکن سے نکلا ہے۔ مراد یہ کہ اپنے اس حصّہ کے افسر سے رپورٹ لیں ؛

لے کر جائیں چنانچہ اگلے دن انہوں نے مجھے بتایا کہ جب میں نے کل کے حکم کے مطابق سامان دے دیا چونکہ معمولی سامان تھا۔ میر صاحب نے کہا۔ چپڑاسی نے آپ کو نہیں کہا تھا۔ میں نے کہا۔ مولوی صاحب کاغذ لے کر خود میرے پاس آئے تھے۔ چپڑاسی تو بعد میں آیا۔

مَیں نے جب چچا صاحب کو سارے حالات بتائے کہ سامان مل گیا۔ منظوری ہو گئی۔ خدا نے بڑا فضل کیا تو انہوں نے کہا۔ اللہ نے تیرے حال پر فضل کیا۔ آئندہ استغفار پڑھ۔ ایسے کبھی جوش میں نہیں آنا چاہیئے۔

ہمشیرہ کی شادی کے بعد کے واقعات

ہمشیرہ کی شادی کے قریبًا ایک سال بعد تحصیلدار صاحب فتح محمد جو نور محمد کے والد تھے ان کا خط آیا کہ مَیں بمع اہل و عیال کے ملنے کے لئے آنا چاہتا ہوں اور مَیں ۲/۳ دن انشاء اللہ تعالیٰ قیام کروں گا۔ مَیں آپ کو اس وجہ سے اطلاع دے رہا ہوں تا کہ آپ ان ایام میں کہیں باہر دورے پر نہ جائیں۔ مَیں نے ان کی خدمت میں جوابًا عرض کر دیا۔ کہ آپ ایک مہینہ قیام کر سکیں تو میرے پاس تشریف لے آویں ورنہ میرے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں انہوں نے مجھے جوابًا لکھ دیا کہ میں ایک مہینہ کی رخصت لے کر آ رہا ہوں۔ اور مَیں آپ کی حسبِ منشاء قیام کروں گا۔ میرا مطلب صرف یہ تھا کہ ایک مہینہ کے قیام میں تبلیغ بھی کافی کر سکیں گے اور اپنے عملی نمونہ اور اپنے اخلاص سے احمدیت کے نمونے بھی پیش کریں گے۔ تحصیلدار صاحب تشریف لے آئے اور ایک مہینہ قیام کرنے کے بعد میں نے پٹیالہ سے ان کو قادیان کے ٹکٹ خرید کر دیئے کہ آپ قادیان سے ہو کر پھر وطن جائیں اسٹیشن پٹیالہ پر پہنچکر تحصیلدار صاحب نے مجھے علیحدہ ہو کر یہ بات کہی کہ جب میں ریل پر اپنے گھر سے سوار ہوا ہوں تو میں احمدیت کے ۹۹ فیصدی خلاف تھا اور آج میں ۹۹ فیصدی قریب ہوں وہ کہتے تھے مجھے صرف ان کے نبی ہونے پر اعتراض ہے چنانچہ وہ قادیان تشریف لے گئے اور قادیان پہنچ کر ان کا یہ شک بھی رفع ہو گیا اور انہوں نے حضرت صاحب سے بیعت کی درخواست کر دی۔ جب حضور بیعت لینے گئے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور مَیں بیعت کرنے سے پہلے ایک درخواست کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ عمر صغیرہ پندرہ سال کا ہوا ہے کہ مَیں نے اس بیٹے کو بہت سی تکلیفیں دی ہیں

اور اُس پر بہت ظلم کئے ہیں حضور مجھے اس بیٹے سے معافی دلا دیں۔ پھر میری بیعت لیں۔ نور محمد صاحب نے جو پاس ہی بیٹھے تھے عرض کیا کہ مَیں نے تو پندرہ سال مسلسل ان کے لئے دعائیں کی ہیں یہ خدا کا احسان ہے کہ اب ان کو بیعت کی توفیق مل گئی ہے اللہ تعالےٰ ان کے سب قصور معاف فرمائے چنانچہ اخبار الفضل میں تحصیلدار صاحب کی بیعت کے اعلان کے ساتھ یہ الفاظ شائع ہوئے تھے۔ کہ "نئے احمدی باپ کی پُرانے احمدی بیٹے سے معافی"۔ تحصیلدار صاحب پھر واپس اپنے وطن چلے گئے اور وہاں جا کر کچھ عرصہ کے بعد تین چار اقساط میں بارہ ہزار روپیہ نور محمد کو بھجوایا جس سے ان کو قادیان میں "نور منزل" نام مکان بنانے کی سعادت ملی۔

الحاج مسعود احمد خورشید کی علالت

برخوردار مسعود احمد کی عمر ایک سال کی نہیں ہوئی تھی کہ گرمی کا موسم تھا اس کو ہیضہ ہو گیا۔ دو دن اور ایک رات کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ دوسری رات اس کو بہت بے چینی تھی۔ اور تڑپتا رہا عشاء کے بعد والد صاحب نے مجھے یہ فرمایا تم نے سارا دن آرام نہیں کیا اب چھت پر جا کر لیٹ جاؤ۔ تمھاری والدہ ہے اور مَیں ہوں اور مسعود کی والدہ ہے میں چھت پر جا کر لیٹ گیا تہجد کے وقت نیچے رونے کی آواز نے مجھے جگا دیا۔ مَیں نیچے اُتر کر آیا۔ تو والد صاحب کے دھاڑیں مار کر رونے پر عورتیں بھی رونے لگیں۔ مَیں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے رونے پر عورتیں بھی روتی ہیں۔ آپ کو اس تکلیف پر جو خدا کی طرف سے آئی ہے صبر کرنا چاہیئے۔ بچہ فوت نہیں ہوا یہ ساری رات اسی طرح تڑپتا رہا ہے۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بچہ تو معصوم ہے اس کی تکلیف دیکھ کر ہمارے گناہوں کی سزا ہمیں دی جا رہی ہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ مَیں حکیم صاحب کے پاس جاتا ہوں۔ اور دوائی وغیرہ لے آتا ہوں۔ مَیں جا کر حکیم صاحب کو بھی ساتھ لے آیا۔ راستہ میں ہمارا مکان ابھی ایک فرلانگ سے کچھ کم فاصلہ پر ہوگا۔ اس مکان کے مالک مجھ سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ یہ خیال آیا کہ اگر یہ بچہ فوت ہو گیا تو یہ لوگ تالیاں بجا دیں گے مَیں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر یہ دو شعر پڑھنے شروع کر دیئے :

نہ کر عوض مرے جُرم و گناہِ بے حد کا الٰہی تجھ کو غفورٌ رحیم کہتے ہیں

کہیں نہ کہدیں عدو دیکھ کر مجھے غمگین ـ یہ اس کا بندہ ہے جس کو کریم کہتے ہیں

مَیں یہ شعر دعائیہ رنگ میں پڑھتا آیا - دروازہ کھلا تھا - والد صاحب نے اشارہ سے فرمایا - پاؤں کی آہٹ نہ کر، بچہ سو گیا ہے - حکیم صاحب آئے بچے کو سوتا دیکھا فرمایا فضل ہو گیا چنانچہ حکیم صاحب ٹھہرے رہے بعد نمازِ فجر بچہ جاگا - حکیم صاحب نے فرمایا کہ بھائی جی اس کو دودھ پلاؤ اور بچے نے دودھ پی لیا - اور بفضلِ خدا راضی ہو گیا ؛

باب دوم

واقعات و روایات متعلّقہ حضرت مسیح موعُود علیہ السّلام

۱- حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ میں یہ عجیب بات تھی کہ قادیان شریف میں جب گرمی ہوتی اور صحابہ میں سے کوئی عرض کر دیتا کہ حضور گرمی ہے دعا فرمادیں بارش ہو جاوے آپ فرماتے بہت اچھا اور خدا کے فضل سے دوسرے تیسرے دن بارش ضرور ہو جاتی -

۲- حضرت مسیح موعود علیہ السّلام جب تقریر فرماتے تھے تو دم بہ دم جوش سے آواز بلند ہوتی جاتی تھی اور ایسے جوش کی حالت میں بعض دفعہ ران پر ہاتھ مارتے تھے -

۳- ایسا ہی چچا عبداللہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے ساتھ غوث گڑھ کی جماعت کے احباب قادیان میں آئے اور عصر کا وقت تھا آپ نے لسّی منگوا کر پلا دی اور روزہ کھلوا دیا - فرمایا اللہ تعالیٰ جس طرح پسند کرے وہی طریقہ درست ہے -

۴- اکثر دوست حضرت صاحبؑ سے سوال کرتے کہ کوئی وظیفہ بتادیں - حضورؑ فرمایا کرتے - اِستغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھا کرو اور قرآن شریف کی تلاوت تدبّر اور غور سے کیا کرو - نماز کے اندر اپنی مادری زبان میں دُعا کیا کرو -

۵۔ حضورؑ نے فرمایا۔ دُعا سے بڑے بڑے اہم کام ہوتے ہیں میرا یہ عقیدہ ہے کہ دُعا سے پہاڑ ہل جاتے ہیں۔

۶۔ حضور سے جب ہم مصافحہ کرتے۔ حضور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے اور جب حضورؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا جاتا تو حضور کسی کو منع نہ فرماتے۔

۷۔ میاں کریم بخش قصبہ پائل ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے وہ حضور کے پاس باورچی تھے وہ کھانا بہت جلد پکایا کرتے تھے حضورؑ فرمایا کرتے تھے اتنی جلدی کھانا تیار کرتے ہیں۔ گویا پہلے ہی پکا کر رکھا ہوا ہے۔

۸۔ ۱۸۹۹ء کا واقعہ ہے میں دارالامان میں آیا ہوا تھا۔ حضورؑ مسجد مبارک کی چھت پر نماز مغرب کے بعد) تشریف رکھتے تھے چند ایک مہمان اور چند ایک مہاجر موجود تھے ایک صاحب یُو۔پی سے آئے ہوئے تھے وہ معزز آدمی تھے مگر ضعیف العمر تھے انہوں نے حضرت صاحب کی بیعت کی۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے حضرت صاحب کے پاس سفارش کی کہ یہ صاحب جنہوں نے بیعت کی ہے ان کا ایک کام بھی ہے وہ یہ ہے کہ کئی سال سے یہ ایک مشین ایجاد کرنے کے کام میں لگے ہوئے ہیں اس میں تھوڑی سی کسر رہ گئی ہے یہ خواہش کرتے ہیں کہ حضور دعا فرماویں اللہ تعالٰے ان کی مدد فرماوے وہ کسر نکل جاوے اور یہ کامیاب ہوں اس عرصہ میں یہ زیر بار بھی بہت ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تو ان کی مشین کی فکر ہے اگر ان کی مشین (وجود کی اعطاء ؟) درست ہو گئی تو سب کچھ ہو گیا۔ باقی یہ ایجادیں اور مشینیں تو بہتیری ہو رہی ہیں اور جب انسان کی مشین درست ہو جاتی ہے تو یہ مشینیں تو خود بخود چل پڑتی ہیں:

۹۔ ایک دن سیر میں حضور نے ذوالفقار علی خان صاحب سے فرمایا کہ آپ جو یہ کہتے ہیں کہ نواب صاحب رام پور نبی کے لفظ سے بڑے گھبراتے ہیں یہ لوگ عربی کی ناواقفیت کی وجہ سے زیادہ چمکتے ہیں سچی پیشگوئیاں کرنے والے کا ترجمہ ان سے عربی میں کراؤ۔ اور وہ پیشگوئیاں بھی کثرت سے کرے اور سچی ہوں اس کا ترجمہ عربی میں سوائے نبی کے اور ہو ہی نہیں سکتا۔

آپ کی قوتِ اعجازی کا یہ کمال تھا کہ اکثر دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ مہمان مہمان خانہ میں بیٹھکر باتیں کرتے کہ آج حضرت صاحب سے نماز کے بعد فلاں فلاں سوالوں کا جواب پوچھیں گے مگر جب حضور نماز

کے بعد تشریف فرما ہوتے اور جماعت کے عام لوگ آگے ہو جاتے اور حضور کے بالکل قریب ہو جاتے تو حضور گفتگو شروع کر دیتے اور مہمان انتظار کرتے کہ اب یہ گفتگو ختم ہو تو پوچھ لیں گے یا حضور خود کچھ فرمانے لگتے تو ٹھہر جاتے کہ جب حضور فرما چکیں گے تو پھر سوال کریں گے مگر اللہ اللہ حضور کی قوتِ اعجازی کے اس سلسلۂ گفتگو میں حاضرین کے ۹۰ فیصدی سوالوں کے جواب ہوتے اور مجھے تو اکثر ایسا اتفاق ہوا۔ کہ ایک مہمان دوسرے کو اشارہ کرتا کہ تو تمہارے سوال کا جواب تو خود ہی مل گیا۔ دوسرا دوسرے کو کہتا۔ اسی طرح تقریباً سب کے سب تسلی کر کے اٹھتے اور کسی کو بھی سوال کرنے کی حاجت نہ ہوتی۔ یہ دلیل ہے کہ حضور کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کامل تعلق تھا اور اللہ تعالیٰ حضور کو ایسے ڈھنگ پر گفتگو کرنے کا موقع دیتا کہ نہ سائلوں کو تکلیف ہو اور نہ حضور کو بار بار ہر ایک کے سوال کا جواب دینا پڑے۔

۱۰۔ ایک دفعہ میں قادیان آیا ہوا تھا۔ ایک معمر آدمی یو۔پی سے بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ بیعت کے بعد دعا ہوئی اس کے بعد مجلس میں سے کسی دوست نے یہ عرض کیا کہ حضور! ان نومبائع صاحب نے دیر سے محنت جاری کر رکھی ہے کہ کوئی نئی مشین ایجاد کریں۔ حضور دعا فرمائیں کہ انہیں اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو اور مشین ایجاد ہو جائے حضور نے فرمایا کہ پہلے ان کی مشینری تو سنورنی چاہیئے۔ جب یہ مشین درست ہو جائے تو اور ایجادیں بھی درست ہو سکتی ہیں۔

۱۱۔ ایک دفعہ مسجد مبارک میں آپ کی خدمت میں یہ شکایت پیش ہوئی کہ میاں عبداللہ المعروف پروفیسر صاحب مخالفین سے بات کرتے وقت ان کے برا بھلا کہنے کے جواب میں گالیاں دیتے ہیں حضور خود ان کو منع فرمائیں۔ عام طور پر حضور کی یہ عادت تھی کہ حضور کو اگر کسی دوست کی کمزوری کا علم ہوتا تو مجلس میں بغیر کسی کا نام لئے اس برائی سے بچنے کے نصائح فرما دیتے۔ مگر چونکہ عبداللہ صاحب پروفیسر کے متعلق کئی لوگوں نے درخواست کی تھی اس واسطے دوسرے موقعہ پر جب عبداللہ صاحب نماز میں حاضر ہوئے تو حضور نے بعد نماز ان سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ آپ کی نسبت ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ تبلیغ میں دوسرے کے برا بھلا کہنے کے مقابل میں خود بھی گالیاں دیتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ حضور چاہے مجھے کوئی مارے چاہے گالیاں دے لیکن مَیں کبھی اس کا جواب نہیں دیتا۔ لیکن جب کوئی مخالف حضور کو گالیاں دے تو پھر مَیں برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر مَیں بھی اس کو گالیاں دیتا ہوں۔

حضورؑ نے فرمایا۔ میری نصیحت یہی تو ہے کہ جب وہ مجھے گالیاں دیں تو آپ صبر کریں اس پر پروفیسر صاحب نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ہمارے پیر کو گالیاں دے اور ہم صبر کریں۔ جبکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ اگر کوئی حضور کے پیشوا محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دے یا بُرا بھلا کہے تو آپ برداشت نہیں کرتے اور اس کے ساتھ مباہلہ تک کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو مَیں اپنے پیر کے لئے کیوں برداشت کروں۔ حضور مسکرائے اور خاموش رہے۔

۱۲۔ ۱۹۰۲ء یا ۱۹۰۳ء میں مَیں مال (بندوبست) کے محکمے میں ملازم ہُوا۔ ریاست پٹیالے میں قانونی بندوبست پہلے ہی تھا اس واسطے زمیندار لوگ مربعے بندی کے وقت ہی یہ سمجھکر کہ ہم اپنا رقبہ زیادہ لکھالیں افسرانِ بندوبست کو رشوت دیتے تھے مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور اگر اجازت فرمائیں تو مَیں ملازمت ترک کردوں۔ اس خوف سے کہ مَیں بھی کہیں اس مارکیٹ میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ تو حضور نے جواباً مجھے لکھوایا کہ ترکِ ملازمت معصیت ہے دوسری جگہ کوشش کرتے رہیں۔ کسی دوسری جگہ ملازمت ملنے پر ملازمت ترک کی جا سکتی ہے لیکن یہ خیال رہے کہ کوئی نابینا قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکتا کہ یا الٰہی مَیں نے تمام عمر بدنظری کبھی نہیں کی۔ کوئی مخنث قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے بدفعلی نہیں کی۔ کوئی بہرہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کسی کی غیبت نہیں سُنی۔ انسان کا تقوٰی یہی ہے کہ وہ باوجود ہر قسم کے کوائف کے ہوتے ہوئے بُری باتوں سے اجتناب کرے۔

۱۳۔ جب ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مباہلہ حضور نے شائع کیا گو اس نے اس کا انکار کر دیا لیکن مجھے اس کا علم نہیں تھا مَیں نے ایک نظم لکھکر حضور کی خدمت میں بھیجی جواب میں حضور نے یہ تحریر فرمایا۔ نظم اچھی ہے مگر اس کو اخبار میں شائع ہونے کے لئے نہیں دیا بعد میں جب مجھے معلوم ہُوا کہ اس نے مباہلے سے انکار ہی کر دیا تھا۔ تو مجھے سمجھ آئی کہ اس نظم کا شائع ہونا مناسب ہی نہیں تھا۔ اس کے دو شعر مجھے یاد ہیں وہ یہ تھے ؎

تُو تو ہے عُمر میں جواں ابھی میرے آقا پہ پیری آئی ہے
موت تیری بنے گی ایک نشاں مجھ کو دیتا یہی دکھائی ہے

۱۴- ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے جبکہ مئی کے مہینے میں میں رخصت پر سنور گیا ہوا تھا۔ دکان کی مرمت کرا رہا تھا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سنوری مرحوم بھی سنور تشریف لے آئے عشاء کی نماز کے وقت انہوں نے مجھے فرمایا کہ صبح قادیان چلیں میں نے عرض کیا کہ دو دن کا کام باقی ہے دو دن ٹھہر جائیں۔ پھر چلیں گے۔ فرمایا۔ بہت اچھا۔ لیکن اگلے دن صبح کے وقت آٹھ بجے کے قریب میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بھئی تم دو دن ٹھہر کر آجانا۔ میری طبیعت بے چین ہے اس لئے میں تو اب جاتا ہوں چنانچہ وہ تشریف لے گئے جب وہ قادیان شریف پہنچے تو اس وقت معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہو چکا ہے اور جنازہ قادیان آچکا ہے آپ جنازے میں شامل ہو گئے بعد میں جو مجھے ملے تو فرمایا کہ اگر میں اس وقت تمہاری درخواست پر رک جاتا تو مجھے یہ موقع میسر نہ آتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ میں عمر بھر تمہاری شکل کبھی نہ دیکھتا۔

۱۵- ایام بندوبست میں ۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۴ء کا غالباً واقعہ ہے۔ امیر کابل ہندوستان کے دورے پر آئے چونکہ انہوں نے سرہند بھی ٹھہرنا تھا۔ وہاں مجدد الف ثانی کا مزار ہے اور خاندانِ مجدد صاحب کا وہ مرید تھا اسلئے جس تاریخ کو وہ سرہند تشریف لائے دفتروں میں تعطیل ہو گئی چچا عبداللہ صاحب دفتر میں ہی آرام فرمایا کرتے تھے ان کا کھانا وہیں پہنچ جاتا تھا میں اور دو تین اور احمدی اور مولوی صاحب کے دو صاحبزادے دفتر سے آکر ایک کرائے کے مکان میں رہتے تھے چونکہ دفتر سے چھٹی تھی۔ آپ صبح اس مکان میں تشریف لائے اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ اکیلے ہیں۔ باقی سب کہاں گئے۔ میں نے عرض کیا سب امیر کابل کو دیکھنے گئے ہیں فرمانے لگے تم کیوں نہیں گئے میں بھی وہیں جا رہا ہوں ہنس کے فرمانے لگے کہ آپ شاید اس لئے نہیں گئے کہ چونکہ کیمپ آفیسر آپ کے والد کا دوست ہے اس واسطے آپ ان کے ساتھ نہیں گئے کہ اگر ان کے ساتھ گیا تو ان سب کو کھانا وہیں سے کھلانا پڑے گا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ بات نہیں ہے اصل میں میرا دل ہی نہیں چاہتا۔ فرمانے لگے۔ میں سمجھ گیا کہ تم کیوں نہیں جاتے۔ میں جو جا رہا ہوں تم بتاؤ کہ میں کیوں جا رہا ہوں؟ میں خاموش ہو گیا۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں چشم پُر آب ہو گیا تھا

فرمانے لگے کہ آپ اس وجہ سے نہیں گئے ہیں کہ امیر کابل وہ انسان ہے جس نے سید عبد اللطیف صاحب کو شہید کروایا۔ آپ کی غیرت نے یہ برداشت نہیں کیا کہ آپ اس کی شکل دیکھیں۔ لیکن میں اس غرض سے جاتا ہوں تا میں یہ دیکھوں کہ وہ کیسا انسان ہے جس نے ایسا قبیح فعل کیا۔

۱۶۔ فنانشل کمشنر صاحب کے دورہ قادیان کے متعلق تاریخ احمدیت جلد سوم کے صفحہ ۵۲۶ پر یہ درج ہے کہ سر جیمز ولسن فنانشل کمشنر پنجاب ایک روز دورہ پر ۲۱ مارچ ۱۹۰۸ء صبح گیارہ بجے قادیان آئے۔ ان کے ہمراہ کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور۔ جہتم بندوبست پرائیویٹ سیکرٹری بھی تھے .... ۲۰ مارچ کی شام کو خواجہ کمال الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فنانشل کمشنر کے استقبال کے لئے آگے جانا چاہیئے۔ حضور نے فرمایا مجھے ان تکلفات سے نفرت ہے باقی استقبال وغیرہ کرنا کمیٹیوں کا کام ہے آپ چند آدمی اپنے ساتھ لے لیں اور ان کا استقبال کریں۔

مؤلف کی ذاتی شہادت

صاحب فنانشل کمشنر ۱۹۰۸ء میں قادیان تشریف لائے میں بھی وہاں موجود تھا شام کے وقت ایک معزز احمدی مہمان جو بڑی دنیاوی وجاہت رکھتا تھا اور کچھ دنیا کی طرف زیادہ مائل اور دنیا پسند تھا حضرت صاحب سے اس نے عرض کیا کہ حضور فنانشل کمشنر صاحب تشریف لادیں گے حضور بھی استقبال کے لئے آگے چلیں۔ تا کہ گاؤں سے ایک میل آگے جا کر استقبال کیا جائے حضرت صاحب نے فرمایا "مجھے ان تکلفات سے نفرت ہے باقی استقبال وغیرہ کرنا کمیٹیوں کا کام ہے تم لوگ جاؤ دو چار آدمی استقبال کرو مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ اور دوسرے میں ضعیف العمر ہوں۔ اس نے عرض کی۔ حضور ایسا نہ ہو صاحب بہادر ناراض ہوں آپ نے فرمایا "مجھے دنیا کے کیڑوں مکوڑوں کی کچھ پرواہ نہیں۔ جس بات کی طرف میرا مولیٰ مجھے توجہ نہ دے اور دل نہ چاہے میں نہیں کرتا۔" جب صاحب کمشنر بہادر قادیان میں تشریف لائے اور کیمپ میں چلے گئے جو ان کے لئے باہر لگایا گیا تھا۔ تو سب احمدی دوست واپس چلے آئے میں بھی وہاں سے واپس آیا۔ اور مسجد مبارک میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود

علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر سے تشریف لائے اور مسجد مبارک میں آبیٹھے ہیں حضور کے بالکل قریب
ہی بیٹھا تھا کہ لوگ جوق در جوق مسجد میں آپہنچے اور مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ حضرت صاحب کا
چہرہ بڑا بشاش تھا آپ نے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی تشریف آوری کے متعلق اور وہ گفتگو
جو اس نے احمدی احباب سے کی تھی سُنی۔ گفتگو کے درمیان خواجہ کمال الدین نے کہا کہ حضور صاحب
فنانشل کمشنر کو حضور کی طرف سے دعوت دے دی گئی ہے اور صاحب بہادر نے منظور کر لی ہے۔ آپ نے
پوچھا۔ اچھا دعوت تو کر دی مگر یہ بتاؤ کہ ان کی دعوت میں کیا کیا ہوگا۔ انہوں نے کہا۔ کچھ میوہ
کچھ بسکٹ کچھ اور کچھ۔ تو آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا یہ کچھ اور کچھ کیا۔ ہم ہرگز پسند
نہیں کرتے کہ وہ اُمراء کے سے تکلفات کریں۔ کیونکہ الہامِ الٰہی نے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ تیرے
آباؤ اجداد کا سلسلہ منقطع کر کے تجھ سے نیا سلسلہ جاری کیا جائے گا۔ میرے خاندان کو یہ بات حاصل
تھی مگر اب میں نے یہ بات الہامِ الٰہی کی وجہ سے چھوڑ دی۔ ہنس کر فرمایا۔ اب تو یہ فقیر کا لنگر
ہے اور جاؤ صاحب فنانشل کمشنر بہادر سے عرض کر دو۔ کہ فقیر کے لنگر سے پکا پکایا کھانا ملیگا
اگر چاہیں دعوت منظور کر لیں۔ جب حضرت صاحب نے یہ فرمایا تو خواجہ صاحب چُپ ہو گئے
جب حضرت صاحب نے دیکھا کہ یہ نہیں اٹھے تو آپ نے کسی اور دوست کی طرف اشارہ کر کے
فرمایا۔ جاؤ تم جا کر صاحب بہادر سے عرض کر دو کہ مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ فقیر کا لنگر ہے
اور اس میں سے پکا پکایا کھانا ملے گا۔ چنانچہ وہ دوست فوراً چلے آئے اور جا کر صاحب بہادر سے
عرض کر دی۔ انہوں نے منظور فرما لیا۔ انھوں نے واپس آ کر حضرت صاحب سے عرض کی۔ آپ نے
فرمایا ایک دیگ زردہ اور ایک پلاؤ کی پکوا کر وہاں بھیج دو۔ اور حضور اندر تشریف لے گئے تھوڑی
دیر کے بعد حضور پھر تشریف لائے اور دروازہ پر سے پردہ اٹھایا وہاں صرف میں ہی بیٹھا ہوا تھا
آپ نے مجھے السلام علیکم فرمایا۔ اتنے میں نیچے سے حضرت میر ناصر نواب صاحب تشریف لے آئے
حضرت صاحب نے ان سے پوچھا۔ کیوں جی لنگر میں کھانا پک گیا جو باہر جائے گا۔ انہوں نے زور سے
کہا ہاں پک گیا۔ یہاں کوئی توجہ کرتا ہے دعوت تو کر دی۔ اب سب آرام سے پلنگوں پر جا بیٹھے ہیں
کسی نے توجہ ہی نہیں کی۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کام ہی کیا ہے۔ صرف دو دیگیں پکنی ہیں۔ ایک زردہ
کی۔ ایک پلاؤ کی۔ میر صاحب نے پھر زور سے کہا۔ حضرت یہ لوگ باتیں ہی بناتے ہیں کرتے کچھ نہیں

سب لیٹ گئے ہیں حضرت صاحب نے تبسّم لب ہو کر فرمایا۔ کہاں کا بڑا کام ہے۔ صرف دو دیگیں پکنی ہیں پھر صاحب نے پھر زور سے کہا۔ حضرت یہ لوگ بڑے سُست ہیں کام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور نہ کام ہوتا ہے کام تو جب ہی ہوتا ہے جب کوئی کرے۔ اِدھر اُدھر پھرنے سے کام نہیں ہوتا۔ یہ بات میر صاحب نے زور سے کہی۔ مَیں نے دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رنگ سُرخ ہوگیا آپ نے سر مبارک ذرا اوپر کو اٹھایا۔ اور ایک خاصی زور کی آواز سے بولے وہ آواز میرے دل میں دھنس گئی آپ نے میر صاحب کی طرف آنکھ اُٹھا کر فرمایا۔

لنگر میں دو دیگیں پکوا دیں ایک زردہ کی۔ ایک پلاؤ کی۔ میر صاحب نے عرض کیا بہت اچھا حضرت۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے۔

تین چار بجے کے قریب حضرت صاحب فنانشل کمشنر صاحب بہادر سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور تقریبًا ایک گھنٹہ اندر ٹھہرے جب حضور واپس آئے اس قدر انبوہ مخلوق کا ساتھ تھا کہ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے تھے۔ پانچ آدمیوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر حلقہ بنایا۔ درمیان میں حضور کو لے لیا۔ تاکہ مخلوق کے دھکوں سے حضرت صاحب کو تکلیف نہ ہو۔ اُن پانچوں میں ایک مَیں بھی تھا۔ مَیں نے دیکھا حضرت صاحب بڑے بشاش تھے۔ آپ بازار کے راستہ سے گھر کو تشریف لائے۔ جب بازار کے قریب پہنچے ایک آدمی دوڑتا ہُوا آیا اور حضرت صاحب کے برابر آکر کہا۔ حضور پیچھے ایک عجیب بات ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا؟ اس نے عرض کی۔ حضور جب کیمپ کے دروازہ سے نکلے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے حضور کے ساتھ ہی سب لوگ دوڑ پڑے اور کیمپ کا ارد گرد خالی ہوگیا۔ اور صاحب فنانشل کمشنر اور ان کے ساتھ جو اور انگریز کھڑے تھے انھوں نے تالیاں بجائیں اور کہا۔ دیکھو کس طرح لوگ دوڑے جاتے ہیں اور ہنس ہنس کر مخلوق کو دیکھتے تھے آپ پھر چل پڑے راستہ میں حضور اس قدر انبوہ سے ذرّہ نہ گھبرائے بلکہ ہشاش بشاش چلے آتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم نے خوب کھول کھول کر تقریبًا پندرہ منٹ صاحب فنانشل کمشنر کو اسلام کی خوبیاں سُنائیں۔ اور ہم نے اپنی طرف سے حجّت پوری کر دی۔ اور عقائد مہدی خونی کا سوال صاحب نے ہم سے کیا۔ ہم نے بتا دیا کہ ہمارے فلاں فلاں رسالہ کو دیکھو ہم خونی مہدی کے عقیدہ کو غلط سمجھتے ہیں ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ دین اسلام دلائل قویہ اور نشاناتِ آسمانی سے پھیلا ہے اور

آئندہ پھیلے گا۔ اور جو جنگیں اسلام میں ہوئیں وہ سب دفاعی تھیں۔ اسلام کا تلوار سے پھیلنا یہ غلط عقیدہ مخالفوں نے گھڑ رکھا ہے۔ اور آپ نے فرمایا۔ صاحب فنانشل کمشنر نے اور بھی باتیں کرنا چاہیں وہ دنیاوی باتیں تھیں۔ میں نے کہا آپ دنیاوی حاکم ہیں خدا نے مجھے دین کے لئے یعنی روحانی حاکم بنایا ہے جس طرح آپ کے وقت کاموں کے لئے مقرر ہیں اسی طرح ہمارے بھی کام مقرر ہیں۔ اب ہماری نماز کا وقت ہوگیا۔ یہ کہہ کر ہم کھڑے ہوگئے۔ فرمایا۔ صاحب بہادر بھی کھڑے ہوگئے۔ اور خوش خوش ہمارے ساتھ ساتھ خیمہ سے باہر تک آئے اور ٹوپی اتار کر سلام کیا اور ٹھہر گئے۔ ہم چلے آئے۔

جن دنوں میں فنانشل کمشنر صاحب آئے ہوئے تھے۔ ایک جمعہ بھی ان دنوں آیا۔ حضور جمعہ میں تشریف لائے جماعت احمدیہ کا خدا کے فضل سے بڑا انبوہ ہوگیا۔ تقریباً دو ہزار یا اس سے زیادہ مہمان بھی آئے تھے جمعہ تقریباً دو بجے کے بعد ہوا۔ آپ نے فرمایا عصر بھی ساتھ ہی پڑھ لی جاوے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ چلنے لگے۔ جب باہر والی محراب میں یعنی جہاں منبر رکھا ہوا ہے تشریف لائے تو آپ وہاں ٹھہر گئے اور دیوار کے قریب ہو کر کھڑے ہوگئے۔ لوگوں کو فرمایا کہ اسی جگہ مصافحہ کرلیں اور مسجد کے اندر کی طرف سے لوگ آ کر مصافحہ کرکے گذرتے جائیں۔ تاکہ سب کا مصافحہ ہو جائے میں دروازہ کی طرف دیوار سے لگ کر منبر کے پاس کھڑا ہوگیا کہ دیر تک زیارت کرتا رہوں۔ آپ لوگوں سے مصافحہ کرتے جاتے تھے آنکھیں نیچی کئے ہوئے گاہے مسکراتے تھے۔ اگر کوئی السّلام علیکم کہتا۔ آپ وعلیکم السّلام فرماتے تھے جب چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر پولیس نے مصافحہ کیا تو آپ نے ذرا آنکھ اٹھائی اور ان سے آنکھ ملائی اور ہنس کر فرمایا۔ او ہو آج تو چوہدری صاحب بھی اسی طرح مصافحہ کرتے ہیں چوہدری صاحب نیچی نگاہ کئے ہوئے کھڑے رہے حضرت صاحب نے دیر بعد ان کا ہاتھ چھوڑا۔ جب ہاتھ چھوڑا تو وہ آگے بڑھ گئے جب سب مصافحہ کرچکے۔ تو پھر آپ چلنے لگے اور فرمایا آج کا جمعہ تو عید ہوگیا۔ (سیرت احمد ص۵۲ تا ص۵۶)

پھر اسی کے متعلق کچھ اور تفصیل سیرت احمد میں یوں درج ہے:۔

"میں قادیان تشریف آیا۔ دو تین دن قیام کرکے میں واپس جانا چاہتا تھا۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے اجازت چاہی حضور نے فرمایا کہ فنانشل کمشنر پنجاب مع چند افسروں کے قادیان

آرہے ہیں۔ ہم نے باہر کی جماعتوں سے چیدہ چیدہ دوستوں کو بلوایا ہے آپ آئے ہوئے ہیں ٹھہر جائیں۔ چنانچہ میں ٹھہر گیا۔

جس دن فنانشل کمشنر صاحب نے وہاں آنا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے حضورؑ سے مسجد میں آکر عرض کیا کہ اُن کے استقبال کے لئے آگے جانا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ چار پانچ آدمی ساتھ لے لیں اور ان کا استقبال کریں۔ میں استقبال کے لئے نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ خواجہ صاحب اور جماعت کے چند اور احباب استقبال کے لئے گئے اور فنانشل کمشنر صاحب کو لاکر کیمپ میں ٹھہرا دیا۔ اس کے بعد خواجہ صاحب مسجد میں تشریف لائے اور حضور کی خدمت میں اطلاع عرض کی گئی اس پر حضور مسجد میں تشریف لے آئے۔ جو جو گفتگو فنانشل کمشنر سے ہوئی تھی خواجہ صاحب نے حضور کو سنائی اور اس کے بعد یہ عرض کیا کہ فنانشل کمشنر صاحب کو مع دیگر افسران کے حضورؑ کی طرف سے دعوت دی گئی ہے۔ جو انہوں نے منظور کر لی ہے اس پر حضورؑ نے دریافت فرمایا ان کی دعوت کا کیا انتظام ہوگا۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ افسران کے عہدے کے لحاظ سے راشن پیش کیا جاتا ہے۔ اور تحصیلدار صاحب کے واسطے اس قدر راشن اور افسر مال کے لئے اس قدر۔ اور ڈپٹی کمشنر اور کمشنر اور فنانشل کمشنر کے لئے اس قدر۔ اور اس کی تفصیل بتلاتے وقت ہر افسر کے راشن کے بعد وغیرہ وغیرہ کا لفظ فرما دیتے تھے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ راشن تو آپ بیان کرتے جاتے ہیں لیکن یہ وغیرہ وغیرہ کیا؟ خواجہ صاحب نے کہا: کہ حضور گورنمنٹ کا قاعدہ ہے وہ سب کچھ ہے دراصل وسکی وغیرہ وغیرہ سے مراد تھی جس کو خواجہ صاحب ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے مجھے الہام کیا ہوا ہے کہ یَنْقَطِعُ اٰبَاۗئُكَ وَیُبْدَءُ مِنْكَ۔

تو فرمایا کہ اب یہ سلسلہ چونکہ مجھ سے شروع ہوتا ہے اور یہ فقیر کا لنگر ہے۔ اس سے تو پکا پکایا کھانا ملے گا آپ اُن سے کہدیں کہ اگر وہ پکا پکایا کھانا کھانا چاہتے ہیں تو کھائیں ورنہ ہمیں ضرورت نہیں۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضور اب تو دعوت ہو چکی ہے۔ اب وہ خواہ مخواہ ناراض ہوں گے حضور نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰے نے چونکہ ان کو حکومت عطا فرمائی ہے اس واسطے میں عزت کرتا ہوں۔ اگر وہ ناراض ہوں تو مجھے ان حشرات الارض کی کچھ پروا نہیں

خواجہ صاحب خاموش ہو گئے حضور نے مجلس میں سے ایک شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ وہاں جائیں اور فنانشل کمشنر صاحب کو میری طرف سے کہدیں کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہم راشن نہیں بھیجیں گے ہم کھانا پکوا کے بھجوائیں گے اگر آپ جائیں تو بھجوائیں وگرنہ رہنے دیں گے چنانچہ وہ دوست اسی وقت چلے گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ فنانشل کمشنر کہتے ہیں کہ جو کھانا آپ بھجوائیں گے ہم وہی کھائیں گے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ ایک دیگ زردے کی اور ایک دیگ پلاؤ کی پکوا کر وہاں بھجوا دی جائے۔ حضور یہ فرما کر اندر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد کوئی دوست حضرت صاحب سے ملنے کے لئے آیا۔ اس نے زینے میں کھڑے ہو کر دستک دی۔ خادمہ نے اطلاع دی اور حضور تشریف لے آئے ۔ وہ دوست زینے میں کھڑے اور حضور اندر صحن میں کھڑے باتیں کر رہے تھے اتنے میں نیچے سے میر ناصر نواب صاحب تشریف لے آئے جب وہ اوپر کی سیڑھی پر پہنچے تو حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ میر صاحب فنانشل کمشنر صاحب کے کھانے کا انتظام ہو گیا۔ میر صاحب نے فرمایا کہ وہ منتظم ادھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ ابھی تو کچھ نہیں ہوا۔ حضور نے مکرر سہ کرر فرمایا۔ کہ وہاں صرف ایک دیگ زردے کی اور ایک دیگ پلاؤ کی جانی تھی۔ اب تک چلی جانی چاہیئے تھی میر صاحب یہی کہتے رہے کہ منتظمین نے ابھی کچھ انتظام نہیں کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ کے چہرے پر سُرخی نمودار ہوئی اور آپ نے آنکھیں ذرا اوپر اٹھاتے ہوئے زور سے کہا کہ میں حکم دیتا ہوں اور آپ کو حکم دیتا ہوں کہ ابھی لنگر میں جا کر ایک دیگ زردے کی اور ایک دیگ پلاؤ کی وہاں بھجوا دیں۔ میر صاحب نے یہ سُنکر عرض کیا۔ حضور بہت اچھا اور فوراً لنگر خانے چلے گئے۔ اور کھانا تیار کر کے بھجوا دیا ۔

M. A. KHURSHID
NISHAN-E-REHMAT,
No: 202-2/A BLOCK 2,
P. E. C. H. S. KARACHI-29,
(PAKISTAN)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین کی خدمت کے لئے سامان آثارت — ماہنامہ خالد ربوہ جنوری ۶۶ء
اُوپلوں کا جھگڑا بروایت روشن الدین صاحب

باب سوم

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ اور آپ کے دورِ خلافت کے چند واقعات

۱۔ صبح کے وقت جب سیر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس تشریف لے آتے تو میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کے مطب میں جا کر بیٹھ جاتا۔ آپ مریضوں کا علاج فرماتے رہتے اس عرصہ میں میں نے دیکھا کہ اگر آپ کے پاس کوئی مریض نزلہ، کھانسی بخار وغیرہ کا آتا اور اتفاقاً اس دن آپ کو وہ مرض ہوتا جو اس مریض کو ہے تو آپ اس مریض کا علاج نہ فرماتے بلکہ اس کو فرما دیتے حکیم قطب الدین صاحب یا حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب سے علاج کرا لو۔

۲۔ ایک روز میں نے اپنا خواب عرض کیا اور اس کی تعبیر دریافت کی۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس جو چیز ہو اور تم کو اس سے بہت محبت ہو وہ چیز صدقہ کر دو۔
چنانچہ میں نے سنّور جا کر اپنا مخمل کا پٹی دار کوٹ بذریعہ پارسل حضور کی خدمت میں بھجوا دیا اور آپ نے وہ کوٹ کسی غریب لڑکے کو دے دیا۔

۳۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے تشریف لائے احباب انتظار میں کھڑے تھے آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب کو بلاؤ۔ چنانچہ بلانے پر آپ فوراً تشریف لے آئے مولوی صاحب آہستہ چلتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تیز چلتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ٹھہر کر مولوی صاحب کو اپنے ہمراہ کر لیتے تھے اسی وجہ سے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سیر کو کم جایا کرتے تھے مگر جب حضرت صاحب خود بلا لیتے تو آپ فوراً تشریف لے آتے۔

۴۔ چچا عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے واسطے جب آپ چھوٹی عمر کے تھے ایک چھوٹی گاڑی منگوائی گئی تھی آپ کو اس پر بٹھلا کر سیر کرایا

کرتے تھے۔ ایک روز میں حضرت میاں صاحب کو اس گاڑی میں بٹھلا کر لے جا رہا تھا جب آپ کے مطب کے سامنے سے گذرا تو آپ نے فرمایا۔ میاں صاحب کو اوپر لے آؤ اور گاڑی بھی لیتے آؤ۔ چنانچہ میں میاں صاحب کو گود میں اُٹھا کر آپ کے پاس لے گیا اور دوسرے دوست نے گاڑی اٹھا کر مطب میں رکھ دی۔ میں نے آپ کو بٹھا کر پھرانا شروع کیا۔ جب آپ مریضوں سے فارغ ہوئے تو آپ نے مجھے فرمایا۔ گاڑی میرے پاس لاؤ چنانچہ آپ نے اُٹھ کر چھ چکر آپ کی گاڑی کو دیئے۔

۵۔ ایک روز آپ نے فرمایا۔ کہ جب میں کشمیر میں ملازم تھا تو مسجد میں درس قرآن دیا کرتا تھا اور میں نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو لوگ درس سننے مسجد میں آیا کریں گے اگر ان کے ہاں کوئی بیمار ہو اور اس مریض کے دکھانے کے لئے مجھے گھر پہ لے جانا چاہیں تو درس سننے والے کے مریضوں کی فیس نہیں لی جائے گی۔ چنانچہ ایک بہت بڑا ساہوکار جو لکھو کھا روپے کا مالک تھا درس میں اسی وجہ سے آیا کرتا تھا کہ گھر پر جانے کی فیس نہ ادا کرنی پڑے ایک دن قرآن کریم میں سود کی حرمت کا ذکر آیا۔ میں نے ان احکام کو کھول کر بیان کیا جب میں درس سے فارغ ہو کر اپنے مکان پر آیا تو وہ ساہوکار میرے مکان پر پہنچا۔ اور کہنے لگا کہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں میں نے اجازت دے دی اس نے کہا سود کے متعلق جو کچھ آپ نے فرمایا کیا یہ نصیحت ہی نصیحت ہے یا اس پر عمل بھی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا جو کچھ قرآن کریم نے فرمایا ہے میرا اس پر کامل ایمان ہے اور میں اس پر عمل کرتا ہوں۔ اور کروں گا۔ اس ساہوکار نے عرض کیا کہ یہ ریاست ہے یہاں بعض دفعہ بڑے بڑے افسروں یا زمینداروں یا ساہوکاروں کی جائیداد ضبط کر لی جاتی ہے۔ اگر خدا نخواستہ آپ کے ساتھ ایسا ہو تو کیا آپ سود پر رقم نہ لیں گے میں نے کہا اگر میرے متعلق ایسا حکم ہو تو جہاں میں جاؤں گا وہاں جا کر مزدوری کروں گا یا جنگل سے لکڑیاں لا کر فروخت کروں گا اور اس سے بیوی بچوں کا اور اپنا گذارہ کر لوں گا۔ سود پر روپیہ ہرگز نہیں لوں گا اس نے کہا اگر خدانخواستہ حسب درجہ بالا واقعہ ہو اور آپ کے پاس کچھ نہ رہے اور اس وقت آپ کو اپنی لڑکی کی شادی کرنی ہو تو کیا آپ سود پر رقم نہیں لیں گے؟ آپ نے جواب دیا۔ میں

برات کو پانی پلا کر لڑکی کو رخصت کر دوں گا مگر سود پر روپیہ نہیں لوں گا اس ساہوکار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میری عرض آپ قبول فرمادیں۔ آپ کو جب کبھی روپے کی ضرورت ہو آپ مجھ سے منگوالیں بغیر سود کے ایک لاکھ روپے تک آپ کو دے دوں گا۔ اس واقعہ کو کچھ عرصہ گذر گیا تو ایک کارخانہ دار مجھے ملا وہ بہت بُری حالت میں تھا اس نے کہا میرا دیوالہ نکل گیا ہے مفلس ہو گیا ہوں مَیں نے کہا پھر کارخانہ جاری کر لو اس نے کہا کارخانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ درکار ہے میرے پاس ایک سو روپے کی بھی گنجائش نہیں ہے میں نے اس کو کہا۔ اگر آپ کو روپیہ دے دیا جائے تو آپ کس طرح ادا کریں گے۔ اس نے کہا میں دس ہزار روپیہ سالانہ ادا کر دوں گا۔ چنانچہ مَیں نے اس کو پرچہ لکھ کر دے دیا کہ فلاں ساہوکار کے پاس جاؤ اور میرا یہ پرچہ دے کر ایک لاکھ روپیہ لے لو۔ اس نے میرا پرچہ دیکر ایک لاکھ روپیہ لے لیا مگر حسب وعدہ روپیہ ادا نہ کیا۔ مَیں نے ساہوکار کو وہ رقم اپنے پاس سے ادا کر دی۔ میں کشمیر کی ملازمت سے فارغ ہو کر جب بھیرہ آیا اور وہاں سے قادیان آگیا تو یہاں آکر میں نے اس کارخانہ دار کو بلوایا کہ کچھ رقم دے جائے وہ آیا اور اس نے حسب سابق عذر کیا کہ ابھی گنجائش نہیں۔ تھوڑے عرصے میں رقم ادا کر دوں گا۔ میں نے کہا اب دس ہزار روپیہ دے دو۔ اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا پانچ ہزار روپیہ دے دو اس طرح کرتے ہوئے مَیں پانچ سو تک آگیا وہ انکار کرتا رہا۔ اور کہا کیا پانچ سو روپیہ ادا کرنے سے لاکھ روپیہ اُتر جائے گا۔ مَیں نے کہا اگر تم پانچسو روپیہ دے دیتے تو مَیں تمہارے لئے دعا کرتا اور تمہیں قرض ادا کرنے کی توفیق مل جاتی جاؤ اب تم کو توفیق نہ ملے گی۔ وہ چلا گیا اور کبھی کچھ نہ دیا۔

۷۔ آپ نے فرمایا۔ مہاراجہ صاحب جموں ایک دفعہ بیمار ہوئے تو انہوں نے جملہ مذاہب کے بزرگوں اور مہاتماؤں سے دعائیں کرائیں اور بہت سا روپیہ خرچ کیا۔ لیکن کام نہ بنتا۔ جو افسر اس کام پر مقرر تھا۔ اسے کسی نے بتایا کہ لدھیانے میں صوفی احمد جان صاحب ایک فقیر ہیں وہ خدا کے بہت پیارے ہیں ان سے دعا کراؤ۔ چنانچہ انہوں نے صوفی صاحب کو خط لکھا کہ سُنا ہے آپ بڑے کامل بزرگ ہیں آپ کشمیر آئیں اور یہاں قیام کر کے دعا کریں مَیں آپ کو بہت روپیہ دوں گا۔ اس خط کا جواب صوفی احمد جان صاحب نے یہ دیا کہ آپ نے مجھ کو فقیر لکھا ہے۔

فقیر کا مادہ فقر سے ہے اور فقر کے تین حرف ہیں۔ ف ۔ ق اور ر۔ ف سے فاقہ ثابت ہوتا ہے ق سے قناعت اور ر سے ریاضت۔

پس جب آپ نے مجھے فقیر قرار دے دیا تو مجھے کیا ضرورت ہے کہ آپ کے پاس آؤں اور مال لوں لیکن ایک بات بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو خدا کشمیر میں دُعا سنے گا وہ لدھیانے میں بھی سُن سکتا ہے لیکن اگر آپ چالیس پچاس لاکھ انسانوں پر ظلم کرتے ہیں تو میری ایک انسان کی آواز کیا کام دے گی؟ اگر آپ پختہ عہد کر کے یہ تحریر کریں کہ میں آئندہ کے واسطے عہد کرتا ہوں۔ کہ دیدہ دانستہ کسی شخص پر ظلم نہیں کرونگا۔ تو میں دعا کردوں گا۔

چنانچہ مہاراجہ صاحب نے یہ عہد لکھکر بھیج دیا۔ اور انہوں نے دُعا کی اور اللہ تعالےٰ نے شفا دے دی اس خط و کتابت کا مجھے علم تھا میں نے اللہ تعالےٰ سے دُعا کی کہ ایسے کامل انسان سے میرا تعلق ہوجائے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے میری دعا قبول فرمالی اور ان کی بیٹی صغریٰ بیگم میرے نکاح میں آئی۔

۷۔ میرے خُسر چوہدری کریم بخش صاحب مرحوم ساکن رائے پور ریاست نابھہ صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے مُرید تھے صوفی صاحب کی وفات کے بعد ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے چوہدری صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بیعت کرلی آپ کی وصیت کا نمبر ۱۹ ہے اور آپ قادیان میں مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص میں دفن ہیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ ان کی عزت اس وجہ سے بھی زیادہ کرتے تھے کہ وہ میرے خُسر کے مُرید ہیں۔

۸۔ میرے خُسر کریم بخش صاحب مذکور ہر سال ایک ماہ یا دو ماہ قادیان آکر رہائش کیا کرتے تھے ۱۹۰۷ء میں جب وہ مع اپنی بیوی اور لڑکی کے قادیان آئے تو اس وقت ان کو حسب دستور سابق دار المسیح میں گنجائش نہ ہونے کے سبب جگہ نہ مل سکی انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ تو آپ نے ایک مکان جو مریضوں کے لئے بنایا ہوا تھا ان کو رہائش کے لئے دے دیا۔

۹۔ ایک دن مَیں حضرت خلیفہ اوّل ؓ کی خدمت میں حاضر تھا جب آپ مریضوں سے فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا۔ کہ مَیں نے ایک مکان مریضوں کے لئے بنوایا ہے وہ آپ کے خُسر کو دیا تھا۔ اس

وقت کوئی مریض یہاں نہیں تھا۔ لیکن اب مریض آگئے ہیں اور مجھے مکان کی ضرورت ہے مَیں نے آپ کے خسر کو تاکید کی ہے کہ وہ مکان خالی کردیں لیکن وہ مکان خالی نہیں کرتے۔ آپ ان سے کہکر مکان خالی کرادیں مَیں نے عرض کیا کہ ہم بھی تو مریض ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ میرے مریض نہیں ہیں آپ مرزا صاحب کے مریض ہیں ان سے مکان لیں۔

۱۰۔ ایک دن نماز ظہر یا عصر کے وقت جب آپ نماز پڑھانے لگے تو صفوں کی درستی کے لئے پیچھے مڑکر دیکھا۔ مَیں آپ کے بالکل پیچھے صفِ اوّل میں تھا اور بائیں طرف تیسرے آدمی حضرت خلیفہ ثانی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب تھے آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے سر پر سے ہاتھ گذار کر ان کو دائیں طرف صفِ اوّل میں لا کر کھڑا کر دیا۔ اور فرمایا۔ میاں آپ اس باپ کے بیٹے ہیں جو کبھی بائیں طرف کھڑا نہیں ہوا۔

۱۱۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں مَیں تحصیل سرہند میں اپنی ملازمت پر حاضر تھا تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات سے دو تین روز پہلے میری اہلیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ ریتی چھلے سے لے کر نواب صاحب کی کوٹھی کی جگہ تک سارا میدان ہے اور وہاں مکانات نہیں ہیں اور جہاں مسجد نور اور بورڈنگ ہے وہاں دو بہت لمبے لمبے بانس گڑے ہوئے ہیں جو بہت ہی بلند ہیں ایک بانس خالی ہے اور دوسرے بانس کے اوپر صاحبزادہ محمود احمد صاحب موجودہ امام تشریف فرما ہیں۔ ریتی چھلے کی طرف سے جہاں لوگوں کا ہجوم ہے دس دس پندرہ پندرہ آدمیوں کی پارٹیاں بن کر دوڑتی ہیں اور دوڑنے والے بانس کے پاس جا کو پکارتے ہیں۔ مَیں اوّل مَیں دوئم۔ اس طرح پر تمام اپنے نمبر بولتے ہیں۔ ان پارٹیوں کے بعد گھوڑسواروں کی پارٹیاں تیار ہوئیں اور وہ بھی اسی طرح گھوڑے دوڑانے لگے جس پارٹی میں آپ نے اپنا گھوڑا دوڑایا آپ کہتے ہیں مَیں اوّل نمبر پر آیا۔ میرے گھوڑے کا کان آگے ہے۔ اس کے بعد بیدار ہوگئی مَیں نے ان سے کہا کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ چونکہ بیمار ہیں۔ اس لئے ان کی وفات ہوجائے گی اور حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوں گے۔

۱۲۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں قادیان آیا ہوں اور مہمان خانے کا جو موجودہ صحن ہے خواب میں اس کو بہت بڑا صحن دیکھتا ہوں وہاں لوگ جمع ہیں۔ چند کرسیاں بچھی ہوئی ہیں جن میں سے ایک

کرسی پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ ایک پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
ایک پر حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور ایک پر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تشریف فرما ہیں۔ ان سب
کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے ہوئے ہیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کرسی کے پیچھے اوپر
بہت ہار پڑے ہیں سامنے کی طرف جو میں نے دیکھا تو مجھے دہشت سی محسوس ہوئی۔ وہ یہ تھا کہ جس طرح
چمار کسی مرے ہوئے جانور کو اُلٹا لٹکاتے ہیں اس طرح تین آدمی اُلٹے لٹک رہے ہیں۔
جن کے سر نیچے کی طرف اور پاؤں اوپر کی طرف۔ اور جسم ایسا جیسے متورم۔ مَیں نے کسی سے دریافت کیا
کہ یہ کیا؟ انہوں نے مجھے جواب میں بتایا کہ یہ تین مدعیان خلافت ہیں :
۱۳۔ پھر انہی ایام میں جبکہ مَیں قادیان میں بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا میں نے الفضل والوں
کو (بشیر الدین خلیفہ / ۱۳۳۲) یہ لکھ کر بھیجا۔ (دیکھیں صفحہ ۸۰)
۱۴۔ بیعت کے بعد جب لاہوری جماعت کی طرف سے یہ بحث شروع ہوئی کہ آپ نبی نہیں تھے
تو گرمیوں کا موسم تھا۔ مَیں اور میری بیوی قصبہ سنّور میں اپنے چوبارے میں لیٹے ہوئے تھے کہ میری
بیوی نے مجھے جگایا اور کہا کہ اٹھ کر باہر لوگوں کو دیکھو اتنا شور ہے اور آپ سو رہے ہیں۔
مَیں نے مکان کے پردوں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ سب سوئے ہوئے تھے کوئی بھی جاگ نہیں
رہا تھا۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ باہر تو کوئی شور نہیں کیا بات ہے؟ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر سینے
پر رکھا۔ ان کا دل دھڑک رہا تھا۔ مَیں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا مَیں نے حضرت
مسیح موعودؑ کو دیکھا۔ تو حضور نے فرمایا کہ ان نشانات کے ذریعہ سے اگر آدمؑ نبی ہیں تو میں کیوں
نبی نہیں۔ پھر کچھ بلند آواز سے فرمانے لگے کہ اگر نوحؑ ان نشانات سے نبی ہیں تو میں کیوں نہیں؟
اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ۔
حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے نام لے کر یہی فقرہ کہتے تھے اور ہر نبی کے نام کے وقت آواز
میں گرج پیدا ہوتی تھی۔ آخر جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آیا تو فرمایا کہ آپ مکمل
ہدایت قرآن کریم لے کر آئے اور مَیں قرآن کریم کی اشاعت کے لئے آیا ہوں یہ آواز اتنی گرج سے
تھی کہ میں سمجھتی تھی کہ سارا شہر جاگ اٹھا ہے اور حضورؑ کا گلا پھٹا جاتا ہے۔ چہرہ سُرخ ہوا جاتا
۱۵۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے غیر حقیقی چچا غلام قادر صاحب مرحوم جو کہ صحابی تھے اُن

کے مکان کے صحن میں مَیں موجود ہُوں وہاں حضرت مسیح موعودؑ تشریف لے آئے اور انہیں معلوم ہوا کہ ظہر کا وقت ہے۔ معًا ہمارے خاندان کے بزرگ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم مولوی محمد یوسف صاحب، منشی احمد بخش صاحب، منشی محمد ابراہیم صاحب۔ میرے والد مولوی محمد موسیٰ صاحب۔ میرے دادا محمد عیسیٰ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ میرے دل میں نہایت خوشی اور بشاشت تھی۔ کہ قادیان میں تو مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی یا مولوی نورالدین صاحب نماز پڑھاتے تھے لیکن یہاں تو حضرت مسیح موعودؑ خود نماز پڑھائیں گے یہاں تو کوئی اور اتنا بڑا عالم بھی نہیں۔ جب نماز کے لئے تیار ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے اشارہ فرمایا کہ نماز پڑھاؤ۔ میں نے ایک دو دفعہ عذر پیش کیا لیکن حضور نے فرمایا۔ آپ ہی نماز پڑھائیں۔ میں نے پھر اپنے والد اپنے چچا اور مولوی محمد یوسف صاحب سے درخواست کی کہ آپ میں سے کوئی نماز پڑھا دے۔ لیکن ہر ایک نے انکار کیا کہ جب حضرت صاحب آپ کو کہتے ہیں تو آپ ہی پڑھائیں۔ سو میں نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ بالکل میرے پس پُشت کھڑے تھے۔ جب مَیں پہلی رکعت کے رکوع کے لئے گیا۔ تو حضور نے اپنی جگہ سے بڑھ کر میرے جسم کو اپنے جسم سے ڈھانپ لیا۔ جب مَیں نے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا تو حضور پیچھے ہٹ گئے تو جب مَیں سجدے میں گیا۔ تو حضور نے اسی طرح مجھے ڈھانپتے ہوئے سجدہ فرمایا کہ آپ کا سر میرے سر کے آگے تھا۔ اور میرے بازوؤں سے آپ کے بازو باہر کی طرف زیادہ پھیلے ہوئے تھے۔ میں سجدے سے اٹھا تو حضور ہٹ گئے۔ دوبارہ سجدہ کیا تو پھر حضور نے لمبے ہی سجدہ کیا۔ ہر چہار رکعت میں حضور نے ایسا ہی کیا۔ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا۔

۱۶۔ میری پہلی بیوی میری حقیقی ماموں زاد تھی۔ شادی سے چار سال بعد فوت ہو گئی موجودہ بیوی کے والد چوہدری کریم بخش صاحب موضع رائے پور ریاست نابھہ کے باشندے تھے۔ جو ملوہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔ میں ان ایام میں تحصیل سرہند میں ملازم تھا۔ میرے ہیڈ کوارٹر اور ان کے گاؤں کا فاصلہ قریبًا ۱۵ کوس تھا۔ چونکہ یہ اپنے باپ کی اکلوتی تھیں۔ ان کی والدہ اور ان کی بھی خواہش تھی کہ جلدی جلدی ملتی رہا کریں۔ تو کبھی ہفتے کبھی دو ہفتے کے بعد میں انہیں وہاں لے جاتا تھا۔ بار بار جانے کی تکلیف کی وجہ سے میرے دل میں یہ خیال

پیدا ہوا کہ چچا عبداللہ صاحب مرحوم نے کہاں گاؤں میں میرا رشتہ کر دیا کہ اس طرح آنے جانے کی تکلیف ہوتی ہے کسی شہر میں رشتہ ہوتا تو بہتر ہوتا۔ اور اس طرح روز روز کی تکلیف سے بچتا۔ اس خیال کے بار بار آنے سے مجھے تکلیف محسوس ہوئی۔ مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مَیں قادیان شریف گیا۔ بگوں کے اڈے پر جب مَیں اُترا تو وہاں حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کر کے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھائے۔ تو حضور نے معانقے کے لئے ہاتھ بڑھا کر اپنی چھاتی سے مجھے لگا لیا۔ حضور نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر میری پُشت پر باندھے ہوئے تھے مَیں نے بھی اسی طرح ہاتھ باندھ لئے۔ جب دونوں نے ہاتھ چھوڑے تو اس وقت مَیں نے دیکھا کہ حضور کی بجائے میرے خسر چوہدری کریم بخش صاحب تھے مَیں خواب سے بیدار ہو گیا اور وہ جو میرے دل میں کوفت تھی کہ میرا رشتہ کہاں ہو گیا وہ بالکل دور ہو گئی اور مَیں سمجھ گیا کہ یہ حضور کے رنگ میں رنگین ہیں۔ چوہدری کریم بخش صاحب کا وصیت ۹۱ ہے۔ اور وہ قادیان کے قطعہ صحابہ میں مدفون ہیں۔

۱۷۔ میری دوسری شادی کے بعد ایک سال بھی نہ گذرا ہوگا کہ میں تحصیل سرہند میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں تھا کسی معاملے کے متعلق مَیں اپنی بیوی سے ناراض ہو گیا اور دو تین دن تک ہماری بحث ہوتی رہی۔ تیسرے دن مجھے خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت ہوئی حضور نے مجھے فرمایا کہ دیکھو میاں اپنی بیوی سے سختی سے پیش نہ آیا کرو یہ ہماری بیٹی ہے۔ چنانچہ اس وقت سے آج تک میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔ اور کبھی اگر معمول کر ان سے ناراض ہو جاتا ہوں۔ تو اس واقعہ کے یاد آتے ہی فوراً استغفار کرتا ہوں۔ چونکہ مَیں اس وجہ سے ان کا احترام کرتا ہوں کہ مجھے حضورؑ نے خواب میں ایسا فرمایا ہے اسلئے ہمارے رشتہ داروں میں عام بات یہ مشہور ہے کہ مولوی صاحب اپنی بیوی سے ڈرتے ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی کئی دفعہ لوگوں سے ذکر فرمایا ہے کہ یہ اپنی بیوی سے بہت ڈرتے ہیں۔

۱۸۔ ایام خلافتِ اُولیٰ میں چونکہ خلیفہ اوّلؓ رمضان شریف میں قرآن کریم کا درس دیتے تھے اس لئے میں رمضان شریف کا تمام مہینہ قادیان میں آکر بسر کرتا تھا جب بھی گنجائش ہوتی

توحضرت اُمّ المؤمنینؓ دار المسیح میں جگہ دے دیتیں۔ ایک سال میں چھتّے کے اوپر جو کمرہ ہے اس میں ٹھہرا ہُوا تھا اور صحن سارا کھلا تھا جس میں حضرت امّ المؤمنین اور حضرت خلیفۂ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حرم اوّل کی رہائش تھی۔ مَیں نے جب نیچے سے اُوپر آنا ہوتا تو مَیں آوازیں دینے لگتا۔ تاکہ پردہ ہو جائے۔ ایک دن حضور نے مجھے آوازیں دیتے سُن لیا۔ حضور صحن میں آگے بڑھے اور دروازے کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ یہاں خادمائیں دیگر عورتیں اور بچے ہوتے ہیں۔ شور کی وجہ سے تمہاری آواز کون سُنتا ہے۔ آپ جب بھی آئیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر نیچی نظر رکھتے ہوئے اپنے کمرے میں چلے جایا کریں۔ ایک دفعہ ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر مَیں نے خادمہ کو آواز دی کہ میں نے اماں جانؓ سے ملنا ہے خادمہ کے اطلاع دینے پر آپ تشریف لے آئیں اور السلام علیکم فرمایا۔ مَیں نے دعا کے لئے عرض کیا آپ نہایت محبت سے فرمانے لگیں۔ مَیں آپ کے لئے دعائیں کرتی رہتی ہوں۔ آپ کی بیوی جو کہتی ہیں میں اس کے لئے بھی دعائیں کرتی رہتی ہوں۔ مجھے معلوم تھا کہ حضور مجھ سے بہت خوش ہیں اور اس وقت بھی دعائیں دیتے ہیں۔ مَیں نے جرأت کر کے یہ عرض کر دیا کہ حضور! مجھے تو کامل خوشی جب ہو گی کہ جب یہ روحانی بادشاہت دوبارہ اسی گھر میں آ جائے۔ یہ سُنکر آپ کا لہجہ بدل گیا اور مجھے بار بار فرمایا۔ فورًا استغفراللہ استغفار کرو۔ استغفار کرو۔ ایک خلیفہ کی موجودگی میں ایسی بات ہرگز نہیں کہنی چاہیئے۔ پھر زور سے فرمایا۔ استغفار کریں۔ استغفار کریں ۔ میں نے زور سے استغفار کیا۔ تب آپ خاموش ہو گئیں ؛

۱۹۔ ایک دفعہ برسات کے ایام میں مَیں اپنی اہلیہ کے علاوہ اپنی والدہ صاحبہ اپنی پھوپھی صاحبہ اور اپنی ہمشیرہ صاحبہ اور اپنے پھوپھا صاحب کو بھی ساتھ قادیان لایا۔ بٹالہ سے جب ٹانگہ پر سوار ہو کر نہر سے آگے قادیان والے موڑ پر ہم پہنچے تو وہاں یکّہ والوں نے بتایا کہ ہم سامان اوپر رکھ لیں گے آپ پیدل پگڈنڈی سے جائیں۔ کیونکہ راستہ پانی کی وجہ سے خراب ہے۔ پگڈنڈی پر بھی بعض جگہ ایک ایک دو دو فٹ پانی تھا۔ کچھ بارش بھی ہوتی اس وجہ سے ہم بھیگے ہوئے کپڑوں میں قادیان پہنچے۔

جب عورتیں اندر حضرت اُمّ المؤمنینؓ کے پاس پہنچیں تو چائے کے بعد آپ نے اپنے

ایک مکان میں ہمیں بھجوا دیا تاکہ مہمان خانہ میں ہمیں تکلیف نہ ہو۔ بارش کثرت سے ہوئی تھی۔ چند دن کے بعد (ہفتہ عشرہ کے بعد) کوئی دس بجے خادمہ آئی۔ اور اس نے کہا کہ حضرت ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ جن کا مکان ہے یا جن کے لئے یہ بنوایا ہے وہ آگئے ہیں اس لئے آپ آج ہی یہ مکان خالی کر دیں۔ گو ام دنوں روپے کی بڑی قیمت تھی لیکن نئے مہمان میرے ساتھ تھے اس لئے میں نے چاہا کہ خواہ دس روپے کرائے پر کوئی جگہ مَیں لے سکوں تو لے لوں مگر کوئی جگہ نہ ملتی تھی۔ اماں جان کی طرف سے بار بار پیغام آتا تھا کہ اگر کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ تو عورتیں اندر میرے پاس آجائیں اور آپ مہمان خانہ میں ٹھہر جائیں میں نے جہاں اور مکانوں کی تلاش کی وہاں میں سید محمد علی شاہ صاحب کے پاس پہنچا کہ ان کے کسی ایک مکان کی دوسری تیسری منزل خالی تھی تاکہ مَیں وہ ایک ماہ کے لئے کرائے پر لے سکوں۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے دس روپے کی ضرورت نہیں میں نے تو ایک شخص کو یہ جگہ چار روپے کرائے پر دی ہوئی ہے اور اس نے مجھے ایک ماہ کا کرایہ بھی دے دیا ہوا ہے۔ اس اثنا میں عصر کا وقت ہو گیا عصر کی نماز کے لئے مَیں مسجد مبارک میں آیا۔ تو شیخ غلام احمد صاحب واعظ نو مسلم مسجد میں موجود تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو مَیں نے آج اِدھر اُدھر بہت گھومتے دیکھا ہے کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ اس طرح مجھے مکان کی ضرورت ہے آپ ہی کوئی مکان بتلائیں۔ انہوں نے کہا کہ برسات کی وجہ سے کافی مکان خراب ہو گئے ہیں مکانوں کی قلت ہے آپ حضرت خلیفۃ ثانی سے کہیں وہ آپ کے لئے انتظام کرا دیں گے۔ مَیں اصرار کرتا تھا کہ مَیں حضور کو یہ تکلیف دینی نہیں چاہتا۔ لیکن وہ کہتے نہیں آپ کہدیں۔ حضور بآسانی اس کا انتظام کروا دیں گے۔ ان کے بار بار اصرار کرنے پر مَیں نے عصر کے بعد حضور سے مکان کے بارے میں عرض کر دیا۔ حضور نے فرمایا ہاں! آجکل مکانوں کی بڑی تکلیف ہے جب حضور تشریف لے گئے تو مَیں نے شیخ صاحب سے کہا۔ دیکھا آپ نے یونہی مجھ سے کہلوایا۔

جب لوگ چلے گئے تو میں نے مسجد مبارک کی پرانی جگہ پر جہاں کہ حضرت مسیح موعود نماز پڑھا کرتے تھے دعا کر دی تھی۔ دعا کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مَیں پھر شاہ صاحب کے پاس جاؤں اس کو مَیں الٰہی تحریک سمجھ کر محمد علی شاہ صاحب کے پاس گیا جب میں شاہ صاحب کے صحن

میں داخل ہوا۔ تو وہ مجھے دیکھ کر ہنسے اور کہنے لگے کہ دو پہر تو آپ ضد کرتے تھے میں نے کسی
کو مکان کرایہ پر دے دیا تھا ۔۔ اس لئے آپ کو کس طرح دے سکتا تھا۔ آپ کے جانے کے
بعد دوپہر کی ڈاک سے کرایہ داروں کا خط آیا ہے کہ ہم نہیں آسکتے اس لئے آپ جنہیں چاہیں
مکان دے دیں۔ اور پھر شاہ صاحب نے مجھے چابی پکڑا دی۔ ہم نے پھر برسات کے وہ ایام
وہاں نہایت آرام سے گزارے۔

۲۰۔ میں اپنی اہلیہ کے ساتھ قادیان آیا ہوا تھا ہم نے عبداللہ جلد ساز کے مکان کے پاس ایک
ہندو کا مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا جو کہ مسجد مبارک سے فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر
ہوگا۔ میرے گھر سے حاملہ تھیں اور ایام وضع قریب ہی تھے۔ گرمی کا موسم تھا میں ظہر کی نماز کے
لئے جانے لگا تو میری بیوی نے مجھے کہا کہ مجھے درد کی تکلیف ہے دعا کرنا۔ میں مسجد مبارک میں
چھوٹے زینے سے اوپر چڑھا اور کھڑکی کے پاس کھڑے ہوکر کہا کہ حضرت ام المومنینؓ کو میری
اطلاع دینا۔ اطلاع پر حضور ام المومنین تشریف لائیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور کی خادمہ نے
درد کی وجہ سے مجھے دعا کے لئے کہا ہے آپ دعا فرمائیں۔ ہم وطن سے اکیلے آئے ہوئے ہیں
آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا میں دعا کروں گی۔ میں مسجد میں داخل ہوگیا اور نماز سے فارغ ہونے
کے بعد جب میں گھر پہنچا تو میری بیوی نے مجھ سے کہا آپ نے حضرت ام المومنین سے کیوں
یہ عرض کی تھی۔ میں نے کہا کہ آپ کو کیسے علم ہوگیا۔ میں نے تو انہیں دعا کے لئے کہا تھا۔ انہوں
نے کہا کہ آپ نماز کے لئے چلے گئے معمولی درد تھا میری آنکھ لگ گئی۔ میں سوگئی تو دروازہ زور
سے کھٹکنے کی وجہ سے میری آنکھ کھلی اور میں نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں حضرت ام المومنین تشریف
لائی ہوئی تھیں اور آپ نے فرمایا "کڑیے تو تے بیٹی سو رہی ایں اور قدرت اللہ نے مینوں
بتایا سی کہ اوہنوں تکلیف اے دعا کرو" میں نے کہا کہ خود ہو آؤں اور یہ فرما کر میرے ساتھ اندر
تشریف لے آئیں اور مجھے کہا کہ لیٹ جا۔ تیل کی شیشی لے کر آپ نے اپنے دست مبارک سے
میرے پیٹ پر مالش کی۔ کافی دیر مالش فرمانے کے بعد کہنے لگیں کہ ابھی بچے کی پیدائش میں کافی
دن باقی ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ تم نے دایہ کا جو کچھ دن خدمت کرے انتظام کرلیا ہے؟ میں نے
کہا ہاں کرلیا ہے پھر آپ تشریف لے گئیں ہفتے عشرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے لڑکی دی جو

عطا فرمائی۔ اس دوران میں آپ نے ایک خادمہ بھیجی دو تین بار بھیجی اور وہ آکر پوچھتی تھی کہ بیگم اماں جان پوچھتی ہیں کہ تم نے کیا جنا ہے۔

۲۱- آپ کے ایامِ خلافت میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں اپنے خسر- خوشدامنہ اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ قادیان آیا اور ہمیں اس طویلے میں رہائش کی جگہ ملی جہاں بعد میں حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کا مکان بنا۔ میرے خسر کریم بخش صاحبؓ کو کمر درد کی تکلیف تھی۔ رات کے دس بجے دروازہ کھڑکا تو میں نے دروازہ کھولا۔ باہر حضرت خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کھڑے تھے فرمایا چوہدری کریم بخش صاحب کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا ان کی طبیعت اچھی ہے وہ سو گئے ہیں انہوں نے کہا مجھے حضرت خلیفہ اولؓ کا حکم پہنچا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ رات کو دو دو گھنٹے کے بعد چوہدری صاحب کی طبیعت معلوم کیا کریں۔ اور ضرورت ہو تو دوائی دیا کریں۔ میں نے عرض کیا ان کی طبیعت اچھی ہے آپ تکلیف نہ کریں۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں خود آپ کو اطلاع دوں گا۔

۲۲- ماہ رمضان میں آپ روزانہ ایک پارے کا درس قرآن مجید کا دیا کرتے تھے سوائے اوقاتِ نماز کے سارا دن درس ہوتا تھا جب نماز ظہر کے لئے درس بند ہونے لگا تو ایک نووارد غیر احمدی نے جو ہندوستان سے آیا تھا درخواست کی کہ میں تحقیقات کے واسطے آیا تھا۔ پیر سراج الحق صاحب نے مجھے بھجوایا تھا مگر رات کسی نے میری اچھی طرح تواضع نہیں کی۔ آپ نے اس پر احباب جماعت کو نصیحت فرمائی۔ اور مہمان خانے کے افسر کو بھی کہ مہمان کی خاطر داری کیا کریں۔ مہمان کو بھی سمجھایا کہ یہاں فرشتے نہیں رہتے انسان ہیں اور یہاں روحانی شفاخانہ ہے ان سب کا علاج ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں بھی کمزوریاں ہیں اور فرمایا اب میں آپ کے لئے اچھا انتظام کر دیتا ہوں آپ کو انشاء اللہ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

اس پر آپ نے مجھے فرمایا کہ میاں قدرت اللہ جب تک یہ مہمان یہاں رہیں ان کے کھانے اور افطاری وغیرہ کا انتظام کریں۔ اور انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ آپ کو یہ علم تھا کہ میری اہلیہ میرے ساتھ ہے اور میں کھانا اپنے گھر میں پکواتا ہوں۔ مہمان خانہ سے نہیں کھاتا۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا میں انتظام کر دوں گا۔ میں نے فوراً گھر پہنچ کر ایک بڑا رومال لیا اور بازار جا کر

جو جو فروٹ ملا وہ بھی لیا۔ اور مٹھائی خریدی اور رومال میں باندھ کر مہمان کی خدمت میں لے گیا اور
ان سے کہا یہ اپنے پاس رکھیں جب ضرورت ہو استعمال کریں۔ دونوں وقت انشاء اللہ کھانا آپ
کے منشاء کے مطابق جو آپ فرماویں تیار ہو کر آیا کرے گا انہوں نے بہراث شکریہ ادا کیا۔ اس کے
بعد میں نے نماز ادا کی اور درس میں شامل ہو گیا۔

درس کے ختم ہونے کے وقت آپ کے ہاتھ میں میرا وہ رومال تھا جو میں مہمان کو دے کر آیا
تھا۔ آپ نے احباب کو فرمایا دیکھو یہ رومال میاں قدرت اللہ صاحب سنوری کا ہے جن کو حکم دیا
گیا تھا کہ نووارد مہمان کی مہمان داری آپ کریں۔ چنانچہ انھوں نے اسی وقت جا کر کافی مٹھائی
اور فروٹ مہمان کو دیا اور اس کو تسلی دی کہ اچھا کھانا دونوں وقت آپ کو پیش کیا کروں گا۔
وہ مہمان رومال مجھے واپس کر گیا کہ آپ کے مرید نے میری پوری خاطر کی اور آئندہ کے لئے وعدہ
بھی کیا۔ مگر میں نے خود ارادہ بدل لیا ہے اب میں جا رہا ہوں۔ آپ یہ خالی رومال اس مرید کو دیدیں
آپ نے وہ رومال مجھے عطا فرمایا۔ اور احباب سے فرمایا دیکھو میرا ایسا ہوتا ہے اور مرید ایسا۔

۲۳۔ گرمی کے موسم میں مغرب کی نماز مسجد مبارک کی چھت پر ہوتی تھی۔ ایک دن مغرب کی نماز
پڑھانے کے بعد جب لوگ جانے لگے تو آپ نے ایک ہاتھ میں حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب
کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں میرے مرحوم بزرگوار خسر چوہدری کریم بخش صاحب کی لمبی
داڑھی کو ہاتھ لگایا اور مسجد کے آخری حصہ تک آئے۔ آپ میاں صاحب کو فرماتے تھے کہ میاں
دیکھو کریم بخش صاحب کا لڑکا ۱۸ سالہ کئی سال ہوئے فوت ہو گیا اور یہ اس کی نعش لا کر بہشتی
مقبرہ میں دفن کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ حالانکہ نعش بغیر صندوق کے دفن ہے اور اس
کی وصیت بھی نہیں تھی وہ تو نو عمر معصوم بچہ تھا مجھے اس بات کا تو اختیار ہے کہ بلا وصیت بھی
کسی شخص کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرنے کی اجازت دے دوں مگر بغیر تابوت کے نعش کو نکال کر
لانا مناسب نہیں اور ان کی ایک ہی لڑکی ہے۔ پھر آپ چلتے ہوئے فرماتے جاتے تھے کہ دیکھو
میاں! کیا خدا اس داڑھی کو ضائع کرے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بیٹی کو چودہ بچے عطا فرمائے اور ۱۹۶۲ء میں جب وہ فوت ہوئی
تو ایک سو چار بچے بڑے چھوٹے یعنی پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑ کر فوت ہوئی ہے۔

۲۴- ایک مہمان نے عرض کی کہ میں امرتسر فلاں احمدی دوست کے ہاں گیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے بے توجہی برتی۔ میں پہلے کئی دفعہ آتے جاتے امرتسر میں ان کے ہاں گیا ہوں۔ اچھی طرح تواضع کرتے تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ سوائے احمدیت کے اور بھی کوئی تعلق آپ کا ان سے ہے انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے دریافت کیا جتنی دفعہ آپ ان کے ہاں جاتے رہے ہیں کیا کبھی ان کے لئے یا ان کے بچوں کے لئے کوئی تحفہ لے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اخلاق اور محبت کا یہ تقاضا ہے کہ آپ جب انکے ہاں جاتے تھے تو کچھ نہ کچھ سلوک کرتے اس طرح سے محبت بڑھتی انھوں نے تو اچھا اخلاق دکھایا۔ کہ پانچ چار دفعہ اچھی طرح تواضع کی ایک دفعہ اگر کسی وجہ سے ایسا ہو گیا تو آپ نے شکایت کر دی۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ انسان خود نیکی کرے۔

۲۵- مسجد اقصیٰ کے پاس ایک مکان تھا۔ مَیں نے آپ سے درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو یہ مکان خرید لوں۔ آپ نے فرمایا یہ مکان مت خریدیں میں خود اس مکان کو خریدنا چاہتا تھا اور میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درخواست پیش کر کے اجازت چاہی تھی اس پر آپ نے مجھے تحریر فرمایا تھا کہ شاہی کیمپ کے پاس جو کیمپ لگتا ہے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے یہ مسجد اقصٰے کے پاس ہے۔

چنانچہ میں نے وہ مکان خریدنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ میرے بعد ایڈیٹر صاحب اخبار "نور" نے وہ مکان خرید کر اپنی مرضی کے مطابق نیا مکان تعمیر کر لیا۔ آخر انجمن نے وہ مکان خرید کر مسجد میں شامل کر لیا۔

۲۶- حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ سیّد محمد علی شاہ صاحب کے مکان کے پاس ایک مکان میرا خرید کردہ ہے اگر آپ چاہیں وہ مکان لے لیں میں نے وہ چھ سو روپے کو خرید کیا ہے آپ چھ سو روپے میں لے سکتے ہیں مَیں نے کہا میرے پاس چھ سو روپے کی گنجائش نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بااقساط دے دیں دوستوں نے کہا اچھا ہے لیکن میں نے دور ہونے کی وجہ سے وہ مکان نہیں خریدا۔

۲۷- رمضان شریف کے مہینے میں مَیں قادیان میں تھا۔ مسجد اقصیٰ کے پاس ہندو ڈپٹی صاحب

کی بڑی حویلی تھی جو بعد میں خریدی گئی تھی - اس کے پاس ایک ہندو کا مکان میں نے کرائے پر لیا

ہوا تھا اس میں میری رہائش تھی ایک رات بہت بارش ہوئی اور صبح بھی گاہے گاہے بارش ہوتی تھی

اور کوچوں میں کیچڑ بہت ہو گیا تھا میرا خیال تھا کہ آج درس نہ ہوگا - مَیں نے اپنی بیوی سے کہدیا کہ

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر چلی جادیں - اور میں مسجد اقصٰی میں جاکر قرآن

شریف کے نوٹ دیکھوں گا - اور وہیں بیٹھ رہوں گا - جب میں اپنے مکان سے نکل کر اس بڑی حویلی

کے کنارے پر پہنچا تو مجھے پیچھے سے ایک لکڑی کے زمین پر لگنے کی آواز آئی - مَیں نے پچھلی طرف مڑ کر دیکھا

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ مع دو تین احباب کے تشریف لا رہے تھے - اور آپ نے

ہاتھ میں ایک بڑی سوٹی پکڑی ہوئی تھی - میں وہاں کھڑا ہو گیا - جب آپ وہاں تشریف لائے تو

میں نے سلام عرض کیا - آپ نے جواب دیا اور فرمایا روز آپ دعا کے لئے مجھے لکھتے ہیں اس میں

مجھے خلیفہ خلیفہ نہ لکھا کرو - بلکہ مجھے پھوپھا صاحب لکھا کرو - میں نے عرض کیا بہت اچھا آپ

نے دریافت کیا کیوں؟ میں نے عرض کیا نہ میرے والد صاحب نے کبھی بھیرہ کا نام سنا تھا نہ میں نے

جب قادیان شریف آکر معلوم ہوا - کہ آپ بھیرہ کے ہیں - مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں کیوں پھوپھا

کہوں مگر آپ نے چونکہ فرمایا ہے اس واسطے میں ایسا ہی کروں گا - آپ نے فرمایا آپ کے خسر چوہدری

کریم بخش صاحب منشی احمد جان صاحب لدھیانوی رضی کے مرید تھے اور میری بیوی صغریٰ بیگم منشی احمد جان

صاحب کی بیٹی ہے مرید اور پیر کی بیٹی آپس میں بہن بھائی ہوتے ہیں - پس صغریٰ بیگم تمہاری بیوی

رحیمن کی پھوپھی ہوئی اور میں اس کا شوہر ہوں اس لئے میں رحیمن کا پھوپھا ہوں اور جو تمہاری

بیوی کا پھوپھا ہے وہ تمہارا بھی پھوپھا ہے -

۲۸ - اس کے بعد ہم مسجد اقصٰی کے اس چھوٹے دروازے پر پہنچے جو ڈپٹی صاحب کی حویلی کے کنارے

پر تھا اس دروازے کے تختے اندر کی طرف کھلتے تھے - ایک سیڑھی دروازہ سے باہر تھی اور

پانچ چھ سیڑھیاں دروازہ کے اندر چڑھنے کے بعد مسجد کا صحن آتا تھا دروازہ جس جگہ کھلتا تھا

وہ کوئی ۱ گز مربع جگہ تھی - بارش سے چونکہ اندر کیچڑ اور گارا ہو گیا تھا اس لئے اس جگہ

دو لمبی اینٹیں رکھی ہوئی تھیں جن پر پاؤں رکھ کر پھر اُن سیڑھیوں پر چڑھ کر مسجد میں جاتے

تھے آپ دروازے میں پاؤں رکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور دو تین دوست جو اس وقت شامل

چھوٹ گئے تھے۔ ان سے فرمایا اینٹیں اٹھا دو اور مسجد کے کنوئیں پر سے پانی کے لوٹے لا کر اس فرش کو دھو دو۔ چونکہ وہاں بہت سا گارا تھا اور سامنے دیوار کے ساتھ لڑکوں نے پانچ چھ جگہ پاخانہ کیا ہوا تھا جو بارش کی وجہ سے بہت پھولا ہوا تھا۔ مجھے فرمایا یہ پاخانہ بھی اٹھا کر باہر پھینک دو اور یہ گارا بھی پھینک دو۔ یہ جگہ صاف ہو جائے پہلے تو مجھے خیال آیا کہ میں یہ عرض کروں کہ آپ اوپر مسجد میں تشریف لے چلیں میں جا کر وہ سب صاف کروا کر اوپر آجاؤں گا۔ مگر معاً میرے دل میں خیال آیا کہ یہ خلیفۂ وقت کا مجھے حکم ہے مجھے تعمیل کرنی چاہیئے چنانچہ میں نے جذبۂ شوق و محبت سے ہاتھوں کے ساتھ وہ سب پاخانہ اور گارا اٹھایا۔ پانی آتا رہا اور جگہ صاف کر دی گئی۔ اور میرے ہاتھ دھلوا دیئے گئے آپ پھر اوپر تشریف لے چلے۔ اُوپر کی سیڑھی پر پہنچ کر مُڑ کر میری طرف دیکھا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا اس میں بھی ایک سرِّ الٰہی تھا۔

۹۴۔ ایک مرتبہ رمضان شریف کے مہینے میں میں مع اپنی اہلیہ کے قادیان میں تھا میرے والد صاحب کا خط آیا کہ لوگ مسجد میں جا کر نماز ادا کر کے گناہوں کا بوجھ اتار کر گھر آتے ہیں لیکن تمہارے باپ کے کندھے پر بیس بیس سیر وزن ہوتا ہے (اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ سنّے سرکاری بیگار میں پکڑے چلے جا رہے ہیں اور ایسے موقع پر پانی خود مسجد کے کنوئیں سے لانا پڑتا ہے پانی کا گھڑا کندھے پر اٹھا کر لاتا ہوں، تم اپنے خلیفہ سے کہو کہ ہمارے مکان میں کنواں لگ جائے میں نے وہ خط حضرت خلیفۃ اوّل رضؓ کے پیش کیا۔ فرمایا تمہارے والد صاحب احمدی نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا خدا کے فضل سے احمدی اور صحابی بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر ایسا کیوں لکھا ہے کہ اپنے خلیفہ کو کہو دُعا کرے۔ میں نے کہا صرف زیادہ توجّہ دلانے کیواسطے کہ چونکہ تم ماں باپ سے بھی زیادہ محبّت خلیفۂ وقت سے کرتے ہو اسلئے تم ان سے دعا کروا کر کام کروا دو۔

اگلے روز میں نے اپنی اہلیہ کو حضرت خلیفۂ اوّل رضؓ کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر آپ سے دعا کرا کے آ۔ اور پوچھنا کہ کیا حضور نے دعا کی ہے آپ نے فرمایا ہاں دعا کی ہے حضرت محمود احمدؓ صاحب خلیفۂ اوّل رضؓ کے پاس پڑھنے جایا کرتے تھے میں نے ان سے عرض کیا کہ براہِ مہربانی

آپ سنور میں ہمارے مکان کے پاس کنوآں لگنے کے واسطے دعا کریں۔ اور حضرت خلیفۂ اوّلؓ کی خدمت میں بھی درخواست کریں کہ وہ دعا کریں چنانچہ حضرت میاں صاحب نے ان سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے دعا کر بھی دی اور اور بھی دعا کروں گا۔ حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا کہ حضور نے دعا کر دی ہے اور میں بھی دعا کروں گا۔

دو تین روز کے بعد جب مسجد اقصیٰ میں درس ختم ہوا۔ میں نے حضرت میاں صاحب سے عرض کیا کہ خلیفۂ اوّلؓ سے کنویں کے لئے دعا کے لئے عرض کریں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ دعا کے لئے کہہ چکے آپ کی اہلیہ کہہ چکی۔ میں عرض کر چکا۔ اب ضرورت نہیں ہے خواہ مخواہ ناراض ہوں گے مگر میں نے آپ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر آپ کو دھکیل کر حضرت خلیفۂ اوّلؓ تک پہنچا دیا۔ آپ نے یہ حال دیکھ لیا اور پوچھا کیا بات ہے؟ میاں صاحب نے کہا یہ کنوئیں کے واسطے دُعا کے لئے کہتے ہیں آپ نے فرمایا۔ میاں کنواں یہاں قادیان کی مسجد میں لگ جائے؟ آپ یہاں بیٹھے ہیں اور کنوآں وہاں لگواتے ہیں۔ سنور جائیں وہاں انتظام کریں انشاء اللہ کنواں لگ جائے گا۔ حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا۔ اب آرام آگیا۔ الحمد للہ کہ کنوآں اسی سال سنور میں لگ گیا۔ اور اب تک لگا ہُوا موجود ہے۔

۳۰۔ آپ کو گھوڑی پر سے گرنے کی وجہ سے چوٹ لگی جس کی وجہ سے آپ صاحب فراش تھے پرائیویٹ سیکرٹری صبح کے وقت ڈاک کا خلاصہ سناتا تھا اور جو مہمان ان دنوں یہاں تھے ان کو اندر جانے کی اجازت ہوتی تھی۔ ایک دن حضور نے فرمایا۔ میں نے ڈاکٹروں کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اٹھ کر سجدے میں دعا کی۔ کیونکہ کل مجھے بتایا گیا تھا کہ یورپین ممالک میں اس قدر روپیہ اشاعتِ انجیل پر خرچ کیا گیا ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مجھے سلسلے کے خرچ کے لئے سینکڑوں روپیہ کے لئے دعائیں کرنی پڑتی ہیں آپ نے اس قدر روپیہ انجیل کی اشاعت میں بے دریغ خرچ کرایا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے انجیل کے وہ مقامات مجھے دکھائے کہ جن کو دیکھ کر یہ تو بہ آخر اسلام لے آویں گی۔

!

۳۱۔ ایک دن آپ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ مجھے حضرت علیؓ کی زیارت ہو جائے چنانچہ مجھے زیارت ہو گئی۔ میں نے اُن سے کہا۔ چودہ سو سال سے گشت و خون جاری ہے آپ کا درجہ

بڑا ہے۔ یا ہر سہ خلفاء کا؟ انھوں نے کہا میں تو دیانتداری سے ان ہر سہ خلفاء کی بیعت کی ہے جس سے ثابت ہے کہ میں ان کا درجہ زیادہ سمجھتا ہوں لیکن اگر آپ کا مطلب اگلے جہان سے ہے تو اس کا علم نہ مجھے ہے نہ ابوبکرؓ کو نہ عمرؓ کو۔ حشر کے میدان میں قلبی کیفیت کے مطابق درجے ملیں گے اس وقت معلوم ہوگا کہ کس کا درجہ بڑا ہے۔

۳۲۔ میں قادیان شریف آیا ہوا تھا عصر کے بعد حضرت خلیفۂ اوّلؓ درس قرآن فرمایا کرتے تھے میں واپسی میں جاتے وقت کچھ مٹھائی خرید کر لے گیا۔ اور حضور سے عرض کر دیا کہ میں احباب کے لئے مٹھائی لایا ہوں۔ بعد درس حضور اعلان فرما دیں کہ دوست مٹھائی لے جاویں چنانچہ آپ نے بعد درس فرمادیا کہ میاں قدرت اللہ صاحب سنوری مٹھائی لائے ہیں لوگ مٹھائی لیجاویں احباب کو مٹھائی دی گئی اور حضور کی خدمت میں ایک رومال میں پیش کر دی گئی جاتے وقت آپ نے مجھے فرمایا میں نے آپ کی دلداری کی وجہ سے مٹھائی تقسیم کرادی اور یہ مٹھائی لوگ جاتے ہوئے کھا کے شاید ہی کوئی گھر لے جاوے لیکن اگر آپ اس مٹھائی کی قیمت مجھے دیتے تو میں غریب طالب علموں کو جوتیاں کتابیں اور کپڑے لے کر دیتا جس کا ثواب اس مٹھائی سے زیادہ ہوتا۔

۳۳۔ ایک دن جمعہ کی نماز میں حضرت خلیفۂ اوّلؓ دیر سے تشریف لائے اور فرمایا میں غسل کرنے غسلخانہ گیا تھا وہاں محویت کا عالم طاری ہوا۔ میں دیر سے غسلخانہ میں تھا جب بہت دیر ہوگئی تو میری بیوی نے آواز دے کر کہا جمعہ کی نماز پڑھانی ہے اس آواز سے میں غسلخانہ سے فارغ ہو کر آیا اس واسطے اس قدر دیر ہوگئی۔

۳۴۔ ایک دن حضرت خلیفۂ اوّلؓ مسجد اقصیٰ میں جمعہ پڑھانے آئے تھے آپ کا ایک صاحبزادہ بعد میں آیا۔ وہ مسجد میں دوڑتا ہوا چڑھ رہا تھا کہ پاؤں پھسل گیا آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے

ایک دوست نے جلدی سے جا کر اس صاحبزادے سے کہا۔ دیکھو تمہارے پاؤں کے نیچے آکر چیونٹی مر گئی۔ آپ منبر پر سے اُترے اور اس دوست کو فرمایا آپ ایسی غلط بیانی کیوں کرتے ہیں۔

۲۵۔ سنہ ۱۹۱۰ء کے قریب کا واقعہ ہے۔ مَیں تحصیل سرہند میں ملازم تھا دیہہ کھیڑا میں مقام تھا وہاں میری زبان پر جاری ہُوا۔ "امسال فراخی کا سال ہے اگلے سال قحط ہوگا" چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اس سال فصلیں اچھی ہوئیں اور اگلے سال قحط ہُوا مَیں نے اگلے سال کے اخراجات کا غلہ وغیرہ خرید کر رکھ لیا۔ اور مجھے فائدہ ہُوا۔

۲۶۔ جلسہ سالانہ پر مَیں قادیان شریف آیا ہُوا تھا۔ مَیں ہمیشہ جلسہ کے موقعہ پر یا ویسے جب میں قادیان آتا تو حضرت مصلح موعودؓ کو اور ام المؤمنینؓ کو دعوت دیتا آپ بعض دفعہ بوجہ عدیم الفرصتی کئی دن لگا دیتے۔ چنانچہ جنوری کی ۳ یا ۴ تاریخ ہو گئی تھی۔ میں مسجد مبارک کے چھوٹے زینہ سے اُترا تو سامنے حضرت مولوی شیر علیؓ صاحب کھڑے تھے مجھے فرمایا مَیں آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں۔ مَیں نے عرض کیا فرمایئے کیا ارشاد ہے فرمایا ایک خواب سُنانا چاہتا ہوں۔ (مَیں سخت شرمندہ ہو رہا تھا کہ نہ معلوم میری کونسی کمزوری ظاہر ہوئی ہے)

انہوں نے فرمایا تھوڑا عرصہ ہُوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک شہر میں رہتا ہوں اور میرا مکان شہر کے کنارے پر ہے وہاں آب و ہوا نہایت اچھی ہے مجھے خیال آیا کہ شہر والوں کو ایسی اچھی آب و ہوا نہیں مل سکتی۔ مجھے خواب میں یہ بتایا گیا کہ آب و ہوا اچھی اس سے اچھی تو پہاڑوں کی ہے یہ سُنکر میں نے پہاڑوں کی طرف رُخ کیا بلند بلند پہاڑ نظر آئے۔ مَیں چڑھتا جاتا تھا۔ ایک بہت بلند پہاڑ پر عمدہ عمدہ کوٹھیاں نظر آئیں۔ مَیں نے اس طرف جانا شروع کیا مجھے اوپر سے تین آدمی نظر آئے ذرا قریب ہُوا تو معلوم ہُوا۔ فوجی آفیسر ہیں۔ ایک بڑا آفیسر ہے دو اس کے اردلی ہیں۔ زیادہ قریب ہُوا تو معلوم ہوا وہ فوجی آفیسر آپ ہیں جسم زیادہ قدآور ہے اور وردی پہنی ہوئی ہے۔ ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا کیسے تشریف لائے ہیں میں نے خواب سنایا کہ میں کوٹھی کی تلاش میں ہوں پہاڑ پر اگر کوٹھی ملے تو رہائش کروں۔ آپ نے فرمایا وہ سامنے میری کوٹھی موجود ہے آپ رہائش کر سکتے ہیں آپ کے یہ فرماتے ہی میں بیدار ہو گیا۔ مولوی شیر علی صاحب نے فرمایا مجھے اس خواب کے ذریعہ آپ کا مقام دکھایا گیا تھا

آپ وعدہ کریں کہ میرے لئے دُعا فرماتے رہا کریں گے۔ مَیں نے وعدہ کیا اور ایک لمبے عرصہ تک آپ بچوں کے امتحانات اور شادیوں وغیرہ کے موقعہ پر خطوط تحریر فرماتے رہے حتٰی کہ امتحان کے موقعہ پر ہر ایک پرچے کے لئے اطلاع فرماتے۔

باب چہارم

دَورِ خلافتِ ثانیہ کے واقعات متعلقہ حضور و دیگر احباب

۱۔ جب آپ ۱۹۱۲ء میں حج کو تشریف لے گئے ہیں مَیں آپ کی روانگی سے پہلے قادیان میں حاضر ہوا تھا۔ مَیں نے حضرت ام المؤمنینؓ سے اجازت چاہی۔ حضرت اُمّ المؤمنین نے فرمایا۔ جب تک میاں صاحب حج سے واپس تشریف لاویں آپ یہیں ٹھہریں اور ہر نماز میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کو دعا کے لئے درخواست کر دیا کریں۔ شام کو اگر کوئی کام ہوگا تو وہ بتا دیا جایا کرے گا۔ چنانچہ میں نے قادیان میں قیام رکھا اور حسبِ ہدایت عمل کرتا رہا۔ جب حضور واپس تشریف لائے۔ تو مجھے ایک چوتھی عنایت فرمائی جس کے کناروں پر حضرت ام المؤمنینؓ نے آپ کا نام سُرخ دھاگے سے لکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا یہ سارے سفر حج میں میری کمر کے نیچے رہی ہے اور آپ نے اپنا ایک مصلّٰی (جائے نماز) بھی مجھے عنایت فرمایا۔

خلافتِ ثانیہ کیلئے تفہیمِ الٰہی

۲۔ ۱۹۱۳ء میں مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس مضمون کی درخواست پیش کی کہ مجھے میری اہلیہ رحیمنؓ نے اثناء گفتگو میں آج بتایا ہے کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے یہ فرمایا تھا کہ رحیمن تم یہاں ہی رہو۔ اور تمہارے میاں بھی یہاں آجائیں۔ مَیں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس نے یہ بات مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی

کیوں نہیں بتائی۔ اور اب اتنے عرصہ کے بعد ذکر کیا ہے۔

اس پر میں نے حضرت خلیفۃ اوّلؓ سے عرض کیا کہ اگر آپ اب اجازت فرما دیں۔ تو میں پٹیالہ سے ملازمت ترک کر کے قادیان آجاؤں۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ اوّلؓ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں کو باہر بھی کام کرنا چاہیئے۔ اور حضور نے مجھے اجازت نہ دی۔

لیکن اپنی بیوی کی زبانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مندرجہ بالا کو سننے کے بعد دل میں یہ تڑپ رہتی تھی کہ اگر اس بات کا علم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ہو جاتا تو میں انہی دنوں قادیان حاضر ہو جاتا۔ کیونکہ جو روحانی فیوض قادیان رہنے میں ہیں وہ باہر رہنے میں نہیں ہیں۔ چنانچہ میں حصول فیوض کے لئے دعا کرتا رہتا تھا۔ ایک رات میں نے نہایت تضرع سے دعا کی کہ یاالٰہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان میں مقیم ہونا نصیب نہ ہوا۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو حضور کے پاس قیام کرنے سے بہت سے فیوض سے حصہ ملتا تھا۔ اور ان پر براہِ راست برکات کا نزول ہوتا ہوگا۔ اے خداوند تعالیٰ تو میری حالت پر بھی رحم فرما اور مجھے براہ راست برکات میں سے کچھ حصہ عنایت فرما۔

میں رات کو جب تہجد کے لئے اٹھتا تھا تو پہلے ایک پارہ تلاوت کرتا تھا۔ اسی طرح ہر ماہ میں قرآن کریم ختم کیا کرتا تھا۔ ایک رات جبکہ میں پندرھواں پارہ تلاوت کر رہا تھا۔ جب میں اس آیت پر آیا کہ مِنَ الَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ط عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ تو اسی وقت کشفی حالت طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ تہجد کی برکات بیان کرنے والی اس آیت کے حصہ "بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ" سے لیکر آخر تک لکیر کھینچی ہوئی تھی اور اس کے اُوپر ۱۹۱۴ء لکھا ہوا تھا۔ وہ حالت دُور ہونے پر میں نے اس آیت کے حروف ابجد کے لحاظ سے اعداد نکالے تو وہ ۱۹۱۴ تھے۔ صبح میں نے ایک خط میں حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو لکھا کہ ایک کشف میں مجھے یہ دکھایا گیا ہے آپ نے مجھے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ بعد میں ظاہر ہو گیا۔ کہ اس سنہ ۱۹۱۴ء میں قائم ہونے والی خلافتِ ثانیہ کے متعلق اشارہ تھا۔ جس کی بیعت کی خدا نے مجھے توفیق دی۔

۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ اوّل کی وفات کے بعد جب حضرت میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ منتخب ہوئے اور اسکی اطلاع مجھے ملی۔ تو مَیں بیعت کرنے کے واسطے قادیان آیا۔ آپ اس وقت بالاخانے میں ڈاک ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس وقت مکرمی محترمی نواب محمد علی خانصاحب اور خلیفہ رشید الدین صاحب اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل ہلالپوری اور خاکسار موجود تھے کہ آپ نے نواب صاحب سے فرمایا۔ کہ ہمارے میاں کو اللہ تعالےٰ نے سال بھر پہلے ہماری خلافت کے متعلق بتادیا تھا۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ آپ کے میاں کون؟ حضور نے فرمایا یہ میاں قدرت اللہ سنوری صاحب۔ اور مجھے فرمایا وہ بات اب بتاؤ ۱۹۱۴ سن نکلنے کی۔ مَیں نے سارا کشف عرض کر دیا۔ آپ نے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے فرمایا اس کے عدد آپ نکالیں۔ انہوں نے اعداد نکالے۔ اور بتایا کہ واقعی ۱۹۱۴ ہی عدد بنتے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ اسے شائع کرا دیں۔ چنانچہ مَیں نے اسے اخبار فاروق میں شائع کرا دیا۔

اخبار فاروق یکم فروری ۱۹۱۷ء

نقل اعلان از مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری

مَیں نے مقامِ محمود والا اشتہار کیوں چھپوایا

اس اشتہار کے متعلق اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ ۱۹۰۸ء کے شروع یا ۱۹۰۸ء کے اخیر میں مَیں نے رؤیا دیکھی کہ ظہر کا وقت ہے سورج جلد جلد چلا اور پردۂ مغرب میں جا چھپا۔ مَیں نے خیال کیا کہ اندھیرا ہو جائے گا۔ مگر سورج کے چھپتے ہی آسمان پر بارھویں یا تیرھویں تاریخ کا سا چاند چڑھا اور روشنی سی ہو گئی۔ مَیں خیال کرتا ہوں خیر روشنی تو ہے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مغرب کی طرف سے جہاں کہ سورج چھپا تھا اس جگہ سے اور سورج نکلا اور مشرق کی طرف آنا شروع ہوا جب سورج اونچا ہوا تو چاند مدھم پڑ گیا۔ آنکھ کھل گئی۔ یہ رؤیا مَیں نے چچا صاحب میاں

عبداللہ صاحب سنوری کو سُنائی وہ بڑے خوش ہوئے فرمایا۔ بڑا مبارک رؤیا ہے۔ ایسے میں نے بھی ایک دفعہ ۲ سورج دیکھے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ سے تعبیر دریافت کی۔ حضور نے فرمایا۔ سورج سے امام مطلب ہے آپ ۲ امام دیکھو گے۔ چچا صاحب نے فرمایا۔ تجھ کو مبارک ہو۔ تو بھی ۲ امام دیکھے گا۔ اور تیرے رؤیا میں یہ فرق ہے کہ تو نے درمیان میں چاند دیکھا ہے سنکر فرمایا۔ ایک بات اور بتاتا ہوں۔ کہ ایک سورج تو مسیح موعود تھے یا ہیں۔ دوسرا سورج حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ تو آج سے کوشش کر اور ہر طرح سے لگا رہ۔ اور اپنا تعلق میاں صاحب سے قائم کر تا کہ پھر کسی وقت پہچان لیویں اگر میاں اتنا ہی جان لیویں کہ تیرا نام قدرت اللہ ہے اور تیرا چہرہ پہچان لیویں۔ تو یہی غنیمت ہے۔ یہ پہلی رؤیا ہے جس سے حضرت صاحب کی عظمت خدا کے فضل سے ظاہر ہوئی۔

۲۔ ۱۹۱۳ء میں تہجد کے وقت تلاوت قرآن کریم کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے ظاہر فرمایا کہ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا میں نشان ہیں اور یہ کہ اس میں تاریخ ہے۔ مَیں نے اعداد اسی وقت نکالے وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ حکم کو نکال کر باقی میں ۱۹۱۴ء تاریخ نکلی۔ مجھے گھبراہٹ ہوئی کہ سِنِ عیسوی کیوں ہے فوراً دل میں ڈالا گیا کہ محمود تو دنیا میں سینکڑوں ہوں گے مگر جس محمود کے وجود میں رسول کریمؐ کھڑے ہوں گے۔ وہ عیسیٰ کا لختِ جگر ہے۔ سِنِ عیسوی کے تعلق کے یہ معنے ہیں۔ میں نے اسی وقت کاغذ اٹھا کر حضرت فضلِ عمر کی خدمت میں یہ لکھدیا:

مَیں ظاہراً اس کے معنے یہی سمجھا کہ اخبار الفضل کے ذریعہ چونکہ حضرت میاں صاحب نے رسول کریمؐ کی تعریف اور سوانح لکھنی شروع کی ہے اس طرح سے آپ کے وجود میں یعنی رسول کریمؐ اس وجود میں ظاہر ہوں گے۔ ۱۹۱۴ء میں خلافت (خلیفہ) ہونے پر یہ راز کھلا کہ یہ مطلب تھا۔

لاہوری کیوں روتے ہیں۔ یہ بات میرے ذوق کی ہے میرے لئے حجّت ہے۔ وہ اس کو نہ مانیں۔ مسیح موعودؑ کے الہامات کو مان لیں۔ وہ تو اس مقدس وجود کے درجہ کو ہی نہیں مانتے۔ پھر ان الہامات کو جو مصلح موعود کے متعلق ہیں ٹالتے ہیں۔ اور تین سو برس کو پورا ہونے والے کہتے ہیں۔ حالانکہ مفسد پیدا ہو گئے مگر مصلح موعود تین سو برس کو ہو گا۔ ایسے مہربان اگر

میری بات نہ مانیں۔ تو مجھے کیا افسوس ہے ان پر ایک مثال صادق آتی ہے۔ ایک مہتمم بندوبست
کے پاس ایک سررشتہ دار تھے، صاحب نے پوچھا کہ فلاں آدمی کیسا ہے۔ انہوں نے جواب میں
عرض کیا۔ آپ نے اس میں کیا بہتری دیکھی ہے وہ فرمایئے۔ انہوں نے کہا۔ کام کا واقف ہے؟
عرض کیا ہاں۔ کہا زود نویس ہے؟ عرض کیا ہاں۔ کہا خوشنویس ہے؟ عرض کیا ہاں۔ کہا دیہہ ہے؟
عرض کیا ہاں۔ محنتی ہوشیار افسر کا تابعدار دیانت دار ہے؟ عرض کیا ہاں۔ انہوں نے فرمایا۔
جب یہ وصف آپ مانتے ہیں تو ترقی دے دی جائے۔

عرض کیا۔ اس میں ایک عیب بھی ہے وہ عرض کئے دیتا ہوں۔ صاحب نے پوچھا ہاں ہاں
وہ عیب کیا ہے کہا صرف محسن کُش ہے۔ سو یہ لاہوری صاحبان تو محسن کُش ہیں۔ جس مقدس
وجود کی غلامی میں منسوب ہونے سے دنیا میں مشہور ہوئے۔ معزز بنے۔ اب اس کے درجہ کو گھٹانے
کے پیچھے پڑے اس کے اہل بیت اور اولاد کے سخت دشمن ہیں۔ اور اہل بھی کون سے جن کی نسبت
اس پاک وجود نے فرمایا۔ کہ یہ الہام بعض دفعہ ایک رات میں کئی کئی بار ہوا۔ کہ اِنِّیْ معک
وَمَعَ اَھْلِكَ اور پھر رسالہ الوصیت میں تحریر فرما دیا کہ میرے اہل بہشتی مقبرہ میں دفن
ہونگے ان پر شک کرنے والا منافق ہوگا پس میری مخالفت کرتے ہیں تو کریں۔

۳۔ ایک رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ رسول کریمؐ تشریف فرما ہیں۔ خیرالدین (دارالضعفا)
نے رسول کریمؐ کا دامن پکڑا اور عرض شروع کی۔ دیر تک عرض کرتے رہے۔ سب لوگ
ارد گرد کے تنگ ہوگئے کہ بس نہیں کرتے مگر رسول کریمؐ سنتے رہے جب عرض ختم ہوئی۔
تبسم بہ لب ہنس دیئے اور تشریف لے گئے۔

یہ رؤیا میں نے حضرت فضل عمر کو اسی دن صبح کی نماز کے بعد سُنائی۔ شام کو عشاء کے
بعد حضرت میاں صاحب تشریف فرما ہوگئے کہ مولوی عبیداللہ صاحب جو رام پور سے آئے تھے
بات کرلیں۔ مگر میاں خیرالدین صاحب (خواب والے) نے روکر عرض کرنی شروع کی اور دیر تک
اپنے حالات بیان کرتے رہے۔ وہ لوگ جو میاں خیرالدین (خواب والے) کے قریب بیٹھے تھے
آہستہ آہستہ تواضع کنتے رہے دیر ہوگئی ہے بس کرو۔ بس کرو۔ (مگر) وہ سُناتے ہی رہے۔ ہم
حضور کے پاؤں دباتا تھا اور خوش تھا کہ صبح والی رؤیا پوری ہوئی۔

قصہ مختصر ہمارے نزدیک آپ حق پر ہیں اور خلافت حقہ ہے۔ آپ مسیح موعودؑ کے حقیقی جانشین ہیں۔ اور مسیح موعودؑ رسول کریمؐ کے حقیقی جانشین تھے اس واسطے مبارک وجود رسالت مآبؐ اس وقت مبارک وجود محمود احمد میں جلوہ نما ہے اس کے متعلق حضرت خلیفۂ اوّلؓ کا فتویٰ بھی میرے پاس موجود ہے) میں خدا کے فضل سے تیار ہوں کہ لاہوریوں میں سے کوئی جس کا جی چاہتے میرے ساتھ مباہلہ کرلیوے۔ میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔ کہ رسول کریمؐ اس وقت مبارک وجود محمود میں جلوہ نما ہیں۔ (یعنی دین محمدی کی اشاعت کا کام آپ کے ذریعہ ہو رہا ہے) میں نے خدا کے فضل سے اور بھی بہت سی رویائے صالحہ دیکھی ہیں۔ مگر ان کا لکھنا طول کا موجب ہے۔ راقم قدرت اللہ۔

نکاح ہمشیرہ

۴۔ ۱۹۱۷ء میں میری ہمشیرہ کے متعلق مجھے آپ نے ذاتی خط لکھا کہ میں سفارش کرتا ہوں۔ آپ اپنی ہمشیرہ صاحبہ کی شادی منشی نور محمد صاحب ہیڈ کلرک سے کر دیں۔ منشی صاحب کی پہلے بیوی موجود تھی۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ رشتہ ہمشیرہ صاحبہ کا والد صاحب کے اختیار ہے میں ان دنوں ڈگسائی کی چھاؤنی (شملہ) کے پاس ایک گاؤں میں تھا۔ یہ خط تو لکھ دیا مگر مجھے اطمینان نہ تھا میں پہاڑ سے دو دن کے لئے سنور گیا۔ اور والد صاحب سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اور تو کوئی اعتراض نہیں عمر برابر ہونی چاہیئے۔ میں نے عرض کیا خلیفہ صاحب کا حکم ہے دوبارہ غور کر لیں۔ والد صاحب نے منظور فرما لیا۔ میں نے حضور کی خدمت میں تحریر کر دیا۔ صرف ایک شرط ہے کہ آپ لڑکی کے ولی ہو جائیں اور نکاح پڑھ دیں ہمیں منظور ہے۔ اور کوئی شرط نہیں۔ چنانچہ آپ نے ہمشیرہ صاحبہ کا نکاح بطور ولی پڑھا۔

رخصتانہ ہمشیرہ

۵۔ ۱۹۱۸ء میں میری ہمشیرہ کے رخصتانہ کا سوال تھا میں نے حضرت ام المؤمنینؓ سے عرض کیا۔ آپ رخصتانہ کرانے سنور تشریف لے چلیں۔ انہوں نے فرمایا۔ آپ میاں صاحب سے درخواست کریں وہ مجھے ارشاد فرما دیں میں چلوں گی۔ میں نے حضور سے عرض کیا۔ فرمایا۔ اگر اماں جان تشریف لے جانا چاہیں خوشی سے جاویں۔ میں نے آکر اماں جان سے عرض کیا کہ حضور ایسا فرماتے ہیں۔ اماں جان نے فرمایا تم جا کر

ان سے کہو وہ خود مجھے بھجوائیں۔ تو جاؤں گی۔ خلافت کے حکم سے جانا ثواب کا موجب ہوتا ہے دو دفعہ حضرت صاحب نے اعتراض کیا آخر مان لیا۔ اور فرمایا اچھا جاؤ عرض کردو میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ سنور جاویں چنانچہ آپ برات کے ساتھ قادیان سے سنور تشریف لائیں۔ آپ کے ساتھ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جنھوں نے ابھی قرآن شریف کا آخری پارہ حفظ کیا تھا اور نصیرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ تھے برات کے رخصت ہونے کے موقعہ پر آپ نے فرمایا قدرت اللہ! میرا دل یہاں سے جانے کو نہیں چاہتا۔ میں نے بڑی خوشی سے عرض کیا حضور کی بڑی مہربانی ہے جب تک دل چاہے ٹھہریں۔ چنانچہ آپ نے دس یوم قیام فرمایا۔ نابھہ۔ پٹیالہ۔ سنگرور ہر سہ ریاستوں کے احمدی روزانہ کثیر تعداد میں آتے تھے۔ دس دن کے بعد آپ پٹیالے سے ہو کر قادیان تشریف لے گئیں۔

جماعت سنور کیلئے معافی کا حصول

۶۔ میرے پاس امیر جماعت مہدی حسن خاں مرحوم کا خط ڈکسائی چھاؤنی کے قریب کٹھاری دیہہ میں (شملہ کے علاقہ میں) پہنچا۔ انہوں نے لکھا کہ پٹیالہ میں جماعت کی درخواست پر حافظ محمد ابراہیم صاحب ایک ماہ سے آئے ہوئے تھے۔ ہم نے قادیان شریف حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک ماہ حافظ صاحب کو سنور رہنے کی اجازت فرمادی جاوے۔ حضور نے تحریر فرمایا کہ میں جماعت سنور سے ناراض ہوں۔ اس وجہ سے اجازت نہیں دیتا۔ امیر صاحب سنور نے مجھے لکھا کہ براہ مہربانی آپ قادیان جا کر حضرت صاحب سے معافی لے دیں۔ میں نے ان کو لکھا کہ سیکرٹری صاحب مال مولوی محمد تقی صاحب کو فلاں دن راجپورہ بھیجدیں میں گاڑی سے آؤں گا۔ وہ میرے ہمراہ قادیان شریف چلیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ معافی لی جاوے گی۔ میں نے ایک خط حضور کی خدمت میں لکھا کہ میں دورہ پر رہتا ہوں سنور کی جماعت میں میرا نام ہے اور چندہ بھی وہیں دیتا ہوں۔ مگر ان کے کاموں سے مجھے کچھ تعلق نہیں۔ مجھے یہ خوف ہے کہ شاید آپ مجھ سے بھی ناراض ہوں گے۔ اور دو ماہ سے میرے خطوط کا جواب نہیں آیا۔ اس وجہ سے اور بھی خیال پختہ ہوتا ہے۔ مجھے ڈر ہے اگر قادیان شریف معافی کے لئے آؤں تو ایسا نہ ہو آپ فرمادیں کہ قادیان سے نکل جاؤ۔ ایسی صورت میں میری جان نکل جاوے گی۔

حضور نے خود اس چھٹی کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ قاضی اکمل صاحب کو اشارہ فرمایا کہ یہ جواب لکھو۔ مَیں سمجھ گیا کہ اکمل صاحب کو کیا ضرورت۔ حضور کا اشارہ ہے اکمل صاحب نے مجھے لکھا کہ آپ کا خط حضرت اقدس کے پیش ہُوا۔ اتفاقاً مَیں وہاں موجود تھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دورہ پر رہتے ہیں اور اپنا پتہ نہیں لکھتے۔ ان کو جواب خط کیسے دیا جاوے دوسرے وہ لکھتے ہیں میرا پیر ناراض ہے مَیں ڈرتا ہوں اگر مَیں قادیان آؤں تو مجھے نکال نہ دیں۔ فرمایا۔ اگر میرا پیر ناراض ہو تو مَیں تو اس کے دروازہ پر سے نہ اٹھوں جب تک کہ معافی نہ لے لوں۔

میرے خط کے جواب میں مہدی حسن خاں صاحب امیر جماعت سنور نے لکھدیا کہ آپ کی مقرر کردہ تاریخ پر مولوی محمد تقی صاحب راجپورہ آپ سے مل جائیں گے بس پہاٹہ سے آیا۔ راجپورہ سے مولوی محمد تقی صاحب شامل ہوئے اور ہم قادیان شریف پہنچے۔ گرمی کا موسم تھا میں نے ایک بڑا ہار پھولوں کا بنوایا اور ہمراہ لیا۔ مغرب کے وقت مسجد مبارک کی چھت پر نماز ہوئی۔ مَیں دانستہ پچھلی صف میں کھڑا ہُوا۔ جب نماز ختم ہوئی اور آپ مسجد سے اپنے چوبارہ میں داخل ہونے لگے تو میں نے اس وقت معافی کی درخواست کی۔ بہت اصرار کے بعد آپ نے فرمایا اچھا مَیں نے معاف کردیا۔ میں نے وہ پھولوں کا ہار جو میرے پاس تھا آپ کے گلے میں ڈال دیا۔ اور آپ اندر تشریف لے گئے۔

اگلے روز حضور نے دفتر میں مجھے اور مولوی محمد تقی صاحب کو بلا کر معافی کا حکم کاغذات متعلقہ پر تحریر فرمادیا۔

۷۔ حضور شملے تشریف لے جارہے تھے انبالے چھاؤنی کے سٹیشن پر گاڑی کافی دیر ٹھہرتی ہے اور این۔ ڈبلیو۔ آر سے تبدیل ہو کر ای۔ آئی۔ آر میں سوار ہو کر کالکا جانا تھا۔ مَیں نے بذریعہ تار حضور سے انبالہ چھاؤنی میں کھانا منظور کرالیا تھا۔ آپ کو کھانا پیش کیا۔ آپ مع مردوں کے ویٹنگ روم میں تشریف فرما تھے۔ حضرت اُمّ المؤمنینؓ مع عورتوں کے گاڑی میں تشریف رکھتی تھیں۔ میں نے دونوں جگہ کھانا پیش کیا۔ حضرت اماں جانؓ نے مجھ سے فرمایا قدرت اللہ! میں تمھاری مدد کروں؟ مَیں نے عرض کیا آپ بے شک مدد فرمادیں آپ نے مجھے ایک ڈبے میں سے مچھلی جو بیسن میں بھنی ہوئی تھی دیدی۔ میں نے وہ بھی حضرت صاحب کے کھانے

میں پیش کردی۔ جب آپ کھانا کھانے لگے تو فرمایا۔ یہ مچھلی بالکل ایسی ہے جیسی اماں جانؓ پکاتی ہیں جب مَیں کچھ نہ بولا تو دوبارہ فرمایا۔ یہ ایسی مچھلی ہے جیسی اماں جان پکاتی ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ حضور! اماں جان کون؟ فرمایا حضرت امّ المؤمنینؓ! مَیں نے عرض کیا پھر وہ تو ہماری بھی اماں جان ہیں۔ انہوں نے مجھ کو مچھلی عطا فرمادی۔ مَیں نے حضور کے آگے رکھدی۔

شملہ کیلئے سیٹ کی ریزرویشن کا انتظام

۸۔ حضرت صاحب نے شملہ تشریف لے جانا تھا۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر پرائیویٹ سیکرٹری تھے بٹالے سے انبالے چھاؤنی تک آٹھ سیٹیں سیکنڈ کلاس کی ریزرو تھیں۔ انبالے چھاؤنی سے کالکا تک جانے کے لئے ای۔ آئی۔ آر کا ڈبّہ ریزرو نہیں تھا۔ آپ نے نیّر صاحب سے فرمایا جب ای۔ آئی۔ آر گاڑی آوے۔ آپ اس میں سیکنڈ کلاس گاڑی میں ایک ایسا کمپارٹمنٹ تلاش کریں جس میں کوئی سواری نہ ہو۔ مَیں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ عورتوں کے ساتھ کسی عورت کو بٹھادیں۔ اور مردوں کے ساتھ مردوں کو۔ جب گاڑی آئی و نیّر صاحب اور احباب جماعت نے جو برائے زیارت آئے ہوئے تھے ایسا کمپارٹمنٹ تلاش کیا لیکن کوئی خالی نہ ملا۔ کسی کمپارٹمنٹ میں ایک لیڈی تھی کسی میں ایک انگریز تھا خالی ڈبہ کوئی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا انٹر کلاس میں خالی کمپارٹمنٹ تلاش کرو۔ دیکھنے پر عرض کیا گیا کہ حضور دو سالم گاڑیاں انٹر کی خالی پڑی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سامان انٹر میں رکھ لو ہم دہیں سوار ہوجاویں گے میں نے عرض کیا پچھلے سال مَیں شملے کی طرف آیا ہوا تھا اور یہاں سے اکیلا حضور کی خدمت میں قادیان گیا۔ راستے میں مولوی محمد تقی صاحب میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ چونکہ میرے اہل وعیال پہاڑ پر تھے مَیں جلدی واپس آیا جب کالکا پہنچا تو میل گاڑی میں صرف ایک ڈبّہ تھرڈ کا برائے سرونٹ کے ہوتا ہے مَیں اس میں سوار ہو گیا۔ تاکہ جلدی گھر پہنچ جاؤں۔ اس گاڑی میں ٹی۔ ٹی آیا۔ اور اس نے غرباء کو جو میلے کپڑوں میں تھے۔ باہر نکال دیا۔ اور کہا کہ یہ سرونٹ کا ڈبّہ ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک اینگلو انڈین ٹکٹ چیکر آیا۔ وہ آکر نمبروار ہر ایک آدمی کا ٹکٹ چیک کرتا تھا۔ اور جس ٹکٹ پر سرونٹ لکھا ہوا نہیں تھا اس کو باہر نکال دیتا تھا۔ پلیٹ فارم پر مہاراجہ الور کے ملازم

کھڑے تھے۔ ان کو داخل کرتا جاتا تھا۔ میری سیٹ پر پانچ آدمی تھے جب وہ چوتھے آدمی کو نکالنے
لگا۔ میں نے دعا کی کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا سرونٹ ہوں۔ کیا مجھے نکال دے گا؟ اس نے چوتھے
آدمی کو نکالنے کے بعد سامنے کی طرف جو آدمی تھے ان کو نکالنا شروع کر دیا۔ ابھی سامنے کی سیٹ
پر سے دو ہی آدمی اتارنے تھے کہ گاڑی چل پڑی۔ اور وہ اُتر کر چلا گیا۔ اور الحمد للہ کہ میں گاڑی
پر بیٹھا رہ گیا۔ میں نے حضور سے عرض کی کہ دعا فرمادیں سیکنڈ کلاس کے کمپارٹمنٹوں میں سے
کوئی لیڈی یا انگریز دوسری طرف چلا جائے اور کمپارٹمنٹ خالی کر دے۔ میں نے یہ فقرہ عرض
کر دیا۔ کہ کسی انگریز یا لیڈی کے درد اُٹھ کھڑا ہو اور وہ دوسرے کمپارٹمنٹ میں چلا جائے۔
اور یہ کمپارٹمنٹ خالی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے ایسی دعا کرنی نہیں آتی۔ کہ کسی کو درد اُٹھے
کیا آپ اپنے لئے ایسی دعا کرتے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ انتظام ہو جائے۔ میں نے گاڑی کی
طرف منہ کر کے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فوراً سمجھا دیا۔ کہ ایسا کر دانتظام
ہو جائے گا۔ میں گارڈ کے پاس گیا اور اس سے سارا معاملہ بیان کیا۔ اس نے فوراً ایک سلپ
لی۔ اور اس کو ڈورا باندھا اور اس پر دو لکیریں کھینچکر اپنے دستخط کئے اور اس سلپ کو فرسٹ
کلاس کے خالی کمپارٹمنٹ سے باندھ کر مجھے فرمایا۔ This is second class
for you. (دِس اِز سیکنڈ کلاس فار یُو) یعنی یہ فرسٹ کلاس کا کمپارٹمنٹ آپ کے لئے سیکنڈ
کر دیا گیا ہے۔"

حضور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اور جماعت کو حکم دیا کہ سامان انٹر سے نکال کر فرسٹ میں رکھوا دو
آپ گاڑی میں سوار ہو گئے۔ سوار ہو کر مجھے فرمایا۔ "کہو" دوبارہ پھر فرمایا۔ "کہو" لوگ حیران تھے کہ
نہ معلوم کیا فرما رہے ہیں۔ مگر میں سمجھ گیا کہ حضور فرماتے ہیں کہ تُو نے دعا قبول کروا کر انتظام
کیا ہے۔ اب مجھے بھی دعا کے لئے کہو تا میں بھی تمہارے لئے دعا کروں۔ لیکن میں نے بجائے
اپنی ضروریات کو پیش کرنے کے عرض کیا۔ راجپورہ جنکشن میں عبدالغنی صاحب گڈس کلرک مالی
مشکلات میں ہیں۔ ریاست نابھہ میں شیخ قدرت اللہ صاحب احمدی کے بھتیجے کی ترقی کا سوال درپیش
ہے۔ ریاست سنگرور میں منشی کریم الدین صاحب بیمار رہتے ہیں ان ہر سہ اصحاب کے لئے دُعا فرمادیں
گاڑی چل پڑی۔ آپ فرماتے جاتے تھے۔ میں ان کے لئے بھی دعا کروں گا۔ اور آپ کے لئے بھی دعا کرونگا

میں ان کے لئے بھی دعا کروں گا۔ اور آپ کے لئے بھی دعا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تینوں متذکرۃ الصدر احباب اپنے اپنے معاملات میں کامیاب ہو گئے اور مجھ پر جو انفضال ہوئے ہیں ساری جماعت جانتی ہے۔

۹- اسی سلسلے میں جب حضور شملے پہنچ گئے تو میں نے حضور کی خدمت میں ایک خط کے ذریعے عرض کیا کہ میری اراضی سکنی اور مکانات قریباً بیس ہزار روپیہ کی مالیت کے ہیں میں وہ سب پیش کرتا ہوں آپ بجائے سیکنڈ کے فرسٹ میں سفر فرمایا کریں۔ اور جو ڈفرینس (فرق) ہے وہ میری جائداد سے ادا ہو جایا کرے۔ حضور نے مجھے جواب میں تحریر فرمایا۔

میرا آقا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کمر کو پٹکا باندھ کر کدال چلاوے اور میں فرسٹ میں سفر کروں۔ میں تو سیکنڈ کلاس میں بھی سلسلے کے وقار کی وجہ سے سفر کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ایثار کو قبول فرماوے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

شملہ میں حضور سے ملاقات

۱۰- حضرت صاحب نے قادیان شریف سے شملے تشریف لے جانا تھا چونکہ انبالہ چھاؤنی میں کافی دیر گاڑی ٹھہرتی ہے ہم زیارت کے واسطے وہاں گئے انبالہ چھاؤنی میں میں نے حضور سے عرض کیا حضور جب شملے سے واپس تشریف لاویں قادیان جاتے ہوئے راجپورے سے گاڑی تبدیل کر کے پٹیالے اور پٹیالے سے سنور تشریف لے چلیں۔ اور میرے ہاں کھانا کھائیں حضور نے فرمایا۔ راجپورے گاڑی تبدیل کر کے پٹیالہ جانا پھر سنور جانا اور سنور کے بعد پٹیالہ واپس آکر ریل پر سوار ہونا اور پھر راجپورے آکر گاڑی پھر تبدیل کرنا اس میں میرا بہت وقت خرچ ہوتا ہے اور شملے سے قادیان شریف تک راستے میں بہت سی جماعتیں ہیں اور آپ بحیثیت ایک فردِ جماعت اپنی طرف سے دعوت پیش کر رہے ہیں افراد تو افراد اگر ہر ایک جماعت کی بھی دعوت قبول کروں تو سال بھر تک قادیان واپس نہیں جا سکتا۔ آپ ہمیشہ قادیان میں مجھے دعوت دیتے ہیں اور میں قبول کر لیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور انبالہ چھاؤنی وہ مقام ہے جس مقام پر قریباً ۱۸۸۴ء؁ میں میرے چچا مولوی محمد عبداللہ صاحب سنوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعوت دی تھی۔ اور آپ قبول فرما کر سنور تشریف لے گئے

تھے۔ آپ بتا دیں کہ کونسا خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سنّت کو دوبارہ جاری کرے گا
آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ مَیں عبداللہ کا بھتیجا ہوں۔ آپ نے منظور فرما
لیا۔ کہ مَیں شملے سے واپسی پر سنور سے ہو کر واپس جاؤں گا۔

جب حضور کی واپسی کی تاریخ قریب آئی میں ان ایام میں دھرم پور سٹیشن کے پاس
کچھ دیہات جاگیر کی نگرانی کے لئے آیا ہوا تھا جو ریاست پٹیالے میں ہیں اور وہاں سے
شملہ ۲۶ میل کے فاصلہ پر ہے میں نے ارادہ کیا کہ یہ سفر ۲۶ میل کا پیدل چل کر شملہ جاؤں
اور ہر قدم پر دعا کرتا جاؤں تا حضور دعوت منظور شدہ کھا سکیں۔ اور کوئی روک نہ ہو۔
چنانچہ یہ ارادہ کر کے مَیں پیدل روانہ ہو گیا۔ دوپہر سے شام تک سفر کر کے راستے میں ٹھہر گیا۔
پھر صبح نو بجے سے سفر شروع کیا۔ میرا بائیس میل پیدل سفر ہو چکا تھا اور میں ریلوے لائن کے
برابر جا رہا تھا کہ پیچھے سے گاڑی آگئی میں نے سمجھا اب اتفاق سے گاڑی آگئی ہے ۲؍ کا
ٹکٹ خریدا اور اسی پر سوار ہو کر شملے پہنچ گیا۔ شملے جا کر اُترا۔ اسٹیشن چھ سات فٹ
نیچے تھا اور سڑک جو شہر کو جا رہی تھی۔ وہ چھ سات فٹ اونچی تھی۔ جب ہم اسٹیشن سے
اُتر کر سڑک کی طرف روانہ ہوا تو سڑک پر مائی کاکو صاحبہؓ کھڑی تھیں جو حضرت اُم المؤمنینؓ
کی خادمہ تھیں۔ مَیں ذرا اور اُوپر ہوا تو سامنے سے آواز آئی السَّلامُ عَلَیْکُم
مَیں نے آواز پہچان لی۔ کہ یہ حضرت اُمّ المؤمنینؓ کی آواز ہے مَیں نے سلام کا جواب عرض
کرنے کے بعد عرض کیا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں آپ کیسے تشریف لائیں؟ فرمایا۔ مَیں تمھیں
لینے کیلئے آئی ہوں۔ مَیں نے عرض کیا آپ کو کس نے اطلاع دی کہ مَیں آرہا ہوں۔ فرمایا۔ جس
نے تمھیں یہاں بھیجا۔ اسی نے مجھے یہاں بھیج دیا۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے مجھے یہاں بھیج دیا۔
مَیں آپ کے ساتھ ہو لیا آپ باتیں کرتی جاتی تھیں۔ بوجہ اس کے کہ مَیں بائیس میل پیدل
چلا تھا میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے۔ چلتے چلتے تو مَیں برداشت کرتا تھا۔ لیکن
تھوڑی دیر بیٹھنے سے پاؤں اکڑ گئے تھے۔ چلا نہیں جاتا تھا۔ جب میں ذرا پیچھے رہ جاتا
آپ ٹھہر کر مجھے ساتھ ملا لیتیں مجھے فرمایا تم کو کیا ہو گیا۔ تم پیچھے رہ جاتے ہو۔ آپ
حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ساتھ سیر میں کیسے چلا کرتے تھے؟ آپ تو بہت تیز چلا کرتے

تھے۔ مَیں نے عرض کیا۔ مَیں بغرضِ دعا بائیس میل پیدل چلا ہوں اور اب صرف چار میل ریل میں بیٹھ کر آیا ہوں پاؤں کے چھالے مجھے تیز چلنے نہیں دیتے۔ آپ پھر ہلکے چلنے لگیں۔ اور جائے رہائش پر ہم پہنچ گئے۔ کوٹھی کی دوسری منزل میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اور عملہ تھا۔ اور آپ تیسری منزل میں قیام فرما تھیں۔ آپ اوپر کی منزل میں چلی گئیں اور میں دوسری منزل میں عملے کے ساتھ ٹھہر گیا۔ درد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ مَیں نے ان سے عرض کیا۔ کیا عصر کی نماز ہو چکی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں نماز عصر ہو چکی ہے۔ مَیں نے کہا۔ حضور سے ملاقات کب ہو گی؟ انہوں نے کہا مغرب کے وقت تشریف لا دیں گے۔ مَیں نے وضو کیا اور ظہر و عصر کی دونوں نمازیں جمع کر کے ساتھ کے کمرے میں ادا کیں۔ ابھی میں نے آخری سلام نہیں پھیرا تھا کہ مجھے درد صاحب کے کمرے میں حضرت صاحب کی آواز آئی۔ مَیں نے سلام پھیرنے کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر السَّلَامُ عَلَیْکُمْ عرض کیا۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ مجھے حضرت اُمّ المؤمنینؓ نے فرمایا ہے کہ محمود! قدرت اللہ کے لئے چائے اور مٹھائی لے کر خود جاؤ۔ چائے اور مٹھائی وہاں رکھی ہوئی تھی وہ آپ نے مجھے عطا فرمائی۔

حضور کا سفر سنّور

۱۱۔ اگلے روز صبح سیر کو تشریف لے چلتے ہوئے مجھے احباب سے ذرا علیحدہ کر کے فرمایا کہ تمہارے ہاں دعوت پر جانا ہے راجپورے سے پٹیالے جانا ہو گا اور پھر سنور۔ واپسی سنور سے پٹیالے ہو گی اور پھر راجپورے آنا ہو گا۔ راجپورے سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر سرہند کے اسٹیشن پر اُتر کر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزار پر جانا ہو گا۔ وہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السّلام گئے تھے۔ پھر وہاں سے واپس ہو کر سرہند سے گاڑی پکڑنی ہو گی۔ اس طرح سے میرا بہت وقت خرچ ہو گا اگر راجپورے کے اسٹیشن پر موٹر آجائے تو ایک گھنٹے میں مزار پر پہنچ کر کچھ دیر وہاں ٹھہر کر پھر ایک گھنٹے میں راجپورے واپس آجائیں۔ آگے راجپورے سے ایک گھنٹہ میں سنور پہنچ سکتا ہوں اگر آپ وہاں موٹر کا انتظام کر دیں تو مَیں اسی دن شام کو قادیان واپس جا سکتا ہوں۔

مَیں نے عرض کیا پٹیالے میں مہاراجہ صاحب کے سوا تین وزراء کے پاس موٹریں ہیں۔ ان وزراء میں سے ایک ہندو ہے ایک سکھ ہے ایک مسلمان ہے۔ احمدیہ جماعت

میں صرف دو سب انسپکٹر احمدی ہیں۔ اس سے بڑا کوئی عہدیدار احمدی نہیں ہے موٹر کس طرح طرح ملے گی۔ آپ نے فرمایا۔ آپ جا کر کوشش کریں۔ میں نے پٹیالے پہنچکر شیخ کرم الٰہی صاحب اور شیخ قطب الدین صاحب سے ذکر کیا۔ انہوں نے کوشش کی لیکن میر صاحب نے موٹر سے جواب دے دیا۔ حضور کی آمد میں دو تین روز باقی تھے کہ میر صاحب اپنی چار گھوڑے کی گاڑی میں سوار ہو کر شہر میں تشریف لے گئے سامنے سے کوئی اہلکار اپنی گھوڑا گاڑی پر آ رہا تھا دونوں نے کوئی بات کرنی تھی۔ گاڑیاں کھڑی کر لی گئیں اور گاڑیوں سے اتر کر دونوں صاحبان نے آپس میں باتیں کیں۔ میر صاحب اپنی گاڑی پر سوار ہونے لگے۔ ایک پاؤں گاڑی کے اوپر رکھا تھا ایک ابھی نیچے ہی تھا کہ گھوڑے چل پڑے اور میر صاحب گر گئے اور گھوڑے چلنے کے وقت آگے پیچھے جو ہوئے تو گاڑی کا پہیہ میر صاحب کی ٹانگ پر پھر گیا۔ میر صاحب کو گاڑی میں ڈال کر شفاخانے لے گئے۔ میڈیکل آفیسر انگریز تھا۔ اس نے معائنہ کر کے پٹی بندھوائی لیکن میر صاحب کو یہ حکم تھا کہ آپ شفاخانے میں نہ ٹھہریں بلکہ اپنے مکان پر ٹھہریں۔ میں صبح و شام آپ کو دیکھا کروں گا۔ اور اپنے عملے کے لوگوں سے پوچھا۔ کہ اس وقت ڈیوٹی پر کون ڈاکٹر ہے انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ہیں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو حکم دیا کہ جب تک میر صاحب کو صحت نہ ہو آپ ان کے مکان پر ہی دن رات قیام رکھیں میں صبح و شام خود بھی دیکھا کروں گا۔ اور شفاخانے میں دوسرے ڈاکٹر کا انتظام کر لیا۔ ڈاکٹر صاحب میر صاحب کے مکان پر آ گئے وہاں ڈاکٹر صاحب سے میر صاحب نے یہ ذکر کیا کہ شیخ کرم الٰہی صاحب مع چند دیگر احباب کے موٹر مانگنے آئے تھے کہ ہمارے خلیفہ صاحب آ رہے ہیں میں نے انکار کر دیا تھا۔ کیا وہ آ چکے ہیں یا نہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا وہ پرسوں آ رہے ہیں میر صاحب نے کہا۔ بے شک موٹر اس دن لے جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالے نے موٹر کا سامان کر دیا۔ اور ڈاکٹر صاحب موٹر لے کر راجپورے گئے۔ اور آپ کو سرہند شریف پھرا کر واپس پٹیالے آ کر سنور لے گئے۔

حضور نے جس دن انبالہ چھاؤنی میں دعوت منظور فرمائی تھی۔ آپ نے مجھے فرمایا اگر میں آج ہی سنور چلا جاتا تو آپ کے چچا صاحب کو خبر نہیں تھی وہ خوش گڑھ میں ہوتے ہیں۔

اب جبکہ مَیں شملہ سے واپس آؤں گا تو تاریخ مقرر ہوگی اس کی ان کو بھی اطلاع کردیں۔ وہ بھی سنور آجائیں گے اور ریاست پٹیالہ اور ریاست نابھہ اور ریاست جیند کے بہت سے مرد عورتیں ایسے بھی ہیں جو قادیان نہیں گئے۔ اس اطلاع پر وہ بھی اس موقع پر سنور آکر ملاقات کرلیں گے۔ چنانچہ حضور کی واپسی سے پہلے ان احکام کی تعمیل کردی گئی تھی اور اس موقع پر چچا صاحب بھی اور دیگر احباب بھی آگئے تھے۔

۱۲۔ جس وقت حضور نے پٹیالے سے سنور آنا تھا میں اور چچا صاحب سڑک پر چار فرلانگ آگے استقبال کے لئے آگئے تھے۔ وہاں مجھ سے چچا صاحب نے فرمایا کہ میرا یہ کنواں برلب سڑک ہے اگر آپ اجازت دیں تو مَیں دعا کرالوں مَیں نے کہا کیا حرج ہے دعا کرالیں۔ چنانچہ اُن کے عرض کرنے پر حضور نے ان کے کنوئیں پر دعا فرمائی۔ اس کے بعد جب حضور میرے مکان پر تشریف لائے تو میرے مکان کے دونوں طرف صحن تھے اور دونوں طرف دروازے تھے اندر والے دروازے کو قصبے کے اندر سے راستہ تھا اور باہر والے صحن کو باہر کی طرف سے دروازہ تھا حضور نے باہر کے دروازے سے جب صحن میں قدم رکھا تو چچا صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ تیرے مکان میں حضور نے قدم تو رکھ لیا۔ اگر تم اجازت دو۔ تو مَیں حضور کو اپنے مکان پر لسی پلا کر اس اندر والے دروازے سے میرے مکان میں لے آؤں۔ میں نے عرض کیا بہت مناسب ہے وہ حضرت صاحب کو اپنے ہمراہ لے گئے اور چوبارے میں حضرت صاحب کو لسی پلا کر میرے مکان میں لے آئے اب کھانا میرے چوبارے میں کھانا تھا۔ حضور نے احباب جماعت کے ساتھ میرے چوبارے میں کھانا کھایا۔ کھانا کھا چکنے کے بعد مَیں نے احباب سے عرض کیا کہ احباب نیچے تشریف لے چلیں تھوڑی دیر تک حضرت صاحب بھی آتے ہیں احباب کے ساتھ چچا صاحب بھی نیچے تشریف لے گئے بعد میں مَیں نے حضور سے عرض کیا کہ پلنگ پر بستر ہوا ہے دو منٹ کے لئے اس پر لیٹ جائیں۔ چنانچہ آپ لیٹ گئے مَیں نے آپ کو وہاں قرآن کریم پیش کیا کہ آپ بیٹھ کر میرے اس قرآن کریم پر ایک دو رکوع تلاوت فرمادیں۔ چنانچہ آپ نے تلاوت فرمادی اس کے بعد مَیں نے عرض کیا کہ حضور وضو فرما کر دو نفل پڑھ دیں۔ چنانچہ آپ نے دو نفل پڑھ دیئے۔ مَیں نے چوبارے میں بناسی دوپٹے وغیرہ دیواروں پر لگائے تھے اور گاؤ تکیہ

پر مخمل کے غلاف تھے ان کی طرف دیکھ کر مجھے فرمایا کہ تیاری تو تم نے اپنی دانست میں بہت کی ہے لیکن بازی تمہارے چچا صاحب لے گئے۔ میں نے کہا حضور ان کے مکان میں تو کوئی ایسا سامان نہیں وہ بازی کس طرح لے گئے؟ آپ نے فرمایا جب میں سیڑھیوں سے چڑھ کر ان کے چوبارے کے صحن میں لسّی پینے کے لئے جا رہا تھا۔ تو اس وقت مولوی عبداللہ صاحب اپنے سر کا دوپٹہ اتار کر میرے پاؤں کے نیچے بچھاتے جاتے تھے اور میں اس کو اٹھاتا جاتا تھا حضور کو میں نے اپنے مکان کے چوبارے اور نیچے گھر کے سارے کمروں میں پھرایا۔ آپ نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے احمدیہ مسجد میں پڑھائیں اور احباب کی درخواست پر احمدی احباب کے مکانوں پر بھی تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضور پٹیالہ سے ہوتے ہوئے قادیان چلے گئے۔

۱۳۔ ریاست پٹیالہ تحصیل سرہند میں ایک سکھ ذیلدار میرا سخت مخالف تھا پہلے وہاں تحصیلدار اور افسر مال دونوں مسلمان تھے وہ تبدیل ہو کر سکھ افسر مال آگیا۔ ذیلدار نے اس کو بہت بھڑکایا اس افسر مال نے نمبردار کے ذریعہ مجھے پیغام بھجوایا کہ اس کو کہہ دو ملازمت ترک کر کے چلا جاوے ورنہ اس کو سخت سزا دی جائے گی۔ میں نے نمبردار سے پوچھا۔ اس نے کیا لفظ کہے تھے اس نے بتانے سے انکار کیا۔ کہ ایسی بیہودہ باتیں کرنے سے شرم آتی ہے۔ میں نے اصرار کیا آپ مجھے وہ لفظ بتائیں۔ اس نے کہا کہ یوں کہا تھا اس سُؤر مُسلے کو کہہ دو کہ چلا جاوے میں نے اس نمبردار کو کہا کہ آپ یہ یاد کر کے جاویں اور افسر مال صاحب سے کہدیں کہ قدرت اللہ نے عرض کیا ہے۔ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا فَلَا تُنْظِرُوْنِ ٥ جس قدر داؤ کرنے ہیں کر لو۔ میں ملازمت از خود ترک نہیں کروں گا۔ اور یہ جو آپ نے "سُؤر مُسلا" فرمایا ہے میں اس کا جواب کوئی نہیں دیتا کیونکہ آپ میرے افیسر ہیں۔ ہاں اگر میرا خدا چاہے تو وہ خود جواب دے سکتا ہے۔ میں ان دنوں اٹھتے بیٹھتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کے ساتھ اپنا شعر ملا کر یوں پڑھتا رہتا تھا۔

میں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشاں
کون سوئے نیند میٹھی تیرا ڈرنا[1] چھوڑ کر

---

[1] ڈرنا اس بکو(؟) کو کہتے ہیں جسے زمیندار لوگ اپنی فصل کی حفاظت کے لئے + شکل پر گاڑ کر اس پر پرانا کپڑا ڈال

ظہر کا وقت تھا میں نے نماز ادا کی اور اس میں دُعا کی۔ دعا کرنے کے بعد حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام ایک خط لکھا اور یہ سارا واقعہ تحریر کیا اور یہ خط ایک زمیندار کے ہاتھ میں دے کر اس کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے قریباً پندرہ میل کے فاصلے پر اپنے خُسر چوہدری کریم بخش صاحب کے پاس بھجوایا۔ اور ان کو خط لکھ دیا کہ آپ آج ہی آدھی رات کی ریل گاڑی سے سوار ہو کر میرا خط لے کر بٹالہ جائیں اور بٹالہ سے قادیان پہنچکر میرا خط حضور کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اور اس خط میں مَیں نے یہ سارا واقعہ حضور کی خدمت میں لکھدیا کہ مجھ کو ایسا کہا گیا ہے۔ وہ خط چوہدری صاحب کے پاس پہنچا وہ اسی رات ریل میں سوار ہو کر اگلے دن بٹالے دس بجے پہنچکر ظہر کے وقت قادیان پہنچ گئے۔ جب وہ مسجد مبارک میں داخل ہوئے اس وقت تکبیر ہو رہی تھی چوہدری صاحب نے نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ کر نماز شروع ہونے سے پہلے میرا خط حضور کی خدمت میں دیدیا۔ حضور نے نیت باندھنے سے پہلے ہی وہ خط پڑھ لیا۔ اور پچھلی طرف مڑ کر چوہدری صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ان کو لکھ دو میں نے دُعا کر دی۔ چنانچہ اس خط کا جواب مجھے اس وجہ سے دیر سے ملا کہ میری رہائش دیہات میں تھی وہاں ہفتہ وار ڈاک جاتی تھی۔ مگر دعا والے دن کی شام کو ہی افسر مال صاحب دورے پر چلے گئے وہاں جاتے ہی رات کو ہیضہ ہو گیا۔ قے دستوں میں لتھڑے ہوئے تحصیل میں لائے گئے وہاں سے رتھ میں پٹیالہ کو روانہ ہوئے۔ جب میرے حلقہ کی حد میں آئے فوت ہو گئے۔

ایک ریاستی ذیلدار کی مخالفت سے نجات

۱۴۔ اسی ذیلدار نے موقع پا کر جب ایک ڈپٹی کمشنر صاحب تبدیل ہو کر دوسرا ڈپٹی کمشنر آنے والا تھا اپنے ایک معزز رشتہ دار کو لے کر اس ڈپٹی کمشنر کے پاؤں پر اپنا دوپٹہ (پگڑی) رکھ کر درخواست کی کہ خواہ پاؤں سے پگڑی پھینک دیں خواہ ہاتھ سے میرے سر پر عزت سے رکھ دیں۔ اس ڈپٹی کمشنر نے پگڑی اس معزز اہلکار کے سر پر رکھی اور پوچھا بات کیا ہے؟ اس نے بتایا میرے رشتہ دار ذیلدار ہیں اس کو ایک گرداور نے تنگ کر رکھا ہے وہ مسلمان ہے اس کو موقوف کر دیں اور سزا بھی دیں انہوں نے وعدہ کر لیا۔ کہ مَیں ایسا کروں گا مگر آپ اس کے خلاف

مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے ہاں عرضیاں دلوادیں ۔ وہ محکمہ در محکمہ میرے پاس آئینگی۔ مجھے سزا دینے میں آسانی ہوگی چنانچہ ذیلدار نے ایک فوجی سے میرے خلاف درخواست مہاراجہ صاحب کے ہاں دلوادی۔ اور وہ محکمہ جات سے ہوتی ہوئی ڈی۔سی صاحب کی خدمت میں پہنچی انہوں نے ذیلدار کو بلوا کر کہا۔ میں مقدمہ افسر مال کے ہاں بھیجدوں اس نے کہا۔ افسر مال تو مولوی کی بڑی عزّت کرتا ہے اس نے کہا تحصیلدار کے پاس بھیجدوں اس نے کہا تحصیلدار تو اس کا دوست ہے۔ اس نے کہا۔ میں کیا کروں ؟ ذیلدار نے کہا۔ نائب تحصیلدار صاحب بقّال قوم سے ہے وہ ڈرپوک ہے آپ اس کو خود بلوا کر یہ کیس دیدیں کہ اس کی تکمیل کردے۔ وہ کردے گا۔ چنانچہ ڈی۔سی صاحب نے ایسا ہی کردیا۔

نائب تحصیلدار صاحب نے موقعہ پر آکر تفتیش شروع کی۔ اور ذیلدار صاحب نے ساٹھ اشخاص کے نام گواہی کے لئے لکھائے۔ جو مختلف امور میں میرے خلاف گواہی دیں۔ مگر گواہوں میں سے انسٹھ نے میرے حق میں گواہی دی۔ صرف ایک شخص نے کہا کہ مجھ سے دو روپے نذرانہ کے لئے تھے معلوم نہیں وہ رشوت تھی یا سرکاری قاعدہ ہے۔ اس گواہ سے سوال ہوا اور بھی رشوت کا حال بتاؤ اس نے کہا یہ اپنے آپ کو قادیانی کہتے ہیں اور کہتے ہیں ہم رشوت نہیں لیتے۔

میں نے اپنے والد صاحب سے عرض کرکے ڈپٹی کمشنر صاحب کے نام دو دو بڑے افسروں سے خط لکھوائے اور وہ لے کر میں دوپہر کے وقت کچہری کے بعد جب ڈپٹی کمشنر صاحب اپنے پرائیویٹ مکان میں تھے ملا۔ اور وہ خطوط دیئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے فرمایا کہ مجھے یہاں آکر معلوم ہؤا ہے کہ آپ بے قصور ہیں مگر میں ایک بڑے افسر سے وعدہ کر آیا ہوں کہ میں آپ کو اس ضلع سے تبدیل کردوں گا۔ میں نے کہا جب آپ کو علم ہوچکا ہے پھر آپ کیوں ایسا کرینگے کہا میں وعدہ کرچکا ہوں۔ چونکہ میں ہر معاملے میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ سے دعائیں کراتا تھا اور حضور کے جوابات میرے پاس پہنچے ہوئے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ فضل کرے گا۔ میں نے جوش میں آکر ڈی۔سی صاحب سے کہدیا کہ آپ کچھ نہیں کرسکتے۔ اس نے کہا مکان کا معاملہ ہے ورنہ ابھی جیل میں ڈال دوں۔ اس نے کہا تمھارے اندر یہی نقص ہے۔ میں نے کہا یہ نقص نہیں یہ خوبی ہے مجھے خدا پر کامل بھروسہ ہے اگر آپ کو یہ علم نہ ہوتا کہ میں بے قصور ہوں تو آپ فیصلہ کرسکتے تھے

لیکن جب آپ اقرار کرتے ہیں کہ مجھے علم ہے کہ تیرا کوئی قصور نہیں ہیں وعدہ ایفاد کرنے کے لئے تجھے سزا دوں گا۔ تو اس لئے میں کہتا ہوں آپ میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے میں یہ کہکر چلا آیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا ہفتے کی شام کو نارنول جو پٹیالے سے پانچ چھ سو میل دور ریاست پٹیالہ کا ایک ضلع ہے وہاں قلعہ سرکاری کے اندر ایک مسجد تھی۔ وہاں کے ڈی۔ سی اسکھ تھے لوگوں نے ڈی۔ سی سے عرض کیا کہ مسلمانوں نے قلعہ کے اندر مسجد بنا رکھی ہے اس کو گرادیں۔ انہوں نے بہت اصرار کیا کہ فتنہ پیدا ہوگا۔ آخر ڈی۔ سی نے مان لیا اور کہا کہ آپ ایسا کریں۔ صبح اتوار کا دن ہے دو چار سو آدمی مل کر صبح چار بجے مسجد کو گرادیں۔ اور شام ہونے سے پہلے پہلے سارا ملبہ اس کا اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ چنانچہ سکھوں اور ہندوؤں نے مسجد کو مسمار کر کے سامان باہر پھینک دیا۔ جب مسلمانوں کو علم ہوا تو انہوں نے مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی خدمت میں یہ تار بھیجی اور اس کی نقول لفٹنٹ گورنر اور وائسرائے ہند اور نظام حیدر آباد دکن کی خدمت میں بھجوائیں (نظام حیدر آباد دکن کو اطلاع دینے سے مسلمانوں کا یہ مطلب تھا کہ وہاں سکھوں کے بڑے گوردوارے ہیں آپ بھی ان کو گرادیں۔ اور ان کی متعلقہ جائدادیں ضبط کرلیں) مہاراجہ صاحب نے تار کے ذریعہ ڈی۔ سی نارنول کا تبادلہ ہمارے ضلع کے قصبہ بستی میں فرمادیا۔ اسی ڈی۔ سی کی جگہ جس سے میری جمعہ کے دن بات ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ نارنول سے فوراً روانہ ہو کر قصبہ بستی میں آپہنچا۔ اور اس سے چارج لے لیا۔ میں نے ان سے مل کر سارا معاملہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا فکر نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ ڈی۔ سی صاحب سابق کو مجھ سے اس قدر رنج ہے۔ کہ میری نسبت جو مقدمہ دائر ہے وہ نائب تحصیلدار کے پاس ہے۔ اور نائب تحصیلدار آجکل دورے پر ہے۔ ڈی۔ سی صاحب سابق نے اس کے پاس اپنا چپڑاسی بھیجا کہ وہ مسل جو قدرت اللہ کے متعلق ہے اپنی رپورٹ کے ساتھ آج ہی میرے پاس بھیجدے۔ نئے ڈی۔ سی صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ انتظام رکھیں جب وہ چپڑاسی آدے مجھے اطلاع کردیں جب وہ چپڑاسی مسل لیکر آیا۔ میں نے ڈی۔ سی صاحب کو اطلاع کردی۔ انہوں نے خود اس چپڑاسی سے اٹھکر پوچھا کہاں گئے تھے؟ اس نے عرض کیا۔ کہ سابق ڈپٹی کمشنر صاحب نے ایک مسل منگوائی ہے۔ انہوں نے کہا وہ چارج دے چکے۔ اب مسل مجھے دے دو۔ چپڑاسی نے لیت ولعل کی۔ ڈپٹی کمشنر

صاحب نے تھپڑ اس کے مُنہ پر مارا - اور مسل اس سے چھین لی - اس چپڑاسی نے سابق ڈی سی سے جا کر ذکر کر دیا - وہ ذیلدار بھی وہاں موجود تھا - ڈی سی صاحب نے اس کو فرمایا - تم بڑے بے نصیب ہو - ایک بزرگ سے دشمنی کی ہے میں نے تمھاری خاطر بڑی کوشش کی مگر وہی ہوا جو وہ مجھے کہہ گیا تھا - کہ آپ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے سنتے ڈی سی صاحب نے وہ مسل افسر مال کے پاس بھیجدی - کہ یہ براہِ راست مسل ہمارے پاس کیوں آئی ہے؟ افسر مال نے وہ تحصیلدار کے پاس بھیجدی - وہاں سے رپورٹیں ہو کر مقدمہ خارج ہو گیا -

۱۵ - ضلع کے افسر تبدیل ہو گئے - نئے افسروں کو ذیلدار صاحب نے میرا دشمن بنا دیا - مجھ پر ایک مقدمہ فوجداری تلفی کاغذات سرکاری کا بنا کر مجھے معطل کرا دیا - میں قادیان آیا اور مجھے حضرت امّ المؤمنین رض نے اندر دار المسیح میں رہنے کے لئے جگہ دی - اس اثنا میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اراضی زرعی کو بحقِ اولاد تقسیم کرنے کا کام سپرد کیا گیا - ڈپٹی کمشنر صاحب نے جو حکم معطلی کا دیا تھا - اس کی اپیل کمشنر کے ہاں دائر کرنا تھی - اپیل دائر کرنے سے پہلے میں نے صاحب کمشنر کے پاس بہت سی سفارشیں کرائیں - وہ فرماتے تھے اپیل دائر کرو - میں فیصلہ تمھارے حق میں کر دوں گا - لیکن میں اپیل نہ کرتا اور سفارشیں کراتا رہتا تھا - ایک دن میں ایک احمدی دوست شیخ قطب الدین صاحب انسپکٹر پولیس کو لے کر کمشنر صاحب کے ہاں گیا - ہمیں ابھی کمشنر صاحب نے اندر نہیں بلایا تھا کہ وہ میرے مخالف ڈپٹی کمشنر صاحب وہاں تشریف لائے - اور کمشنر صاحب سے مل کر واپس چلے گئے اس کے بعد ہمیں کمشنر صاحب نے بلوایا اور شیخ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا - یہ شخص عجیب ہے میں بارہا کہتا تھا کہ اپیل دائر کر دو میں تمھارے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں مگر اس نے نہ مانا آج ڈپٹی کمشنر صاحب ابھی مل کر گئے ہیں انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ خواہ قدرت اللہ کی ٹوپی سر پہ رہنے دو (میں ان دنوں ترکی ٹوپی پہنا کرتا تھا) خواہ میری پگڑی رہنے دو - اب میں کیا کر سکتا ہوں اس کے خلاف فیصلہ ہو گا - میں نے کہا میں کل ہی اپیل پیش کر دوں گا - کہا کیوں - اب کیوں کر دو گے؟ میں نے کہا مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ علم دیا گیا تھا کہ آپ میرے خلاف فیصلہ کریں گے - میں اسی انتظار میں تھا - آپ فرماتے تھے میں تیرے حق میں فیصلہ کر دیتا

ہوں۔ اُدھر مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تیرے خلاف فیصلہ کریں گے اور مجھے خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بتایا وہی ہوگا وہ خاموش ہوگیا۔ میں نے اگلے روز اپیل پیش کی۔ اس نے مجھ پر مقدمہ فوجداری چلانے کا حکم دے دیا۔ اور اسی ضلع کے ماتحت ایک مجسٹریٹ کو مقدمہ سپرد کردیا۔ میں نے عرض کیا خدا کا خوف کریں۔ اس ڈپٹی کمشنر کے ماتحت مقدمہ نہ چلائیں۔ جس کے متعلق آپ کو علم ہے کہ وہ میرے خلاف ہے کمشنر صاحب نے کہا تمھاری خاطر ریاست نہ بدل دوں۔ میں نے کہا خدا کا خوف کریں۔ میرے بار بار یہ کہنے پر کہا۔ خدا خدا لئے پھرتا ہے جا خدا کو کہدے پھر۔ میں اس حکم کو سُننے کے بعد چلا آیا۔ اور تین دن اور رات نہایت الحاح سے دُعا کرتا رہا۔ . . . . تیسری رات مجھ کو خواب میں حضرت ام المؤمنینؓ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ قدرت اللہ مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ میاں کو تم سے بڑی محبت ہے۔ میں نے عرض کیا کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے ایک دو دفعہ ٹالنا چاہا۔ میرے اصرار پر فرمایا کہ تمھارا خط آیا تھا اس کو لے کر میاں محمود اپنے باپ کی قبر پر چلے گئے اور تمھارے لئے دعا کی۔ امر سنگھ (کمشنر) تو پھٹکا نہیں کھاتا ایک دن کا ہے یا دو دن کا۔ مجھے خواب میں تفہیم ہوئی کہ ایک دن سے مراد ایک ماہ ہے۔ اور دو دن سے مراد دو ماہ۔ چنانچہ پورے ایک ماہ کے بعد اسی تاریخ کو جب کمشنر صاحب کچہری میں آئے تو لرزہ سے بخار چڑھ گیا۔ کچہری سے واپس چلے گئے اور پورا ایک ماہ بیمار رہ کر فوت ہوگئے۔ اس بات کا علم جماعت کو بھی تھا۔ اور عام لوگوں کو بھی تھا اور ضلع کے اس مجسٹریٹ کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی۔ مجسٹریٹ نے جو تاریخ مقرر کی مجھے اس کی اطلاع قادیان میں گھر والوں نے پہلے ہی دے دی۔ میں عدالت میں حاضر ہوا۔ تو سرکاری وکیل نے مجسٹریٹ کو بتایا کہ ڈپٹی کمشنر نے ایک حکم سب انسپکٹر پولیس کو لکھا ہے کہ ملزم کو میرے اس حکم کے ماتحت گرفتار کرکے پیش کرو۔ مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ جب ملزم خود ہماری عدالت میں حاضر ہے اور یہ انگریزی علاقے میں سے آیا ہے تو گرفتاری کی کیا ضرورت ہے ان کے اصرار پر تاریخ دوسری دے دی گئی۔ میں قادیان آیا۔ حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ میرے متعلق وارنٹ جاری کئے گئے ہیں آپ نے فرمایا۔ "غلط ہے"

چنانچہ حضور نے اسی وقت ایک آدمی کو بلایا اور فرمایا کہ تم ریاست پٹیالہ میں جا کر وہاں سے اس مقدمہ کا پتہ لے کر آؤ - اور آپ اس کو کرایہ اپنے پاس سے دینے لگے۔ مَیں نے نہایت ادب سے عرض کر کے کرایہ اپنے پاس سے دیا - اس شخص نے وہاں جا کر پتہ کر کے یہ رپورٹ کی کہ ڈپٹی کمشنر نے یہ حکم براہ راست پولیس کو دیا ہے۔ مَیں نے عرض کیا - اگر نہ جاؤں تو یہاں وارنٹ آوے گا - آپ نے فرمایا "مَیں نے دعا کی ہے آپ قادیان سے فوراً جائیں - آپ کو کون پکڑ سکتا ہے؟"

مَیں اس ارشاد کے بعد قادیان سے قصبہ بسی عدالت میں پہنچ گیا - سرکاری وکلاء نے اعتراض کیا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کا حکم ہے کہ ملزم کو گرفتار کر کے پیش کیا جائے۔ مجسٹریٹ صاحب نے کہا جب ملزم خود حاضر ہو گیا ہے پھر گرفتاری کی کیا ضرورت ہے۔ عدالت خود ضمانت یا مچلکہ لے سکتی ہے انہوں نے کہا - آج گواہ نہیں لائے گئے - مجسٹریٹ صاحب نے ایک ہفتے کی تاریخ دی اور سرکاری وکلاء کو کہا کہ اس تاریخ پر گواہ پیش نہ کئے تو ہم مقدمہ خارج کر دیں گے۔

چنانچہ مَیں قادیان واپس آ گیا - اور اگلی تاریخ پر پھر عدالت پہنچ گیا - مقدمہ شروع ہو گیا - وکلاء نے گواہ پیش کئے .... (ایک احمدی دوست سب انسپکٹر پولیس ملے - انہوں نے بتایا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب کے خلاف میرے پاس گرفتاری کا حکم آیا تھا - مَیں وہ حکم لے کر دورے پر چلا گیا - اور روزنامچے وغیرہ میں کہیں درج نہیں کیا تھا - جب تک عدالت میں مولوی قدرت اللہ کے مقدمہ کی کارروائی شروع نہیں ہوئی مَیں دورے پر ہی رہا - میرا خیال تھا کہ اگر اس قصور میں ڈپٹی کمشنر مجھے موقوف کرا دے تو کرا دے مگر مَیں قدرت اللہ کو گرفتار نہیں کروں گا)

۱۶ - مجسٹریٹ کے مقدمے کے چلانے پر ڈی سی اور وکلاء نے محسوس کر لیا - کہ مجسٹریٹ ملزم کے حق میں ہے، ڈی سی نے افسر مال سے جو آریہ تھا اور میرا بہت دشمن تھا - مشورہ کیا اور مشورہ کر کے ایک مقدمہ رشوت ستانی کا میرے خلاف عدالت افسر مال میں دائر کر دیا - دو گواہ اُن میرے پرانے دشمن ذیلدار کی معرفت منگوا کر ہفتے کے دن جب مجسٹریٹ کے ہاں میری پیشی

ہوریچا تھی میرا وارنٹ جاری کر کے اپنے محکمے کے سپاہی کو دیا کہ جب ملزم عدالت مجسٹریٹ سے نکلے اس کو فوراً گرفتار کر لو۔ چونکہ اس وقت عدالت کے اُٹھنے کا وقت ہوگا۔ اس لئے کم از کم ہفتے کی رات اور اتوار کا دن اور اتوار کی رات تو وہ جیل میں رہے گا۔ اور سوموار کو وہ ہمارے پیش ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان کیا کہ مجسٹریٹ عدالت میں بارہ بجے کے بعد قریباً پینتالیس منٹ مقدمے میں گواہی جو میرے خلاف تھی وہ لیتا رہا اور بقیہ گواہوں کے لئے کہا پرسوں شروع کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر سوموار کی بجائے منگلوار کی تاریخ رکھ لی جائے تو میں سنور اپنے گھر ایک دن کے لئے رہ سکتا ہوں وکلاء نے اصرار کیا لیکن عدالت نے کہدیا کوئی حرج نہیں اور منگل کی تاریخ دے دی۔

عدالت سے باہر آیا تو محکمۂ مال کے کئی افسر یہ دیکھنے کے لئے کھڑے تھے کہ اس کو گرفتار کریں گے مگر وہ سپاہی وہاں موجود نہ تھا جس کے پاس حکم تھا۔ میں وہاں سے آکر ایک شخص جس نے میری دعوت کی ہوئی تھی اس کے ہاں گیا وہ سپاہی جس کے پاس حکم تھا میرے پاس پہنچا اور مجھے کہا کہ میرے پاس حکم تھا یہ دیکھ لو۔ مگر خدا نے موقع دے دیا۔ جب بارہ بج گئے تو فوراً وہاں سے چلا آیا اور کسی کو نہیں بتایا۔ اور یہ سوچ لیا کہ اگر افسر مال میرا جواب طلب کرے گا۔ تو میں یہ کہدوں گا۔ کہ بارہ بجے تک تو میں نے انتظار کیا بارہ بجے کے بعد چونکہ آپ کی عدالت بھی بند ہو جاتی ہے میں اگر ملزم کو گرفتار کرتا تو میں اُسے کہاں لے جاتا۔ میں نے اس چپڑاسی کو انعام دینا چاہا۔ اس نے انکار کیا اور کہا آپ سے بہتیرے انعام لیتے رہے ہیں۔ آپ بزرگ ہیں ایسے مقدمے کے معاملے میں ہرگز انعام نہیں لوں گا۔

میں ہفتہ کی شام کو لاہور پہنچ گیا اور اتوار کے دن جج ہائی کورٹ کو ملنے کے لئے جا رہا تھا کہ شیخ قطب الدین صاحب انسپکٹر پولیس مجھے مل گئے ان کا جج صاحب سے تعلق تھا میں نے ان سے معاملہ بیان کیا انھوں نے کہا آج ملاقات کر لیتے ہیں۔ انشاء اللہ کل ضمانت دے کر مسل تبدیل کرا لیں گے۔ میں نے شیخ صاحب سے کہا کہ چیف جج صاحب میرے بھی کلاس فیلو ہیں۔ مگر میں پندرہ سال سے اُن سے نہیں ملا۔ ہم تانگہ لے کر دونوں ان کی کوٹھی پر پہنچے۔ شیخ صاحب نے مجھے فرمایا۔ آپ یہیں ٹھہرے رہیں۔ میں خود بات کر لیتا ہوں

اندر جا کر انہوں نے معاملہ عرض کیا۔ انہوں نے جواب دیا میں نے تبدیلی اسلحہ جات کے متعلق سخت احکام جاری کئے ہوئے ہیں۔ میں مسل ہرگز تبدیل نہیں کروں گا۔ آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ خواہ افسر مال یا ڈی۔ سی اس کو کتنی ہی سزا دیں میں اس کو اپیل میں بری کر دونگا مگر مقدمہ تبدیل نہیں کرونگا۔ شیخ صاحب نے مجھے سامنے بلوا کر سارا معاملہ دہرایا چیف جج صاحب نے بھی وہی بات فرمائی۔ جو اُن سے کہی تھی۔ میں نے چیف جج صاحب سے کہا آپ میرے کلاس فیلو ہیں میرا بھی حق ہے۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنا نام بتایا انہوں نے کہا یاد نہیں میں نے قصبہ سنور کا حوالہ دیا کہ میں سنوری ہوں۔ فرمایا یاد نہیں۔ مجھے سخت صدمہ ہوا اور میں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ میرے شرک کا بُت تھا۔ جو لوٹ گیا میں نے نظر آسمان کی طرف اُٹھائی۔ کہ اے میرے خدا تُو ہی کچھ کرے تو کرے جب میں نے آسمان کی طرف مُنہ کیا تو چیف جج صاحب دیکھکر ہنس پڑے اور فرمایا۔ تمہارے دانت آگے پیچھے ہیں میں نے پہچان لیا۔ تم تو میرے دوست ہو ایک لمبے عرصے سے آپ مجھے نہیں ملے۔ آپ کل درخواست دیں میں آپ کا کام ضرور کروں گا۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوا گھر پہنچا کہ عدالت مجسٹریٹ سے تاریخ بجائے سوموار سے منگلوار رکھوالی تھی ورنہ میں پیر کے دن پٹیالے نہیں ٹھہر سکتا تھا

اگلے روز چیف جج کی عدالت میں درخواست دی کہ مسل منگوا کر تبدیل کر دی جائے اور اس کی وجوہات لکھدیں۔ میں نے لکھ دیا کہ چپڑاسی کا خرچہ داخل کرتا ہوں چپڑاسی بھیجکر مسل منگوائی جائے۔ اگر ڈاک کے ذریعہ حکم گیا تو وہ پرسوں پہنچے گا۔ اور وہ مجھے کل گرفتار کر کے ذلیل کر دیں گے۔ جج صاحب نے خرچہ داخل کرنے سے انکار کر دیا اور حکم لکھ دیا۔ کہ مسل طلب ہو۔ میں خدا پر بھروسہ کر کے باہر نکلنے لگا۔ چیف جسٹس صاحب نے مجھے روک لیا اور خود اپنی قلم سے ایک پروانہ بدیں مضمون لکھ کر دیا کہ

"میں صرف چیف جسٹس ہی نہیں بلکہ کانفیڈنشل پرائم منسٹر بھی ہوں۔ اس واسطے میں قدرت اللہ کو یہ پروانہ دیتا ہوں کہ ریاست ہذا میں کوئی عدالت میرے استمزاج کے بغیر ان کو گرفتار نہیں کر سکتی۔ اگر گرفتار کرنا ہو تو مجھ سے استمزاج کیا جائے"

یہ پروانہ مجھے عطا فرمایا۔ الحمد للہ میں نے اگلے روز افسر مال کے عملے کو یہ حکم جا کر دکھا دیا۔

اور بتا دیا کہ میری مسل طلب کر لی گئی ہے۔

چیف جسٹس صاحب نے جاتے ہوئے مجھے بتایا تھا کہ جس دن آپ آویں گے اسی دن آپ کی مسل پر حکم لکھوں گا۔ چنانچہ چند دن کے بعد مَیں ان کی عدالت میں گیا میری مسل پیش کرائی گئی۔ اور اس پر حکم دیا گیا کہ مسل افسر مال کے پاس واپس جاوے اور وہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے۔ مَیں نے عرض کیا کہ بہتر تھا آپ مسل طلب نہ فرماتے وہ تو مجھے ضرور سزا دے گا۔ فرمایا بے فکر رہو۔ رات ہز ہائی نس پٹیالہ نے اس افسر مال کو میری درخواست پر موقوف کر دیا ہے۔ کیا سرکار نے مجھ سے پوچھا تھا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ اسے موقوف کر دیا جائے تو کس جرم میں، آپ اس کی موقوفی چاہتے ہیں مَیں نے عرض کیا حضور صرف یہ حکم فرما دیں کہ مجھے اس کی نسبت شکایات موصول ہوئی ہیں اس لئے اسے موقوف کرتا ہوں۔ چنانچہ یہ حکم پہنچ جائے گا۔ اور اس افسر مال کی جگہ جس شخص کو تحصیلداری سے ترقی دے کر افسر مال لگایا گیا ہے۔ مَیں نے اس کو کہہ دیا ہے۔ کہ مولوی قدرت اللہ سنوری میرا دوست ہے اس کا مقدمہ ہے اس کا خیال رکھنا۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ حضور میں اس کے حق میں فیصلہ کروں گا۔

مَیں یہ خبر لے کر قادیان شریف میں آیا اور حضور کو یہ خبر پیش کی کہ حضور وہ افسر مال موقوف ہو گیا۔ حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ مَیں نے تیسری دفعہ زور سے کہا کہ حضور کی معجزانہ دعا کا اثر ہے کہ افسر مال موقوف ہو گیا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ کیسے معجزانہ دعا کہتے ہیں؟ وہ ڈپٹی کمشنر جو آپ کا زیادہ دشمن ہے وہ تو ابھی باقی ہے۔

حضرت صاحب یہ فرما کر اندر تشریف لے گئے۔ جو احباب موجود تھے انہوں نے کہا آپ افسر مال کی موقوفی پر خوش ہیں حضرت صاحب ڈپٹی کمشنر کو بھی دشمن قرار دے کر خیال کر رہے ہیں کہ وہ باقی ہے۔ انشاء اللہ اس کا بھی کچھ اور حشر ہو گا۔ چنانچہ ایک ماہ کے بعد ڈپٹی کمشنر صاحب تبدیل ہو گئے اور ان کی جگہ مولوی فضل متین صاحب ڈی۔سی ہو کر آ گئے اور اس دوران میں مقدمہ تکمیل ہو کر خدا تعالےٰ نے مجھے بری قرار دے دیا۔

دوسرا مقدمہ جو مجسٹریٹ کے پاس تھا دیر تک چلتا رہا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے مجھے بری کیا۔ اور مَیں اپنے عہدے پر بحال کیا گیا۔

۱۷۔ مَیں قادیان شریف میں جلسہ سالانہ سے چند دن پہلے آیا ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا احباب جلسہ سالانہ پر آتے ہوئے غیر از جماعت احباب کو ساتھ لایا کریں تو اچھا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شیر کی زد میں آجاوے تو وہ شکار کر لیتا ہے۔ مَیں واپس گیا۔ اور تحصیل پائل ریاست پٹیالہ سے پانچ چھ غیر احمدی ساتھ لے آیا۔ چنانچہ وہ جلسہ سُنکر بغیر کسی بیعت کے واپس چلے گئے۔ دو چار دن کے بعد ایک دن مَیں نے حضور سے عرض کیا۔ کہ مَیں کرایہ خرچ کر کے پانچ آدمی ساتھ لایا تھا۔ اور شیر نے شکار نہ مارا۔ حضور نے مجھے اشارہ سے اپنے قریب کیا۔ گلے سے میرے کان میں فرمایا۔ شیر مُردار نہیں کھایا کرتا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک شخص کو ان میں سے ہدایت دے دی۔ وہ سلسلہ میں داخل ہو گیا۔

شادی عزیز محمود احمد

۱۸۔ میرے لڑکے محمود احمد کی پہلی شادی قصبہ سنور میں مولوی محمد یوسف صاحب کی نواسی سے قرار پائی۔ لڑکی کے والد نے مجھ سے کہا مَیں آپ سے مہر یا اور کوئی شرط مقرر نہیں کرتا۔ جو آپ مقرر کر دیں مجھے منظور ہے۔ صرف ایک شرط ہے۔ کہ رخصتانہ کے وقت باجا بجایا جائے۔ مَیں نے حضرت اقدس سے عرض کیا کہ محمود احمد کا رشتہ ہونے والا ہے وہ یہ شرط پیش کرتے ہیں کہ رخصتانہ پر باجا بجایا جائے۔ حضور نے فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے موقع پر دف بجی ہے باجا نہیں بجایا گیا۔ اس شادی میں بعض نامناسب رسوم بھی ہوئیں۔ اس معاملے کی شکایت جماعت کے ایک دوست نے حضرت صاحب کے پاس کر دی کہ مولوی قدرت اللہ صاحب جو صحابی ہیں انہوں نے بعض رسوم کو ادا کر کے جماعت کو بدنام کیا ہے۔ حضور نے امیر جماعت سنور سے اس کے متعلق دریافت فرمایا ان کے جواب میں حضرت صاحب کا حکم ابھی نہیں پہنچا تھا کہ جلسہ سالانہ کا موقع آگیا۔ شکایت کرنے والے نے اپنی لڑکی کے ہاتھ خط لکھکر حضور کی خدمت میں بھیج دیا۔ کہ اس کا جواب لیکر آئے۔ اس لڑکی نے جب خط پیش کیا تو حضور وضو فرما رہے تھے۔ حضور نے فرمایا تم خود ہی خط پڑھ دو۔ اس نے خط پڑھ دیا۔ چونکہ آپ وضو فرما رہے تھے۔ لوٹا پاس تھا آپ نے چلّو میں پانی لیا۔ اور ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ مولوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ غرباء کو روپیہ یوں اپنے ہاتھ سے تقسیم کر دیتے۔ مگر انہوں نے ڈولی کے اوپر سے پھینک دیا۔ اس لڑکی نے کہا اس کا احمدیت پر

بُرا اثر ہوا۔ حضور نے فرمایا۔ تمہارے والد نے ساری عمر میں ایک شخص بھی احمدیت میں داخل نہیں کرایا۔ مولوی قدرت اللہ صاحب نے ایک ماہ میں چھتیس ۳۶ آدمی بیعت کرائے۔ آپ کوئی فکر نہ کریں۔ احمدیت کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

۱۹۔ برخوردار محمود احمد کی شادی جس کے متعلق ذکر آچکا ہے اس کے نکاح کا فارم سنّور ریاست پٹیالہ سے لڑکی کے دستخط کرا کر اور دو گواہوں کی گواہی ڈلوا کر لڑکی کی طرف سے آپ کو ولی قرار دے کر منگوا لیا۔ میں ناصر آباد سندھ میں مینجر تھا۔ میرا خیال تھا کہ حضور دورے پر یہاں آویں تو نکاح پڑھوا لوں گا۔ چنانچہ جب حضور دورے پر تشریف لائے تو میں نے وہ فارم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو دکھایا۔ انہوں نے فرمایا۔ رشتہ ناطہ کا معاملہ نظارت تعلیم کے ماتحت ہے اور اس کے ناظر حضرت مرزا شریف احمد صاحب ہیں قادیان میں فارم بھیجکر ان سے سفارش کرا دیں تو حضور نکاح پڑھیں گے۔ میں نے وہ فارم قادیان بھجوا دیا۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے وہ فارم مجھے واپس کر دیا۔ کہ فارم کے دونوں گواہ موصی ہونے چاہئیں۔ اور وہ مؤکد بعذاب قسم کھا کر لکھیں کہ یہ لڑکی کے دستخط ہیں اور اس لڑکی نے ہمارے سامنے دستخط کئے ہیں۔ تب میں سفارش کروں گا۔ حضور کا دورہ صرف ایک ماہ کا ہوتا تھا۔ وہ قریب الاختتام تھا۔ میں نے حضور سے عرض کر دیا۔ کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے فرمانے پر فارم نکاح قادیان بھیجا تھا۔ وہاں سے جواب مذکورہ بالا آیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ میں تو آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں آپ کو فارم بھیجنے کی ضرورت نہ تھی آپ مجھے کہدیتے میں نکاح پڑھ دیتا۔ اور فرمایا اچھا آج بعد نماز مسجد میں نکاح کا اعلان کر دوں گا۔ میں خوش خوش اپنے مکان پر گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حضور کی خادمہ میرے پاس یہ حکم لے کر پہنچی کہ حضور فرماتے ہیں کہ میں نکاح نہیں پڑھوں گا مجھے سخت حیرانی ہوئی۔ میں خود حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ ایسا حضور نے نکاح پڑھنے سے انکار فرما دیا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ میں نے اپنی بیوی سے ذکر کیا تھا کہ مولوی قدرت اللہ کے بیٹے کا نکاح آج مولوی محمد یوسف صاحب کی نواسی سے پڑھوں گا۔ تو میری بیوی نے مجھے کہا کہ آپ نے تین رشتے اس لڑکے کے واسطے اس لئے رد کئے ہوئے ہیں کہ جو رشتہ مولوی صاحب پسند کریں گے وہ رشتہ کر دیں گے۔ اب آپ ان کے لڑکے کا نکاح اور جگہ پڑھنے لگے ہیں

حضور نے فرمایا تمہاری ہمشیرہ اور تمہاری لڑکیوں کے رشتے میں کروں اور لڑکے کا رشتہ آپ خود کریں۔ میں نکاح نہیں پڑھتا تا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کے پچھلے سال کے دورے پر اس نکاح کے متعلق میں نے حضور سے اجازت چاہی تھی۔ اور یہ ذکر کیا تھا۔ کہ لڑکی کا باپ شادی کے موقع پر باجا بجانے کی شرط پیش کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دف بجی ہے اگرچہ باجا بھی ایک اعلان ہی ہے۔ میں نے اس وجہ سے یہ رشتہ کرلیا۔ حضور نے فرمایا ہاں مجھے یاد آگیا۔ اچھا میں نکاح پڑھاؤں گا۔ چنانچہ حضور نے مسجد نامبرادو میں نماز کے بعد نکاح پڑھ دیا۔

قادیان میں ایک زمین پر قبضہ حاصل کرنا

۲۰۔ میں قادیان میں تھا حضور کے حکم کے ماتحت روایات صحابہ کرام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جمع کیا کرتا تھا۔ صبح سویرے ہی ایک دوست میرے مکان پر آئے جس میں میری رہائش تھی۔ اس دوست نے فرمایا۔ حضرت صاحب یاد فرماتے ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ پرتاپ سنگھ نامی ایک سکھ سے اراضی زرعی کا جھگڑا ہے آپ میری طرف سے نمائندہ ہو کر ان سے فیصلہ کرلیں۔ چنانچہ دو چار احباب جماعت کے تھے اور مقابل میں پانچ چار سکھ تھے۔ دفتر میگزین میں جمع ہوئے۔ معاملہ یہ تھا کہ ایک موروثی مزارع لاولد فوت ہو گیا۔ اس کی اراضی قانوناً حضرت صاحب کے قبضہ میں آنی تھی۔ ایک قطعہ اراضی اس میں سے پرتاپ سنگھ سکھ کے پاس رہن تھا۔ گورنمنٹ کا قانون یہ ہے کہ اگر کوئی مزارع لاولد فوت ہو جائے اور اس نے کوئی زمین رہن رکھی ہو تو وہ بلا ادائیگی زر رہن فک ہو جاتی ہے۔ پرتاپ سنگھ کو اس قاعدہ کا علم تھا۔ اس نے سرکاری حکم سے پہلے ہی اس اراضی کا قبضہ دے دیا۔ مگر اب عرصہ ایک سال کا ہوا کہ کسی مزارع نے اس کا حقیقی وارث ہونے کا دعوےٰ دائر کر دیا تھا۔ کارروائی ہو رہی تھی۔ ایک تاریخ پر حضرت صاحب کے مختار شیخ نور احمد صاحب کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ عدالت نے یکطرفہ ڈگری دے دی۔ اس وجہ سے پرتاپ سنگھ اصرار کرتا تھا کہ اب مجھے قبضہ دے دیا جاوے۔ میں نے اس کو سمجھایا کہ یہ کارروائی یکطرفہ عدالت میں درخواست دینے پر منسوخ ہو جاوے گی۔ اور اس تاریخ کا ہرجانہ ادا کرنا پڑے گا۔ پھر اصل

مقدمے کا قانونی فیصلہ ہوگا۔ اگر فیصلہ اس مزارع کے حق میں ہو جاوے تو ہم آپ کو دعویٰ بید خلی کے بغیر ہی اس نمبر کا قبضہ دے دیں گے لیکن اس نے اصرار کیا۔ آپ کون ہیں آپ، تو حضرت صاحب کے مختار عام نہیں ہیں حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ حضور نے ایک تحریر لکھ کر بھیجدی کہ میں ان کو اختیاراتِ مختارِ عام دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے یہ بات نہیں مانی اور کہا ہم جبراً قبضہ کرینگے ان کی اس اطلاع پر حضور نے مجھے حکم دیا۔ کہ جماعت کے احباب کو میں نے حکم دیا ہے وہ موقع پر جاتے ہیں آپ میری طرف سے ذمہ دار ہیں۔ موقعہ پر قبضہ نہ کرنے دیں اگر وہ فساد کریں۔ اور لڑیں تو ان سے اسلحہ وغیرہ چھین لیں۔ مگر انہیں ماریں نہیں جماعت کے بہت سے لوگ موقع پر پہنچ گئے اور سکھ بھی بیل لے کر گئے ہم لوگ لائن باندھ کر کھڑے ہو گئے سکھوں نے ہل چلانا چاہا۔ میں نے روکا۔ انہوں نے مجھے دو سوٹے مارے احباب نے وہ سوٹے چھین لئے۔ میرے بار بار اعلان کرنے پر بھی کہ ان کو کوئی دوست نہ مارے حضرت صاحب کا حکم ہے پھر بھی بعض دوستوں نے سکھوں کو مارا۔ اور سکھوں نے ہمارے دوستوں کو مارا۔ اتنے میں سکول کے بہت سے لڑکے بھی پہنچ گئے۔ اور ان کو دیکھ کر سکھ بھاگ گئے۔ اور قادیان شریف میں جا کر ہڑتال کر دی اور دکانیں سب بند کر دیں۔ بعد مشورہ مرد و عورت بازار کی چھتوں پر چڑھ کر شور ڈالنے لگ گئے۔ کہ مرزا صاحب نے شہر کو لوٹنے کا حکم دے دیا ہے۔ اور اپنے چند جوان آدمیوں کو لے کر انہوں نے مسجد اقصیٰ کے پاس کی دکانوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ احباب جماعت کو اس کا علم ہوا۔ لوگ اس طرف کو دوڑنے لگے۔ مرزا سلطان احمد صاحب کی طرف ایک پولیس کا آدمی کسی کام کے واسطے آیا ہوا تھا۔ میں اس کے پاس کھڑا تھا۔ میں نے اس کو کہا آؤ دیکھیں لوگ کدھر دوڑے جا رہے ہیں مسجد مبارک کے کوچے میں سے جب گذرنے لگے تو اوپر سے حضرت صاحب نے دیکھ کر لوگوں کو روک لیا۔ اور مجھے فرمایا کہ تم جا کر ان لوگوں کے نام نوٹ کرو میں جب ان دکانوں کی طرف گیا۔ پولیس کا سپاہی میرے ساتھ تھا وہ لوگ دکانوں کو توڑ پھوڑ رہے تھے میں نے کہا پولیس آگئی پولیس آگئی۔ وہ سب بھاگ گئے۔

اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ لوگ اکٹھے ہو کر اور ان لوگوں کو لے کر جن کو موقع پر ضربات آئی تھیں بٹالہ پولیس میں چلے گئے ہیں حضرت اقدس نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ آپ بھی

چند آدمیوں کو لے کر جو اس وقت لڑائی میں موجود تھے یا جن کو ضربات آئی ہیں بٹالہ جاؤ اور پولیس میں کیس دائر کردو۔ اور فرمایا جو معاملہ ہے صحیح طریقے پر بیان کرنا۔ میں نے کہا حضور کا جو حکم ہے وہ بیان کروں فرمایا جس طرح میں نے حکم دیا ہے وہ بیان کریں۔ بٹالے جانے کے لئے تانگوں کی تلاش ہوئی تو معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں نے بائیکاٹ کردیا ہے کوئی تانگہ نہیں ملتا۔ نواب صاحب کے ہاں سے گاڑی منگوائی گاڑی بھی موجود نہ تھی آخر نواب صاحب کے ہاں کچھ اونٹ تھے وہ اونٹ منگوائے اور اونٹوں پر سوار ہو کر ہم بٹالہ پہنچے مجھے بطور مختار کام کرنے کا حکم تھا۔ اور فریق مخالف پہلے پہنچ چکے تھے۔ اور پولیس ان کے بیانات لے رہی تھی۔ گو پولیس ہمارے خلاف تھی مگر انہوں نے ہمارے پہنچنے پر ہمیں چارپائیاں دے دیں۔ اور کہا آپ یہاں چارپائیوں پر بیٹھ جاویں۔ پہلے ان کے بیانات لے لیں پھر آپ کے بیان لیں گے۔ تھوڑے عرصے میں شیخ نور احمد صاحب مختار عدالت حضرت صاحب قادیان سے تشریف لائے مجھے فرمایا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ہم نے ایک وفد ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس بھیجا ہے اور کمشنر اور گورنر کو تاریں دی ہیں۔ جب تک میں اجازت نہ دوں کوئی بیان نہ دینا۔ نور احمد صاحب نے مجھے یہ کہا کہ حضور نے حکم تو دے دیا ہے لیکن پولیس یہ بات کب مانے گی مجھے معلوم ہوا ہے کہ جن اشخاص کو ضربات شدید آئی ہیں انہوں نے آپ کو ہی ملزم بنایا ہے آپ کو ضرور یہاں بیان دینے پڑیں گے۔ آپ جا نہیں سکتے۔ میں نے ان سے کہا آپ بے فکر رہیں میں حضور کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ اس کے بعد میں نے جیب میں سے پنسل اور کاغذ نکال کر وہ بیانات نوٹ کرنے شروع کر دیئے جو پولیس لے رہی تھی۔ انسپکٹر صاحب پولیس کی جب مجھ پر نظر پڑی تو پوچھا آپ یہ کیا لکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ ان کے بیانات نوٹ کرتا جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہم نے آپ کو عزت دی۔ اور بٹھلایا ہے اس وجہ سے آپ نے یہ کام کرنا شروع کر دیا ہے اس کی اجازت نہیں ہے۔ آپ لوگ باہر چلے جائیں چنانچہ میں اپنے احباب کو لے کر ایک احمدی دوست منشی عبدالکریم صاحب جو بٹالے میں بیلنوں کے کارخانے کے ملازم تھے۔ اور وہاں احباب جماعت ٹھہرا کرتے تھے۔ ان کے ہاں پہنچ گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہاں حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ معہ چند احباب کے

لاہور جانے کے لئے قادیان سے تشریف لائے خلیفہ صاحب نے مجھ سے مذاق کے رنگ میں فرمایا۔ کہ ریاست پٹیالہ میں آپ کا کوئی مقدمہ ہے۔ آپ اس کے لئے دعاؤں کی درخواست کیا کرتے تھے کہ دعا کی جائے مگر اس مقدمے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ جن جن اشخاص کو ضربات شدید لگی ہیں اس مقدمے میں آپ کی گرفتاری عمل میں آوے گی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ جیسے انسان کو یہ خوش قسمتی کہاں حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جائیداد کے متعلق مجھے بیڑیاں پڑیں۔ رات کے دس بجے مجھے خیال آیا۔ کہ یہ معاملہ قادیان جا کر حضرت صاحب سے عرض کردوں کہ صبح مجھے بیان دینا پڑے گا۔ تانگے کے لئے بڑی دقت پیش آئی۔ کیونکہ ہمارے ساتھ قادیان کے لوگوں کے بائیکاٹ کا علم وہاں کے لوگوں کو بھی ہو گیا تھا۔ بڑی مشکل سے ایک تانگے والا دس روپے لے کر تیار ہوا۔ اور میں لیکر قادیان پہنچا۔ قادیان کے کوچوں میں جماعت کا پہرہ لگا ہوا تھا اس خوف سے کہ کہیں یہ رات کو لوٹ مار نہ شروع کردیں۔ میں پہرہ داروں سے اجازت لیتا ہوا مسجد مبارک پہنچا مسجد مبارک پر حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے سپرد پہرہ کا انتظام تھا وہ مسجد مبارک کی چھت پر موجود تھے میں اُن سے اجازت منگوا کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ حضرت صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس وقت اطلاع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حضرت اُمِّ ناصر کی طرف صحن میں لیٹے ہوئے ہیں اگر کمرے کے اندر لیٹے ہوئے ہوں تو باہر سے آواز دی جا سکتی ہے میں نے کہا اگر آپ میری عرض مان لیں۔ اور حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں عرض کردیں تو وہ اپنے صحن میں سے یہ آواز دیکر حضور کو اوپر بھجوادیں گی۔ انہوں نے میری عرض مان لی۔ اور حضرت اُمّ المؤمنینؓ کی خدمت میں اطلاع دی۔ انہوں نے حضور کو آواز دے کر بلایا اور میرے پاس بھجوا دیا۔ آپ تشریف لے آئے مجھ سے سارا حال سُنا حضور یہ باتیں مجھ سے کر ہی رہے تھے کہ نیچے سے اطلاع آئی کہ گورداسپور جو وفد بھیجا گیا تھا وہ واپس آگیا ہے اگر اجازت ہو۔ تو حاضر ہو جاویں حضور نے اجازت دے دی۔ اس دوران میں حضور نے مجھے فرمایا۔ میں نے رؤیا دیکھا ہے کہ میری چارپائی کے نیچے کسی نے آگ جلادی ہے۔ اور چارپائی کو جلانا چاہتا ہے

مگر مَیں دیکھتا ہُوں کہ چارپائی بالکل محفوظ ہے اور آگ بُجھ گئی ہے "

جب دفعدار پہآیا انھوں نے عرض کیا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب رخصت پر ہیں۔ افسر مال ان کی جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ ہم عدالت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان سے سارا معاملہ بیان کر کے عرض کیا کہ یہ سنگین معاملہ ہے آپ اس میں ذاتی طور پر دخل دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ مرزا صاحب ہمارے احکام کی پروا نہیں کرتے۔ ہم نے ان کو حکم بھجوایا تھا کہ آبادی کے قریب گڑھوں میں سے مٹی نہ اٹھائی جاوے لیکن انھوں نے کوئی پروا نہیں کی۔ اس واسطے ہم اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ ہم عدالت میں سے نکل کر شہر میں چلے آئے رات کے آٹھ بجے افسر مال صاحب نے ہماری تلاش میں آدمی بھجوا دیئے اور ان آدمیوں نے ہمیں تلاش کر کے افسر مال صاحب کے مکان پر ان کے پیش کر دیا۔ افسر مال صاحب نے فرمایا۔ آپ لوگ واپس جا کر مرزا صاحب کی خدمت میں عرض کر دیں۔ میں نے پولیس کو حکم دے دیا ہے کہ وہ موقع پر پہنچ کر ایسے لوگوں کو جنھوں نے اتنا فتنہ فساد کیا ہے یہ بات بتلا دیں کہ اگر وہ حضرت مرزا صاحب سے معافی لے لیں تو معاملہ رفع دفع ہو سکتا ہے ورنہ ہم ان کو سخت سے سخت سزا دیں گے۔ اس کے بعد نماز فجر ہوئی اور مجھے یہ ظاہر ہو گیا کہ اب پولیس یہاں آجائے گی چنانچہ پولیس سورج نکلنے کے معاً بعد پہنچ گئی اور انھوں نے سکھوں اور ہندوؤں کو جمع کر کے کہا کہ تم نے بڑی سخت شرارت کی ہے اور شہر میں فساد کیا ہے اور ہڑتال کی ہے اگر آپ لوگ معافی لے لیں تو معاملہ رفع دفع ہو سکتا ہے ورنہ ہم لوگ سنگین کیس چلا دیں گے۔ چنانچہ چند سکھ اور ملاوامل اور شرمپت اکٹھے ہو کر حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے آئے اور مسجد کے ساتھ والے اس کمرے میں جہاں عورتیں نماز پڑھتی ہیں حضور نے اپنے چند احباب کے ساتھ جن میں مَیں بھی تھا ان لوگوں سے ملاقات کی۔ ان سب نے معافی کی درخواست کی۔ اس موقع پر شرمپت اور ملاوامل بار بار یہ بات کہتے تھے کہ آپ اس باپ کے بیٹے ہیں جس نے ہمیں اکثر دفعہ کسی ہماری غلطی کا اقرار کرنے پر معاف فرما دیا تھا۔ اس لئے آپ ہمیں معاف فرما دیں۔ مَیں نے جھٹ یہ عرض کر دیا۔ کہ حضور یہ لوگ عرض کر رہے ہیں کہ ہم کو ہمیشہ ہمارے قصوروں کی معافی ملتی رہی ہے۔ اگر اس کا ریکارڈ

ہوتا تو آج کام آتا۔ حضور معافی بے شک دے دیں مگر تحریری معافی ہونی چاہیئے۔ حضور نے میری اس بات کو پسند فرما کر حکم فرمایا۔ کہ آپ لوگ معافی کی درخواست لکھ کر دیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اور چلے گئے۔ جب وہ وہاں واپس گئے تو پولیس نے انہیں بتایا کہ تمھیں سخت سزائیں ہوں گی۔ اس پر وہ تحریری معافی نامہ لکھ کر لے آئے۔ اور حضور نے معاف فرما دیا اور کیس دائر نہ ہوا۔ اراضی بھی ہمارے پاس رہی۔ چند دن کے بعد افسر مال صاحب کے ہاں یکطرفہ کارروائی منسوخ ہوگئی اور آخر مقدمہ مزارع کا بوجہ عدم ثبوت خارج ہوگیا۔

۱۲۱۔ مَیں جب قادیان آیا کرتا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ہمیشہ دعوت دیا کرتا تھا ایک دفعہ میں نے دعوت کے لئے عرض کی۔ تو حضور نے فرمایا اس شرط پر دعوت منظور کرتا ہوں کہ کھانا کھاتے وقت مجھے مجبور نہ کرو کہ فلاں کھانا ضرور کھاؤ۔ جو میری مرضی ہوگی وہ مَیں کھالوں گا۔ مَیں نے کہا بہت اچھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ میرے اصرار کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ میرے اہل وعیال اور میرے احباب دعوت کے بعد مجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمیں تبرک دو۔ اگر حضور نے کسی کھانے کو ہاتھ نہ لگایا ہو تو کیسے اُسے تبرک بنا دوں؟ حضور نے فرمایا اس کے لئے آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ ڈشوں میں بہت سا کھانا ڈالکر میرے سامنے علیحدہ رکھدیں اور مَیں اُن کھانوں پر ہاتھ پھیر دوں۔

۱۲۲۔ ایک دفعہ مَیں نے حضور کو شام کے کھانے کی دعوت دی۔ حضور نے فرمایا آپ عشاء کی اذان کے بعد جلدی مسجد میں تشریف لے آویں میں جلدی نماز پڑھا کر پھر کھانا کھانے چلوں گا۔ اگر میں نماز سے پہلے کھانا کھانے جاؤں تو آپ باتیں کرنے میں دیر کر دیتے ہیں نماز کے انتظار میں لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ اس لئے میں پہلے نماز پڑھا دوں گا۔ چنانچہ نماز کے بعد حضور میرے ساتھ کھانا کھانے تشریف لے گئے۔ جب میں نے تھوڑی دیر کھانا پیش نہ کیا تو حضور نے فرمایا کیا کھانے میں کچھ دیر ہے؟ مَیں نے عرض کیا۔ نہیں حضور! کوئی دیر نہیں۔ اور گھر والوں کو اشارہ کیا کہ کھانا لاؤ۔ گوشت پلاؤ اور زردہ وغیرہ رکھ دیا گیا۔ جب کھانا کھانے لگے۔ تو میری ایک لڑکی حمیدہ نامی جس کی عمر اس وقت چار پانچ سال کی ہوگی پاس کھڑی تھی وہ کھانے میں شامل ہونے لگی۔ مَیں نے اس کو اشارے

سے منع کیا۔ حضرت صاحب نے دیکھ لیا۔ فرمایا اس کو کھانے دو اور اس کو فرمایا آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ ہم کھانا کھانے لگے مجھے یہ معلوم ہُوا کہ حضور گرم پُھلکا کھاتے ہیں جب چاول کھا چکے تو میں نے گرم پھلکا منگایا۔ اور حضور کے آگے رکھ دیا۔ اور میری لڑکی نے بھی روٹی کھانی چاہی۔ مَیں نے ٹھنڈی روٹی جو پاس پڑی تھی اس میں سے ٹکڑا توڑ کر اس کے ہاتھ میں دیا۔ اس نے ٹکڑا ہاتھ سے گرا دیا۔ حضور نے پوچھا اس نے یہ کیوں گرا دیا۔ مَیں نے کہا حضور اس کو عادت ہے کہ یہ سالم روٹی لے کر کھاتی ہے یوں نہیں کھاتی یہ سالم مانگتی ہے آپ کی طرف جو دوسرا پُھلکا آیا آپ نے وہ اس لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا کہ یہ کھاؤ اس نے پھلکا لے کر جب توڑنا چاہا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا جب سالم روٹی لی ہے سالم کھاؤ اب توڑتی کیوں ہے؟ وہ خاموش ہو گئی آپ ہاتھ پکڑے بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کھاؤ۔ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے بھی یہی عادت تھی کہ سالم روٹی لے کر کھایا کرتا تھا۔ اور حضرت ام المؤمنینؓ روٹی کے چار ٹکڑے کر دیا کرتے تھے لیکن میں وہ نہیں لیا کرتا تھا۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھاتے وقت یہی معاملہ پیش آیا میرے اصرار پر حضورؑ نے مجھے سالم پُھلکا منگوا کر دیا۔ جب مَیں توڑنے لگا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا میاں اب اس کو توڑتے کیوں ہو۔ سالم ہی کھاؤ۔

۲۳۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر میرے ایک عزیز عبدالغفار نامی جو حضرت مولوی محمد یوسف صاحب سنوری کے نواسے تھے وہ ڈاکٹری میں پڑھتے تھے مجھ سے اس موقع پر انہوں نے ذکر کیا کہ میں لاہور واپس جا رہا ہوں۔ مَیں نے کہا ابھی تو جلسہ میں دو دن باقی ہیں اس نے کہا مجھے لاہور جا کر تعطیلات کے ایام میں کچھ کام کرنا ہے اعراء لوگوں کو تو کالج کے دنوں میں سائنس کے آلات مل جاتے ہیں ہمیں نہیں ملتے۔ اس لئے مَیں تو چھٹیوں میں ہی یہ کام کر سکتا ہوں۔ مَیں نے کہا آپ نے حضرت صاحب سے ملاقات کر لی؟ اس نے کہا عام لوگوں میں جاتے ہوئے مصافحہ تو ہو گیا۔ ویسے تنہائی میں ملاقات نہیں ہوئی۔ مَیں نے کہا مَیں انتظام کرتا ہوں ملاقات کرنے کے بعد جانا۔ اس وقت گول کمرے میں ملاقاتیں ہو رہی تھیں درد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری تھے

میں نے ایک چِٹ لکھ کر ان کی خدمت میں اندر بھیج دی۔ کہ آپ میری یہ درخواست حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر کے عبدالغفار کی ملاقات کروا دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ بند ہو گیا۔ اور ملاقاتیں بھی بند ہو گئیں میں نے درد صاحب سے پوچھا پرچہ پیش کر دیا؟ انہوں نے کہا حضرت صاحب کو تشنج ہو گیا ہے پٹھے کھنچنے لگے ہیں طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے ہم نے ملاقاتیں بند کر دی ہیں حضور اندر تشریف لے گئے ہیں پرچہ کیسے پیش کرتا؟

حضور کی باری مرحومہ امۃ الحی صاحبہ کی طرف تھی۔ وہ بالاخانے میں رہتی تھیں۔ میں وہاں گیا دروازے پر دستک دی۔ مخدومہ نے خود آواز دے کر پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا قدرت اللہ سنوری۔ انہوں نے پوچھا کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے ایک عزیز عبدالغفار کی ملاقات کرانی تھی۔ درد صاحب کو پرچہ دیا تھا انہوں نے ملاقات نہیں کرائی انہوں نے فرمایا ہے حضور کی طبیعت خراب ہو گئی ہے اسلئے ملاقات بند کر کے چلے آئے ہیں میں نے کہا حضور سے دریافت کر لیں۔ اگر حضور اس کو ملاقات کا موقع دیں تو میں اس کو لے آؤں۔ اس اطلاع پر حضور خود بخود تشریف لے آئے اور فرمایا مجھے تکلیف ہے آپ جلدی ملا دیں۔ وہ کہاں ہے؟ میں نے کہا حضور وہ تو نیچے ہے آپ نے فرمایا اس کو جلدی لائیں۔ میں یہیں کھڑا ہوں۔ مجھ سے بار بار آیا نہیں جاتا۔ میں دوڑ کر گیا۔ اور نیچے سے اس کو بلا لایا۔ اس نے دعا کی درخواست کی حضور دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے اور فرمایا جب آپ دعا کا خط لکھیں تو ان کا نام (یعنی قدرت اللہ کا) ساتھ لکھ دیا کریں۔ حضور نے فرمایا بس۔ اس نے عرض کیا بس حضور۔ میں نے عرض کیا حضور اس کی بس ہوئی۔ میری بس نہیں۔ آپ نے فرمایا آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا حضور میں نے سنا ہوا ہے انبیاء اور ان کے خلفاء ظل اللہ ہوتے ہیں آپ اپنا سایہ اس پر ڈال دیں۔ آپ نے فرمایا کس طرح۔ میں نے کہا حضور معانقہ کریں۔ حضور نے ہاتھ پھیلا کر اس سے معانقہ کر لیا اور وہ رخصت ہو گیا۔

قادیان میں حضور سے ملاقاتوں کی کیفیت

۲۴- محمد یحییٰ خان صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ہوتے تھے۔ میں قصر خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ میں نے حضور سے ملاقات کرنی ہے۔ انہوں نے میرا نام نوٹ کر کے فرمایا

تھوڑی دیر کو ملاقات ہوگی آپ کا چوتھا نمبر ہے اور بھی دوست آجاویں تو ملاقات کے لئے فرد پیش ہوگی اور ملاقات شروع ہونے پر آپ کی بھی ملاقات ہوجائے گی۔ میں نے کہا۔ میرے متعلق حضور سے پہلے عرض کردیں۔ تاکہ میں ابھی مل لوں۔ انہوں نے کہا نہیں ملاقات کے وقت ہی نمبردار ملاقات ہوگی۔ جب وقت پورا ہوگیا وہ فرد لے کر اوپر حضور کی خدمت میں گئے حضور برآمدے میں اوپر تشریف رکھتے تھے حضور نے فرد دیکھ کر فرمایا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب نے درخواست نہیں کی تھی کہ مجھے پہلے ملا دو۔ انہوں نے کہا حضور! درخواست تو کی تھی۔ میں نے کہا تھا جس نمبر پر آپ آئے ہیں اسی پر ملاقات ہوگی۔ آپ نے فرمایا وہ میرا پرائیویٹ کام کرتے ہیں آپ پہلے ان کو بُلا کر لائیں مجھے یہ آواز نیچے ساری آرہی تھی۔ میں فوراً قصرِ خلافت سے نکل میاں بشیر احمد صاحب کے مکان کی طرف چل دیا۔ انہوں نے نیچے اُتر کر دیکھا تو مجھے نہ پایا۔ باہر کی طرف دیکھا تو مَیں میاں صاحب کے مکان کی طرف جارہا تھا۔ انہوں نے مجھے آوازیں دیں اور دوڑ کر میرے پیچھے آکر میاں صاحب کے مکان کے سامنے مجھے پکڑ لیا۔ اور کہا حضرت صاحب بلاتے ہیں میں نے کہا مَیں چوتھے نمبر پر ملاقات کروں گا۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور مجھے حضور کے پیش کردیا۔ حضور نے فرمایا اتنی دیر ہوگئی۔ آپ کہاں چلے گئے تھے؟ مَیں نے کہا حضور! جب مَیں ان سے عرض کرتا تھا تو انہوں نے میری بات نہیں مانی تھی۔ اب مَیں دانستہ باہر کو چل دیا تھا کہ چوتھے نمبر پر ملوں گا۔ فرمایا آپ ان سے انتقام لے رہے ہیں میرا حرج ہورہا ہے۔

۲۵۔ ایک روز شام کے وقت مَیں قصرِ خلافت میں گیا۔ یحییٰ خان صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری موجود تھے۔ مَیں نے ان سے عرض کیا کہ مَیں نے ملاقات کرنی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ملاقات تو صبح نو بجے ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضور آجکل بیمار ہیں صبح کی ملاقات بھی بند ہے۔ مَیں نے حضرت سیّدہ امِ ناصر صاحبہؓ کی خادمہ کے ذریعہ حضور کو اطلاع بھجوا دی۔ حضور نے اندر سے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو حکم بھجوا دیا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب کو نیچے سے بُلوا کر میرے پاس بھجوا دیں۔ چنانچہ مَیں دیر تک حضور کی خدمت میں حاضر رہا۔

۲۶۔ درد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری تھے مَیں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ ڈاک لے کر اندر چلے ہیں۔ چونکہ حضور کی طبیعت علیل ہے میری نسبت عرض کردیں کہ وہ ملاقات کرنی چاہتا ہے

انہوں نے کہا۔ ملاقات بند ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی کی درخواست میرے پاس نہ کرو۔ اس طرح مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ میں اُمّ ناصرؓ کی ڈیوڑھی پر گیا۔ یہاں رحیم بخش صاحب دربان تھے میں نے ان سے کہا خادمہ کو اُوپر سے بلاؤ۔ چنانچہ ان کے اطلاع کرنے پر خادمہ آگئی۔ میں نے اس خادمہ سے کہا کہ سیدہ اُمّ ناصرؓ سے میرا سلام عرض کر کے کہدو کہ میری ملاقات حضرت صاحبؓ سے کرا دیں وہ خادمہ جواب لیکر آئی کہ وہ فرماتی ہیں اگر وہ ہماری شرط منظور کریں تو ان کی ملاقات کرا دیں اور اس نے بتایا شرط یہ ہے کہ آپ ڈیوڑھی میں تشریف رکھیں اور میرے لئے دُعا کریں میں آپ کے لئے ناشتہ بھیجونگی۔ جب آپ ناشتہ کرلیں گے۔ تو پھر آپ کی ملاقات کرائی جائے گی۔ میں نے کہا یہ شرط مجھے منظور ہے بلکہ میں اس امر کے لئے تیار ہوں کہ میں ہر روز ہی آجایا کروں۔ چنانچہ میں دعا کرتا رہا پھر انھوں نے ناشتہ بھجوایا۔ ناشتہ کرنے کے بعد مجھے اُوپر بلوایا گیا۔ میرے جانے پر حضور اُٹھنے لگے میں نے عرض کیا میرے ماں باپ فدا ہوں آپ لیٹے رہیں۔ حضور نے فرمایا میں بیمار ہوں اور ملاقات کے لئے لوگوں کو اندر اس واسطے نہیں بلاتا۔ کہ گھر والوں کو پردہ کرنے کی تکلیف ہوگی۔ مگر انہوں نے خود درخواست کی ہے کہ بھائی جان قدرت اللہ سنوری سے ملاقات فرمالیں میں نے اجازت دے دی۔

۷۳۔ میں ایک دفعہ قادیان آیا ہوا تھا کہ بعد نماز ظہر حضور نے مجھے فرمایا آپ ملاقات کے لئے نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا میں ملاقات کے لئے دفتر میں دیر سے پہنچا تھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے فرمایا کہ ملاقات کے لئے نام جا کر منظور ہو چکے ہیں اب دوبارہ کوئی نام نہیں جا سکتا۔ اس پر حضور نے فرمایا میری باری رات کوٹھی دارالحمد میں تھی میں تقریباً دس گیارہ بجے تک وہاں انتظار کرتا رہا۔ جب کوئی آہٹ ہوتی تھی میں خیال کرتا تھا وہ ملاقات کو آگئے ہیں پہرہ دار کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا کہ حضور رات سونٹے والوں سے ڈرتا ہے اس لئے دارالحمد کوٹھی پر نہیں گیا تھا۔ حضور نے فرمایا یہ بہانہ ہے۔ آپ پہلے کتنی دفعہ قاعدے کی پابندی کرتے رہے ہیں؟ جب آپ کو ضرورت ہوتی ہے اطلاع کر کے ملاقات کر لیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اچھا آج شام کو حاضر ہوں گا۔ فرمایا آج تو میری دعوت نواب محمد علی خانصاحب کے ہاں ہے آج تو ملاقات نہیں ہو سکتی اب کل صبح ہی ملاقات کریں۔

لاہور میں حضور سے اتفاقی ملاقات

۲۸ - حافظ روشن علی صاحب مرحوم بیمار تھے مَیں ان کی عیادت کے لئے قادیان آیا مجھے یہاں آکر علم ہوا کہ حضرت صاحب لاہور تشریف رکھتے ہیں۔ جب مَیں واپس جانے لگا میری ہمشیرہ صاحبہ نے جو قادیان میں رہتی تھیں فرمایا کہ مَیں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔ جب ہم امرت سر کے اسٹیشن پر پہنچے تو معلوم ہوا۔ کہ ہمارے جانے کے لئے گاڑی پانچ گھنٹے کو ملے گی۔ مَیں نے ان سے کہا۔ کہ اس عرصہ میں ہم لاہور جاکر حضرت صاحب سے ملاقات کر کے واپس آسکتے ہیں۔ چنانچہ ہم لاہور روانہ ہو گئے۔ لاہور پہنچکر مَیں نے ہمشیرہ سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب کہاں قیام فرما رہے ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے علم نہیں مَیں نے کہا آپ نے مجھے امرت سر کیوں نہیں بتایا تھا کہ مجھے علم نہیں؟ انھوں نے کہا آپ نے پوچھا ہی نہیں تھا میں تو سمجھی تھی کہ آپ کو علم ہے آپ جو لاہور جا رہے ہیں مَیں نے اس وقت اللہ تعالےٰ کی جناب میں دُعا کی کہ ملاقات کا سامان فرما دیا جائے۔ دعا کے بعد ایک تانگے والے کو بلایا۔ اور اس میں سوار ہو گئے۔ تانگے والے نے پوچھا کہاں جائیں گے؟ مَیں نے کہا سیر کرنی ہے۔ جتنا وقت لگے گا تم کو کرایہ دیں گے۔ وہ لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی ایک میل کا فاصلہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ سڑک کے کنارے پر ایک موٹر کھڑی دیکھی اس کے باہر یحیٰی خاں صاحب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے کارکن کھڑے تھے تانگے سے اتر کر ان سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ انھوں نے چوبارے کی طرف انگلی کر کے فرمایا یہ عبدالحمید صاحب آڈیٹر کا مکان ہے اور حضرت صاحب یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مَیں نے کہا میری اطلاع کر دیں انھوں نے کہا حضرت صاحب کو تشریف لائے تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ آڈیٹر صاحب مکان پر موجود نہیں تھے۔ تھوڑی دیر ہوئی آڈیٹر صاحب ابھی آکر اُوپر گئے ہیں۔ حضور ابھی واپس آنے والے ہیں ایک ضروری کام کیواسطے جانا ہے۔ ہم یہ بات کر ہی رہے تھے کہ حضور اوپر سے تشریف لے آئے۔ مَیں نے سلام عرض کیا حضور نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ یہاں کیسے آئے؟ مَیں نے سارا واقعہ مذکورہ بالا بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک گھنٹے سے اسی واسطے روک رکھا تھا اگر آڈیٹر صاحب پہلے آجاتے تو مَیں جلدی چلا جاتا اور جہاں میں نے جانا تھا وہاں آپ مجھے شام تک نہیں مل سکتے تھے۔ دُعا کی درخواست کے بعد حضور تشریف لے گئے اور مَیں اپنے تانگے

میں سوار ہو کر اڈے پر واپس آیا - اور وہاں سے امرت سر آ گیا۔

قادیان میں روایات صحابہؓ اکٹھا کرنے کی ڈیوٹی

۱۹۱۵ء میں مَیں ایک مہینے کی رخصت لیکر قادیان گیا چند دن گذرے تھے مَیں نے حضورؓ سے عرض کیا حضور مَیں ایک ماہ کی رخصت لے کر آیا ہوں - حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ رخصت لیکر میرے ملنے کے لئے آتے ہیں جب انھوں نے واپس جانا ہوتا ہے - تو یکہ کرایہ کرکے اگر بیوی بچے ساتھ ہوں - ان کو یکّے میں بٹھا کر اور اپنا سامان اس میں رکھکر مجھ سے درخواست کرتے ہیں - کہ حضور مجھے اجازت ہے مَیں جاؤں ؟ اب ایسے وقت میں مَیں کیا کہوں کہ آپ نہ جائیں ؟ جو شخص رخصت لے کر مجھ سے ملنے کے لئے آتے ہیں وہ کچھ عرصہ پہلے مجھے اطلاع کر دیں تاکہ اگر مَیں انہیں کچھ عرصہ اور ٹھہرانا چاہوں تو ان سے کہہ دوں کہ اور رخصت لے لیں اس واسطے مَیں نے حضور سے عرض کیا ہے آپ نے مجھے فرمایا آپ چھ مہینے قادیان میں ٹھہرنے کا انتظام کریں تو پھر مَیں آپ کو بتاؤں گا - کہ آپ کو کیا کام کرنا چاہیئے - مَیں نے عرض کیا رخصت کا تو انتظام ہو جاویگا کیونکہ رخصت بوضع تنخواہ ہوگی - مگر دو مجبوریاں ہیں - ایک یہ کہ مَیں چاند کی تاریخوں کے حساب سے ہر مہینے نیا چاند نکلنے سے پہلے جائے ملازمت سے اپنے گھر پر جاتا ہوں اور اپنی والدہ صاحبہ سے پوچھتا ہوں کہ اگلے مہینے کیا کیا ضروریات ہیں وہ سب ان کو مہیا کر دیتا ہوں - دوسری مجبوری یہ ہے کہ سکنی مکانوں کی نئی تعمیر کے متعلق میرے خلاف میرے کسی رشتہ دار نے مقدمہ دائر کیا ہوا ہے اور مَیں نے ان کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہوا ہے - حضورؓ نے اس کے جواب میں فرمایا مَیں دعا کروں گا انشاء اللہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی - اللہ تعالےٰ فضل کرے گا - آپ کے والدین کو بھی کوئی تکلیف نہ ہوگی -

چنانچہ حضور نے مجھے فرمایا - کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات جمع کریں آپ فجر کی نماز کے بعد دوسرے تیسرے دن مسجد میں اعلان فرما دیا کرتے تھے - کہ میاں قدرت اللہ صاحب سنوری کو مَیں نے مقرر کیا ہے جملہ صحابہ کرام اپنی روایات ان کو لکھوا دیں - اور اپنے خطوط نقل کروا دیں -

چونکہ مکرم منشی رُوڑے خاں صاحب سے روایات حاصل کرنے میں دقت پیش آئی -

اس لئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کے بموجب ان سے ذاتی تعلقات پیدا کرکے ان کے پاس بار بار حاضر ہو کر بالآخر کچھ روایات مل ہی گئیں۔

جب میں فارغ ہو کر گھر پہنچا تو والدین کو ہر طرح خیریت سے پایا۔ میں مکندلال سیٹھ کے پاس پٹیالے گیا۔ ریاست کے حالات گذشتہ چھ ماہ کے ایام کے پوچھتا تھا وہ کہنے لگا کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی صرف ایک واقعہ پانچ چھ روز کا ہے کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ ہمیشہ کے قاعدہ کے خلاف چار گھوڑوں کی بگھی میں سوار ہو کر اس بازار سے تشریف لے آئے۔ ہماری دکان سے تھوڑا آگے ایک گڈا جس پر اینٹیں لدی ہوئی تھیں جا رہا تھا۔ گھوڑوں کی آہٹ سے بیل ڈر کر گڈے میں سے نکل بھاگے لوگوں نے بیلوں کو روکا۔ مہاراجہ نے بگھی کھڑی کرکے گڈے والے کو بلایا اور بتایا تم ایسے ڈرپوک بیل لیکر شہر میں کیوں آئے ہو اس نے کہا حضور میں تو خشک لکڑی فروخت کرنے شہر سے باہر بال پہ آیا تھا تحصیل کے چپڑاسی نے مجھے بیگار میں پکڑ لیا۔ کہ لالہ چنڈی پرشاد تحصیلدار کا مکان بن رہا ہے۔ اینٹیں لے کر چلو۔ یہ سُنکر مہاراجہ صاحب چلے گئے اور اپنی کوٹھی پر پہنچکر وزیر مال کو حکم دیا کہ اُس تحصیلدار کو معطل کردو۔ چنانچہ وہ تحصیلدار صاحب معطل ہو گئے اور وزیر مال صاحب نے ایک مسلمان کو جو ترکی ٹوپی پہنتا ہے یہاں لگا دیا ہے مجھے اس وقت خیال آیا کہ میں نے قادیان شریف سے سنور روانہ ہونے سے دو دن پہلے مسجد مبارک کے اس حصّے میں جا کر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پڑھا کرتے تھے دعا کی تھی کہ اے خدا! میرے مقدمات کا نہ معلوم کیا حال ہوا ہے۔ تو اپنے فضل سے اگر مرزا احمد دین صاحب کو وہاں تحصیلدار لگا دے تو ضرور انشاء اللہ میرے مقدمات کے معاملہ میں میری کچھ مدد کریں گے۔ چنانچہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالےٰ نے وہی میری دعا قبول کرلی ہے اور یہ حضرت صاحب کے ان الفاظ کی برکت ہے جو حضور نے فرمایا تھا کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

میں ان کے پاس سے اُٹھ کر تحصیل میں گیا۔ تحصیلدار صاحب بڑی محبت سے ملے فرمایا دیکھو! ہم تمہارے تحصیلدار ہو گئے ہیں میں نے ان کو بتایا کہ میں نے اس طرح دعا کی تھی۔ میرے اس تحصیل میں دو مقدمات تھے نہ معلوم ان کا کیا ہوا۔ کیونکہ میں چھ ماہ آباسی نہیں۔ انہوں نے چپڑاسی سے کہکر اس مد کے اہلمد محمد حسین کو بلایا۔ محمد حسین جب آیا تو اُس سے پوچھا۔ قدرت اللہ کے مقدمات

کا کیا ہؤا؟ اس نے کہا یہ بہت بزرگ آدمی ہیں ہم ان کا بڑا ادب کر رہے ہیں۔ انھوں نے نہ کوئی چٹھی لکھی اور نہ کسی وکیل کا انتظام کیا۔ تاریخ مقدمہ کے دن فریق مخالف مع اپنے وکیل کے پیش ہوئے اور تحصیلدار صاحب سے عرض کیا کہ فریق مخالف قادیان گیا ہؤا ہے۔ اس کے مقدمہ کو خارج کیا جاوے۔ اور ہمارا مقدمہ ڈگری کر دیا جائے۔ تو میں نے تحصیلدار صاحب سے عرض کیا کہ صبح مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائے تھے مجھ سے فرما گئے تھے کہ میرے مقدمات ہائیکورٹ میں ہیں آخر وقت تک میرا انتظار کر لیا جائے۔ اس فریق نے اور ان کے وکیل نے بہت شور کیا کہ وہ آئے ہی نہیں۔ تحصیلدار صاحب نے کہا کہ آخر وقت تک انتظار کریں گے محمد حسین نے کہا کہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے تحصیلدار صاحب سے عرض کیا کہ قصبہ سنور کے مکانات کے اور بھی کئی مقدمات اس قسم کے ہیں۔ ایسے مقدمات کا موقع کے ملاحظہ کے بعد فیصلہ ہونا چاہیئے تحصیلدار صاحب نے حکم دیا کہ ان آج والی مسلوں اور ایسی ہی دوسری مسلوں پر یہ حکم لکھ دیا جائے کہ موقع پر پیش ہوں چنانچہ یہ حکم لکھ دیا گیا۔ فریق ثانی نے جب دوبارہ آکر دریافت کیا تو تحصیلدار صاحب نے فرما دیا کہ ہم نے ان مسلوں پر موقع کا حکم دے دیا ہے۔ چنانچہ ان مسلوں پر موقع کا حکم لکھا ہؤا اب تک موجود ہے۔ اور کوئی موقع پر نہیں گیا۔ تحصیلدار صاحب نے فرمایا وہ مسلیں اور اور مسلیں موقع کی نکال لیں۔ ہم ابھی موقع پر جاتے ہیں۔ چپڑاسی کو حکم دیا کہ نمبردار۔ ذیلدار اور آسامیاں مقدمات موقع والے حاضر رکھے جائیں۔ میں آتا ہوں۔ اور مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ سنور چلے جائیں۔ میرے ساتھ جانے سے لوگوں کو شبہ ہوگا۔ کہ یہ ساتھ لے کر آیا ہے چنانچہ میں سنور پہنچ گیا۔ وہاں نمبردار۔ ذیلدار اور اسامیاں جمع کر لی گئیں تحصیلدار صاحب تشریف لے آئے۔ اور یہ تجویز شروع ہوئی کہ کس قدر مقدمات ہیں اور کس طرح نمبرواران کے موقعے دیکھے جائیں۔ جو تجویز قرار پائی اس میں میرا مکان سب سے اخیر نمبر پہ آتا تھا لیکن اگر دوسری طرف سے شروع کریں تو پہلے میرا مکان شروع ہو جاتا تھا۔ میں نے تحصیلدار صاحب سے یہ عرض کر دیا کہ اگر مہربانی فرما کر اس طرف سے شروع کر دیں تو میرا مکان پہلے آجاتا ہے تحصیلدار صاحب نے فرمایا معلوم ہوتا ہے آپ کسی محکمے میں ملازم ہیں بڑی باتیں بناتے ہیں۔ فریق مخالف کو اس بات کا علم تھا کہ تحصیلدار صاحب میرے دوست ہیں تحصیلدار صاحب کی بات سُنکر ان کو سخت رنج ہؤا۔ اور

ان پر یہ اثر ہوا کہ یہ تحصیلدار بہت ہی بڑا چالاک آدمی ہے اور قدرت اللہ سے بات کر کے لوگوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ میں اس کو جانتا ہی نہیں۔ اس کے بعد تحصیلدار صاحب نے میرا ہی موقع دیکھنا شروع کر دیا۔ اور کہا چلو ادھر سے ہی موقع دیکھنا شروع کر دیتے ہیں موقع دیکھ کر فرمایا کہ سویرے عدالت میں پیش ہو جاؤ۔ فریق مخالف کو کامل یقین ہو گیا کہ مقدمے ہمارے خلاف ہونگے اس نے رات کو برادری کو جمع کر کے میرے والد صاحب سے درخواست کی کہ میں اپنے مقدمے سے دست برداری لیتا ہوں اور جو آپ نے میرے خلاف دائر کیا ہے اُسے میں قبول کر کے درخواست کروں گا کہ آپ کو ڈگری دے دی جائے۔ چنانچہ صبح عدالت میں یہی کچھ ہو گیا۔

۱۳۰۔ میں سکھر میں صوفی محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے مکان پر تھا اخبار الفضل میں ایک نئے مبائع احمدی کے خط کا جواب شائع ہوا جس میں اس نے حضور کی خدمت میں لکھا تھا۔ کہ میں احمدی جماعت کا کتا ہوں۔ حضور نے جو جواب دیا وہ الفضل میں شائع ہو گیا۔ حضور نے فرمایا آپ بفضلہٖ خدا انسان ہو گئے کتا لکھنا درست نہیں۔ میں نے وہ مضمون پڑھ کر حضور کی خدمت میں خط تحریر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے :-

چوں سگے نیم شب بنال۔ از درد   تا بگوید کہ رحم باید کرد
کرمکے ام نہ آدمی زادم   وز سگان تو بد تر اُفتادم

اور آپ فرماتے ہیں کہ کتا نہ لکھو اس کی تطبیق فرماویں۔

حضور نے مجھے جواباً تحریر فرمایا کہ حضور نے نظم میں لکھا ہے۔ نثر میں نہیں لکھا۔ میں نے نثر میں لکھنے سے منع کیا ہے جو نظم میں جائز ہے وہ نثر میں جائز نہیں۔

قیام ناصر آباد کے واقعات

۱۳۱۔ میں ناصر آباد اسٹیٹ سندھ میں تھا۔ وہاں حضور نے مجھے پریذیڈنٹ اور امامِ صلوٰۃ مقرر فرمایا تھا۔ بعض دوستوں کو مجھ سے بعض شکایات تھیں۔ ان میں سے ایک دوست نے ناصر آباد سے حضور کی خدمت میں یہ کہانی بنا کر لکھا کہ بعض دفعہ مولوی صاحب فیلڈ ورک کرتے ہوئے دوپہر کو بہت دیر سے آتے ہیں۔ پھر کھانا وغیرہ کھا کر نماز پڑھانے آتے ہیں۔ احباب انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ جس وقت مولوی صاحب دیر کر دیں منشی محمد صادق صاحب نماز پڑھا دیں۔ جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

کے مختار عام ہیں۔ چونکہ حضور مقامی حالات سے پورے طور پر باخبر تھے۔ اس لیے حضور نے اس تجویز کو سختی سے ردّ کر دیا۔

۳۲۔ مَیں ناصر آباد میں منیجر تھا مرزا اعظم بیگ صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور نے اسٹیشن کنجیجی پر جب آپ پنجاب کو واپس تشریف لیجا رہے تھے مجھے فرمایا کہ آپ مولوی قدرت اللہ صاحب کو سمجھا دیں کہ ہمیر کیری کو آئندہ سال کے واسطے اراضی برائے کاشت دے دیں ہمیر کیری کو مَیں نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ جاکر مولوی صاحب کی منت سماجت کرے کہ وہ زمین دے دیں یہ مَیں نے اس واسطے کیا ہے تاکہ ان کا ڈسپلن قائم رہے اگر وہ پھر بھی انکار کر دیں تو ان کو یہ بات بتا دو کہ مجھے حضور اجازت دے گئے ہیں کہ مَیں اس کو اراضی دے دوں پھر یہ اعتراض نہ کرنا کہ میری ہتک ہو گئی ہے یہ حکم مجھے مرزا اعظم بیگ صاحب نے سُنا دیا۔ مَیں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے تحریری حکم دیں انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت صاحب نے زبانی حکم دیا ہے۔ مَیں نے انکار کر دیا کہ مَیں نہیں دیتا۔ وہ کچھ وقت ناراض رہے لیکن دوسرے تیسرے دن مجھے حکم لکھ کر دے دیا۔ میرا اس حکم کے حاصل کرنے سے اور مطلب تھا مَیں نے ایک نقشہ بنا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ایک فصل میں جو اس کو اراضی دی گئی اس میں فصل کم تھی اور ارد گرد جو دوسروں کو دی تھی اس میں پیداوار زیادہ تھی۔ مَیں نے آئندہ فصل میں اس کو اراضی سے جواب دے دیا لیکن چوہدری یوسف خاں نے سفارش کی کہ اس کو اراضی دے دو مَیں نے اس کو اراضی دے دی۔ اور اس فصل میں بھی اسی طرح سے نقشہ بنا کر پیش کر دیا کہ اس کی پیداوار اتنی ہے ارد گرد اتنی ہے اور اگلی فصل کے واسطے اس کو اراضی سے جواب دے دیا سیّدی مرزا منصور احمد صاحب آپ کے ارشاد کے ماتحت ناصر آباد تشریف لے گئے ہوئے تھے انہوں نے سفارش کی کہ ہمیر کو زمین دے دو چنانچہ مَیں نے اس کو زمین دے دی اور اس فصل کا نقشہ تیار کر کے دے دیا۔ کہ اس کی پیداوار اتنی ہے ارد گرد والوں کی اتنی زیادہ ہے اس واسطے میں نے اس کو آئندہ کے واسطے اراضی سے جواب دے دیا۔ اب حضور کا حکم ملا ہے کہ اس کو اراضی دے دی جاوے مجھے اس کی ذات سے دشمنی نہیں لیکن کام سے دشمنی ہے دس نمبر کا بدمعاش ہے اور پولیس بھی اس کی وجہ سے آتی رہتی ہے اور ہمیں خواہ مخواہ اس کی وجہ سے پولیس کی خاطر داری کرنی پڑتی ہے۔ میری عرضداشت پڑھ کر حکم فرمایا جاوے کہ اس کو زمین دے دی جاوے مَیں اس کو

خوشی سے زمین دے دوں گا۔ حضور نے اس پر حکم فرمایا مجھے آپ کی رپورٹ سے اس کا صحیح علم ہوگیا اس لئے آئندہ اس کو اراضی بالکل نہ دی جاوے بلکہ ہماری کسی دوسری اسٹیٹ میں بھی اس کو اراضی نہ دی جاوے۔

۳۳۔ ناصر آباد کی فصل غرنیف کا ڈپٹی ڈائریکٹر سندھ علوی صاحب نے معائنہ کیا اور یہ ریمارک دیا کہ ناصر آباد کی فصل سارے صوبہ سندھ میں سے بہتر ہے اس کے انگریزی لفظ یہ تھے کہ "Best Plot in Sind" میں نے حضور کی خدمت میں اس رپورٹ کی نقل بھیج دی اور اس میں یہ بھی لکھ دیا کہ نواب عبداللہ خانصاحب اور جناب مرزا رشید احمد صاحب بھی سندھ میں کاشت کرا رہے ہیں ان سے بھی دریافت کریں کہ میری فصل بہت اچھی ہے حضور نے جواب میں تحریر فرمایا مجھے خدا نے آنکھیں دی ہیں کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہے۔ صوبہ سندھ کی پیداوار عموماً دس من فی ایکڑ ہے اور آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ میری پیداوار سب سے زیادہ ہوگی۔ گیارہ من ہوگی لیکن صوبہ پنجاب کی اوسط پندرہ من فی ایکڑ ہے۔ اور مصر کی اوسط پچیس ۲۵ تیس ۳۰ من فی ایکڑ ہے اللہ تعالیٰ نے روحانیت میں ہم پر بڑا فضل کیا ہے اگر ہم پوری محنت کریں تو اسی طرح دنیا میں بدرجہ اولیٰ ہم سب سے اچھی پیداوار پیدا کر سکتے ہیں آپ نے اگر اچھا تخم ڈال دیا۔ اور پھر فصل بھی زیادہ اُگ آئی اور اس کی نگہداشت بھی اچھی کی پھل بھی اچھا آیا فصل کی حفاظت بھی اچھی طرح کی اور پیداوار کو اچھے داموں پر بھی بیچ دیا لیکن اس کے مقابل پر خرچ زیادہ کر دیا تو میں کیا کروں۔ آپ مجھے بیلنس شیٹ بنا کر بھیج دیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ آمد اتنی ہے خرچ اتنا ہے۔ اور فائدہ اتنا ہوا ہے میں آپ کو مسلمان سمجھتا ہوں مسلمان ہی نہیں میں آپ کو مومن سمجھتا ہوں۔ مومن ہی نہیں بلکہ احمدی سمجھتا ہوں۔ احمدی ہی نہیں بلکہ آپ کو صحابی سمجھتا ہوں اور صحابی بھی وہ جس کی دعا عرش پر گذر رکھتی ہے۔ جس دن آپ سارے جہان کی پیداوار کو بیٹ کریں گے ہم سمجھیں گے کہ آپ نے اچھا کام کیا۔ !

۳۴۔ ۱۹۳۵ء میں پہلی دفعہ حضور دورے پر سندھ تشریف لے گئے۔ اُس وقت مجھے وہاں گئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ اور میں نے دو چھپر اور ایک چھپر ڈال کر رہائش کی ہوئی تھی ناصر آباد کے قریب ہی مرزا رشید احمد صاحب کا فارم تھا جہاں کوٹھی بنی ہوئی تھی انہوں نے حیدر آباد

اسٹیشن پر حضور سے درخواست کی کہ حضور نے جو ناصر آباد مقام تجویز فرمایا ہے وہاں مولوی قدرت اللہ صاحب چوزے اور چھپروں میں رہائش رکھتے ہیں۔ حضور قیام میری کوٹھی پر فرماویں اور وہاں سے اپنے فارم کا رقبہ ملاحظہ فرمالیں۔ حضور نے فرمایا صرف ایک رات ٹھہرنا ہے مَیں وہیں ٹھہروں گا تاکہ کام کے دیکھنے میں آسانی ہو۔ اس دورے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بھی ساتھ تھے۔ شام کے وقت حضور نے کام ملاحظہ فرمایا۔ صبح کام دیکھ کر ناشتہ اور دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد واپس تشریف لے جانا تھا۔ مرزا رشید احمد صاحب نے حضور کی خدمت میں درخواست کی کہ دوپہر کا کھانا میرے ہاں کھالیا جاوے حضور نے فرمایا ہم تو میاں قدرت اللہ صاحب سنوری کے مہمان ہیں ان سے دریافت کریں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور کو اس بات کا علم تھا کہ یہ دونوں فارم میرا اور مرزا رشید احمد صاحب کا ملحق ہیں۔ اور اس میں مویشیوں کے فصل کو اجاڑنے کی وجہ سے ان دونوں کے تعلّقات اچھے نہیں ہیں (یہ جواب سُنکر مرزا رشید احمد صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے عرض کیا۔ کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے آپ مولوی قدرت اللہ صاحب سے سفارش کردیں۔ کہ حضور ان کی دعوت منظور کرلیں) چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مجھے ارشاد فرمایا آپ ان کی دعوت منظور کریں۔ مَیں نے کہا یہ حضرت صاحب کی خدّام پروری ہے کہ ایسا فرمایا ورنہ مرزا رشید احمد صاحب تو قرابتی رشتہ دار ہیں۔ مَیں حضرت صاحب کا خادم ہوں۔ اسی طرح میں اپنے آپ کو سارے خاندان کا خادم سمجھتا ہوں آپ بے شک دعوت کھلائیں۔

ناصر آباد سے مرزا رشید احمد صاحب کے ہاں کھانا کھانے کے بعد حضور نے احمد آباد جانا تھا۔ میں نے روانگی کے وقت حضور سے عرض کردیا کہ مجھے یہاں آئے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے کھانے کے برتن اور بستر وغیرہ مَیں نے ارد گرد کے زمینداروں سے منگوائے ہیں ان کو سنبھال کر واپس کرنا ہے۔ مجھے اجازت فرمادیں۔ مَیں یہیں ناصر آباد میں ٹھہروں گا۔ حضور نے اجازت فرما دی جب موٹر تھوڑی سی دور چلی تو مرزا رشید احمد صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی معرفت حضرت صاحب کو بتایا کہ مولوی صاحب کھانا کھانے نہیں جاتے۔ انھوں نے عذر کرکے اجازت لے لی ہے۔ حضور نے موٹر روک کر مجھے بلوایا۔ اور فرمایا ہم کہاں جارہے ہیں؟ مَیں نے کہا حضور احمد آباد۔

آپ نے فرمایا۔ کھانا کہاں کھانا ہے؟ مَیں نے کہا حضور مرزا رشید احمد صاحب کے ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ ان کی دعوت کس نے منظور کی؟ مَیں نے کہا وہ حضور کے عزیز ہیں دعوت منظور نہ کرتا تو کیا کرتا۔ آپ نے فرمایا۔ جب دعوت منظور کی ہے تو وہاں کھانا کھانے چلیں۔ مَیں نے عرض کیا حضور موٹر پر تشریف لے چلیں میں گھوڑے پر سوار ہو کر آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جلدی پہنچ جانا۔ کھانا آپ کے آنے پر شروع کیا جائے گا:

۳۵۔ ناصر آباد میں چوہدری یوسف خاں صاحب ایجنٹ تشریف لائے اور فصل کا معائنہ کرنے کے واسطے باہر گئے اور وہاں مجھے اکیلے ہو کر کچھ کاغذات دکھائے وہ فضل الٰہی ولد رحمت علی صاحب کی طرف سے میرے خلاف ڈائریاں تھیں حضور نے ایجنٹ صاحب کو تحریر فرمایا تھا کہ مَیں نے اس کی درخواستوں میں سے انیس درخواستوں پر خفیہ انکوائری کرائی جو سب کی سب غلط ثابت ہوئیں اس لئے مَیں حکم دیتا ہوں کہ آپ خود ناصر آباد جا کر ان کو مطلع کر دیں کہ آئندہ تم کو زمین نہ دی جائے گی۔ مَیں نے ایجنٹ صاحب سے عرض کیا کہ اگر یہ کاغذات مجھے عنایت فرما دیں تو مَیں اس کی تعمیل کرا دوں انھوں نے بخوشی منظور فرما لیا۔ مَیں نے مولوی رحمت علی صاحب کو جو صحابی تھے اور ان کے بیٹے فضل الٰہی کو بلا کر حکم سُنایا۔ وہ اپنے بیٹے پر سخت ناراض ہوئے کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ چونکہ مولوی رحمت علی صاحب صحابی ہونے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ملازم بھی رہ چکے تھے اور ان کی بیوی بھی اندر کام کرتی رہی تھی اس واسطے فضل الٰہی بھی بچپن کے زمانے میں اندر جاتا تھا۔ مَیں نے مولوی صاحب سے کہا کہ چونکہ یہ مسیح موعودؑ کے گھر کے اندر پلا ہے اس واسطے اس خاندان کی محبت اس کے دل میں ہے اس نے اپنی سمجھ کے مطابق اچھا کام کیا کہ حضور کو اطلاع دے دی کہ حضور کا نقصان کرتے ہیں چونکہ اس نے بوجہ محبت کے ایسا کام کیا ہے اس لئے مَیں اس کو اس دفعہ معاف کرتا ہوں۔ یہ حکم لکھ کر اس پر ان دونوں کے دستخط کرا لئے اور ایجنٹ صاحب کے پیش کر دیا۔ وہ سخت ناراض ہوئے کہ آپ کو کیا حق تھا معافی دینے کا۔ اس کی تعمیل مَیں نے کرانی تھی۔ حضور مجھ پر ناراض ہوں گے مَیں نے کہا انشاء اللہ حضور ناراض نہ ہوں گے حضور بہت سے قصورداروں کو اکثر دفعہ معاف فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ کاغذات بھیج دیئے گئے۔ حضور نے ان کو داخل دفتر کروا دیا:

اس کے بعد جب حضور دورے پر سندھ تشریف لے گئے مجھ سے دریافت کیا کہ فضل الٰہی کے معاملے میں آپ نے کیا کیا؟ مَیں نے عرض کیا حضور مولوی رحمت علی صاحب نے اور ان کی بیوی نے

سالہا سال اندر خدمت کی ہے اس واسطے میں نے جرأت کر کے معافی لکھدی۔ حضور نے فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۳۶۔ حضور سندھ کے دورے پر تشریف لے گئے تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور تحریک جدید کے انچارج تھے وہ حضور کے ساتھ تھے میں مبارک آباد اسٹیٹ سے ناصر آباد آیا تھا انور صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ حضور نے مجھے ایک حکم دیا ہے کہ حکیم محمد عمر صاحب کے فارم میں جا کر حضور کی ہدایات کے مطابق اراضی کا معائنہ کر کے رپورٹ تیار کر کے لا دیں۔ اور آپ کو یہ کام مبصر صاحب کے ماتحت کرنا ہو گا۔ میں نے احباب سے معلوم کرنا چاہا کہ مبصر کون ہے لیکن کوئی نہ بتا سکا۔ آپ مہربانی کر کے بتا دیں کہ مبصر کون ہے کیا آپ کو اس کا کوئی علم ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں؟ آپ حضرت صاحب سے دریافت کر لیں۔ چنانچہ ان کے عرض کرنے پر حضور نے فرمایا کہ مبصر صاحب آج آ گئے ہیں انہوں نے مجھے آ کر بتایا کہ حضرت صاحب نے مبصر آپ ہی کو فرمایا ہے۔ چنانچہ میں نے انور صاحب کے ہمراہ جا کر ایک بڑی مفصل رپورٹ تیار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کی جس کو حضور نے پسند فرمایا۔

۳۷۔ ۱۹۳۸ء میں حضور کا تحریری حکم مجھے ملا کہ آپ کا تبادلہ ناصر آباد سے مبارک آباد اسٹیٹ میں کیا جاتا ہے مگر یہ تبادلہ بطور سزا کے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ مینجر صاحب کی وجہ سے ہمارے تعلقات حکام سے اور مالکان اراضی پیر سرہندی صاحب سے خراب ہو گئے ہیں اس لئے آپ کو وہاں تبدیل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ آپ خراب حالات کو درست کریں گے۔ چونکہ وہاں رہائش کے لئے مکان نہیں ہے آپ کے پاس ناصر آباد والا مکان بدستور رہے گا اور آپ کو ایک ڈیرے والا فالتو ناصر آباد کے لئے ملے گا۔ اگر آپ وہاں مکان کا انتظام کر لیں۔ اور اپنے عیال کو وہاں لے جاویں تو یہ مکان خالی کر دینا ہو گا۔ چنانچہ میں مبارک آباد چلا گیا۔ وہاں معلوم ہوا کہ پیر سرہندی صاحب نے تحصیلدار سے لے کر کمشنر تک ہر محکمے میں یہ درخواست پیش کی ہے کہ میرے قادیانی مقاطعہ دار معاملے کے اچھے نہیں ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مقاطعہ چھوڑ کر چلے جاویں اور سرکاری معاملہ مجھے داخل کرنا پڑے اس لئے ان کی فصل پر ٹھپہ لگا دینا چاہیئے کہ معاملہ داخل کرنے کے بعد فصل اٹھا دیں۔ میں نے افسران سے مل کر اس کا انتظام کر لیا۔ کہ ٹھپہ لگانے کی ضرورت نہیں معاملہ داخل ہو جاوے گا۔ واٹر کورسوں میں جو پانی کی خرابی تھی ان کو درست کرنے کا انتظام

کیا۔ اور پیر صاحب کے دو تین واٹر کورسس جو موجود تھے ان کا پانی بھی درست کرا دیا۔ تیسری بات یہ تھی کہ پیر صاحب کے مزارعان مال مویشی کو کھیتوں میں چھوڑ کر فصل کا نقصان کرتے تھے۔ اس میں بعض اوقات پیر صاحب کا بھی مال ہوتا تھا۔ سابق مینجر صاحب اس مال کو ڈھک میں دیدیتے تھے اس سے پیر صاحب کو سخت ناراضگی تھی۔ میرے چارج دینے پر جو مال اس طرح سے آیا۔ مَیں نے بجائے ڈھک میں بھیجنے کے وہ پیر صاحب کی خدمت میں بھجوا دیا۔ کہ آپ مالک ہیں ہم تو مقاطعہ دار ہیں آپ ان پر مناسب حرجانہ نقصان کا جو مناسب سمجھیں ڈال دیں۔ انہوں نے اُن سے حرجانے کی رقم وصول کر کے میرے پاس بھجوا دی۔ میں نے وہ رقم پیر صاحب کو واپس کر دی۔ کہ آپ چونکہ مالک ہیں زمین کے۔ آپ پر بہت سے بوجھ ہیں اس لئے یہ آپ کا ہی حق ہے اس کے بعد جو بھیل کا مال پیر صاحب کے پاس بھیجا گیا تو پیر صاحب نے سخت جرمانے شروع کر دیئے اس وجہ سے بھیل بالکل بند ہو گئی۔ اور پیر صاحب سے میرے تعلقات بہت اچھے ہو گئے۔ یہانتک کہ ایک موقع پر حضور نے مجھے حکم دیا کہ منور آباد اسٹیٹ کے معاملہ میں دو لاکھ روپے کی ضمانت دینی ہے۔ کیا آپ کچھ انتظام کریں گے؟ مَیں نے پیر سر ہندی صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ پیر صاحب نے فرمایا۔ ڈپٹی کمشنر ہمارا مرید ہے۔ انہوں نے ایک چٹھی ڈپٹی کمشنر کے نام تحریر کر دی۔ کہ آپ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ضمانت کی ضرورت نہ سمجھیں اور اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو پھر میں خود ضامن ہوں گا۔ اللہ تعالےٰ نے وہ کام کر دیا۔ اور مَیں نے حضرت صاحب کی خدمت میں لکھ دیا۔ کہ وہ پیر جو کہتا تھا کہ قادیانی معاملے کے خراب ہیں۔ وہ ضمانت دینے کے لئے تیار ہو گیا)

۳۸۔ مَیں مبارک آباد اسٹیٹ میں تھا۔ مَیں نے ایک کلرک کے متعلق سفارش کی کہ حضور اس کی شادی کا انتظام فرما دیں وہ یک چشم تھا۔ جب دوبارہ حضور تشریف لے گئے تو فرمایا بوجہ یک چشم ہونے کے کسی لڑکی نے اس سے شادی کرنی منظور نہیں کی۔ جب حضور نے واپس تشریف لے جانا تھا اور مَیں محمد رحیم کالوو کے اسٹیشن پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مَیں نے ایک فلسکیپ سائز کے گتے پر اس کی شادی کی درخواست لکھی کہ حضور اس کی شادی کا انتظام فرمایا جاوے ایک اخبار میں کسی عورت کا فوٹو تھا۔ میں نے وہ فوٹو کاٹ کر اس درخواست کے نیچے گوند سے لگا دیا اور اس کے بالمقابل لکھ دیا۔ ایسی ملے یا جیسی ملے۔ مَیں نے جب وہ پیش کیا تو حضور نے

اس کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ تو ایک بڑی مشہور ایکٹرس ہے اور یہ لاکھوں روپیہ کی مالک ہے اب میں اس کے لئے یہ دعا کروں تو بیسیوں سال میں لاکھوں روپیہ ضائع ہو۔ اور پھر وہ محتاج ہو کر آپ کے کلرک سے شادی کرے۔ مگر آپ نے قادیان پہنچکر ایک رشتہ تجویز کرکے مجھے تار کے ذریعے اطلاع دی کہ اپنے کلرک کو بھیج دو۔ چنانچہ میں نے اسے قادیان بھیج دیا۔ اور حضور نے اس کی شادی کرکے واپس بھیج دیا۔

۳۹۔ ۱۹۵۳ء کے اوائل میں مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ جو حضور کی خدمت میں برائے تعبیر تحریر کیا۔ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے ناصر آباد اسٹیٹ کا چارج حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے لیا ہے۔ چونکہ وہاں سیّد داؤد مظفر شاہ صاحب جو حضور کے داماد ہیں منیجر تھے مجھے خیال آیا کہ یہ خواب کیسا آیا ہے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ سے کیا تعلق ہے؟ حضور براہِ مہربانی اس خواب کی تعبیر فرماویں۔ حضور نے اس کے جواب میں مجھے تحریر فرمایا کہ خواب کی تعبیر اس طرح نہیں بتلایا کرتے آپ ربوہ میں میرے پاس آویں پھر تعبیر بتائی جائے گی۔ میں اس وقت کراچی میں تھا۔ چنانچہ اس حکم کے ملنے پر مَیں ربوہ حاضر ہوا۔ حضور سے ملاقات ہوئی۔ مجھے فرمایا کیا میں اپنے داماد داؤد مظفر کو علیحدہ کرکے آپ کو چارج دلا دوں؟ مَیں نے کہا حضور میں بوجہ پیرانہ سالی اگے خود درخواست کرکے سبکدوش ہوا ہوں۔ مَیں چارج لینا نہیں چاہتا۔ میں نے تو خواب برائے تعبیر اس لئے لکھا تھا کہ مَیں نے خواب میں مرزا شریف احمد صاحبؓ سے چارج لیا تھا۔ اس کی سمجھ نہیں آئی تھی فرمایا مجھے آپ سے ایک ضروری کام تھا۔ اس واسطے آپ کو بلوا لیا۔ اور وہ کام یہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے مجھے پانچسو ایکڑ اراضی نصرت آباد اسٹیٹ میں دی ہے آپ اس کا انتظام کریں۔ یہ تھوڑا سا رقبہ ہے۔ آپ اس کے درمیان قیام کرکے اس کا انتظام کر سکتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ یہ اراضی نصرت آباد فارم نواب عبداللہ خان صاحبؓ کی اراضی کے درمیان ہے۔ مَیں اگر وہاں جا کر انتظام کروں گا۔ تو ایک تو بعض وجوہات کی وجہ سے نواب صاحب کو نقصان ہوگا۔ اور دوسرے تھوڑی اراضی کے واسطے اخراجات زیادہ ہوں گے۔ اور فائدہ کم ہوگا اس لئے مناسب ہے کہ حضور اس اراضی کو فروخت فرما دیں۔ اور اگر زیادہ اراضی درکار ہو تو اپنے فارموں کے ملحق کوئی اور اراضی خرید فرمالیں۔ حضور نے فرمایا مجھے اس کا نہیں سوددیمہ

فی ایکڑ ملتا ہے اور مَیں پانچسو فی ایکڑ مانگتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اس کو فروخت ہی کردیں تو بہتر ہے جو ملتا ہے وہی مناسب ہے وہی لے لیں۔ آپ نے فرمایا اچھا آپ جائیں مَیں آپ کو بیس دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر اس عرصے میں اراضی کا سودا ہوگیا تو اچھا ورنہ مَیں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ آپ وہاں چارج لے کر کام شروع کردیں۔ مَیں کراچی چلا گیا ایک ہفتہ ہی ہوا تھا کہ میرے نام حضور کی تار آئی جس میں درج تھا کہ "چٹھی آرہی ہے" اگلے روز رجسٹرڈ چٹھی مجھے ملی۔ جس میں درج تھا کہ آپ فوراً ناصر آباد جا کر داؤد مظفر صاحب سے چارج لے لیں۔ احتیاطاً پانچ رجسٹریاں بھجوائی گئی ہیں۔ آپ کے چاروں بیٹوں اور ایک آپ کے عزیز قریشی محمد اقبال لائن افسر کے نام۔ تاکہ آپ جہاں بھی ہوں وہاں سے فوراً پہنچ جائیں۔ چنانچہ مَیں کراچی سے ناصر آباد پہنچ گیا۔ داؤد مظفر صاحب سے ملا۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ مجھے کان میں تکلیف ہے۔ اس کا ایکسرے لیا گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے اس کے لئے اپریشن ضروری قرار دیا۔ اس کی اطلاع حضور کی خدمت میں دی گئی۔ حضور نے فرمایا۔ مولوی قدرت اللہ صاحب کو تار دے دی گئی ہے ان کو چارج دے کر آپ یہاں آجائیں اور سید عبدالرزاق شاہ صاحب کو بھی حضور نے اطلاع دے دی کہ آپ بھی وہاں پہنچ جائیں اور چارج دلادیں۔ مجھے داؤد مظفر صاحب نے بتایا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں خط تو دعا کے لئے لکھا تھا کہ دُعا فرمادیں کہ اپریشن کی ضرورت نہ ہو لیکن حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ اپریشن کرانے کے لئے چارج دے کر یہاں آجاؤ۔ یہ اپریشن نازک ہے اس کا بہت خیال رکھنا ضروری ہے۔ مَیں نے ان کو اپنا خواب بتایا اور کہا کہ اس کی تعبیر اب مجھے سمجھ آگئی۔ مرزا شریف احمد صاحب سے جو چارج لیا ہے معلوم ہوتا ہے آپ کا نام عرش پر شریف احمد ہے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ اللہ تعالےٰ خلافِ توقع انھیں لمبی عمر دے گا۔ اس واسطے آپ کو اللہ تعالےٰ صحت عطا فرمائے گا۔ اور آپ لمبی عمر پائیں گے۔ چنانچہ سید داؤد مظفر شاہ صاحب چارج دے کر آگئے اور قریباً چھ ماہ کے بعد صحت یاب ہوکر واپس آگئے۔

جلسہ سالانہ قادیان کے جملہ مہمانوں کیلئے نمک کی پیشکش

۴۰۔ مجھے قصبہ سنور میں میری ہمشیرہ صاحبہ کا خط قادیان سے ملا۔ جس میں درج تھا کہ حضرت

اقدس نے مجھے بُلا کر فرمایا کہ مستری محمد دین مرحوم کی بیوہ اپنا ایک مرہونہ مکان اندرون شہر احراری مسجد کے سامنے بیع کرنا چاہتی ہے وہ چودہ سو روپے میں امرت سر کے ایک مہاجن کے پاس رہن ہے اس کو دو سو روپیہ دیکر رجسٹری کرالیں اور چودہ سو روپیہ مہاجن کو ادا کردیں۔ وہ مکان قدرت اللہ خرید لے۔ سو روپیہ بطور بیعانہ کے ان کو ابھی ادا کردیں ان کو ضرورت ہے اور اپنے بھائی کو لکھ دیں۔ کہ وہ روپیہ کا انتظام کرکے آوے اور مکان خرید لے۔ ہمشیرہ صاحبہ نے عرض کیا کہ حضور میرے پاس سو روپیہ نہیں ہے اور نہ سردست مجھے کسی سے قرض مل سکتا ہے آپ نے فرمایا اچھا یہ سو روپیہ مَیں اپنے پاس سے تم کو دیتا ہوں اپنے خاوند منشی نور محمد صاحب کو کہدیں کہ یہ روپیہ محمد دین کی بیوہ کو دے کر نوشت تحریر کرالیں۔ کہ جب رجسٹری مکان کی ہوگی یہ رقم مجرا کردی جائے گی۔ ہمشیرہ صاحبہ نے یہ روپیہ لے کر حسب ارشاد اس کی تعمیل کرکے مجھے تحریر کردیا۔ یہ خط پڑھ کر مجھے حیرانی ہوئی کہ مَیں اس تھوڑے عرصہ میں اتنا روپیہ مہیا نہیں کرسکتا مَیں نے دعا کرنی شروع کی مَیں لدھیانے میں ایک کام کے لئے گیا وہاں وہ رئیس جن کا مَیں مینجر تھا لدھیانے گئے ہوئے تھے انہوں نے مجھے سو روپیہ انعام عطا فرمایا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ مکان خریدنے کا تو اس وقت انتظام نہیں ہوسکتا۔ لیکن چونکہ حضور سو روپیہ بطور بیعانہ اپنے پاس سے دے چکے ہیں اس لئے یہ روپیہ تو حضور کو دے دوں گا۔ کیونکہ وہ بیعانہ واپس نہیں کریں گے اور محمد دین کی بیوہ کو کہہ دوں گا کہ جو رقم تم کو آگئی سو آگئی مَیں مکان نہیں لیتا۔ اس دن جمعہ تھا۔ مَیں احمدیہ مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا۔ مولوی برکت علی صاحب لائقؔ امیر جماعت لدھیانہ نے خطبہ پڑھا اور اس میں اخبار الفضل سے یہ بات بتائی کہ جلسے میں جو اشیاء خرچ ہونگی اتنے روپے کی خرچ ہوں گی جن دوستوں کو توفیق ہو وہ اکیلے یا کئی دوست مل کر جو چیز چاہیں خریدیں۔ اس میں نمک سو روپے کا لکھا تھا میں نے اسی وقت وہ سو روپیہ نکال کر دے دیا۔ کہ نمک سو روپے کا میری طرف سے خریدا جاوے۔ سنّور جا کر اپنی بیوی سے ذکر کیا کہ سو روپیہ ملا تھا وہ بھی نمک میں دے دیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ روپے کا انتظام کریں۔ حضور نے لکھا ہے مکان خرید لیں۔ اور مجھے بتایا کہ گھر کے اخراجات کے لئے جو روپیہ دیتے ہیں اس میں سے بچا ہُوا پانچسو روپیہ میرے پاس موجود ہے وہ لے لیں۔ شام کو مسجد میں مغرب کی نماز پڑھنے گیا تو مہدی حسن خان صاحبؓ امیر جماعت سنّور نے مجھے بعد نماز فرمایا

کہ میرے ساتھ میرے مکان پر چلیں مکان پر جاکر انہوں نے مجھے پانچسو روپیہ دیا کہ یہ جو میرے ذمہ آپ کا قرضہ نکالے جائیں۔ جب مَیں گھر پر آیا اور روپیہ گھر دیا اسی دن گھر میرے خُسر چوہدری کریم بخش صاحب نمبردار تشریف لے آئے وہ مرچ کی تجارت کرتے تھے اور وہ پلیا ایں مرچ فروخت کرکے آئے تھے ان سے جب ذکر کیا گیا تو باقی جس قدر روپیہ کی ضرورت تھی۔ وہ انہوں نے سب دے دیا میں وہ روپیہ لے کر قادیان جلسہ سالانہ کے موقع پر پہنچا احمدی احباب سے مَیں نے اس مکان کے متعلق ذکر کیا۔ احباب نے مجھے بتایا کہ یہ مکان بیع نہیں ہو سکتا مسٹر محمد دین مرحوم نے یہ مکان چودہ سو روپے میں بذریعہ رجسٹری رہن کیا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد اپنا دوسرا مکان اسی مہاجن کے پاس بائیس ۲۲۰۰ سو روپیہ میں رہن کیا۔ اور اس رجسٹری میں یہ شرط لکھ دی کہ یہ دونوں مکان چھتیس ۳۶۰۰ سو روپیہ دے کر فک ہو سکتے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد تیسرا مکان اسی مہاجن کے پاس چھتیس ۳۶۰۰ روپیہ میں رہن کر دیا اور اس میں یہ لکھ دیا کہ یہ ہر سہ مکان بہتر سو روپیہ دے کر فک ہو سکتے ہیں اکیلے اکیلے فک نہیں ہو سکتے۔ مَیں نے یہ معاملہ حضور سے عرض کیا کہ وہ حضور یہ مکان اس طرح فک نہیں ہو سکتا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں کہ مَیں نے فلاں مقدمہ جیت لیا۔ فلاں مقدمے میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے عرض کیا وہ سکھوں کا معاملہ ہے وہ راجے کے رشتہ دار ہیں۔ اور حضور سے دعا بھی کروا لیتا ہوں۔ اس واسطے مقدمے میں کامیابی ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا کیا مَیں اس کے لئے دُعا نہیں کروں گا۔ مَیں نے عرض کیا۔ بہت اچھا حضور مَیں خرید لیتا ہوں۔ مَیں نے جاکر وہ مکان دیکھا اس کے چار کمرے کچے بنے ہوئے تھے باقی صحن تھا اور اس مکان میں محمد دین مرحوم کی بیوہ کرائے پر رہتی تھی۔ مَیں نے اس عورت سے کہا کہ آپ یہ مکان خالی کرکے میرے قبضے میں دے دیں تب مَیں خریدوں گا۔ دو دن تو اس نے اصرار کیا تیسرے دن مکان خالی کرکے مجھے قبضہ دے دیا۔ مَیں نے اسی وقت مزدور بلوا کر تین کمرے بالکل گروا دیئے اور ایک کمرے میں کچھ اپنا سامان رکھ کر قفل لگا دیا۔ اور عدالت میں جا کر رجسٹری کرا لی! اس کے بعد مَیں امرتسر اس ساہوکار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ چودہ سو روپے میں وہ مکان جو آپ کے پاس رہن ہے مَیں نے لے لیا ہے۔ اور اس طرح سے میں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے اس نے مجھے رجسٹری دکھائی کہ تینوں مکان ایک وقت میں بہتر ۷۲۰۰ سو روپے میں فک ہو سکتے ہیں

میں نے اس سے کہا آپ بہت بڑے تاجر معلوم ہوتے ہیں ایسے لوگوں کا کوئی قانونی مشیر یا وکیل ضرور واقف ہوتا ہے آپ اس سے جا کر معلوم کر لیں کہ کاغذات کی یہ صورت ہے لیکن جو مکان پہلا چودہ سو روپے میں رہن ہے وہ راہن کی بیوی کو کرائے پر دیا ہوا تھا اس نے وہ مکان فروخت کر دیا۔ جس نے مکان خریدا ہے اس نے مکان کے کچے کوٹھے گروا دیئے اور ایک کوٹھے پر قبضہ کر لیا ہے وہ ریاست پٹیالے کا باشندہ ہے اب میں اس عورت پر مقدمہ کروں یا اس ریاست کے باشندے پر۔ آج وہ خریدار میری دکان پر موجود ہے مجھے چودہ[۱۴۰۰] سو روپے دیتا ہے۔ اگر آپ کا وکیل آپ کو مشورہ دے کہ آپ روپے لے لیں تو آکر روپیہ لے لیں اور اگر وکیل یہ مشورہ دے کہ مقدمات دائر کر لئے جائیں گے تو مقدمات دائر کر دیں۔

چنانچہ وہ مہاجن میری بات مان کر وکیل کے پاس گیا اور وہاں سے آکر مجھے بتایا آپ درست فرماتے ہیں مجھے اب قبضہ لینے اور مقدمات کرنے میں بڑی حیرانی ہو گی یہ آپ کی دیانتداری ہے جو آپ روپیہ مجھے دیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے روپیہ لے کر رجسٹری مجھے دے دی۔ الحمد للہ معاملہ ختم ہوا۔

۴۱۔ ۱۹۳۶ء میں میں ناصر آباد میں تھا۔ حضور دورے پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ صبح کے وقت مجھ سے دریافت فرمایا۔ کل اخبار میں میٹرک کا نتیجہ نکل آیا ہے آپ کے لڑکے نے امتحان دیا تھا وہ پاس ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کل شام کے وقت حضور کی مہمان داری کے انتظام میں مجھے فرصت نہیں تھی صبح جب میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے دریافت کیا کہ مجھے وہ اخبار دکھا دیں تاکہ میں نتیجہ دیکھ لوں۔ انھوں نے کہا اب تو میں نے سامان صندوقوں میں بند کر دیا ہے اور اب محمود آباد جا رہے ہیں مجھے رول نمبر بتا دیں میں وہاں جا کر آپ کو نتیجہ سے اطلاع دے دوں گا حضور نے دریافت فرمایا۔ سامان چلا گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں حضور وہ گڈے قریباً ایک میل چلے گئے ہیں حضور نے خان میر صاحب کو جو آپ کے اردلی تھے حکم دیا کہ گڈے واپس لے آؤ۔ اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے کہو کہ وہ اخبار نکال کر ان کو نتیجہ یہیں دکھا دیں۔ چنانچہ سامان واپس آیا اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے وہ اخبار دکھایا۔ برخوردار محمود احمد فیل ہو گیا تھا۔ سامان روانہ ہو گیا۔ حضور نے مجھے بلایا اور متبسم زیر لب فرمایا کہ

پاس ہو جاتا تو آپ شور مچا دیتے کہ حضور کی معجزانہ دعا سے پاس ہو گیا) میں نے عرض کیا حضور وہ اس سال فیل ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا آئندہ اسے قادیان میں داخل کرا دیں۔ پٹیالے میں ایالس کی ضرورت نہیں اور حضور نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کے کتنے لڑکے ہیں؟ میں نے عرض کیا چار لڑکے ہیں اور یہ ان میں سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا اپنے لڑکوں کو میٹرک سے زیادہ تعلیم نہ دلانا چنانچہ میں نے حضور کے حکم کی پوری اطاعت کی اور ان کو زیادہ تعلیم نہیں دلائی۔ اللہ تعالےٰ نے ان چاروں کو دولت و ثروت عطا فرمائی ہے یہ لاکھوں کے مالک ہیں اگر ان کو زیادہ تعلیم دلائی جاتی تو ممکن ہے انھیں خیال ہوتا کہ ہماری قابلیّت کی وجہ سے دولت ہمیں حاصل ہوئی ہے اب سب کو احساس ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ دولت ہمیں ملی ہے ہماری کسی قابلیّت کا نتیجہ نہیں۔

۴۲۔ ۱۹۲۷ء میں جس روز والد صاحب کی وفات ہوئی میں شملے کی طرف دورے پر گیا ہوا تھا۔ بعد میں بوجہ وصیّت ہونے کے میری اہلیہ صاحبہ نے نعش کے لئے بکس تیار کرا کے اور ایک ٹرک قادیان جانے کے لئے انتظام کر کے میرے بہنوئی نور محمد صاحب کی معیت میں قادیان بھجوا دیا۔ اگلے دن نو بجے نعش قادیان پہنچی۔ حضور کی خدمت میں اطلاع ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ میں دو بجے تک مولوی قدرت اللہ صاحب کا انتظار کرنے کے بعد جنازہ پڑھا دوں گا چنانچہ حضور نے ظہر کے بعد جنازہ پڑھایا۔ قطعہ صحابہ میں دفن کرنے کا حکم دیا۔ بہشتی مقبرہ والوں نے عرض کیا کہ حضور آمد کا حصّہ وصول ہوتا رہا ہے لیکن جائیداد کا حصّہ باقی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کو بہشتی مقبرے میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ جب میں قادیان پہنچا تو میں نے ۱/۱۰ کی بجائے ۱/۹ حصّہ ادا کر دیا۔

۴۳۔ میں نے قادیان شریف میں احمد نور صاحب کابلی کی دکان میں ایک تاجر کو دیکھا اسکے پاس مشہدی لنگیاں تھیں جو بیس ۲۰ سے لیکر پچاس ۵۰ روپے تک کی مالیت کی تھیں۔ میں نے بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ سے عرض کیا کہ حضرت صاحب دفتر الفضل میں اس وقت تشریف رکھ رہے ہیں آپ یہ سب لنگیاں وہاں لے جائیں اور حضور کی خدمت میں میری طرف سے عرض کر دیں

انہوں نے عرض کیا اور لنگیاں پیش کیں تو حضور نے فرمایا۔ کہ اگر مجھے کوئی لنگی پسند ہوتی تو مَیں خود خرید لیتا۔ اگر ان کو کوئی لنگی میرے سر پر بندھی ہوئی دیکھنی پسند ہے تو وہ خود لیکر بھیجدیں۔ انہوں نے آ کر مجھے بتایا۔ ہم دونوں نے مشورہ کر کے ان میں سے ایک لنگی کی قیمت ادا کر کے حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔

بھائی عبدالرحمٰن صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کی جو یہ خواہش ہے کہ مَیں لنگی حضور کے سر پر بندھی ہوئی دیکھوں یہ آج پوری نہیں ہو سکتی۔ آج بدھ کا دن ہے اور آپ اپنے وطن کو واپس جا رہے ہیں حضور کپڑے ہفتے میں دو دفعہ تبدیل کرتے ہیں لیکن پگڑی ہفتے کے بعد مَیں نے کہا جس دن آپ پگڑی باندھیں گے اس دن مجھے خط کے ذریعے اطلاع دے دینا اور آپ ہی پگڑی دیکھ لینا۔ لیکن ظہر کی نماز کے وقت جب حضور تشریف لائے تو وہی لنگی حضور کے سر پر بندھی ہوئی تھی مَیں نے بھائی عبدالرحمٰن صاحب سے کہا دیکھو حضور نے میری خواہش کو پورا کر دیا۔[۱]

۴۴۔ حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کوئٹے میں آپ کی دو بیٹیوں میں آپس میں ناراضگی تھی کیا ان میں صلح ہو گئی ہے؟ مَیں نے عرض کیا ہاں حضور صلح ہو گئی ہے آپ نے فرمایا آپ کی بڑی لڑکی تو معافی مانگنے کو بھی تیار تھی لیکن چھوٹی مُصر تھی کہ نہ میں معافی لونگی اور نہ دونگی۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور میری بیوی نے میری ہمشیرہ نے اور میرے دیگر رشتہ داروں نے بڑی کوشش کی کہ صلح ہو جاوے لیکن وہ چھوٹی نہیں مانتی تھی پچھلی گرمیوں کے ایام میں مَیں کوئٹے گیا ہوا تھا۔ چونکہ مکان سے مسجد احمدیہ دُور تھی اس واسطے میں ظہر عصر کی نمازیں گھر میں پڑھا دیتا تھا۔ ظہر کی نماز کے وقت میری یہ بیٹیاں اور چند رشتہ دار مرد عورتیں نماز میں شامل تھے سلام پھیرنے کے بعد مَیں نے چھوٹی لڑکی سے پوچھا کہ تمھیں نماز کا ترجمہ آتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ مَیں نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کا ترجمہ کرو۔ اس نے ترجمہ بیان کر دیا۔ مَیں نے اس سے کہا کہ تمھاری دائیں طرف تمھاری بڑی ہمشیرہ ہے تم نے سلام پھیرتے ہوئے اس کی طرف دعا دی اگر تم واقعی اس سے ناراض ہو تو پھر یہ منافقت ہے اسی طرح دوسری سے بھی وہی سوال جواب کئے اور اس نے بھی وہی جواب دیئے اس پر مَیں نے دونوں سے اشارہ کیا کہ اُٹھ کر ایک

دوسری کے گلے لگ جاؤ۔ چنانچہ اس طرح پر اُن کی صلح صفائی کرا دی گئی۔ حضور نے سُنکر فرمایا۔ آپ نے سلام سے بہت اچھا فائدہ اُٹھایا۔

۴۵۔ حضور موسم گرما میں کوئٹے تشریف لے گئے تھے اور اس سفر میں سیدہ اُمّ ناصر صاحبہؓ حضور کے ہمراہ تھیں۔ آپ نماز کے بعد اندر تشریف لائے تو سیدہ اُمّ ناصر صاحبہؓ کے پاس میری نواسی کھڑی تھی، آپ نے اُمّ ناصر صاحبہؓ سے پوچھا کہ یہ کس کی بیٹی ہے انہوں نے جواب میں کہا یہ میری سہیلی ہے آپ نے فرمایا میں تو یہ دریافت کرتا ہوں کہ یہ بیٹی کس کی ہے؟ دوسرے سوال کے جواب میں بھی انہوں نے وہی کہا کہ یہ میری سہیلی ہے اس پر آپ نے فرمایا اچھا میں بتاؤں یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہاں آپ بتلائیں فرمایا۔ اس کی نانی میری سہیلی ہے مجھے کوئٹے سے میری بیٹی نے اس کی اطلاع دی کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے میری اہلیہ صاحبہ نے کہا کہ یہ حضور کی ذرّہ نوازی ہے۔ آپ میرے بالکل ہم عمر ہیں میرے ابا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں دو دو ماہ قادیان جا کر ٹھہرا کرتے تھے اور رہائش کے لئے اندرون دار المسیح میں جگہ ملتی تھی اور ہم اکٹھے کھیلتے رہتے تھے۔

۴۶۔ میں قادیان شریف میں تھا جلسے کے ایام قریب تھے احباب کی آمد شروع ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے آپ کے پاؤں دبانے کا موقع نہیں ملتا تھا میں نے اللہ تعالےٰ سے دُعا کی کہ مجھے موقع مل جائے چنانچہ اس کے دوسرے تیسرے روز حضور فجر کی نماز پڑھانے مسجد میں تشریف لائے میں صفِ اوّل میں بیٹھا تھا۔ مصلّے کے قریب۔ حضور نے مجھے فرمایا تکبیر کہو۔ میں نے عرض کیا حضور ابھی اذان نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس خیال سے آیا ہوں کہ اذان ہو چکی ہے۔ پھر دریافت کیا کتنی دیر باقی ہے۔ میں نے عرض کیا چند منٹ باقی ہیں۔ میں پاؤں دبانے لگ گیا تھوڑی دیر کے بعد اذان ہو گئی لوگوں نے آکر سنّتیں پڑھنی شروع کر دیں۔ حضور نے مجھے فرمایا کہ آپ بھی سنّتیں ادا کر لیں۔ میں نے عرض کیا حضور سنّتیں بعد میں پڑھ لوں گا۔ آپ نے فرمایا نہیں پہلے آپ سنّتیں ادا کر لیں پھر نماز پڑھائیں گے چنانچہ میرے سنّتیں پڑھنے کے بعد حضور نے نماز پڑھائی۔

۴۷۔ ... از شریف ... کے مہینے ... قادیان آیا ہوا تھا آخری عشرے ... میں نے

اعتکاف کیا۔ مسجد مبارک کے اس پہلے حصّے میں دار المسیح کی دیوار کے ساتھ ساتھ ایک ہی لائن میں ہم دس گیارہ معتکف تھے اور کعبے کی طرف سے میرا تیسرا نمبر تھا اور مجھ سے اگلی طرف میرے ساتھ مولوی عبدالواحد صاحب کشمیری معتکف تھے۔ پچیسویں یا چھبیسویں رات رمضان کی تھی۔ مولوی عبدالواحد صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ میرا خیال ہے آپ تمام رات سوئے ہی نہیں دعائیں ہی کرتے رہے ہیں۔ میں نے کہا نہیں کچھ نہ کچھ تھوڑا عرصہ میں ضرور سویا ہوں۔ انہوں نے کہا بتلائیں کہ اتنی دیر میں کیا دعائیں کی ہیں؟ میں نے کہا جتنا عرصہ دعائیں کی ہیں اب اتنا ہی عرصہ بتانے کے لئے چاہیئے۔ ہاں میں آپ کو صرف اتنی بات بتا دیتا ہوں۔ آج کی دُعائیں ہی نہیں بلکہ شروع سے آج تک جتنی دعائیں میں نے کی ہیں ان سب کے متعلق میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک نشان چاہا ہے وہ یہ کہ اے میرے خدا۔ یہ تیرا احسان ہے کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں پیدا کیا۔ اور پھر ان کی بیعت کی توفیق ملی۔ پھر حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کی توفیق ملی۔ پھر حضرت خلیفۃ ثانی کی بیعت کی توفیق ملی۔ پھر رمضان شریف قادیان میں گذارنے کی توفیق ملی۔ اور پھر اعتکاف کی توفیق ملی۔ اے خدا! اگر تو مجھ سے راضی ہے تو تُو ایسا کر کہ تیرا محبوب خلیفہ انہی اعتکاف کے ایام میں جو باقی ہیں میری چادر کے اندر بیٹھ جائیں تا مجھے اطمینان ہو جائے کہ میری دعائیں شرفِ قبولیت پا گئیں۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب یہاں آ کر بیٹھ جائیں۔ میں نے عرض کیا جو کچھ میں نے کہنا تھا کہہ دیا۔ وہ خاموش ہو گئے فجر کی اذان کے بعد جب حضور نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے نماز پڑھا کر جس وقت تشریف لے جانے لگے تو اس وقت ہر ایک معتکف اپنی اپنی چادر کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا۔ جب حضور میرے سامنے تشریف لائے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فرمایا۔ اور فرمایا کہ آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کی چادر کے اندر بیٹھ کر ایک دوست سے ملاقات کر لوں؟ میں نے عرض کیا حضور! بڑی خوشی سے ملاقات فرمادیں۔ وہ دوست جنھوں نے ملاقات کی درخواست کی تھی۔ حضور نے اشارے سے ان کو فرمایا کہ ادھر آؤ میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اور مجھے فرمایا آپ بھی اندر آجائیں کوئی حرج نہیں۔ آپ نے اس دوست سے گفتگو فرما کر اس کو اجازت فرمادی۔ میں پاؤں دبا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور رات میں نے یہ دعا کی تھی کہ حضور یہاں تشریف رکھیں۔

تو میری خواہش پوری ہو گئی۔ فرمایا مجھے اس دوست کی درخواستِ ملاقات پر یہ خیال آیا کہ جس کمرے میں مَیں عام طور پر ملاقات کرتا ہوں اس میں نماز کے وقت عورتیں نماز پڑھتی ہیں اور بعض عورتیں دیر سے آتی ہیں وہ ابھی نماز سے فارغ نہیں ہوئی ہونگی یا سنّتیں پڑھ رہی ہوں گی۔ اس واسطے مجھے خیال آیا کہ مَیں یہیں ملاقات کرلوں۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کی خواہش کو پورا کر دیا۔

۴۸۔ مَیں نے سنّور ریاست پٹیالہ سے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ عرصہ ہوگیا آپ نے کوئی نظم تحریر نہیں فرمائی۔ نثر کے علاوہ نظم میں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ حضور کس مقام میں ہیں اور کن خیالات سے گذر رہے ہیں؟ ازراہِ شفقت اگر حضور کوئی نظم تحریر کردیں تو بڑی خوشی ہوگی۔ اس کے جواب میں آپ نے مجھے فرمایا کہ مَیں انشاء اللہ تعالےٰ نظم لکھوں گا۔

۴۹۔ مَیں ۱۹۳۵ء سے ناصر آباد میں مینجر تھا ۱۹۳۶ء کے اوائل میں حضور کا خط میرے نام آیا کہ مجھے چھ ہزار روپے کی ضرورت ہے کیا آپ یہ روپیہ کسی سے لیکر بھجوا سکتے ہیں؟ آئندہ فصل کی قیمت آنے پر ہم یہ روپیہ آپ کو ادا کردیں گے۔ چونکہ میں تھوڑے عرصے سے وہاں تھا میرا کہیں تعلق نہیں تھا۔ مَیں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ دعا کے بعد میرے دل میں یہ خیال آیا کہ والکرٹ کمپنی کے مینجر سردار میمن سنگھ ہیں ان سے میری کئی دفعہ ملاقات ہوئی ہے۔ اور ان سے یہ ذکر آیا ہے کہ ریاست پٹیالے میں فلاں فلاں رئیسوں سے میرے تعلقات رہے ہیں ممکن ہے وہ مجھے روپیہ دے دیں۔ مَیں ان کی خدمت میں ٹنڈو جان محمد میں حاضر ہوا۔ اور ان سے روپے کی درخواست کی۔ اور یہ بھی بتادیا۔ کہ مَیں کسی کپاس وغیرہ کا سودا نہیں کرونگا یہ روپیہ دست گرداں کے طور پر لیتا ہوں۔ جب فصل کے بعد حضور روپیہ مجھ کو دیں گے مَیں آپ کو دے دوں گا۔ انھوں نے بڑی خوشی سے منظور کیا۔ اور روپیہ مجھے دے دیا۔ مَیں نے انھیں رسید لکھ کردی انہوں نے رسید چاک کردی کہ مجھے رسید کی ضرورت نہیں۔ مَیں نے کہا ہماری شریعت کا یہی حکم ہے کہ رسید لے لینی چاہیئے۔ جب مَیں روپیہ دوں گا رسید واپس لے لوں گا۔ انہوں نے کہا نہیں مجھے رسید کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ انہوں نے روپیہ مجھے دے دیا۔ اور مَیں نے حضور کی خدمت میں بھجوا دیا۔

جب آپ دورے پر سندھ تشریف لائے تو ایجنٹ صاحب نے مجھے وہ روپیہ دلوا دیا۔ اور میں نے اس کو ادا کر دیا۔

۵۰۔ غالباً ۱۹۴۱ء کا ذکر ہے۔ مَیں مبارک آباد اسٹیٹ میں تھا میرا بڑا لڑکا محمود احمد میرے پاس ہوتا تھا معلوم نہیں کن لوگوں نے اس امر کے متعلق حضور کے پاس شکایت کر دی کہ مولوی صاحب کا بیٹا اسٹیٹ میں اپنے والد کے پاس رہتے ہوئے اسٹیٹ میں تجارت کا کاروبار کرتا ہے۔ حضور ان دنوں ناصر آباد میں تشریف فرما تھے مَیں بھی وہاں گیا ہوا تھا۔ اور محمود احمد بھی وہاں تھا۔ حضور نے مجھے حکم دیا کہ آپ محمود احمد کو کہدیں کہ وہ اسٹیٹ میں نہ رہے اور نہ یہاں کوئی کام کرے۔ چنانچہ میں نے محمود احمد سے کہدیا کہ کل حضور پنجاب واپس جا رہے ہیں۔ آپ بھی اسی گاڑی میں پتھورو تک جائیں اور پتھورو سے آپ جودھپور چلے جائیں۔ مَیں خط لکھے دیتا ہوں آپ نواب محمد دین صاحب سے ملیں وہ آپ کی ملازمت کا انتظام کر دیں گے چونکہ اس کی بیوی بچے میرے پاس مبارک آباد میں تھے۔ اس نے کہا مَیں آپ کے ساتھ چلتا ہوں وہاں سے پارچات لے کر کل اسی گاڑی میں چلا جاؤں گا۔ مَیں نے اس سے کہا نہیں مَیں آپ کو مبارک آباد اسٹیٹ میں جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ مَیں آپ کو پارچات اور روپیہ وغیرہ خرچ کے لئے محمد رحیم کالرو اسٹیشن پر ہی بھیج دوں گا۔ اسی گاڑی پر حضرت صاحب کے ہمراہ تم آنا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ مَیں اگلے روز محمد رحیم کالرو سٹیشن پر پہنچا اور مَیں نے ایک آدمی کے ہاتھ پارچات اور روپے محمود احمد کے پاس بھجوا دیئے اور ایک چٹھی بھی بھجوا دی۔ اور گاڑی پر مَیں حضور کی خدمت میں ہی کھڑا رہا۔ لڑکے کے پاس نہیں گیا۔ جب حضور پتھورو کے جنکشن پر پہنچے تو بعض دوستوں نے یہ بات بتا دی کہ مولوی صاحب اپنے بیٹے کے پاس نہیں گئے۔ نہ اسے سٹیٹ میں جانے دیا بلکہ اسے جودھپور بھجوا دیا۔ اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ آپ نے قادیان پہنچتے ہی مجھے حکم بھجوا دیا کہ محمود احمد کے متعلق جو حکم دیا گیا تھا وہ واپس لیا جاتا ہے اور اس کو اجازت دی جاتی ہے کہ اگر وہ آپ کے پاس رہنا چاہے تو بڑی خوشی سے رہے۔

۵۱۔ مَیں ۱۹۳۵ء میں ناصر آباد سندھ میں حضور کی طرف سے مینیجر ہو کر گیا۔ تو واٹر کورس نمبر ۴۔ اور واٹر کورس نمبر ۳ پر تھوڑا سا رقبہ تقریباً نو سو ایکڑ خریدا ہوا تھا۔ حضور نے مجھے خط میں لکھا کہ واٹر کورس نمبر ۵ پر قریباً پانچسو ایکڑ رقبہ اور خرید لیا ہے بشیر احمد صاحب گوندل عرصہ ایک سال سے

ضلع نواب شاہ میں میرے مینیجر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ وہاں کام ختم ہو گیا ہے اب مَیں ان کو نمبر ۵ واڑکورس کا مینیجر مقرر کرتا ہوں۔ آپ دونوں بالکل قریب رہائش رکھیں گے میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے کام میں برکت دے۔ اتفاق اور محبّت سے کام کریں۔ مَیں نے اس کے جواب میں عرض کیا علم فارموں میں دو ہزار سے ڈھائی ہزار تک رقبہ ایک مینیجر کے پاس ہوتا ہے۔ یہ تو دونوں رقبے ملکر چودہ سو ایکڑ کے قریب ہوتے ہیں۔ دو مینیجروں کے رکھنے سے خرچ بہت زیادہ ہو گا۔ ہر مینیجر کے پاس ایک کلرک اور منشی۔ ڈیرے دار اور باورچی ہوتے ہیں۔ دو۲ مینیجر رکھنے سے اخراجات زیادہ ہونگے۔ چونکہ چوہدری بشیر احمد صاحب بی۔ اے ہیں۔ اس لئے اس سارے رقبے کا انھیں مینیجر مقرر فرما دیا جائے۔ مَیں ان دونوں واڑکورسوں میں سے نمبر ۴ یا ۵ جس پر وہ چاہیں گے بطور منشی کام کروں گا۔ اس کے جواب میں حضور نے مجھے تحریر فرمایا کہ مَیں نے بشیر احمد صاحب کو لکھ دیا ہے کہ وہ آپ کے پاس بطور منشی کام کریں۔ لیکن وہ ابھی آئے نہیں تھے۔ کہ محمود آباد کے مینیجر خوشی محمد صاحب نے ملازمت ترک کرنے کی درخواست کی۔ حضور نے ان کی درخواست منظور فرماتے ہوئے بشیر احمد صاحب کو محمود آباد کا مینیجر مقرر فرما دیا۔

۵۲۔ ایک دفعہ مَیں قادیان جلسے کے موقع پر گیا ہوا تھا آپ جلسہ گاہ سے آکر نماز مغرب وعشاء مسجد مبارک میں پڑھاتے تھے۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ آج میں جلسہ گاہ میں جانے کے لئے موٹر میں سوار ہو کر سڑک کے راستے جا رہا تھا اور لوگ مولوی شیر علی صاحب کے مکان اور شفاخانہ نور کے پاس پگڈنڈی کے راستے جا رہے تھے میری موٹر کی آواز سُنکر پگڈنڈی پر جانے والے لوگوں میں سے کچھ لوگ دوڑنے لگے تا جلدی سے جلسہ گاہ پہنچ جائیں مَیں نے آسمان کی طرف دیکھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ اے خدا! جو لوگ دوڑ رہے ہیں تیرا فضل بھی ان پر دوڑ کر آوے۔ لیکن الٰہی تصرّف عجیب رنگ میں ظاہر ہوا کہ دوڑنے والوں میں سے بعض لوگ ہلکے چلنے لگ گئے۔ اور ہلکے چلنے والوں میں سے بعض لوگ دوڑنے لگ گئے۔

۵۳۔ حضرت اقدس کی عادت رہی ہے کہ مغرب، عشاء اور فجر میں حسب ذیل سورتیں عموماً تلاوت کرتے تھے۔ مغرب میں سورۂ فیل اور سورۂ ناس۔ عشاء میں سورۂ ضحٰی اور سُورۂ والتّین اور فجر میں

سورۃ تکویر اور سورۃ بروج پڑھتے تھے ایک دن عشاء کے وقت سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد دو تین دفعہ رُکے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکلتا تھا۔ دو تین دفعہ زور لگانے کے بعد سورۃ تطفیف شروع کر دی۔ نماز ختم ہونے کے بعد فرمایا۔ مَیں ہمیشہ عشاء میں سورۃ والضحٰی اور سورۃ والتّین ہی پڑھتا ہوں لیکن آج جب مَیں نے سورۃ والضحٰی پڑھنی چاہی تو اس کی بجائے سورۃ تطفیف آگے آتی تھی۔ مجبوراً مَیں نے سورۃ تطفیف پڑھ دی۔ چونکہ یہ تول کی کمی بیشی کے متعلق ہے آپ نے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ بازار میں آپ سب دکان داروں کے بٹے دیکھیں کیا درست ہیں؟ چنانچہ میر صاحب نے اگلے دن پڑتال کے بعد رپورٹ پیش کی کہ بعض دکانداروں کے پاس دو قسم کے باٹ ہیں کوئی چیز لیتے وقت زیادہ وزن والے بٹوں سے لیتے ہیں اور دیتے وقت کم وزن والوں سے دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی اصلاح کر دیں۔ اللہ تعالےٰ کو یہ بات پسند نہیں ہے۔

۵۴۔ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنی اولاد اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی اولاد کو بعض دفعہ خطوط میں یہ تحریر فرمایا کہ حضور فرمایا کرتے ہیں۔ اگر مولوی قدرت اللہ صاحب سے کسی معاملے میں دعا کرانی ہو تو ان کو کہیں کہ وہ چیخیں مار کر دعا کر دیں کیونکہ وہ خاص دعا کے وقت چیخیں مار مار کر دعا کیا کرتے ہیں۔

۵۵۔ دسمبر ۱۹۳۴ء میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا رقم فرمودہ خط مجھے ملا۔ جس میں تحریر تھا کہ حضور فرماتے ہیں۔ میں سندھ میں اراضی خریدنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ وہاں جانا پسند کریں۔ تو مَیں اراضی کا سودا کروں؟ جلسہ سالانہ کے ایّام بالکل قریب تھے میں نے قادیان پہنچ کر حضور کی خدمت میں تحریر کے ذریعہ عرض کر دیا کہ حضور کا ارشاد مجھے ملا۔ مَیں خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ چونکہ جلسہ کے ایّام کی وجہ سے ملاقات کا موقع نہیں ہے۔ اور انسان کی زندگی کا کچھ پتہ نہیں۔ اگر ان ایّام میں مَیں فوت ہو جاؤں تو یہ خیال نہ ہو کہ حکم کی تعمیل کرنے کو تیار تھا یا نہیں۔ حضور نے جواباً فرمایا۔ کہ جلسہ کے بعد انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔ اور اس وقت بتاؤں گا۔ ہم نے تو آپ سے کام لینا ہے۔ آپ نے کیا کہا کہ مَیں مر جاؤں گا۔

۵۶۔ ماہِ فروری ۱۹۳۵ء میں حضرت قمر الانبیاء نے مجھے تحریر فرمایا کہ حضور فرماتے ہیں

کہ ہم نے سندھ میں واٹر کورس نمبر ۳ دنمبر ۴ دیہہ اصحابو (جو ناصر آباد کے نام سے مشہور ہے) خرید لئے ہیں۔ اس لئے آپ یہاں قادیان آجاویں تاکہ آپ کو وہاں روانہ کر دیا جاوے۔ میں فوراً حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضور نے مجھے ہدایات فرمائیں اور فرمایا کہ آپ جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ عید الاضحیٰ میں صرف دو تین دن باقی ہیں اگر اجازت ہو تو میں سنّور سے عید الاضحیٰ کے ایک دن بعد چلا جاؤں گا۔ حضور نے فرمایا مومن جہاں ہوتا ہے مومن کے لئے وہیں عید ہے۔ چنانچہ میں سنّور ہوتا ہوا سندھ پہنچ گیا۔ اور عید میں نے احمد آباد اسٹیٹ میں جا کر پڑھی اور پھر اسس مقام پر پہنچ گیا۔

۵۷ - میری درخواست پر حضور نے پانچسو روپیہ مجھے مزارعوں کے لئے بھجوایا۔ اس کے بعد میری درخواست پر ہزار روپیہ اور بھجوایا۔ اس کے بعد میں نے پانچسو روپے کی اور درخواست کی وہ روپیہ ابھی آیا ہی نہیں تھا کہ میں نے ایک ہزار روپے کی اور درخواست کر دی۔ اور لکھا کہ اس ہزار روپے سے تجارت کا بھی سلسلہ ہو جائے گا اس کے جواب میں حضور نے لکھا کہ میں نے پندرہ سو روپیہ آپ کو بھجوا دیا تھا اور وہ جو پانچسو روپیہ آپ نے لکھا ہے میں نے اپنا کوئی مکان کسی کے پاس رہن کر کے روپیہ لینا کیا ہے۔ اس واسطے وہ روپیہ ابھی تک آپ کو نہیں پہنچا تھا آپ نے ایک ہزار روپے کا بم اور پھینک دیا۔ معلوم ہوتا ہے آپ جہاں کام کرتے رہے ہیں یا تو آپ نے ٹھگوں کے پاس کام کیا ہے یا رئیسوں کے پاس کام کیا ہے۔ نہ میں ٹھگ ہوں نہ رئیس ہوں۔ میرے پاس کہاں سے اتنا روپیہ آیا؟ پانچسو روپیہ تو آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔ باقی تجارت تو عقلمند آدمی بغیر روپے کے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے چار ہزار روپیہ ایک مہاجن سے پیشگی لے کر اس سے ایک ہزار من کپاس کا معاہدہ کر لیا۔ کہ ۲۷ر دسمبر کو جو ریٹ کپاس کا ہو گا اس میں سے ۲ر فی من کم قیمت لے لونگا۔ چنانچہ اسٹیٹ کی بقیہ کپاس نقد داموں پر جو فروخت ہوئی وہ آٹھ روپے ۲ر آنے سے آٹھ روپے چھ آنے پر فروخت ہوئی جس کی اوسط آٹھ روپے ۴ر آنے ہوئی۔ جب ۲۷ر دسمبر کو اس سے قیمت کا حساب کیا گیا۔ تو اس دن آٹھ روپے چودہ آنے تھا۔ دو آنے حسب معاہدہ کم کر کے آٹھ روپے بارہ آنے قیمت لے لی گئی۔ اور چار ہزار جو پہلے وصول کیا ہوا تھا وہ مجرا دے دیا۔ اس طرح آٹھ آنے من

کے حساب سے ہزار من کپاس پر پانچسو روپے کا فائدہ ہوا۔ اور جو چار ہزار روپیہ پیشگی اس نے لے کر سودے کئے تھے اس میں سے تین ہزار روپے حضور کو منافع ہوا۔

۵۸۔ مَیں مبارک آباد اسٹیٹ میں مینجر تھا۔ حضور ناصر آباد اسٹیٹ میں تشریف رکھتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد محمد دین صاحب ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ حضور صبح کراچی تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہاں سے پتھورو تک موٹر میں جاویں گے اور پتھورو سے ریل میں سوار ہو کر کراچی تشریف لے جائیں گے۔ صبح سرہندی مائینر پر سے گذریں گے۔ اور اس رستے پر آپ کی مبارک آباد اسٹیٹ کا ایک حصہ آتا ہے اگر آپ کی مرضی ہو وہاں حضور کا استقبال کرلیں۔ مَیں نے کہا آپ نے مجھے دن کے وقت بتایا ہوتا۔ اب عشاء کے وقت بتلایا ہے یہاں سے وہ جگہ بارہ تیرہ میل ہے ریل کا راستہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اس میں دونوں جگہ سواری کی ضرورت ہوتی ہے اس کو تو یہ جواب دے دیا۔ مگر بعد میں میری طبیعت نے پسند نہیں کیا کہ وہاں نہ جاؤں۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر بارہ بجے رات کے مبارک آباد اسٹیٹ میں پہنچ گیا۔ اوّل وقت نماز فجر کی ادا کر کے مَیں نے گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوتے وقت اپنی بیوی کو تاکید کر دی کہ میرے بعد جلدی جلدی کچھ حلوا کچھ پراٹھے تیار کر کے کچھ انڈے بوائل کر کے کچھ بسکٹوں کے ڈبے اور کچھ فروٹ سرہندی مائینر پر میرے پاس بھجوا دیں۔ مَیں وہاں حضور کے استقبال کے لئے جا رہا ہوں۔ میں سرہندی مائینر پر پہنچا اور پُل سے گذر کر پرلی طرف قریب ہی مَیں نے دیکھا کہ منشی اور ہاری اور مزدور تھے وہاں گیا اور ان لوگوں کو جلدی تیار ہونے کے لئے کہا کہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنی ہے جلدی تیار ہو جاؤ ایک سکھ مزارع نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں سے چار میل کے فاصلے پر جہاں مائینر کو سڑک کراس کرتی ہے جو پتھورو سے آتی ہے وہاں پھاٹک ہے اور اس کو قفل لگا ہوا ہوتا ہے وہ نہر کے محکمے کی منظوری کے ساتھ ہی کھلتا ہے اور کوٹھی فاصلے پر ہے مَیں نے اپنے گھوڑے پر اس سکھ کو سوار کیا اور ایک آدمی اس سکھ کے ساتھ اور سوار کر دیا۔ اور ان کو دو کسیاں دے دیں۔ کہ اگر پھاٹک کا قفل کھلا ہوا نہ ہو۔ تو تم دونوں طرف سے کھڈے (گڑھے) ڈال کر پھاٹک کو اکھیڑ کر راستہ بنا دو۔ انہوں نے کہا اگر محکمہ نہر نے ہمیں گرفتار کیا۔ اور سزا ہو گئی؟ مَیں نے

کہا اگر تم کو کوئی جرمانہ ہو گیا تو وہ میں ادا کر دوں گا۔ لیکن موٹر حضرت صاحب کی گذار دی جائے ان کو روانہ کرنے کے بعد میں منشی اور ہاریوں کو تاکید کر کے کہ جلدی آؤ واپس مائینر پر پہنچا میں دوڑ کر آگے جا رہا تھا کہ سامنے موٹر آتی ہوئی نظر آئی ابھی ۲ دو فرلانگ کا پھیرا اور موٹر کا فاصلہ تھا کہ موٹر پٹڑی پر سے نیچے کی طرف کو گری لیکن دو تین گز پر ہی موٹر ٹیڑھی ہو کر رک گئی حضور کھڑکی کو ذرا سا ہٹا کر مشکل سے اس تنگ جگہ سے نکلے اور اپنے حرم کو بھی نکالا اور پٹڑی پر کھڑے ہو گئے۔ میں جلدی سے آپ کے پاس پہنچا مجھے دیکھ کر فرمایا آپ تو رات ناصر آباد تھے آپ یہاں کیسے آ گئے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے ڈرائیور صاحب نے رات کو اطلاع دی تھی کہ حضور اس راستے جاویں گے اس واسطے میں رات ہی یہاں آ گیا تھا۔ حضور نے فرمایا آپ بیس۲۰ تیس۳۰ آدمی جلدی سے منگوائیں اور موٹر کو اٹھا کر پٹڑی پر رکھیں۔ میں چونکہ آدمیوں کو اطلاع کر کے آیا تھا اور وہ تیار ہو رہے تھے میں نے انہیں زور سے آواز دے کر کہا کہ بجائے پل پر جانے کے آپ مائینر کے درمیان میں سے گذر کر آؤ۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ حادثہ تو مجھے پیش آیا ہے اور حواس آپ کے جاتے رہے! میں کہتا ہوں کہ آپ بیس۲۰ تیس۳۰ آدمی لائیں اور آپ کہتے ہیں "ادھر سے ادھر سے" اتنے آدمی آپ کے یہاں کھڑے کیسے آ جائیں گے۔ مگر حضور ابھی میری طرف متوجہ ہو کر یہ فرما ہی رہے تھے کہ ادھر ان آدمیوں نے مائینر میں چھلانگیں لگا دیں اور پانی میں سے گذر کر اس طرف کو آ گئے اور میں نے ان کو کہا کہ موٹر اٹھا کر اوپر کرو۔ موٹر اٹھا کر انہوں نے اوپر پٹڑی پر کھڑی کر دی۔ حضور نے مجھے دس روپے عنایت فرمائے کہ ان کو انعام دے دیں ان دنوں میں مزدور کی تنخواہ سات سے دس روپے تک ماہوار ہوتی تھی۔ میں نے حضور سے عرض کیا کہ آگے نہر کا پھاٹک بند ہے۔ کیا اس کے متعلق کوئی انتظام کر لیا گیا ہے کہ وہ کھل جائے؟ آپ نے ڈرائیور سے پوچھا۔ اس نے کہا نہیں۔ کوئی نہیں۔ ڈرائیور سے پوچھا اب کیا ہو گا؟ اس نے کہا۔ اب قریباً بیس۲۰ پچیس۲۵ میل کا چکر کاٹ کر اس راستے پر پہنچ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے نہایت ضروری کام پر جانا ہے۔ اتنی دیر میں گاڑی نکل جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے ایسا انتظام کرا دیا ہے کہ آپ گذر سکیں۔

حضور نے فرمایا آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں چلیں۔ اور مجھے وہاں سے گذار کر واپس آئیں۔

چنانچہ میں نے موٹر کے آگے گھوڑا سرپٹ چھوڑ دیا اور موٹر میرے پیچھے اسی رفتار سے آئی۔ جب ہم پھاٹک سے گذر گئے اور حضور کی موٹر وہاں سے گذر کر ہتھورو کی سڑک پر کھڑی کر روانہ ہونے لگی۔ میں نے حضور سے عرض کیا۔ ذرا موٹر سے نیچے تشریف لا دیں۔

حضور نے موٹر سے اُتر کر فرمایا۔ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور میرے لئے دُعا فرما دیں۔

حضور نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی۔ اور دُعا فرمانے کے بعد روانہ ہو گئے۔ اور ہتھورو عین گاڑی کے وقت پر پہنچ گئے۔

۵۹۔ میں ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۷ء تک سندھ رہا ہوں۔ آپ ہر سال ایک ماہ کے لئے دورہ پر سندھ تشریف لے جاتے۔ بعض اوقات آپ اپنے اردلی خان میر کو حکم فرما کر رات کو مجھے بلواتے اور جب میں حاضر ہوتا تو فرماتے۔ آج تو ہم کام کرتے کرتے بہت تھک گئے ہیں۔ میں عرض کرتا۔ حضور پاؤں دبا دوں۔ آپ فرماتے دبانے والے تو بہت ہیں۔ دباتے رہتے ہیں آپ کوئی ہنسی خوشی کی باتیں سُنائیں۔ میں جب باتیں سُناتا اور بعض باتوں پر کھِل کھِلا کر ہنس پڑتے تو فرماتے آپ جائیں اب تھکان اُتر گئی۔

۶۰۔ عرصہ قریباً چار سال کا ہو گیا ہو گا۔ کہ میرے چھوٹے بیٹے نصرت اللہ ناصر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو ازواج مطہرات ہماری کوٹھی ربوہ محلہ دار النصر میں آئے ہیں اور دعا فرمائی ہے اس سے بڑی روشنی ہو گئی ہے میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اس خواب کو ظاہری صورت میں بھی پورا کر دیا جائے آپ اپنے ازواج مطہرات کو فرما دیں۔ کہ وہ میری کوٹھی پر تشریف لا کر چائے پئیں اور دعا فرما دیں آپ نے جواب میں مجھے فرمایا کہ میری تین بیویوں میں سے ایک بیوی بیمار ہے وہ کہیں آجا

نہیں سکتی۔ باقی دو بیویوں میں سے ایک کی باری میرے پاس ہوتی ہے وہ باری کے دن باہر نہیں جا سکتی۔ مَیں نے اپنی دونوں بیویوں کو کہہ دیا ہے کہ جس کو وہ دعوت دیں وہ ان کی کوٹھی پر جا کر چائے پی آئیں۔ اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ مَیں ایک کو چائے پینے کے لئے کہوں تو دوسری کو شکوہ ہوگا تو آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ ایک دن آپ ایک کو بُلا لیں۔ دوسرے دن دوسری کو بُلا لیں۔ وہ اپنے ساتھ جن مرد عورتوں کو لے جانا چاہیں لے جا کر چائے پی کر دعا کر آئیں۔ چنانچہ ایک دن حرم چہارم حضرت آپا صاحبہ اپنے ساتھ کچھ مرد عورتوں کو لے کر آئیں اور دوسرے دن امّ متین صاحبہ آئیں ؛

حج سے واپسی پر حاضری بمقام نخلہ

۶۱۔ ۱۹۵۸ء میں مَیں حج پر گیا تھا۔ اور ساتھ میری اہلیہ صاحبہ بھی۔ انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ مَیں حج پر جانے سے پہلے حضرت صاحب کے گھر سے ہو کر آئی تھی ۔ مَیں نے سیّدہ امّ ناصر صاحبہؓ سے عرض کیا تھا کہ مَیں وہاں سے آپ کے لئے عمدہ پارچات کا ایک جوڑا لاؤں گی۔ انھوں نے فرمایا کہ جوڑا وغیرہ لانا یا نہ لانا تمہاری مرضی ہے مگر مَیں سفارش کرتی ہوں کہ ایک قالین جس کے وہاں سے لانے کی اجازت ہو وُہ اپنے ہمراہ خرید کر لادیں جو قیمت اس کی ہوگی وُہ مَیں ادا کر دُوں گی۔ میری اہلیہ صاحبہ نے فرمایا۔ یہ نوٹ کرلیں کہ حج سے واپسی پر ایک قالین ضرور وہاں سے خرید کر لانا ہوگا۔ واپسی کے وقت ایک قالین خرید لیا گیا اور اپنے ہمراہ لے آئے ہم آکر کراچی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ابھی ربوہ نہیں آئے تھے کہ سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہؓ کی وفات کی اطلاع کراچی پہنچ گئی۔ مَیں بمع اہلیہ ربوہ آیا۔ اور جب ہم ربوہ کے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس سے اُترے تو احباب سے معلوم ہوا کہ حضور آج نخلہ کو تشریف لے گئے ہیں مَیں رات کو محلہ دار النصر میں اپنے مکان پر آگیا اور صبح تعزیت کے لئے قصرِ خلافت میں گیا۔ مسجد کے گیٹ پر دروازہ میں داخل ہوتے ہی بورڈ پر حضور کا یہ ارشاد لکھا ہوا تھا۔ تعزیّت کے لئے میرے پاس دوست نخلہ آنے کی تکلیف نہ کریں۔ میرے بھائی اور میرے بیٹے یہاں موجود ہیں۔ مَیں جب آگے گیا تو مرزا ناصر احمد صاحب اور دیگر صاحبزادگان اور حضرت صاحبزادہ مرزا البشیر احمد صاحبؓ وہاں موجود تھے مَیں نے افسوس کیا اور سیّدہ مرحومہ کے متعلق کچھ عرض کرنے لگا تو مرزا ناصر احمد صاحب نے مجھے فرمایا آپ براہِ مہربانی دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں جاویں اور ایک عریضہ ایّدہ اللہ کے متعلق حضور کی خدمت میں تحریر کر دیں۔ کہ مَیں

ربوہ آگیا ہوں۔ افسوس کہ آپ تشریف لے جاچکے تھے ملاقات نہ ہوسکی۔ مَیں نے عرض کیا کہ بورڈ پر حضور کی طرف سے اعلان ہے کہ وہاں کوئی تعزیت کے لئے نہ آوے انہوں نے فرمایا۔ کہ آپ صرف اپنی آمد کی اطلاع دیں۔ انشاءاللہ العزیز حضور آپ کو خود بلوالیں گے چنانچہ مَیں نے حضور کی خدمت میں عریضہ لکھ کر بذریعہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بھجوادیا جب میں دوپہرے واپس آیا۔ تو مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا۔ والدہ صاحبہ کی وفات کو آج قریباً چھ سات روز ہوچکے ہیں۔ حضور نے ہم سب کو فرمایا تھا کہ میرے پاس ان کے متعلق کوئی ذکر نہ کریں۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی ہے مگر حضور کو اس قدر صدمہ ہے کہ باوجود بڑی کوشش کے جو بچوں کے ذریعہ حضور کو ہنسانے کی کی گئی ہے ہماری کوشش ناکام رہی ہے آپ سے اس واسطے عریضہ لکھوایا ہے کہ اس اطلاع پر حضور آپ کو ضرور بلالیں گے۔ اور آپ کا یہ کام ہے کہ کسی نہ کسی طرح حضور کو ہنسادیں۔ چنانچہ میرے پاس پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی چٹھی آئی اور دوسرا خط سیدہ مہر آپا بشریٰ بیگم صاحبہ کا آیا۔ کہ حضور آپ کو یاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں شام کے وقت نخلہ پہنچ گیا اور مَیں نے حج کے تحائف۔ آب زمزم وغیرہ اور فروٹ وغیرہ جو سرگودھا سے اپنے ہمراہ لے گیا تھا اندر بھجوادیئے۔ اگلے روز جب ملاقات کی فہرست تیار ہونے لگی تو مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے میرا نام درج کرنا چاہا۔ مَیں نے عرض کیا آج کئی دوست ملاقات کے لئے جارہے ہیں مجھے تھوڑا وقت ملے گا۔ اس لئے آج میرا نام نہ لکھیں مَیں کل انشاءاللہ ملاقات کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے میرا نام فہرست میں درج نہیں کیا جب ملاقات شروع ہوئی تو آپ نے انور صاحب سے دریافت کیا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب کا نام کیوں ملاقات میں نہیں لکھا؟ انھوں نے عرض کیا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ مَیں آج ملاقات نہیں کروں گا۔ کل ملاقات کروں گا۔ فرمایا وہ تو آج ملاقات کرنا نہیں چاہتے مگر مَیں ملاقات کرنا چاہتا ہوں ان کو بلوالیں۔ اور آخر میں پیش کریں۔ ان کو وقت کا خیال ہے مَیں وقت جتنا مناسب سمجھوں گا دے دوں گا۔ چنانچہ مجھے بلوایا گیا اور آخری ملاقات کے بعد مجھے پیش کردیا گیا۔ میں نے حضور کی خدمت میں مختلف باتیں ہنسی کی عرض کیں مگر حضرت صاحب بالکل خاموش رہے۔ آخر میں نے عرض کیا کہ مَیں حضور کو دبا رہا ہوں اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آپ مسیح موعودؑ

بن گئے حضور نے دریافت فرمایا کیسے؟ مَیں نے عرض کیا مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ۱۹۰۸ء
تک دباتا رہا ہوں آپ کا جسم ٹھوس تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے جسم میں جھریاں نہیں پڑیں۔ آپ جب
ولایت تشریف لے گئے تھے۔ جانے سے پہلے میں نے حضور کو دبایا تھا حضور کا جسم نرم تھا۔ اب
خدا کے فضل سے جسم ٹھوس ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنی ٹانگوں کو ہاتھ سے دبایا اور فرمایا یہ نئی بات
آپ نے کہی ہے واقعی جسم ٹھوس ہے۔ مگر آپ ہنسے بالکل نہیں۔

آخر میں مَیں نے عرض کیا۔ حضور للہ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے ایمان نصیب کرے۔
مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بھی بیعت کی۔ پھر حضرت خلیفہ اوّلؓ کی بیعت کی۔ پھر آپ کی بیعت
کی۔ پھر حج بھی کر لیا مگر ایمان نصیب نہ ہوا۔ حیران ہو کر فرمایا یہ کیسے؟ مَیں نے عرض کیا حج پر جا کر
معلوم ہو گیا کہ ایمان نہیں ہے فرمایا وہاں ایمان تولنے کا ترازو رکھا ہوا ہے؟ جس سے آپ کو
معلوم ہو گیا کہ ایمان نہیں ہے۔ مَیں نے عرض کیا حضور میں عرض کرتا ہوں۔ جب مَیں حج پر جانے
لگا اور جہاز پر سوار ہوا تو میرے دونوں بڑے بیٹوں محمود احمد اور مسعود احمد نے جہاز پر جانے
کے لئے حکومت سے پرمٹ حاصل کر لیا۔ اور وہ میرے پاس درجہ اوّل میں پہنچے جہاں میں سوار
تھا۔ اتنے میں روانگی کا پہلا وسل ہو گیا۔ مَیں نے ان کو کہا آپ جائیں اور ایک بات یاد
رکھیں کہ مَیں نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی ہے۔ کہ تو اپنے فضل سے مجھے مکّے یا مدینے میں
موت دیدے۔ مَیں اپنی تمام ذمہ داریاں دنیا کے متعلق ختم کر چکا ہوں۔ آپ لوگ میرے
مرنے پر گھبراویں نہیں۔ میں وصیّت مفصل لکھ کر اپنے دوست شیخ منظور علی صاحب کو ربوہ
میں دے کر آیا ہوں۔ اُن سے معلوم کر لیں۔ جہاز چلنے لگا۔ تو میں نے لڑکوں کو روانہ کر دیا۔

ہم بفضلہٖ تعالےٰ مکّے پہنچ گئے۔ اور حج پر جانے سے پہلے ہی ہمارا نمبر مدینے جانے کا آ گیا
مدینہ میں پہنچ کر مجھے درد گردہ کی تکلیف ہو گئی۔ علاج کے لئے ڈاکٹر آتے تھے مگر ڈاکٹر نے
جاتے وقت سر ہلایا اور معلّم کو بتایا کہ یہ بچ نہیں سکتا۔ میری اہلیہ برقعے میں دیکھ رہی تھی ڈاکٹر
اور معلّم کے جانے کے بعد مجھ سے کہا آپ یہ کیا کرنے لگے ہیں؟ آپ یہاں فوت ہو گئے تو میرا
کیا حال ہو گا؟ وہ زار زار رونے لگیں۔ میں نے کہا گھبراؤ نہیں مَیں علاج کرتا ہوں اور مَیں
سجدے میں گر گیا۔ اور اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ مَیں نے جو درخواست کی تھی کہ مجھے مکّے

یا مدینے میں موت دے دے میں وہ درخواست واپس لیتا ہوں۔ مجھے ربوہ میں موت آوے۔ تا حضرت صاحب جنازہ پڑھا دیں۔ حضرت صاحب کھلکھلا کر ہنستے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اچھا وہاں جا کر پھر گئے۔ ہاں حضور! پھر گیا تھا۔ اسی واسطے میں حضور سے کہتا ہوں۔ کہ ایمان نہیں ہے اگر ایمان ہوتا تو اپنی بات پر قائم رہتا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دے دی مکے بخیریت واپس پہنچ گئے اور پھر حج کر لیا۔ حج کرنے کے بعد مجھے تیز بخار ہونے لگا۔ ایک سو پانچ درجے تک پہنچ گیا۔ اور خطرہ ہو گیا۔ میری اہلیہ نے پھر شور مچایا۔ کہ آپ یہاں آکر پھر مرنے لگے ہیں۔ میں نے کہا گھبراؤ نہیں میں نے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں مکے میں بھی مرنا نہیں چاہتا۔ میں ربوہ میں مرنا چاہتا ہوں۔ حضرت صاحب جنازہ پڑھا دیں گے۔ حضور پھر ہنسے اور فرمایا اچھا مکے میں بھی پھر گئے؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر صحت دے دی۔ اور ہم بخیریت کراچی پہنچ گئے (الحمد للہ کہ میرا وہ مقصد جس کے لئے مجھے یہاں سے بھیجا گیا تھا مجھے حاصل ہو گیا۔ اور میں حضور کو ہنسانے میں کامیاب ہو گیا)

جب ملاقات مذکورہ کے بعد میں واپس آنے لگا۔ تو قالین جو چادریں میں اپنے ساتھ لے گیا تھا حضور کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ حضور میں حج پر سے آتے ہوئے یہ قالین بھی لایا ہوں۔ فرمایا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس سفر میں ربوہ سے میرے ہمراہ خلیفہ صلاح الدین صاحب مع اپنی اہلیہ کے تھے۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے کے بعد ربوہ کو واپس جاؤں گا۔ حضور نے فرمایا جمعہ کے دن نہیں ہفتہ کے دن صبح کو جانا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا جمعہ کے دن ربوہ کو جانے کا رُخ نہیں۔ فرمایا رُخ وغیرہ کا سوال تو ہندوؤں میں ہوتا ہے۔ میں تو ہفتے کے دن اپنی بیٹی ناصرہ بیگم کو لانے کے لئے موٹر یہاں سے روانہ کروں گا۔ اس دن آپ موٹر میں چلے جاویں۔ چنانچہ ہفتے کے روز صبح کو واپس آنے کے لئے جب میں موٹر کے پاس گیا تو اندر سے خادمہ آئی کہ آپ نے کوئی خواب حضرت صاحب کو لکھا تھا۔ اس خواب میں آپ نے حضرت صاحب کو لکھا تھا۔ کہ خواب میں حضور نے چار روٹیاں مجھے عنایت فرمائی ہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے اس کے لئے دعا بھی

کردی ہے اور ظاہری طور پر چار پراٹھے بھی پکوا کر دیئے ہیں۔ کہ یہ بھی لے جاویں۔ اس کے بعد خادمہ نے کہا کہ ایک بات عرض کروں۔ اگر آپ وعدہ کریں کہ جب تک حضرت صاحب نے اس کا اظہار نہ کریں آپ ظاہر نہ کریں۔ ورنہ مجھے ڈر ہے کہ مجھے سزا مل جائے گی کہ یہ بات تو کیوں ظاہر کی؟ مَیں نے کہا۔ کیا بات ہے بتلاؤ۔ اس نے کہا حضرت صاحب نے اپنی دونوں ازواجِ مطہرات کو فرمایا ہے۔ آپ مولوی قدرت اللہ صاحب کو دعا کے لئے درخواست کر دیتی ہیں مگر وہ آپ کے خلاف ہیں انہوں نے عرض کیا کیوں خلاف ہیں؟ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ خلاف ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ مجھے ایک قالین دے گئے ہیں اور اس کی بابت کچھ نہیں بتایا اور شرم کی وجہ سے اظہار نہیں کیا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے خدا! تو یہ مہربانی فرما کہ حضرت صاحب یہ قالین موجودہ بیویوں کو نہ دیدیں بلکہ سیّدہ اُمّ ناصرؓ کے فرزند مبارک احمد کو دے دیں۔ مولوی قدرت اللہ صاحب نے مجھ پر ظاہر نہیں کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے۔ مَیں نے سُنکر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

۶۲۔ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی فضل و کرم ہے کہ اس نے سلسلہ کے ساتھ وابستہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ خط و کتابت اور تعلق رکھنے کی وجہ سے سلسلہ کے بعض اہم واقعات میں اظہارِ صداقت کا موقعہ عطا فرمایا۔ چنانچہ شیخ مصری صاحب کے ساتھ زینب کی شادی کے ضمن میں حسب ذیل واقعہ میرے سامنے ہوا جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں عین ضرورت کے وقت اطلاع دینے کا شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے اس واقعہ کا ذکر جلسہ سالانہ ۳۷ء کی تقریر میں فرمایا جو الفضل مورخہ ۱۸؍ اگست ۴۶ء میں حسب ذیل شائع ہوا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضور نے فرمایا۔

"گویا اللہ تعالیٰ نے صاف کہہ دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات مان لو اور (زینب کا) مصری سے نکاح نہ کرو۔ ورنہ یہ نکاح اسے منافق بنانے کا نتیجہ پیدا کر دے گا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو شاید اس زینب کے متعلق اسے سمجھا ہی نہیں اور لڑکی کے باپ نے الٹا نتیجہ نکالا حالانکہ خدا تعالیٰ کا منشاء اس الہام (لاتقتلوا زینب) سے یہ تھا کہ اس شخص سے ایک بھاری فتنہ ہونے والا ہے۔ اس سے زینب کی شادی نہ کرو۔ اور حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کی بات مان لو پھر اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو یہی مشورہ دیا تھا چنانچہ جب مصری صاحب جماعت سے علیحدہ ہوئے ہیں تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ میرے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو کہا تھا کہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب سے شادی نہ کیجائے مگر جب حافظ صاحب نے اس بات کو نہ مانا اور اسی جگہ لڑکی کی شادی کر دی تو مجھے سخت غصہ آیا اور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میں نے کہا کہ حضور خدا تعالےٰ کے مامور ہیں اور خدا تعالےٰ کا حکم ہے کہ جب مامور ایک بات کہہ دے تو تمام مومنوں کو چاہیئے کہ اس پر عمل کریں مگر حافظ احمد اللہ صاحب نے حضور کی نافرمانی کی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بات تو آپ نے جو کہی ہے یہ ٹھیک ہے مگر ایسے حالات میں مَیں دخل نہیں دیا کرتا۔ جب یہ روایت مجھے پہنچی تو گو اس روایت میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر چونکہ یہ اکیلی روایت تھی اس لئے مجھے اس بات کا فکر ہوا کہ کوئی اور گواہ بھی ہونا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ دوسرے دن کی ڈاک میں مجھے ایک خط ملا جو منشی قدرت اللہ صاحب سنوری کی طرف سے تھا اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ ۱۹۱۵ء میں جب میں قادیان آیا تو اس وقت مجھے کسی دوست سے قرآن پڑھنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ میں نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم سے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ ایک دن باتوں باتوں میں انہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اپنی لڑکی زینب کا رشتہ کسی اور شخص سے کرنے کو کہا تھا مگر انہی دنوں آپ پر یہ الہام نازل ہوا کہ "لا تقتلوا زینب"۔ جس سے مَیں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے صحیح نہیں اور مَیں نے شیخ مصری صاحب سے یہ رشتہ کر دیا مگر اب شیخ مصری مجھے سخت تنگ کرتا ہے اور اس نے مجھے بڑی بڑی تکلیفیں پہنچانی شروع کر دی ہیں جس سے مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم نہ ماننے کا نتیجہ ہے۔"

۶۳۔ رخصت کے بعد تحصیل میں حاضری کی رپورٹ پیش کی تو دفتر قانونگو نے مجھے تحصیلدار صاحب کا حکم دکھایا کہ سردار کشن سنگھ صاحب جو تحصیلدار صاحب ہیں ان کا یہ حکم ہے۔ کہ آپ

دو مقدمات ثبوت ستانی کے ہیں جو سردار لہنا سنگھ کی شکایت پر ہیں جب ان کا فیصلہ صادر ہو جاوے پھر آپ حاضر ہو سکتے ہیں۔ میں نے عرض کر دیا۔ آپ مقدمات پیش کر دیں۔ جو آپ ثبوت لینا چاہتے ہیں۔ لے لیں اور مجھے وہ درخواست شکایت دکھا دیں۔ چنانچہ شکایات کچھ اس قسم کی تھیں:۔

(۱) فلاں انتقال میں سرکاری فیس سو روپیہ کی بجائے ایک آنہ لگائی ہے۔ سرکاری مال کا نقصان کیا باقی رقم آپ اپنے پاس سے دے دیں۔

(۲) ایک سرکاری بقایا کے باقی دار سے چھ سو روپیہ لے لیا۔ اور سرکاری رقم قریباً دو ہزار روپیہ ان کو معاف کرا دی۔ میں نے ان کے جواب میں ان کو لکھوایا:۔

جواب ۱:۔ انتقال کے معاملے میں میں نے سرکاری مصدقہ فارم نکلوا کر دکھلا دیا کہ نہ بحیثیت پٹواری کے درج کرایا اور نہ بحیثیت قانونگو ہونے کے دستخط موجود ہیں۔ تحصیلدار صاحب سابق نے فلاں قاعدے کے مطابق ہائی کورٹ کا فیصلہ دیکھکر اپنی قلم سے ایک آنہ فیس لگائی۔

جواب ۲:۔ بقایا داران کی بقایا رقم میں نے درج نہیں کی بلکہ سابقہ تحصیلدار صاحب نے کی ہے صاحب افسر مال نے بھی سفارش کی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے بھی سفارش کی کمشنر صاحب نے ان سب سفارشوں کو نامنظور کر دیا۔ اور تحریر فرمایا کہ اگر باقی داران کی اور کوئی جائیداد نہیں ہے تو ان کے پاس زرعی زمین تو ہے سرکاری بقایا میں زمین بھی نیلام ہو سکتی ہے اس واسطے زمین نیلام کر کے روپیہ خزانے میں داخل کرایا جائے۔ یہ حکم جب تحصیل میں پہنچا تحصیلدار صاحب نے بقایا داران کو طلب کر کے فرمایا۔ یا روپیہ داخل کرا دو۔ ورنہ زمین نیلام کر دیں گے انھوں نے دو مہینے کا عرصہ لے کر رقم خزانے میں داخل کر دی جس کو ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ داخلہ رقم کا اندراج سیاہ نویساں کے پاس موجود ہے سال کا عرصہ گذر گیا۔ اگر بقایا داران نے مجھے روپیہ دیا تھا تو یا تو مجھ سے وصول کرتے یا کچہری میں مقدمہ کرتے۔ اور وہ سردار لہنا سنگھ کے گاؤں میں موجود ہیں اگر ان کو کوئی شکایت ہوتی تو وہ ان سے درخواست کروا دیتے۔ اس پر تحصیلدار صاحب نے میری حاضری کا حکم فرما دیا۔ میرے حاضر

ہونے پر افسر بال صاحب کا حکم پہنچ گیا - کہ آپ نائب صدر قانونگوئی کا چارج آ کر لے لیں ہیں قریباً چھ ماہ تک وہاں رہا - اس دوران میں وہ جن معاملات میں ان کا جواب طلب کرتے تھے تحصیلدار صاحب یہ سمجھتے تھے کہ یہ سب قدرت اللہ کی طرف سے ہے اور سردار لہنا سنگھ بھی آ کر تحصیلدار صاحب سے مختلف شکایتیں کرتے رہتے تھے - بعض انسانوں کی طبیعت ہوتی ہے کہ وہ ایسے ایسے نشان دیکھ کر بھی فائدہ نہیں اٹھاتے - اور اپنی پرانی عادت کو نہیں چھوڑتے سردار لہنا سنگھ صاحب عام لوگوں کو سخت گالیاں دیتے اور کوئی نہ کوئی نئی شرارت کرتے مجھے ایک دن ان کی شکایت کی وجہ سے تحصیل میں جانا پڑا - واپسی کے وقت بارش اور ہوا چل رہی تھی - میں اس خیال سے کہ میری بیوی گھر میں اکیلی ہے بارش کی حالت میں گھوڑے پر واپس چلا آیا - جب میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ مصلّے پر بیٹھی رو رہی ہے - میں نے پوچھا خیر ہے انھوں نے کہا مجھے پہلے ہی خیال تھا کہ وہ بارش میں رُکیں گے نہیں بارش میں ہی چلے آویں گے - میں نفل پڑھ کر دعائیں کر رہی تھی - قریب کے مکان میں جو پیپل کا درخت کھڑا ہے ایک بارش کا شور ہے دوسرے پیپل کے پتّے کھڑکھڑا رہے ہیں - میں اس کھڑکھڑاہٹ کو سُنکر کہتی تھی کہ جس طرح یہ پتّے زور زور سے بج رہے ہیں اسی طرح لہنا سنگھ پر بھی آفت آوے - میں نے کہا صبر کریں - صبر کا بڑا اجر ہے - ان مصائب میں خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے چند دن کے بعد ایک مہینے کی میں رخصت لے کر قادیان چلا آیا قادیان میں جہاں ہم دونوں اس کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے تھے - وہاں بعض بزرگوں سے بھی دعا کی درخواست کی - سیّد فضل شاہ صاحب مجھ سے بہت محبت کرتے تھے انھوں نے مجھ سے کہا آؤ آپ کو ایک بڑے بزرگ کے پاس لے چلوں - جو سیّد عبداللطیف صاحب شہید مرحومؓ کے رشتہ دار ہیں اور ان کا اسم گرامی سیّد عبدالستّار شاہ صاحب ہے وہ مجھے ان کے پاس لے گئے اور سارا حال بیان کر کے دعا کی درخواست کی - اور یہ بھی عرض کیا - کہ خالی درخواست ہی نہیں ہے - بلکہ دعا کی قبولیّت کا جواب بھی لے کر دیں - انھوں نے فرمایا انشاء اللہ تعالےٰ دعا کریں گے چونکہ وہ مہمان خانہ میں رہتے تھے - ہر دوسرے تیسرے روز ان سے دریافت کرتے تھے کوئی جواب ملا ہے تو وہ فرماتے - نہیں - جواب کوئی نہیں ملا - دعا کر رہا ہوں - ایک دن ہم دونوں

جا رہے تھے تو سید عبدالستار شاہ صاحب نے ہمیں بُلایا اور سید فضل شاہ صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ جواب مل گیا۔ کہ انھیں میری اور آپ کی دعاؤں کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اس کو کہہ دو کہ "خدا داری چہ غم داری"۔ اور فرمایا اس کا معاملہ تو پہلے ہی ٹھیک ہے رخصت ختم ہونے کے بعد جب ہم واپس آئے۔ تو سرہند کے اگلے اسٹیشن سادھوگڑھ پر اُترنا تھا اور وہاں گاڑی پانچ بجے شام پہنچتی تھی۔ لیکن اس روز گاڑی ۲½ گھنٹے لیٹ پہنچی اور ہمیں اسٹیشن سے آگے ۳ میل کے فاصلہ پر جانا تھا۔ ہم اسٹیشن ماسٹر صاحب سے بستر چارپائیاں لے کر مسافرخانہ میں لیٹ گئے اسٹیشن ماسٹر صاحب نے کھانا بھیجا اور ہم نے عشاء کی نماز پڑھی اور لیٹ گئے جب لیٹنے لگے تو مجھے ایک آدمی دیوار کے ساتھ لگا ہُوا دکھائی دیا۔ اس نے اپنا اور اپنے گاؤں کا نام بتایا۔ وہ گاؤں ہمارے علقے کے قریب تھا۔ مَیں نے اسے بتایا کہ ہم ایک مہینے کے بعد آرہے ہیں۔ اگر کوئی نئی بات ہوئی ہو تو بتاؤ۔ اس نے بتایا اور تو کوئی بات نہیں ایک بہت بڑا ظلم ہُوا ہے کہ موضع ڈھنگرڈیاں میں ماتارانی کے تھان پر میلہ لگا تھا رات بھر میلہ لگا رہا اگلے روز دوپہر تک میلہ رہا۔ تھانیدار صاحب مع جمعیت کے پولیس کے انتظام کے واسطے آئے ہوئے تھے۔ دوپہر کے بعد میلے کے اختتام کے وقت دنگل لگایا گیا۔ کئی ہزار کا مجمع ارد گرد کھڑا تھا۔ پولیس اور ۲/۳ ذیلدار اور سفید پوش اکھاڑے کے ارد گرد گھومتے تھے اور کُشتیوں کو دیکھتے تھے۔ سُرجھی چوکیدار نے سردار لہنا سنگھ سے کہا کہ سردار صاحب ایک جگہ نہ کھڑے رہیں جس طرح دوسرے لوگ گھوم رہے ہیں آپ بھی گھومتے جائیں۔

سردار لہنا سنگھ نے اس کو گالیاں دیں اور کہا تجھ کو کیا حق ہے مجھے کہنے کا۔ سُرجھی نے کہا مجھے گالیاں مت دو۔ مَیں نے اچھی بات کہی ہے اس پر سردار لہنا سنگھ بجائے سُرجھی کو مارنے کو تیار ہو گئے۔ تھانیدار صاحب نے سُن لیا۔ اور وہ جلدی سے ان کے پاس آئے۔ اور کہا۔ سردار صاحب! اس کو چوکیدار نہ سمجھیں یہ تو ڈیوٹی پر ہے سردار لہنا سنگھ نے پھر چوکیدار کو گالیاں دیں اس پر سب انسپکٹر صاحب اور دو تین سپاہیوں نے مل کر اس کو لاتیں اور مکّے مار کر گرا لیا۔ اس کی پگڑی اُتر گئی۔ کیسوں سے پکڑ کر مرے ہوئے کتّے کی طرح سارے میلے میں چکر دیئے۔ اکھاڑہ توڑ دیا گیا۔ لوگ چلے گئے۔ تھانیدار صاحب سردار لہنا سنگھ کو گرفتار کر کے تھانہ لے گئے ۲/۳ روز

حوالات میں رکھا اور پھر عدالت میں چالان کر دیا۔ اور کہا۔ کہ ریاست نابھہ کی اس کے پاس
ناجائز شراب تھی۔ عدالت سے ضمانت دے کر سردار صاحب گھر آئے ہیں۔
۴۶ء۔ اپریل کے آخر میں مجھے ناصر آباد میں معلوم ہوا کہ واٹر کورس ۳۲ پر ایک اراضی ۲۹ ایکڑ
خلیفہ خدا بخش صاحب کی ہے اس کو محمد عالم ٹھیکر زمیندار واٹر کورس ۳۰ خریدنا چاہتا ہے۔ اور
۱۴۰۰ روپیہ میں سودا ہوا ہے میں نے چاہا کہ یہ سودا کر لوں۔ حضرت اقدس کی خدمت میں تار دیا کہ
۱۶۰۰ روپیہ بھجوا دیں۔ چنانچہ آپ نے بمقام جھڈو ڈاک خانہ کے ذریعہ روپیہ بھجوا دیا میں خلیفہ خدا بخش
صاحب کے پاس ٹنڈو جان محمد گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں سودا کر چکا ہوں ۲۰۰ روپے بیعانہ لے
چکا ہوں میں زبان سے پھر نہیں سکتا۔ میں نے پوچھا ۱۲۰۰ روپیہ کیسے وصول ہوگا انہوں نے کہا۔
محمد عالم نے وعدہ کیا ہے کہ علل مکری اس کا رشتہ دار ہے ایک گھوڑا مجھے دے گا جس کی قیمت
۴۰۰ روپیہ ہے اور ۸۰۰ روپیہ نقد دے گا۔ میں نے کہا اگر گھوڑا نہ دے تو۔ کہا پھر یہ سودا فسخ
کر دوں گا۔ اور آپ کو اراضی دے دوں گا۔ چنانچہ میں نے ان کے ملازم کو ان کا خط دے کر محمد عالم
کے پاس بھجوایا کہ فوراً بقایا روپیہ اور گھوڑا لے کر آجاؤ۔ لیکن علل نے بعض وجوہات سے اپنے
عزیزوں کو گھوڑا دینے سے انکار کر دیا۔ اتنے عرصہ میں مجھے حضور کا فرستادہ روپیہ جھڈو سے مل
گیا۔ چنانچہ خدا بخش صاحب نے محمد عالم کو اراضی سے جواب دے دیا۔ کہ جب گھوڑا نہیں ملتا۔ اپنا دو صد
روپیہ واپس لے جاؤ۔ میں اراضی نہیں دیتا۔ اور میرے ساتھ جا کر وہ اراضی مع خرچہ وغیرہ سولہ سو
میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نام بیع کر دی۔ میں نے گوٹھ میں آکر اس اراضی پر فوراً مانگی
لگا کر ساری اراضی پر ہل لوگوں کے مانگ کرا کو بھت (خوراک) دے کر قلبہ رانی کرا دی۔ اور
اگلے ہفتہ اس ساری اراضی میں خود کاشت کپاس بیج دی۔ حضرت اقدس ماہ مئی میں تشریف
لائے اور فصل کا معائنہ کیا جس کا تفصیلی حال حضور نے مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء میں بیان فرمایا۔
حضور کو بھی اس موقع پر اس ۲۹ ایکڑ خرید کردہ کاشت شدہ پر لے گیا۔ حضور نے پوچھا خصوصیت
سے اس ٹکڑے پر مجھے کیوں لائے ہو۔ میں نے عرض کیا یہ تھا وہ خرید کردہ رقبہ جو خود کاشت
کیا ہے حضور دعا فرما دیں اللہ تعالیٰ اسی فصل سے ساری رقم دے دے۔ حضور نے دعا فرمائی
اور اس رقبہ کی فصل سے حضور کو ۱۷۸۶ روپیہ آیا اور بعد ادائیگی معاملہ ساری رقم وصول ہو گئی۔

اور سال ۱۹۳۶ء سے ۱۹۶۳ء تک، ۲۷ سال سے بفضلہٖ تعالےٰ اس کی آمد حضور کو آرہی ہے فالحمد للہ۔

۶۵۔ ۱۹۱۸ء کا واقعہ ہے اس سال انفلوئنزا بخار کثرت سے پھیلا ہوا تھا۔ جس سے بہت سے آدمی مر گئے تھے۔ اس میں مَیں بھی بیمار ہو گیا۔ دو ماہ مسلسل بیمار رہنے کے بعد میری بھی حالت خراب ہو گئی تھی اور باہر جا کر ڈاکٹر بتاتا تھا کہ اب ان کی زندگی ختم ہو گئی ہے صبح والا ڈاکٹر کہتا شام کو فوت ہو جائیں گے۔ شام والا ڈاکٹر کہتا صبح فوت ہو جائیں گے اور ایسا ۲۶ دن تک رہا۔ اور دن رات غنودگی طاری رہتی تھی۔ مَیں نے نماز کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی تھی۔ کہ میری کوئی نماز قضا نہ ہو۔ اس لئے ۲۴ گھنٹے میں تین اوقات ایسے آتے تھے کہ مجھے معمولی سی ہوش آجاتی تھی۔ اور پہلی ہوش میں ظہر عصر کی نماز پڑھتا اور میری چارپائی کے نزدیک ایک آدمی نماز اونچی آواز سے پڑھتا جاتا تھا تاکہ مَیں اس کے ساتھ دہرا سکوں اسی طرح مغرب کے ساتھ عشاء جمع کرتا تھا۔ اور فجر کی صبح ہونے سے پہلے ہی ادا کر لیتا تھا چھبیسویں دن کی شام کو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے میں دیر ہو گئی مجھے ہوش نہ آئی۔ دفعۃً چیخ چیخوں کی آواز سے جو میرے سرہانے کی طرف سے آئی مجھے ہوش آگئی۔ اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ میری ہمشیرہ مرحومہ چیخیں مار کر یہ کہہ رہی ہے آج نماز بھی نہیں پڑھی۔ معلوم ہوتا ہے آج میرے باپ کے گھر کا چراغ گُل ہو جائے گا۔ مَیں نے اس کے بعد اشارے سے نماز ادا کر لی۔ اور رات کو میرے ذہن میں یہ راسخ ہو گیا۔ کہ اب میری موت بالکل قریب آرہی ہے سب مایوس ہو گئے ہیں اس لئے فجر کی نماز کے وقت ان خیالات کا میرے دل پر اثر تھا۔ اس لئے مَیں نے نماز میں اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ آج مجھے دن چڑھے ایک دفعہ ہوش دے دی جائے۔ تاکہ مَیں اپنی بیوی کو کچھ وصیت کر جاؤں۔ اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا کہ آٹھ نو بجے کے قریب مجھے ہوش آگئی۔ مَیں نے جو لوگ تیمارداری کے لئے آئے تھے ان کو کہا کہ میری بیوی کو چوبارے سے بلا دیا جائے۔ مَیں نے اس سے کچھ بات کرنی ہے جب وہ میرے پاس آگئیں تو مَیں نے ان سے کہا کہ میری زیست کی امید ختم ہو چکی ہے۔ مَیں نے دعا کی تھی کہ مَیں آپ کو وصیت کر دوں! اور خدا تعالیٰ نے مہربانی کر کے اس وقت مجھے ہوش دے دی۔ اس واسطے میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرے پاس آپ کے بطن سے چار لڑکیاں ہیں مَیں یہ لکھ دینا چاہتا ہوں کہ

ایک یا دو لڑکیاں آپ رکھنا چاہیں تو رکھ لیں۔ . . . تاکہ میں وصیت میں لکھ دوں کہ یہ لڑکیاں اس کے پاس رہیں۔ لیکن ایک شرط ہوگی کہ جب یہ لڑکیاں بالغ ہو جائیں تو ان کی شادیاں حضرت صاحب کی منشا اور منظوری سے ہوں اور باقی زیورات اور سامان جو جو آپ کہیں گی آپ کے نام لکھ جاؤں گا تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے۔ میری بیوی نے انکار کیا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں نے اصرار پر اصرار کیا کہ یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آوے گا۔ اس نے کہا میں نے آپ سے ایک بات پوچھنی ہے پہلے وہ بتا دیں۔ جس کا مجھے صدمہ ہے کیونکہ جب سے آپ شدید بیمار ہوئے ہیں آپ کو سوائے نماز کے وقت کے ہوش نہیں ہوئی۔ آپ کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کون آیا کون نہیں آیا۔ اس لئے نماز کے وقت میں جب آتی تھی کہ اب آپ کو ہوش ہے تو آپ فوراً اشارے سے مجھے دور کر دیتے۔ تمام متعلقین کو بھی اور مجھے بھی یہ بُرا محسوس ہوتا کہ مجھے پاس ہی نہیں آنے دیتے۔ میں نے اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر ان کو بتایا کہ آپ سے ناراضگی کی وجہ سے ایسا نہیں ہوتا تھا بلکہ آپ جب میرے پاس آتیں تو مجھے صدمہ ہوتا کہ اب یہ میری امانت کسی اور کے پاس چلی جائے گی اور میں اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے آپ کو ایسا کہتا میرے اس کہنے سے وہ چارپائی سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور چیخیں مار کر رونے لگی۔ اور کہنے لگی آپ نہیں مرتے۔ آپ نہیں مرتے۔ حتیٰ کہ اگر ڈاکٹر اور حکیم یہ بھی کہدیں کہ فوت ہو گئے ہیں میں یہ تب بھی تسلیم نہیں کروں گی۔ میں نے پوچھا۔ آپ کو کیا اللہ تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ سے بتا دیا ہے اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر آپ یہ کیوں کہتی ہیں۔ اس پر وہ چیخیں مار مار کر کہنے لگیں مجھے کوئی خواب۔ الہام نہیں ہؤا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے وہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا۔ رحیمن قدرت اللہ کو لکھ دے کہ تمہارے اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکو گے کیا وہ اولاد ان چار لڑکیوں پر ختم ہو گئی۔ ان آخری چیخوں کے وقت مجھے ایسا محسوس ہؤا کہ کسی نے میرے جسم کے اندر سینکڑوں انجکشن کر دیئے اور مجھے دیر تک غنودگی نہیں ہوئی۔ اور دن میں میں نے دو تین مرتبہ جَو کا پانی پیا۔ اور وہ ہضم ہو گیا اور خون جو آتا تھا بند ہو گیا۔ پھر شام کو ساگو دانہ کھایا۔ اگلی صبح کھچڑی کھائی مرض کافور ہو گئی ایک ہفتہ کے اندر بیٹھا کے اندر میں نے سہارا لے کر چلنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ

خدا تعالیٰ نے صحت دی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نو بچے عطا فرمائے۔
۶۶ - اللہ تعالیٰ کا عجیب فضل اور کرم ہوا کہ انہی دنوں جبکہ اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے لئے تیاری ہو رہی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے پاس کچھ ڈاک ایک عرصہ سے بے پڑھی یا قابل کارروائی پڑی ہوئی تھی۔ اسے پڑھکر ضروری کارروائی کرنے کے لئے حضور نے یہ ڈاک مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حوالے کی جس میں بعض خطوط میرے متعلق یا میرے لکھے ہوئے ملے ہیں جو قابلِ اشاعت ہیں لہٰذا ان کو بھی درج کیا جاتا ہے۔
جیسا کہ میں نے پہلے ایڈیشن میں ص۲۷ پر ذکر کیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مجھے اپنے خاندان کی اراضی کو ورثاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حصہ شرعی کے مطابق تقسیم کرنے کے لئے تجویز پیش کرنے کے لئے فرمایا اس پر میں نے ۵۹ پرچیوں پر کھتونی نمبر درج کر کے رقبہ تعلقہ لکھا۔ تاکہ تقسیم زمین میں ان پرچیوں سے فائدہ اٹھا کر تجویز پیش کر سکوں یہ سب پرچیاں بھی اس ڈاک میں ملیں جو میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور جس کاغذ میں لپیٹ کر میں نے حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں بھجوائی تھیں۔ اس پر میرے دستخطوں سے یہ درج ہے کہ "۵۹ نمبر ۱۶-۲۶۵ کنال بشمول سابقہ کل ۱۱-۸۲-۴ کنال"۔ اس کی تفصیل یوں ہے

قادیان کی زمین

۱۳۷۹	۱۲ — ۳	۱۶۲۴	۱۵ — ۲
۱۸۵۳	۱۸ — ۸	۲۰۰۷	۸ — ۰
۲۲	۱۶ — ۱۱	۱۷۴۳	۱۲ — ۱۰
۱۳۸۰	۱۲ — ۲	[illegible]۶۰	۱۷ — ۰
۱۳۹۷	۱۰ — ۱	۱۹۲۶	۰ — ۱
۱۰۷۲	۲ — ۷	۱۹۲۳	۱۰ — ۵
۱۵۳۰	۰ — ۵	۱۸۷۰	۳ — ۴

١٦٥٣	٤	١
١٨٧٥	٠	١
١٩٣٥	٣	٢
١٨٢٦	١٠	١
١٨١٨	١٠	٦
١٩١٤	١٧	٤
١٩٢٧	١٩	١
٦٣٦	٠٥	١
١٧٨٣	١٢	٣
١٧٨٢	٠٩	٥
١٧٨١	١٠	٤
١٧٧٤	٠٥	٣
١٧٥٤	١٣	٤
١٠٨٥	١٣	١٤
١٠٩٨	٠١	٦
١٠٨٣	١٦	١٢
١٠٨٢	٠٥	٤
١٨٤٣	١١	١
١٨١١	٠٨	٤
١٨٠٥	١٩	٧
١٨٣٤	٠	٣
١٨١٠	٩	٤
١٨٣٨	٨	٢

١٨٥٥	٨	٣
١٨٥٠	٦	٤
١٨٦٠	٢	٥
١٨٦٢	٥	٢
١٩٢٨	١٨	٥
١٩٢٠	٧	٥
١٩٣١	١٥	٥
١٩٧٠	٠١	١
١١٧٩	١٥	٠
١٣٠٩	١٣	٤
١٣٨٦	١٥	١
١٠٢٣	٠٤	٣
١٠٧٠	١٣	٧
١٨٤٥	٠٥	٣
٦٩٠	٠١	٢
١٣٩١	٠٠	٥
٦٨٥	١٦	٢
١٣٩٦	١٥	١
١٢٥٨	١٢	٠
١٩٣٦	١٠	٧
٩٧٨ ش	١٥	١٦
١٩٨٧	١٣	٣

(نوٹ از قلم خاکسار قدرت اللہ سنوری)

۵۹ نمبر ۱۶ ـــــ ۲۶۵ کنال

بشمول سابقہ کل ۱۱ ـــــ ۴۸۲

۶۷ - قادیان کے قیام میں مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی جائداد کی تقسیم کے لئے اعلیٰ اور ادنیٰ زمین کو ملحوظ رکھ کر حصے تجویز کیا کرتا تھا - جس کی تفصیل پہلے آچکی ہے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بھی ملاحظہ فرمایا کرتے تھے اس دوران میں آپ نے مجھ سے ذکر کیا کہ جب تم مقدمے سے فارغ ہو جاؤ تو پھر تمہیں ریاست میں ملازمت کی ضرورت نہیں - مَیں نے نواب صاحب سے مشورہ کر لیا ہے - آپ کو مالیر کوٹلہ والے نواب صاحب کا کام کرنا ہوگا - اس دوران میں مخدومی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی چٹھی آئی تھی کہ مَیں جس سردار فیملی کا ڈاکٹر ہوں - ان کو آپ کی ضرورت ہے آپ حضرت صاحب سے اجازت لے کر آجائیں - وہ آپ کی مقدمہ میں بھی امداد کریں گے - مَیں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ میرے نام خط آیا ہے حضور نے فرمایا یہ بہت اچھا ہے ایک تو ابھی مقدمہ دائر ہے اور ابھی آپ فارغ بھی نہیں دوسرے نواب صاحب کے کام کے واسطے ہمارے پاس احمدی بہت ہیں ہم ان کو لگا سکتے ہیں - آپ وہاں کام کریں ان کو تبلیغ بھی کرتے جاویں اور فرمایا یہ مت خیال کرنا کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو ان کی اولاد ہوگی یا ان کی اولاد کی اولاد ہوگی - یہ تخم جو آپ کے ذریعہ بویا گیا - یہ ضائع نہ جائے گا - چنانچہ مَیں نے جا کر ملازمت کر لی - ملازمت کے دوران میں مقدمہ کے کام میں بھی آسانی ہو گئی کئی سال تک مقدمہ لمبا ہوتا گیا - آخر کار ایک مجسٹریٹ نے مقدمہ میرے حق میں کر دیا - اور مجھے بری کر دیا گیا - شام کے ۴ بجے کے قریب فیصلہ سنایا گیا تھا - مَیں مغرب کے بعد مجسٹریٹ صاحب کی کوٹھی پر گیا - اطلاع کرانے پر وہ مردانے مکان میں تشریف لائے - مَیں نے ان کا شکریہ ادا کیا - انہوں نے مجھ سے فرمایا - میری طبیعت میں یہ اثر ہے کہ مَیں ہمیشہ یہ سمجھتا ہوں کہ جس ملزم پر کوئی مقدمہ دائر ہے اگر شہادت پر پورا ثبوت نہیں پہنچا - یا یہ کہ اس پر الزام ہی غلط تھا - تب بھی مَیں یہ سمجھتا تھا کہ اس کا کوئی اور قصور ضرور ہے - اس واسطے مَیں کچھ نہ کچھ سزا ضرور دیدیتا - لیکن میری ساری ملازمت

کے دوران میں ایک ہی مقدمہ آپ کا ایسا آیا کہ جب آپ میری عدالت میں پیش ہوتے تھے تو میں آپ کا چہرہ دیکھ کر یہ خیال کرتا تھا کہ یہ شخص بالکل بے قصور ہے۔ بعد میں خدا کے فضل سے یہ مجسٹریٹ صاحب ترقی کرتے کرتے وزارت کے عہدے پر پہنچے اور پنشن لے کر اب تک زندہ ہیں۔

میں نے کمشنر صاحب کے دفتر میں درخواست دی کہ چونکہ میں مقدمہ فوجداری سے بری ہو چکا ہوں اس لئے .D.C کا فیصلہ منسوخ کر کے مجھے اپنی ملازمت پر بحال فرمایا جاوے کمشنر صاحب نے مجھے بحال کر دیا۔ اور میں نے تحصیل میں جا کر حاضری کی درخواست پیش کر دی جو دفتر قانونگو میرے خلاف تھا وہی دفتر میں موجود تھا۔ عرض کیا چچا صاحب میں اپنے مقدمہ میں بحال ہو گیا ہوں تو دفتر قانونگو صاحب نے فرمایا۔ تمہارے نزدیک تمہارے خلیفہ صاحب کا معجزہ ثابت ہو گیا۔ وہ یہ کہ جتنے ملازمین نے شہادتیں دی تھیں وہ آج تبدیل ہو کر دوسرے اضلاع میں چلے گئے ہیں اور تم آج بحال ہو کر آ گئے ہو۔

۸ ب۔ ۱۹۱۴ء کا واقعہ ہے میں تحصیل دفتر قانونگو کا کام کر رہا تھا۔ مستقل دفتر قانونگو صاحب جو مسلمان کہلاتے تھے اور وہ مدرسہ پٹواریاں میں لگے ہوئے تھے ۴/۳ گرداور قانونگو اور ۴/۵ پٹواریان ان کے ہمراہ تھے۔ وہ میرے کمرے کے باہر دروازہ پر کھڑے ہو گئے میں فرش پر گاؤ تکیہ لگائے کام کر رہا تھا۔ دفتر قانونگو صاحب نے اپنے ساتھیوں کو بڑے زور سے کہا تا کہ میں بھی سن لوں۔ کہ کمشنر صاحب دورے پر آئے ہوئے ہیں انہوں نے رات مجھے بلایا تھا اس مجلس میں .D.C اور سپرنٹنڈنٹ اور کئی افسر موجود تھے شراب کا دور شروع ہوا کمشنر صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے گلاس مجھے دیا اور میں نے ان کا جامِ صحت نوش کیا!! ان کا سنانے کا مطلب یہ تھا کہ میں اس قدر معزز ہوں کہ کمشنر صاحب نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ مجھے بھی غصہ آ گیا۔ میں نے لفافہ ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو کر کہا۔ یہ دیکھئے میرے پاس لفافہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے آیا ہے اور آپ کے دستِ مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "مکرمی محترمی قدرت اللہ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ اپنے علاقے کی جماعتوں کی نگرانی کریں" آپ بتائیں کمشنر صاحب کا جامِ صحت اچھا ہے یا خلیفۂ وقت کا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اچھا ہے؟

۶۹- مَیں نے ملازمت پر بحال ہو کر ایک مہینہ کام کیا چونکہ مَیں یہ ذکر پہلے کر چکا ہوں کہ مَیں ایک رئیس کا منیجر ہو گیا تھا۔ ایک مہینہ کام کرنے کے بعد دو سال کی رخصت لے کر چلا گیا دو سال ختم ہونے پر پھر ایک مہینہ کام کیا۔ اور دو سال کی درخواست پیش کر دی (وہ رخصت بھی ختم ہونے کے قریب تھی) مَیں نے حضور کی خدمت میں لکھا۔ کہ یہ رئیس معاملے میں حکومت کے خلاف ہیں۔ چونکہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر حضور مناسب خیال فرماویں تو مَیں اپنی ملازمت پر پیش ہو جاؤں۔ حضور نے جواباً ارشاد فرمایا۔ آپ ان کی ملازمت ترک کر دیں۔ اور سرکاری ملازمت سے بھی استعفاء دے دیں۔ اللہ تعالٰے بہتر سامان کر یگا۔ سردار صاحب نے بہت اصرار کیا لیکن میرے اصرار پر یہ حکم دیا کہ دو مہینے کی رخصت منظور کر لیتا ہوں۔ اور دو ماہ کی تنخواہ پیشگی دے دیتا ہوں۔ دو مہینہ میں آپ کا غصّہ فرو ہو جائے گا معلوم ہوتا ہے کسی بات پر غصّے ہو گئے ہیں۔ چونکہ تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ ایک واقعہ پیش آیا تھا وہ یہ تھا کہ مَیں دہلی ان کے کام پر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر جمعدار باغ نے بتایا کہ سردار صاحب کے صاحبزادے میرے پاس باغ میں آئے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ مولوی صاحب والے سنگترے سے ہمیں سنگترے توڑ دو۔ مَیں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں کہ مولوی صاحب والے سنگترے کونسے ہیں۔ یہ تو باغ سردار صاحب کا ہے انہوں نے کہا کہ جس سنگترے سے سنگترے توڑ کر مولوی صاحب نے گھر بھجوائے ہیں اس سے توڑ کر دو۔ مَیں نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ کو کس نے بتایا ہے انہوں نے ایک ملازم کا نام لیا۔ جو سردار صاحب کے ہاں بچپن سے ملازم چلا آرہا تھا۔ اور سردار صاحب کے پرائیویٹ کاموں کا مدار المہام تھا۔ مجھے اس سے تکلیف ہوئی۔ مَیں نے استعفاء لکھ کر سردار صاحب کے پاس کوٹھی بھجوا دیا۔ سردار صاحب فوراً تشریف لے آئے اور مجھ سے دریافت کیا۔ کیا معاملہ ہے؟ مَیں نے جمعدار باغ کو بلا کر پیش کر دیا سارا واقعہ سنکر سردار صاحب نے اس ملازم کو بلایا اور کہا تم نے ایسی نازیبا حرکت کیوں کی ہے؟ مَیں تم پر رحم کرتا ہوں کہ تمہیں بدنی سزا نہیں دیتا اور تم کو موقوف کرتا ہوں میری کوٹھی سے چلے جاؤ۔ مَیں نے اس ملازم کو کہا ٹھہر جاؤ مَیں تم کو معافی لے دوں گا۔ مَیں شام کو ہی سردار صاحب کے پاس گیا اور معافی کے لئے کہا انہوں نے انکار کر دیا۔ مَیں نے دوبارہ عرض کیا انہوں نے

پھر انکار کیا۔ میں نے عرض کیا اتنے پرانے ملازم کو ایک قصور پر ہٹا دیتے ہیں۔ میں تو تھوڑے عرصہ کا ملازم ہوں۔ معلوم نہیں کتنے قصور ہوئے ہیں نہ معلوم پھر میرا کیا حشر ہوگا۔ یہ بات سنکر ہنس پڑے اور فرمایا اچھا معاف کیا۔ اب جو میں نے استعفاء پیش کیا تو انہوں نے سمجھا کوئی پرانی بات نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے دو ماہ کی چھٹی دے دی اور سرکاری ملازمت سے میں نے اسی وقت استعفاء بھیج دیا تھا جو منظور ہو گیا۔ مجھے حیرانی تھی کہ دونوں جگہ کی سروس گئی۔ میں جب اسٹیشن پر پہنچا تو وہاں ایک ملازم کوٹھی کا جو ایک مہینہ کی رخصت پر تھا ابھی رات حاضر ہوا تھا۔ میرے پاس آگیا۔ میں نے دریافت کیا کہ تم رات تو آئے تھے اب واپس کیوں آگئے مع بستر کے؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے ملازمت ترک کر دی اس واسطے میں اب یہاں نہیں رہتا۔ میں بھی چلا آیا۔ میں نے کہا تم تو کوٹھی کے پرائیویٹ ملازم تھے۔ میں تو جائداد کے مقدمات پر ملازم تھا۔ میرے ساتھ آپ کا کچھ تعلق نہیں اس کا نام منگل سنگھ تھا۔ اس نے کہا میں اپنے گھر جا رہا ہوں اب کوئی اور ملازمت کروں گا میں نے پھر اپنے ٹکٹ کے ساتھ اس کا ٹکٹ بھی پٹیالے کا منگوا لیا۔ اور کہا اگر تم میری وجہ سے ملازمت چھوڑ کر آ رہے ہو تو آؤ میرے ساتھ۔ خدا جو میرے ساتھ سلوک کرے گا۔ وہی تمہارے ساتھ بھی ہو جائے گا۔ ہم دونوں پٹیالہ اسٹیشن سے اتر کر ٹانگہ لے کر سنور کو جا رہے تھے ٹانگہ شہر کے بازاریں سے گذر رہا تھا۔ سامنے سے ایک رئیس اپنی بگھی پر سوار ہو کر آ رہے تھے انہوں نے ہمیں دیکھکر بگھی کھڑی کر دی۔ اور فرمایا کہ سامان ٹانگہ سے بگھی میں رکھ لیں۔ میں نے آپ سے بات کرنی ہے۔ میں بگھی کے ذریعہ آپ کو اور آپ کے سامان کو سنور پہنچا دوں گا۔ شہر میں انہوں نے کچھ کام کیا اور واپس اپنی کوٹھی پر آ گئے۔ پٹیالے سے سنور چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور ان کی کوٹھی جو سنور کو سڑک جاتی تھی اس پر ایک میل پر تھی کوٹھی پر جا کر دریافت کیا کہ آپ کیسے وہاں سے تشریف لائے ہیں میں نے کہا ۲ مہینے کی رخصت پر آیا ہوں وہ آدمی جو میرے ساتھ تھا اس نے کہا کہ نہیں ہم فارغ ہو کر آئے ہیں۔ سردار صاحب نے فرمایا۔ اچھا دو مہینہ ہمارا کام کر دیں۔ میں نے کہا اچھا دیکھا جائے گا۔ انہوں نے پوچھا یہ آدمی آپ کے ساتھ کیوں آیا ہے یہ وہاں کوٹھی میں ملازم تھا۔ میں نے کہا کہ جب میں آنے لگا تو اس نے بیوقوفی سے ملازمت

چھوڑ دی۔ کہ میں یہاں نہیں رہتا۔ میں تو اب واپس اپنے گھر جاؤں گا۔ پوچھا اس کو وہاں کیا تنخواہ ملتی تھی۔ انہوں نے فرمایا ہمارے کئی دیہات ہیں جہاں تم جانا چاہتے ہو جاؤ۔ اور تم کو ۲۰ روپے تنخواہ اور رسد دیں گے اور دودھ کا انتظام کر دیں گے اس نے جس گاؤں کا نام لیا۔ انہوں نے اسی جگہ اسے بھجدیا اور اس کو کہدیا کہ جو آدمی وہاں کام کر رہا ہے اس سے چارج لے لو اور اس کو پٹیالے بھجدو اور کرایہ وغیرہ دے کر اس کو کہہ دیا۔ کہ رات کی گاڑی پر چلے جاؤ اور مجھے اپنی بگھی پر سٹور بھجوا دیا۔ اگلے دن صبح ہی سردار صاحب بگھی پر سوار ہو کر میرے مکان پر پہنچے اور مجھے ساتھ بٹھا کر پٹیالے شہر لے گئے تحصیل کی کچہری میں جا کر دس روپے کا اسٹام خرید کر اپنی ساری جائیداد کا مینجر بنا دیا۔ جس کو رہن یا بیع کے سب اختیارات تھے بطور رجسٹری کے عدالت سے تصدیق کرا دیا۔ اس دن ۲۵ تاریخ تھی اور اس ماہ اور دو ماہ کی تنخواہ سابق سردار صاحب نے مجھے دی تھی۔ اور سابقہ تنخواہ سے دوگنی تنخواہ مقرر فرمائی۔

نوٹ :۔ حضور کے حکم کا یہ نتیجہ نکلا کہ فوری طور پر مجھے دوگنی تگنی تنخواہ مل گئی۔

۶۹۔ جن رئیسوں کے پاس میری ملازمت رہی۔ میں ان کو تبلیغ کرتا تھا۔ اور یہ بتاتا تھا کہ آپ کی دعائیں خدا قبول کرتا ہے وہ بعض اوقات کسی مشکل میں ہوتے تو کہتے اچھا خط لکھو دعا کے واسطے۔ چنانچہ خط لکھا جاتا۔ اور خدا کے فضل سے کامیابی ہوتی۔ اس سے یہ اُن پر اثر ہو جاتا تھا کہ وہ بذاتِ خود حضرت صاحب کی خدمت میں سردیوں میں قادیان اور گرمیوں میں جس پہاڑ پر آپ ہوتے وہاں جا کر ملتے تھے۔ ان سردار صاحب نے جن کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے انہوں نے مجھے اپنا ایک خواب سنایا کہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں گیا ہوں ملاقات کے دوران میں آپ نے مجھے دعوت دی جس کو میں نے منظور کر لیا۔ جس وقت کھانا میرے پاس آیا۔ اس وقت اس میں بہت سے کھانے تھے۔ اس کی تعبیر دریافت کرو۔ میں نے حضور کی خدمت میں لکھ دیا۔ حضور نے جواب میں فرمایا۔ مولوی صاحب آپ کے لئے دعا کراتے رہتے ہیں اور میں دعا کرتا ہوں۔ اس خواب کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو میری دعا سے مالی فراخی ملے گی۔

۷۰۔ ایک دفعہ میں اور سردار صاحب لاہور کسی کام کی غرض سے آئے! لاہور سے واپسی پر ہم امرتسر آئے۔ امرتسر سے جالندھر آئے اور جالندھر سے ہم قادیان حضرت صاحب کو ملنے آئے

وہاں پر حضور نے سردار صاحب سے کہا کہ آپ کا کھانا کہاں پکوایا جائے انہوں نے عرض کیا کہ میں تو مولوی صاحب کا جوٹھا کھالیتا ہوں۔ مجھے پرہیز نہیں ہے۔ پھر حضور نے جو کھانے تیار کرائے وہ تمام کے تمام وہی تھے جو سردار صاحب کو خواب میں دکھائے گئے تھے چنانچہ سردار صاحب نے عرض کیا کہ حضور کی یادداشت بڑی اچھی ہے اتنا عرصہ ہوا خط لکھے کو لیکن آپ کو ابھی تک یاد ہے۔ سردار صاحب کی سردارنی بیمار تھیں علاج کے لئے کسولی لے جایا گیا۔ میں اور سردار صاحب بھی وہاں گئے ہوئے تھے رات کو جب سردار صاحب زنانے سے میرے پاس آئے تو وہ نہایت مغموم تھے میں نے دریافت کیا کہ سردار صاحب کیا بات ہے آپ پریشان کیوں ہیں۔ انہوں نے بتایا کوئی بات نہیں۔ میں نے کہا نہیں نہیں بتادیں آپ۔ کیا بات ہے انہوں نے بتایا۔ مہاراجہ صاحب شملہ کی طرف گئے ہوئے ہیں اور کل دو بجے ان کی سپیشل ٹرین آوے گی انبالے چھاؤنی۔ انبالہ چھاؤنی سے سیدھے بمبئی کی طرف ہو کر ولایت جارہے ہیں۔ ان کا سفر لمبا ہے۔ کئی مہینے میں واپس آویں گے پرائیویٹ سیکرٹری مجھ سے کچھ ناراض ہیں وہ بعد میں مجھے سختی سے حاضر رکھیں گے۔ ایک تو میری بیوی بیمار ہے مجھے ان کی خبرگیری کرنی پڑتی ہے دوسرے جائیداد کے کاموں میں مجھے آپ کے ساتھ حصہ لینا پڑتا ہے۔ میں نے عرض کیا اس کا علاج تو ابھی کر دیتا ہوں آپ ایک لفافہ کاغذ قلم لادیں میں حضرت صاحب کو خط لکھ دیتا ہوں۔ وہ یہ سنکر ہنس پڑے کہا بڑی اچھی تجویز ہے خط تو ۳ دن میں قادیان پہنچے گا اور مہاراج کل چلے جاویں گے اس خط کا کیا فائدہ ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ میں اس بات کا تجربہ ہے کہ بعض اوقات خط لکھ کر ڈالا گیا۔ اور اس کا جواب آیا لیکن وہ خط جس تاریخ کو پہنچا تھا اس تاریخ کو جواب ہمارے پاس آگیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے خط کا علم آپ کو دے دیا۔ آپ نے اس کا جواب لکھ دیا۔ اور وہ ہمیں مل گیا۔ آپ تجربہ کرلیں آپ لفافہ لائیں۔ ابھی ڈاک میں ڈال دیں اور کل اس کا اثر دیکھ لیں۔ ہم انبالہ چھاؤنی چلیں گے۔ آپ مہاراج سے رخصت لے لیں خدا نے چاہا تو منظور ہو جاوے گی انہوں نے لفافہ لاکر دیا اور میں نے لیٹر بکس میں ڈال دیا۔ صبح ناشتہ کھا کے ہم موٹر کے ذریعہ انبالہ پہنچ گئے تھوڑی دیر کے بعد میں نے عرض کیا کہ میں شہر تھوڑی دیر کے لئے جانا چاہتا ہوں انہوں نے کہا

کیا کام ہے۔ مَیں نے کہا کام پھر عرض کروں گا۔ مَیں جلدی واپس آجاؤں گا۔ آپ گھبرائیں نہیں انہوں نے بادلِ ناخواستہ مجھے اجازت دے دی۔ مَیں تانگہ لے کر بازار گیا۔ وہاں جاکر دریافت کیا کہ یہاں پر چنبیلی کا ہار ملے گا۔ دوکانداروں نے بتایا کہ وہ شام کے پانچ بجے چوک میں بیٹھتے ہیں اور یہاں سے ہی لوگ خریدتے ہیں۔ مَیں نے کہا وہ کس باغ سے پھول لیکر آتے ہیں انھوں نے ۲-۳ باغوں کا پتہ بتایا۔ معلوم نہیں کس سے ملیں گے مَیں تانگہ لیکر تلاش میں گیا وہ مل گئے۔ ایک پیسہ کا ہار فروخت کرتے تھے مَیں نے کہا کہ ایک آنے والے سولہ ہار بنا کر لاؤ۔ انہوں نے بڑی خوشی سے تمام نے مل کر ہار بنا کر مجھے دے دیئے۔ مَیں نے بارہ ہار اپنے اوور کوٹ کی جیبوں میں ڈال لیئے۔ اور چار ہار علیحدہ رومال میں لپیٹ لئے۔ تانگہ میں سوار ہو کر اسٹیشن پر آگیا اور وہ ہار سردار صاحب کے پیش کئے اور عرض کیا۔ کہ مہاراج اور رانی صاحبہ اور دو بچے ولایت جا رہے ہیں یہ چاروں ہار ان کے گلے میں ڈال دیئے جاویں سردار صاحب نہایت ہی خوش ہوئے اور مَیں نے عرض کر دیا کہ جب آپ گلے میں ہار ڈالیں گے تو اس وقت چھٹی کی درخواست پیش کر دیں۔

سردار صاحب وہ ہار لے کر پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ پٹیالے سے سب وزراء اور محکمہ فوج اور محکمہ نہر اور پولیس کے افسران آئے ہوئے تھے اور بہت ہجوم تھا۔ اس وقت یہ نئی بات تھی کہ ان کے ہاتھ میں ہار تھے۔ اور کسی اہلکار کے پاس ہار نہیں تھے۔ ان میں سے کئی افسروں نے ہار مانگے اور کہا کہ آپ ایک ہار ڈال لیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ چیف جسٹس اور چیف انجینئر وہ میرے زیادہ واقف تھے وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ اپنے سردار صاحب سے ایک ہار ہمیں دلا دیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ مَیں ہار کا انتظام کر دیتا ہوں لیکن آپ مجھ سے ہار لے کر اپنی جیب میں ڈال لیں۔ ورنہ سردار صاحب مجھ سے ناراض ہونگے کہ آپ نے ہار دیئے ہیں۔ انھوں نے وہ ہار لیکر ۔۔۔۔۔۔۔ فرمایا عمر قید اور پھانسی کے مقدمات میری منظوری سے ہوتے ہیں جہاں آپ سفارش کریں گے مَیں ان سے رحم کی درخواست پر سرکار سے منظوری کرا دوں گا۔

چیف انجینئر صاحب نے فرمایا جس گاؤں کے لئے جتنا پانی آپ کو درکار ہوگا مَیں دونگا

ان کے باہر جانے سے دوسرے اہلکاروں کو پتہ چل گیا - اور اس طرح بارہ ہار دہاں اہلکاروں کو دیدیئے اس کا اثر یہ ہوُا - کہ بعد میں وہ افسر میری بہت عزت کرتے تھے جب ان سے کوئی کام پڑتا فوراً کر دیتے۔ سپیشل آئی ہجوم بہت تھا اور کھڑکی کے ساتھ دھکا پڑتا تھا - لوگ دور سے سلام کرکے گذر جاتے سردار صاحب کے ہاتھ میں چونکہ ہار تھے مَیں نے اور دو آدمیوں نے ملکر سردار صاحب کو کھڑکی تک پہنچا دیا - انہوں نے ہار گلے میں ڈال کر عرض کیا کہ میری بیوی بیمار ہے اور کئی جائیداد کے کام ہیں سرکار مجھے اپنی واپسی تک کی رخصت دی جائے - مہاراجہ صاحب نے پرائیویٹ سیکرٹری کو آواز دی - رفیق! رفیق!! پرائیویٹ سیکرٹری آگے بڑھے مہاراجہ صاحب نے کھڑکی سے ہاتھ سردار صاحب کی طرف بڑھایا اور پرائیویٹ سیکرٹری کو فرمایا This man is my boy مَیں نے واپسی تک کی رخصت منظور کی ہے - سردار صاحب نہایت خوشی سے واپس آگئے -

۱۷ - ایک دفعہ سردار صاحب اور مَیں نے شملہ کے علاقہ میں ایک کام کیلئے جانا تھا - انبالے چھاؤنی پہنچے اور کالکا کو روانہ ہوئے جہاں آجکل چنڈی گڑھ آباد ہے اس کے قریب ایک مغلیہ خاندان کا وقف کا باغ آم خاص کے نام سے مشہور ہے اس نام کے دو اَور باغ مشہور ہیں - ایک سرہند میں اور ایک لاہور میں - موٹر ابھی باغ سے ۳ میل پیچھے تھی کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی مَیں نے عرض کیا کہ موٹر کھڑی کریں مجھے پیشاب کی حاجت ہے انہوں نے کہا باغ قریب ہے وہاں ٹھہریں گے پیشاب کر لینا - مَیں نے عرض کیا نہیں نہیں ٹھہرائیں - مَیں نے غصہ کے لہجے میں کہا کہ ابھی موٹر کھڑی کر دیں - میرے اس کہنے پر چونکہ وہ ڈرائیور کے پاس آگے بیٹھے ہوئے تھے اور مَیں پیچھے بیٹھا ہوُا تھا - انہوں نے سمجھا کہ یہ ڈرائیور کے پاس سے ہاتھ گذار کر خود موٹر کھڑی کرنا چاہتے ہیں اور ڈرائیور کے سر کی جانب ہاتھ بڑھایا - ان کی طرف ہاتھ کرنا ہی تھا کہ زور سے کھڑکا ہوُا - دیکھا تو ٹائر پھٹ گیا - موٹر کھڑی ہوگئی موٹر ایسی جگہ کھڑی ہوئی جہاں پانی کا چشمہ تھا مَیں نے اُتر کر پیشاب کیا - اور اشراق کے نفل ادا کئے اس عرصہ میں انہوں نے سٹپنی اُتار کر بدل لی - مَیں فارغ ہو کر آیا - دونوں نے ہاتھ جوڑ کر فرمایا - ٹائر پر ہی خیریت گذر گئی کہیں خاندان کو نہ غرق کر دیں - مَیں آئندہ وعدہ کرتا ہوں - کہ مَیں ہمیشہ

آپ کے ساتھ عزت سے پیش آؤں گا۔

۷۲۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں جب میں ناصر آباد میں کام کر رہا تھا۔ اس وقت ساری مذہبی پارٹیاں ہمارے خلاف ہو گئیں، اور پھر حکومت بھی خلاف ہو گئی اس وقت برخوردار مسعود احمد بھی لاہور میں کام کرتا تھا۔ اکبری منڈی میں دکان تھی۔ آسٹریلیا بلڈنگ میں ۷۰ روپے ماہوار پر نچلا حصہ کرایہ پر تھا۔ اس مکان کے مالک آسٹریلین بلڈنگ والے خاندان کے ممبر تھے میں چونکہ اس وقت سندھ میں تھا ناصر آباد کا مینجر لگا ہوا۔ میں نے خواب میں مسعود احمد کو دیکھا جو کہ نہایت پریشان حالت میں تھا اور کہتا تھا کہ ابا جان آج ہم مہاجر بن گئے اس وقت دکان کا قرضہ دو لاکھ بازار کے ذمہ تھا اور گودام میں جو مکان کے ساتھ تھا ۷۰ ہزار کا مال پڑا ہوا تھا اس نے کہا آج ہمارے پاس کچھ نہیں رہا۔ آج مہاجر ہو گئے اس خواب کے ذریعہ مجھے پریشانی ہوئی۔ میں نے صدقہ بھی دیا۔ اور دعا بھی کی اور مسعود احمد کو خط لکھا کہ تمہارے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہونے کی امید تو نہیں ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ میں نے اس غرض سے دریافت کیا تھا کہ اگر پیدا ہونے والی لڑکی ہو تو چونکہ لڑکی جہیز میں کچھ لے جاتی ہے میں نے سمجھا کہ یہ خواب اس طرح بھی پورا ہو سکتا ہے۔ جب اس نے مجھے یہ جواب دے دیا۔ ادھر خطرات بڑھ رہے تھے میں نے دعائیں شروع کر رکھی تھیں۔ چنانچہ مارکیٹ میں جو دکان تھی خطرہ پیدا ہوا کہ لوٹ لی جاوے گی تو مسعود احمد صاحب اپنے کھاتہ جات کو گھر لے آئے اور دکان بند کر دی ان کا دکان پر آنا جانا بھی بند ہو گیا دکان کو ابھی ۲ دن بند ہوئے ہوئے تھے۔ کہ شریروں نے دکان کے تالے توڑ کر جلا دی اور سمجھا کہ بازار میں جو حساب کتاب تھے وہ کاپیاں حساب کی بھی جل گئی ہوں گی اور وہ بھی نہیں لے سکے گا مکان پر یہ حالت ہو گئی کہ جرنیلی سڑک سے فٹ پاتھ کے قریب کوچے میں دروازہ تھا دن میں دو دو تین دفعہ ہزار ہزار آدمی سڑک پر پہنچ کر گالیاں دیتے تھے لیکن کوچے کا دروازہ نہیں توڑتے تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ اندر صرف دو آدمی ہیں اور ان کے پاس اسلحہ ہے جتنے کارتوس ہوں گے اتنے تو یہ مار سکتے ہیں نکلنے کے بعد پھر ان کو قابو کیا جا سکتا ہے جب یہ حالت ہو گئی تو مسعود احمد نے اپنی بیوی سے یہ بات کہی کہ مالک مکان کی بیوی سے یہ بات جا کر کہو کہ ہمارا ستر ہزار کا مال آپ کے

مکان میں پڑا ہے۔ ہم یہ سب سامان آپ کے سپرد کرتے ہیں براہِ مہربانی اپنی موٹر میں پولیس لائن تک پہنچادیں ان کی بیوی نے اپنے خاوند سے جاکر دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جماعت کے سب لوگوں کے لئے تاریخ مقرر ہے اس دن یہ سب قتل ہو جاویں گے۔ میں اپنی ۲۰ ہزار کی موٹر کیسے نرڈ والوں لوگوں سے۔ یہ جواب سُنکر جب وہ واپس آئی اور مسعود احمد کو بتایا۔ تو مسعود احمد صاحب خود مالک مکان کے پاس گئے اور ان سے کہا۔ کہ آپ جو کہتے ہیں ساری جماعت کے لوگ قتل ہو جائیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے اگر آپ مہربانی کرتے تو ہم یہ سب سامان آپ کے پاس چھوڑ کر چلے جاتے۔

مگر انہوں نے پھر بھی حامی نہ بھری۔ یہ واپس اپنے مکان میں آ گئے ایک رات گذری تھی کہ صبح کو قریشی محمد اقبال صاحب لائن افسر موٹر لے کر وہاں پہنچے اور ان کی موٹر کے آگے پیچھے دو مشین گنوں والی موٹریں تھیں اور انہوں نے آکر کہا کہ فوراً جلدی جلدی چلے آؤ مکان کو اسی طرح رہنے دو کوئی سامان زیور کچھ نہیں لیا۔ صرف چار جوڑے کپڑوں کے رکھے اور وہاں سے چلے گئے۔ اور پولیس لائن جاکر مجھے خط لکھدیا کہ آج ہمارے پاس صرف چار جوڑے کپڑوں کے رہ گئے ہیں اللہ تعالےٰ کی حکمتِ کاملہ سے ان کو پولیس لائن میں گئے ابھی دو دن ہی ہوئے تھے کہ مارشل لاء لگ گیا۔ اور فوج نے حکومت سنبھال لی۔ خطرہ کے دُور ہوتے ہی مسعود احمد صاحب واپس اپنے گھر چلے گئے تو سارا سامان بدستور پڑا تھا۔ ۴/۵ روز کے بعد جب بازار میں امن ہو گیا تو ہم نے دکان کھولی جن جن لوگوں کے پاس روپیہ تھا ان سے مطالبہ کیا تو انہوں نے یہی کہا کہ ہمیں بہی کھاتہ دکھاؤ ان کو کہہ دیا گیا کہ آؤ دیکھ لو یہی کھاتہ دیکھ کر لوگ حیران تھے کہ دکان تو ساری جلا دی گئی تھی۔ یہ بہی کھاتہ کہاں پڑا تھا۔

اللہ تعالےٰ نے فضل و کرم سے دکان بھی بچادی مکان بھی جان بھی محفوظ رکھ لی اس واقعہ کا اثر مالک مکان پر ایسا ہوا۔ کہ انھوں نے سلسلہ کی کتابیں دیکھنی شروع کر دیں۔ اور اپنے خاندان کے لوگوں کو احمدی آدمیوں سے ملایا کرتے تھے۔

۳۷ ۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم سے قادیان شریف کی اراضی زرعی کی تقسیم حسب حصص شرعی کرنی شروع کر دی ۱/۸ حضرت ام المؤمنین اور ۷/۸ تینوں بیٹیوں کو بحصہ

برابر تین حصّہ اور سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ۔ حفیظہ بیگم صاحبہ کو بحصّہ برابر۔ ایک حصّہ۔ اس تقسیم کے دوران میں نواب محمد علی خان صاحب مرحوم قادیان میں تھے۔ مالیر کوٹلہ جاتے ہوئے مجھے فرمایا۔ آپ جب واپس سنور جاویں تو لدھیانہ سے براستہ مالیر کوٹلہ جاویں اور مجھے مل کر جاویں۔ لدھیانہ سے براستہ دسوہا اور براستہ راجپورہ ایک ساتھ تھا۔ میں مالیر کوٹلہ گیا اور نواب صاحب سے ملا۔ آپ ظہر اور عصر اور مغرب کی نماز میں تشریف لائے۔ میں نے عشاء کی نماز کے بعد جانا تھا۔ اجازت لے لی۔ جب میں عشاء کے بعد جانے لگا تو آپ کا خادم آیا اور مجھے ایک لفافہ دیا۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب گوڑگاؤں لگے ہوئے تھے وہ میرے ساتھ تھے انہوں نے کہا لفافہ پر پتہ دیکھ لیں۔ میں نے کہا اراضی قادیان شریف کے متعلق کچھ کاغذات ہوں گے مگر جب کھولا تو سب نوٹ تھے انہوں نے فرمایا یہ تو نوٹ ہیں۔ میں نے کہا کہ ایک دفعہ ذکر ہوا تھا پٹیالہ سے سوت کے پلنگ منگوانے کے لئے۔ شاید اس کے واسطے یہ روپیہ ہو۔ مگر جب لفافہ کو کھولا تو اس میں خط تھا جس میں مخدومی حضرت نواب صاحب نے تحریر فرمایا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی ومحترمی میاں قدرت اللہ صاحب۔

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

حقیر رقم پیش کرتا ہوں۔ للہ اس کو قبول فرمالیں ردّ نہ فرمائیں۔

تقسیم اراضی کے وقت جب حصّے بنائے جاتے تو حضرت اُمّ المؤمنینؓ مجھ سے ان کی بابت اچھی طرح دریافت فرماتے کہ یہ رقبہ کیسا ہے اور آبادی سے کس طرف ہے اور جب عرض کیا جاتا تو ہمیشہ کچھ تبدیلی فرماتے کہ مبارکہ بیگم اور حفیظہ بیگم کو یہ نمبر تبدیل کر دو۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور یہ معاملہ پیش ہوتا۔ آپ فرماتے اچھا جس طرح اماں جان فرماتی ہیں کر دو۔

۴۷۔ میں نے اپنے قادیان کے قیام میں چھ دن عصر کے بعد بیت الدعا میں دعا کرنے کی اجازت چاہی۔ حضرت ام المؤمنینؓ اجازت فرما دیتے۔ بعض دفعہ فرماتے اندر جا کر دروازہ بند کر لو۔ جب جانے لگو آواز دے دینا۔ بعض دفعہ فرماتے۔ میں نواب صاحب کے ہاں یا

کسی جگہ جاتی ہوں، آپ دُعا کرنے کے بعد دالان کا دروازہ بند کر کے چلے جائیں۔

اس ضمن میں جو درخواست مَیں نے لکھی تھی وہ ۱۹۶۵ء میں حضور کی پرانی ڈاک میں سے دستیاب ہوئی ہے جس کی نقل درج ذیل ہے :۔

حضرت امامنا سیّدنا و مرشدنا نصرکم اللہ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ گو میری ہر قسم کی کمزوری سدّ راہ ہوتی ہے مگر چونکہ رب العالمین ہر کس و ناکس کی ربوبیت کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے محبوب اس کی صفات کے مظہر ہیں اور ربوبیت کی صفت بھی ان میں بکمال ہوتی ہے وہ امید جرأت دلاتی ہے کہ درخواست کر دیں۔

آج عصر کے بعد یا جو وقت حضرت مناسب خیال فرما دیں کچھ عرصہ کے لئے بیت الدعا میں دُعا کرنے کی اجازت فرما دیں اور دعا فرما دیں کہ خدا تعالےٰ دعا کی توفیق دے اور دعا سکھا دے اور دعا قبول فرما دے۔

چچا صاحب کو تو خدا کے فضل سے حضرت کی خاص خدمت میں رہ کر بہت عرصہ دعائیں کرنے کی توفیق ملتی تھی۔ اب کی دفعہ قادیان آتے ہوئے انہوں نے مجھ کمزور سے وعدہ لیا کہ تم میری جگہ قادیان جاؤ اور جو کام دُعا کا مَیں نے کرنا ہے وہ تم کرنا۔ حضور دعا کریں خدا ان کے ارشاد کی تعمیل کرا دے اور مَیں ان کی حیثیت میں ہی یہاں رہوں۔ خدا کرے حضور کسی خاص وقت میں دعا میرے لئے کر دیں۔ عاجز قدرت اللہ سنوری

کارڈ از قلم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری از جانب اہلیہ خود رحیمن صاحبہ

میری مکرمہ محترمہ والدہ سلامت باشند

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس جگہ ہر طرح خیریت ہے اور خیریت تمہاری نیک مطلوب ہے اس ناچیز غلام کو اور میرے متعلقین کو حضور دعاؤں میں یاد رکھیں۔ میرے میاں نے دربارِ خلافت میں درخواست دی ہے کہ ہم کو ماہِ رمضان میں دارالامان میں رہنے کی اجازت مل جائے امید ہے کہ ضرور منظور ہو گی۔ آپ حسب عادت اس غلام پر کرم فرمائی کر کے چار دیواری میں کوئی مکان منظور فرما دیں۔ اب کے ہمارے ساتھ انشاء اللہ پانچ عورتیں تین آدمی ہوں گے۔ حضور مکان فراخ عطا

فرمادیں۔ حضرت کی خدمت میں دعا کے واسطے عرض اور سلام علیکم۔

عاجزہ رحیمن زوجہ قدرت اللہ سنوری از کھیڑہ تحصیل سرہند ضلع امرگڑھ ریاست پٹیالہ

پتہ۔ بمقام قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

درخانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بخدمت ام المؤمنین مشرف باد

مہر ڈاکخانہ ۱۴ . ۷ . ۱۲ ۱۲؍ جولائی ۱۹۱۴ء

۷۵۔ ایک دفعہ مقدمہ کی تاریخ پر قادیان سے پٹیالہ گیا تھا۔ میری بیوی نے اجازت لیکر بیت الدعا میں دُعا کی۔ جب وہ دعا کرکے نکلی تو حضرت ام المؤمنینؓ نے فرمایا اس قدر گریہ وزاری کی ہے کہ چہرہ اور آنکھوں پر ورم ہے۔ اس نے عرض کیا۔ مقدمہ میں گئے ہیں۔ عرض کیا اماں جان آپ بھی ان کے واسطے دعا کریں فرمایا میں تو اپنے پنجتن کے بجائے چھ تن کے لئے دُعا کرتی ہوں۔ یعنی اپنے پنجتن کے ساتھ چھٹا اس کو ملا کر دعا کرتی ہوں۔

۷۶۔ ایک مقدمہ کے دوران میں آپ نے اعلان کرایا۔ کہ قدرت اللہ صاحب سنوری کا ایک مقدمہ ہے اس کو ہمارے خاندان سے بہت محبت ہے میں سفارش کرتی ہوں کہ احباب جماعت اس کے لئے دعا کریں۔

۷۷۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کے زمانہ میں اور حضرت خلیفہ اوّلؓ کے زمانہ میں جب ہم قادیان آتے تو آپ دار المسیح میں ہمیں جگہ عطا فرماتے صحن الگ ہوتا تھا۔ میری عادت ہوتی۔ جب قادیان آتا۔ سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت ام المؤمنینؓ کو دعوت دیتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے چاہا کہ سارے خاندان کی دعوت ہو۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب حضرت میاں شریف احمد صاحب اور سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے سب آدمیوں کو دعوت دی۔ کھانا کچھ لنگر میں پکوایا۔ زردہ پلاؤ کباب وغیرہ حضرت ام المؤمنین نے اندر تیار کرائے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ گھروں میں کھانا بھیج دیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور حضرت میاں شریف احمد صاحب میرے ساتھ مسجد میں کھانا کھاویں۔ چنانچہ جب کھانا تقسیم ہو چکا تو ہم مسجد میں کھانے کے لئے جمع ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم چاروں کے علاوہ ۱۳ احباب اور بھی مدعو ہیں۔ اماں جان نے فرمایا۔ یہ تمھاری غلطی ہے۔

مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا میں نے گھروں میں کافی کھانا بھیج دیا۔ سوائے زردہ کے باقی کھانا کافی ہے اور زردہ صرف چار پلیٹ کا ہے میں نے کہا صاحبزادگان کے لئے زردہ دے دیں باقی ہم سب دوسرا کھانا کھا لیں گے آپ نے میری اہلیہ سے فرمایا کہ زردہ کے لئے پلیٹیں کرتی جاوے اور اپنے دوپٹہ مبارک کا پلہ دیگچے کے منہ پر ڈال کر جلدی جلدی رکابیوں میں زردہ ڈال دیا۔ پھر دیگچہ کے منہ پر تھال دے دیا جب کھانے سے فارغ ہوئے میری بیوی کو فرمایا۔ دیکھ زردہ کتنا باقی ہے اس نے دیکھا کہ جس قدر پہلے تھا اسی قدر باقی ہے آپ نے فرمایا۔ یہ گھر لے جا۔ اور قدرت اللہ کو کہنا کہ شام اور کل صبح تک کھاوے۔

اس ضمن میں جو چٹھی میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھی تھی۔ جو ۱۹۶۵ء میں پرانی ڈاک حضور سے دستیاب ہوئی ہے وہ درج ذیل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدکم اللہ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ناچیز حقیر غلام کی عرض قابلِ توجہ ہے توجہ فرمادیں۔

(۱) الحمد للہ ایک دن وہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں سے سو کوس کا سفر کر کے ہمارے جیسے غریب انسانوں کے مکان پر قدم رنجہ فرما ہوئے اور کھانا کھایا۔

(۲) چچا صاحب نے دعوتِ ولیمہ نکاح ثانی کے لئے نقدی پیش خدمت بذریعہ منی آرڈر کی حضور نے قبول فرما کر خود دعوت کا اہتمام کرایا اور جواب میں تحریر فرمایا۔ بہت کھانے پکوائے۔ بہت دوستوں کو کھلائے بوجہ آپ کے اخلاص کے کھانے عمدہ پکے۔

۳۔ بوقت پیدائش عزیزی عبدالصمد بہ شرح صدر دعوت دی گئی قبول ہوئی اس کا بھی جواب حضور نے بشرح صدر دیا۔

قصہ مختصر اپنے حقوق جتا کر میں آج دعوت خاندان نبوت اور خاندانِ خلافت اوّل کے لوگوں کی مع اہل و عیال کے کرنا چاہتا ہوں۔ حضور مع عیال کے دعوت منظور فرمائیں تو بعد میں میں

بطور خود سب میاں صاحبان کو مولوی عبد الحی صاحب اور چند ایک حضرت کے پُرانے دوستوں کو دعوت کر دوں گا۔

ام المؤمنین سے ہم نے دریافت کر لیا ہے کھانے کے پکنے کا انتظام لنگر کے باورچی سے میں نے کر لیا وہ کھانا پکا دے گا۔ اور کھانا ام المؤمنین کی خدمت میں اندر پہنچ جائے گا وہاں سے حضور مع خدام کے مسجد مبارک میں شام کا کھانا تناول فرمالیں عورتیں اندر ہی کھائیں گی امید ہے کہ حضور قبول فرما کر اعزاز افزائی فرمائیں گے۔ مجھے از حد شوق ہے۔

دعا کا خواستگار عاجز قدرت اللہ سنوری

۷۸۔ حضرت اماں جان صاحبہؓ کو پٹیالہ کے کمر بند ریشمی بہت پسند تھے میں ہر سال قادیان آتے وقت تار دو تار کمر بند لاتا اور اندر بھجوا دیتا۔ کہ جو آپکو پسند ہوں رکھ لیں۔ آپ صرف تین یا چار کمر بند نکال کر باقی واپس فرما دیتیں۔

۷۹۔ ۱۹۱۴ء میں میں قادیان میں معہ اہلیہ کے آیا تھا اور مکان ارائیوں کی مسجد کے پاس کرایہ پر لے کر رہائش کی تھی۔ میرے گھر میں پیدائش ہونی تھی ایک دن میری اہلیہ صاحبہ نے بوقت ظہر نماز کو جاتے وقت مجھے کہا کہ مجھے تکلیف ہے دُعا کرنا۔ میں نے مسجد میں جا کر مائی کاکو صاحبہ کو کہا کہ آواز دے کر اطلاع دے کر حضرت امّ المؤمنینؓ کو عرض کر دیں۔ کہ وہ میری بیوی کے لئے دعا کریں اسے بچے کی پیدائش کی درد ہیں جب میں نماز سے فارغ ہو کر گھر گیا۔ میری بیوی نے کہا آپ نے حضرت امّ المؤمنینؓ کو کیوں اطلاع دی۔ میں نے کہا دعا کے واسطے عرض کیا تھا۔ وہ تو اس وقت خادمہ کو ہمراہ لے کر یہاں تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں سوگئی تھی جب اُٹھ کر دروازہ کھولا تو فرمایا۔ کہ تم سو رہی ہو اور قدرت اللہ نے مجھے زچگی کی اطلاع دی ہے مجھے فکر ہوا۔ میں خود آئی ہوں مجھے لٹا کر تیل لے کر پیٹ پر مالش کی اور فرمایا ابھی چند دن باقی ہیں۔

۸۰۔ اس بچے کی پیدائش سے چند دن پہلے اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر جاری فرمایا:
"خیر خیر ہے مریم کے رنگ کی لڑکی پیدا ہوگی۔ چونکہ میرے گھر میں اس سے پہلے دو لڑکیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ میرے والدین کو بہت خیال تھا کہ لڑکا پیدا ہو تا ہم دیکھ لیں۔ اسی وجہ سے

ہیں قادیان روانہ کیا تھا کہ بچے کی پیدائش قادیان میں ہو۔ ان تاریخوں کے حساب پر والدہ صاحبہ نے والد صاحب کو عرض کیا تھا آپ پھر قادیان جاویں۔ چنانچہ والد صاحب قادیان آئے ہوئے تھے میں نے عرض کر دیا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ "خیر مہر ہے مریم کے رنگ کی لڑکی پیدا ہوگی۔" والد صاحب سُنکر خاموش سے ہو رہے۔ مگر اگلے روز والد صاحب میری عدم حاضری میں واپس تشریف لے گئے میں نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ والد صاحب اتنی جلدی کیوں چلے گئے اس نے بتایا کہ آپ نے جو خواب سُنایا تھا اس کا ذکر مجھ سے کیا۔ کہ میں لڑکا دیکھنے آیا تھا وہ کہتا ہے کہ مریم کے رنگ کی لڑکی پیدا ہوگی۔ میں نے کہا مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ اس کے بعد اور لڑکی پیدا ہوگی یہ سُنکر فوراً تیاری کر لی اور تشریف لے گئے چند دن کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حمیدہ بیگم ہے اس کے بعد سعیدہ بیگم پیدا ہوئی۔

۸۱- میں قادیان شریف آیا ہوا تھا اور دار المسیح میں ہمیں جگہ ملی ہوئی تھی میری بیوی نے بتلایا کہ آج میں جب حضرت امّ ناصر صاحبہ سے ملنے گئی انہوں نے فرمایا۔ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ بیٹھے ہوئے ہیں اور میں آپ کی رانوں پر سر رکھکر لیٹی ہوئی ہوں۔ تم سامنے سے آئے۔ حضرت صاحب نے پوچھا رحیمن تمہارے کتنی اولاد ہے؟ تم نے کہا حضور چار لڑکیاں ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور دُعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اب لڑکا عطا فرمائے حضور نے دعا فرمائی۔

اگلے روز جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فجر کی نماز پڑھا کر آئے تو میں نے عرض کیا۔ کہ حضور رحیمن کے لئے بھی دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اسے نرینہ اولاد دے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ الحمدللہ اس کے سال پورا بعد اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا۔ جب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں نام کے لئے لکھا آپ نے فرمایا اس کا نام محمود احمد رکھیں تا یہ یاد رہے کہ یہ میری دعا سے پیدا ہوا ہے۔

۸۲- اغلباً ۱۶-۱۹۱۵ء میں میں نے حضور کی خدمت میں قادیان کی رہائش کے شوق میں درخواست کی کہ "حضرت فخر الرسل مصلح موعود ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عرض یہ ہے گو یہ شوق مدت سے دامنگیر ہے۔ مگر

جرأت عرض کرنے کی نہیں ہوئی کیونکہ میں کامل طور پر نہیں سمجھ سکتا کہ کونسا کام میرے لئے مفید ہے حضور مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ کونسا کام میرے لئے مفید ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے حضور کو کامل فراست بخشی ہے میری مثال چھوٹے عمر کے بچے کی ہے۔

پرسوں حضور کی زبانِ مبارک سے نکلا کہ کچھ ٹکڑے۔ ڈھاب میں بھرتی کے قابل ہیں۔ اگر حضور مناسب خیال فرمادیں تو اس نالائق غلام کو یہاں جائے رہائش بنانے کی اجازت دی جائے تو ایک کنال جگہ کا نشان لگانے کے لئے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو ارشاد فرمادیں۔ تاکہ جلد سے جلد بھرتی ڈال دی جائے مکان خواہ پھر آہستہ آہستہ بن جاوے۔ اگر حضور مناسب خیال نہ فرمادیں یا میرے لئے اور جگہ مناسب ہو تو اسی طرح درست ہے اپنے غلام کا خیال رکھیں

عاجز قدرت اللہ احمدی سنوری

۶۳۔ حضرت صاحب کی پرانی میں میرا ایک خط کوئٹہ سے محررہ ۲۸ ۹/۵۱ بھی ملا ہے جو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں تحریر کر کے اپنے آپ کو ہر قسم کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا اس کی نقل درج ذیل ہے۔

سیدی حضرت امیر المومنین فضل عمر فخر رسل ایدکم اللہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہٗ

نہایت ادب سے عرض ہے کہ پاکستان کی سرحدوں پر بھارت کی فوجوں کے جمع ہونے سے جو خطرات پیدا ہو گئے ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے مقدس امام کی حفاظت کے سامانوں سے غافل نہ ہوں اصل محافظ تو اللہ تعالےٰ ہی ہے مگر رعایت اسباب بھی ضروری ہے ان ایام میں جب تک اللہ تعالےٰ امن کے سامان پیدا نہ کر دے میں اپنے وجود کو آنریری خدمات پہرہ یا جو حضور پسند فرمادیں چوکیداری کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اگر حضور ازراہ شفقت منظور فرما کر ثواب کا موقعہ بخشیں تو خاوندی ہوگی۔ میرے اہل وعیال کے لئے دعا فرمادیں اللہ تعالےٰ ان کو صاحب دین و دنیا کرے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ ہر خیر کا وارث فرماوے۔

دعاگو قدرت اللہ سنوری

ناصر آباد اسٹیٹ سندھ میں خدمت کا زمانہ

۸۴ - نومبر ۱۹۶۳ء میں مولوی حبیب الرحمٰن صاحب انور قادیان کی زیارت کے لئے گئے تو عجیب اتفاق ہوا کہ وہاں ان کو کچھ کاغذ ملے جو دفتر ایم-این سنڈیکیٹ کے ناصر آباد کے متعلق تھے اسی طرح سے وہاں میری تقرری اور کارگذاری سے متعلقہ اصل ریکارڈ دستیاب ہوا - یہ بھی محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہوا کہ جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی چٹھیاں میں نے پارٹیشن سے پہلے محفوظ رکھی تھیں اور اس عرصہ میں ضائع ہوگئی تھیں اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا اور کچھ چٹھیوں کی نقول اور بعض اہم کاغذات مل گئے ان کی امداد سے کچھ مزید واقعات محفوظ ہو گئے ہیں جو درج ذیل ہیں - مورخہ ۷ / مارچ ۱۹۳۵ء کو حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کی خدمت میں خاکسار نے چٹھی لکھی جس کی نقل لفظ بلفظ ہذا ہے :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدنا حضرت قمر الانبیاء ایدہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - الحمد للہ - خادم حاضر خدمت ہوگیا ہے اطلاعاً خدمتِ عالی میں عرض ہے -

تحریر ۷ / مارچ ۱۹۳۵ء - خاکسار قدرت اللہ احمدی سنوری

اس پر حضرت میاں صاحب کا نوٹ یہ ہے کہ :- مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب !

السلام علیکم - میاں قدرت اللہ صاحب سنوری کو حضرت صاحب سے ملا دیں ممنون ہونگا

خاکسار مرزا بشیر احمد ۷ / ۳ / ۳۵

اس پر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں اطلاع دی اور پھر حضور نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو خاکسار کے متعلق فرمایا کہ "مجھے تو اس کے متعلق علم نہیں کہ ان کو کیا دینا ہوگا - دوسرے ہدایات بھی کام کے متعلق آپ نے دینا ہیں اس لئے آپ ان کو ہدایات وغیرہ دے دیں اور اخراجات وغیرہ کا فیصلہ کرلیں - بعد میں اگر ضرورت ہوئی تو میں بھی مل لوں گا "

اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضور کی خدمت میں جو رپورٹ خاکسار کے متعلق فرمائی اس کی نقل لف ہذا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کی طرف سے اس تحریر کے پہنچنے سے قبل میں دوسرا خط بھیج چکا تھا بہرحال منشی قدرت اللہ صاحب سنوری سے معلوم ہوا ہے کہ تنخواہ کے متعلق تو حضور کی طرف سے انھیں کہا جا چکا ہے کہ چالیس روپے ماہوار ہوگی۔ سو یہ بات تو طے شدہ ہے باقی حالات میں نے انھیں بتا دیئے ہیں کہ دیرا سر کے علاقہ میں وہ وہاں کے جنرل مینیجر کی عمومی نگرانی کے ماتحت کام کریں گے اور فارم کے انتظام کا جملہ کام ان کی تحویل میں ہوگا۔ فصل کی بوائی۔ مزارعین کا کام۔ فصل کی پرورش اور نگرانی فصل کی کٹائی اور ذخیرہ اور فروخت وغیرہ وغیرہ نیز فارم کی ابتدائی آبادی کے جملہ انتظامات۔ مزارعین کا انتظام یہاں سے کر کے جانے کی ضرورت نہیں بلکہ وہاں سے مقامی طور پر ہو سکے گا۔ پہلے یہ جا کر ملک مولا بخش صاحب جنرل مینیجر کے پاس اپنے آنے کی رپورٹ کریں۔ اور ان سے دیرا سر فارم کا چارج لے لیں اور جاتے ہی کپاس کی کاشت کا انتظام شروع کر دیں۔ کیونکہ وقت تنگ ہے ملک گل محمد صاحب (اسسٹنٹ ایجنٹ) کو ان کے متعلق چٹھی لکھ دی جائے گی۔ ضروری اخراجات کے لئے میرے خیال میں انھیں یہاں تو صرف پچاس روپے علی الحساب دیدیئے جائیں البتہ ملک صاحب کو لکھ دیا جائے کہ وہ وہاں سے اڑھائی سو ایکڑ کپاس کی کاشت کے لئے ضروری خرچ دے دیں جس کا اندازہ مرزا محمد اشرف صاحب بتا سکیں گے اور سوال جو پیدا ہوں وہ ان کے وہاں پہنچنے اور وہاں سے لکھنے پر طے کئے جا سکیں گے۔ میں نے انھیں بتا دیا ہے کہ وہاں اس وقت جنگل کی صورت ہے اور ساری آبادی کا انتظام ابتدائی مراحل سے شروع کرنا ہے حضور بھی ان کو ملاقات کا موقعہ دیدیں۔ تو حضور کی زبانی وہ مزید ہدایات سن سکیں گے۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ۷/۳/۳۵

اس کے بعد خاکسار نے ۱۴/ مارچ کو حضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں احمد آباد فارم سے چٹھی لکھی کہ:۔

سیدنا حضرت فخر رسل فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یہ سراسر لطف و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمتگذار

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

الحمد للہ کہ خادم ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء کی شام کو ۹ بجے شب احمد آباد فارم میں پہنچ گیا جنرل مینیجر بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور چوہدری غلام احمد صاحب بھی موجود ہیں۔ محمود آباد سے چوہدری خوشی محمد صاحب نے تخم وغیرہ کا انتظام ویراسر کے لئے کیا ہے۔ مَیں کاغذات اور فارم کے حالات دیکھ کر اور اپنی معلومات میں اضافہ کر کے کل بعد از نماز عید روانہ ہو کر انشاء اللہ محمود آباد پہنچکر وہاں سے حالات معلوم کر کے ویراسر پہنچوں گا اور حالت فارم و حالت مزارعان و حالتِ کاشت رقبہ بابت فصل ربیع گزشتہ و فصل خریف آئندہ عرض کرونگا۔

میں کاشت کے انتظام کے ساتھ ساتھ علاقہ میں بڑے بڑے زمینداروں یا ان کے مختاروں سے ملنے کا کام بھی شروع کروں گا۔ اس طرح پر تبلیغ کا کام بھی ہوتا رہے گا۔ ایک رؤیا کی بناء پر یہ شعر وردِ زبان ہے:۔

بحمد اللہ کہ خود قطعِ تعلق کرد ایں قومے
خدا از رحمت و احساں بلبستر کرد خلوت را

دُعا کا طالب حضور کا خادم قدرت اللہ احمدی سنوری از احمد آباد سندھ۔

۸۵۔ اس کے بعد میں نے حضور کی ہدایت کے مطابق ناصر آباد اسٹیٹ میں خود کاشت کا پروگرام بنایا۔ اس ضمن میں جو چٹھی میں نے حضور کی خدمت میں لکھی تھی اس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے:۔

مطابق ۲۹ر اپریل ۱۹۳۵ء } سیدنا حضرت فضل عمر فخر رسل ایدہ اللہ تعالیٰ
السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

اس سال خود کاشت کی خاطر حضور کے ارشاد کی تعمیل کی خاطر مَیں نے بارگاہِ الٰہی میں بار بار رو رو کر نہایت تضرع اور زاری کی مولیٰ کریم میری ساری عمر کی خدمت اور محبت جو اہلبیت کی دل میں بھی باقی ہے تو رحم کر اور ایسا سامان کر کہ معراج دین والی اراضی لی جاوے اس میں سے تیس ۳۰ بتیس ۳۲ ایکڑ میں خود کاشت کروں اور میرے نالائق وجود سے اہل بیت اور میرے پیارے امام

کو نقصان نہ پہنچے۔ سو الحمد للہ کہ اس کے لئے راہ نکل آئی اور مجھے اس ذات سے یہ کامل امید ہے کہ وہ میرے نالائق وجود سے خدمت لے گا اور مجھے ذلیل نہ کرے گا اس خدمت میں بفضلہ تعالےٰ۔ میں نے کوئی دنیاوی فائدہ مدنظر نہیں رکھا بلکہ رضاء الٰہی مدنظر ہے امید کہ اللہ تعالےٰ فضل کریگا۔

عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوا میں نے خواب میں دیکھا کہ سردار دیوندر سنگھ صاحب کے پاس گیا ہوں (جن کے پاس ملازم تھا) وہ کچھ اعتراض کرتے ہیں میں نے جواب میں عرض کیا کہ اعتراض درست نہیں مگر وہ اصرار کرتے ہیں میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ ملازم رکھنا نہیں چاہتے ورنہ جب اعتراض غلط ہیں تو پھر کیوں تسلیم نہیں فرماتے جواب دیا۔ اچھا جاؤ۔ میں ملازمت چھوڑ کر سنور جاتا ہوں۔ اور اپنے گھر سے مغرب کی جانب کو باہر آرہا ہوں کہ نماز پڑھوں اس وقت یہ شعر حضرت اقدسؑ کا زبان پر جاری ہوا ؎

سپاس اللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے ؛ خدا از رحمت و احساں میسّر کرد خلوت را

اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

جب حضور نے مجھے سندھ جانے کا ارشاد فرمایا اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ سنور سے مغرب کی طرف جانا ہے اور سکھ قوم سے قطع تعلق ہو کر اپنے پیارے امام کی خدمت کرنا میرے مولےٰ کو پہلے سے منظور تھا۔ الحمد للہ اللہ تعالےٰ توفیق بخشے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنی چٹھی مورخہ ۲۶ ۴/۵ میں ہدایات سے سرفراز فرمایا۔ اور حضور کے نام پر زمین خریدنے کے متعلق رہنمائی فرمائی اور سابقہ تجربہ کے علاوہ مقامی رواج کا پتہ کرنے کے لئے بھی ارشاد فرمایا۔ کہ کیا کیا رواج ہے حضور کے خط کا یہ حصہ درج ذیل ہے:۔

مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء | مکرمی منشی قدرت اللہ صاحب! السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
آپ کی تار ملی اور خط بھی۔ حالات معلوم ہوئے۔ آپ کی ہدایت کے مطابق دو ہزار روپیہ بذریعہ بیمہ ارسال ہے۔ اللہ تعالےٰ سودے کو مبارک کرے۔ زمین میرے نام پر خریدیں۔ انجمن کے نام پر نہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد ولد مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ وہاں ہمارے نام کی ملکیت ہو جائے

توآئندہ سودا کرنے میں سہولت ہوگی۔

(۲) نہایت احتیاط سے سودا کریں۔ایسا نہ ہو قانونی سقم رہ جائے اور سودا فسخ ہو یا روپیہ ضائع ہوجائے۔آپ کو توان کاموں کا دیرینہ تجربہ ہے آپ تمام احتیاطوں کو جانتے ہونگے۔ نیز وہاں کے کسی قانون دان سے مقامی قانون اور رواج کا بھی اچھی طرح پتہ لے لیں۔ بعض دفعہ مقامی قانون مختلف ہوجاتا ہے۔

۸۶۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواب ۱۹۰۷ء کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ڈھیری پیش کرتی ہے کے مطابق میں دعائیں کرتا رہا۔کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ وہ پوری فرمائے اس پر جو حضور کی خدمت میں ۱۹ر جون ۱۹۳۵ء کو خط لکھا۔اس کا کچھ حصہ درج ذیل ہے:۔

"بفضلہ تعالیٰ حضور کا روپیہ یونہی خرچ نہیں کیا جاتا۔میں تو ہر رنگ میں منافع پر منافع اور ان منافع پر منافع سوچتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔کہ وہ نرالے رنگ میں قدرت نمائی کرے اور خاص فضل کا اظہار فرماوے۔

(حضرت مسیح موعودؑ) کا ۱۹۰۷ء کا الہام شائع شدہ ہے۔قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ایک ڈھیری پیش کرتی ہے جس میں ایک لکڑی ہے۔

مجھے اپنے خدا تعالیٰ پر کامل امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فضل کا وارث مجھے اور میری بیوی کو کرے گا۔میں ۲۸ سال سے دعا کر رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے اب حضور کی خدمت کا موقعہ دیا ہے۔میں نے گھر بار چھوڑ کر والدہ محمود احمد کو بھی بلوایا ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے ایام جلسہ تک تجارت اور زراعت سے خدا تعالیٰ ایک کافی رقم دے جس کی ڈھیری حضور کی خدمت میں پیش کریں۔آمین ثم آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواب کو پورا کرنے کے لئے میں سندھ میں کوشاں رہا۔لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ۳ر نومبر ۱۹۵۷ء کو مجھے ہی توفیق دی کہ میں نے اپنی اہلیہ مرحومہ کے ذریعہ اس خواب کو اسی شکل میں جس میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے دیکھا تھا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں روپوں کی ڈھیری

پیش کر کے پورا کر دیا۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ - اس کا مفصل ذکر "الفرقان" کے پرچہ دسمبر ۵۷ء میں یوں ہوا ہے:۔

رسالہ الفرقان دسمبر ۱۹۵۷ء میں شائع شدہ ایک واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک رؤیا کا عجیب ظہور

ماہِ اکتوبر ۱۹۰۴ء کا رؤیا

۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء تذکرہ ۵۰۰/۴۸۷

"دیکھا کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ایک ڈھیری میرے پیش کرتی ہے اس میں ایک لکڑی بھی ہے۔"

یہ رؤیا تذکرہ صفحہ ۵۶۶ پر شائع شدہ ہے۔ تذکرہ کے مرتب کرنے والے بزرگ نے اس رؤیا پر اپنے نوٹ میں لکھا ہے۔

قدرت اللہ سے مراد میاں قدرت اللہ خاں مرحوم شاہجہانپوری ہیں جو ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دروازہ کی دربانی کرتے تھے۔

حالانکہ کشوف و رؤیا صالحہ کی تعبیر ناموں کے معنوں سے بھی ہوتی ہے اور موسوم افراد سے بھی۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ رؤیا میں نظر آنے والے افراد کی اولاد یا ان کے ہم نام کے ذریعہ سے بھی رؤیا پورے ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا رؤیا ایک عجیب ظہور پچھلے دنوں اس طرح ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کو اس رؤیا کو اپنے ایک ظاہری رنگ میں پورا کرنے کی توفیق بخشی جس کا انہوں نے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۷ء میں بھی ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ ان کے لڑکے مکرم مسعود احمد صاحب خورشید علاوہ دیگر قربانیوں کے اس رؤیا کو ظاہر طور پر پورا کرنے کے لئے بہت جلد اپنی والدہ محترمہ کے ذریعہ مبلغ دو ہزار روپیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ رقم مورخہ ۳ نومبر ۱۹۵۷ء کو مکرم مولوی قدرت اللہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے بطور نذرانہ بتفصیل ذیل نقد پیش ہو چکی ہے:۔

(۱) آٹھ صد روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بحیثیت خلیفۃ المسیح۔

(۲) تین صد روپیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرزند اکبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۳) تین صد روپیہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے فرزند دوم " "

(۴) تین صد روپیہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب فرزند سوم " "

(۵) ڈیڑھ صد روپیہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ دختر " "

(۶) ڈیڑھ صد روپیہ سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ دختر " "

یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ اس نے مولوی قدرت اللہ صاحب کے گھر والوں کو اس رؤیا کے اس طرح ظاہری طور پر بھی پورا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ جزاھُمُ اللہُ خَیْرًا۔

• حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے مولوی قدرت اللہ صاحب کو اپنے خط مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۵۸ء میں تحریر فرمایا ہے:۔

"میں تو سمجھا تھا کہ قدرت اللہ صاحب سے غالباً قدرت اللہ خاں صاحب شاہجہانپوری مراد ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈیوڑھی میں رہتے تھے مگر اللہ تعالےٰ نے یہ توفیق آپ کو دے دی"

• اس سعادت کے حاصل ہونے پر ہم حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری اور ان کے خاندان کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری۔

۸۷:۔ چونکہ سندھ میں نئے نئے کام کی وجہ سے نقصان کا بھی خطرہ رہتا تھا اسلئے حضرت اقدس نے اس خدشہ کا اظہار فرمایا کہ سندھ کی اراضی میں ممکن ہے ہمیں نقصان ہو۔ اس پر میں نے جو کچھ حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ اس کا کچھ اقتباس جون ۱۹۳۵ء کے خط سے درج ذیل ہے:۔

"اور یہ جو حضور نے فرمایا ہے کہ ہم کو سینکڑوں ہزاروں کا نقصان ہوگا خدا تعالےٰ کے فضل سے کامل امید ہے کہ حضور کو دوسرے فارموں کی نسبت انشاء اللہ تعالیٰ بھاری

زیادہ فائدہ ہوگا مجھے اس پاک ذات پر کامل امید ہے ہیں نے جہاں جہاں کام کیا وہ سکھ سرداروں کا کام تھا وہاں حضور کی دعا سے اللہ تعالےٰ تین طور پر فضل فرماتا رہا ہے یہاں کیوں اس کا فضل نہ ہوگا۔ ضرور ضرور ہوگا۔ آمین۔ اے اللہ تعالےٰ تو خود فضل فرما۔ اور پیارے امام کو ہر نقصان سے بچا۔ آمین۔ یہ طول طویل تحریریں گو تضیع اوقات حضور کے لئے ہونگی مگر مجھے حضور کے کام میں بہت بہت ڈر رہتا ہے کہ کسی طرح حضور کو نقصان نہ ہو اور کوئی وجہ حضور کی ناراضگی کی نہ ہو جاوے۔ کیونکہ اس کا اثر دونوں جہان میں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ حضور کی خدمت کرنے کی خود توفیق دے۔ اور وہ خود حضور کے کاموں کو ہیچ نالائق خدام کے ذریعہ درست کرے آمین ثم آمین۔

اللہ تعالےٰ کا بہت ہی بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے سندھ کی اراضی کے انتظام میں مجھے کامیاب فرمایا۔ اور نقصان سے ہر طرح سے محفوظ رکھا چنانچہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس شوریٰ ۱۹۵۶ء میں اس بارہ میں حسب ذیل ارشاد فرمایا۔ ملاحظہ ہو رپورٹ شوریٰ ۵۶ء صفحہ ۶۵۔

"ناصر آباد میں میری زمینوں پر ایک دوست منشی قدرت اللہ صاحب سنوری مینیجر تھے۔ ایک دفعہ ہم زمین دیکھنے گئے چونکہ سندھ میں صدر انجمن احمدیہ کی زمین تھی اس لئے میرے ساتھ چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور مرزا بشیر احمد صاحب بھی تھے وہاں ان دنوں گھوڑے کم ملتے تھے انہوں نے میرے لئے تو گھوڑا کسی سے مانگ لیا تھا اور دوسرے ساتھی میرے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ منشی قدرت اللہ صاحب نے باتوں باتوں میں بتایا کہ انھیں اس قدر آمد کی امید ہے اس پر چوہدری صاحب اور مرزا بشیر احمد صاحب نے اس خیال سے کہ منشی قدرت اللہ صاحب کو ان کی باتوں کا علم ہو کر تکلیف نہ ہو آپس میں انگریزی میں باتیں شروع کر دیں اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ شخص گپ ہانک رہا ہے اتنی فصل کبھی نہیں ہو سکتی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ منشی قدرت اللہ صاحب انگریزی نہیں جانتے۔ مگر در اصل وہ اتنی انگریزی جانتے تھے کہ انکی باتوں کو خوب سمجھ سکیں۔ مگر وہ خاموشی سے ان کی باتوں کو سنتے رہے جب انہوں نے باتیں ختم کر لیں تو منشی صاحب کہنے لگے آپ لوگ خواہ

کچھ خیال کریں دیکھ لینا میری فصل اس سے بھی زیادہ نکلے گی جو مَیں نے بتائی ہے آپ کو کیا علم ہے مَیں نے ہر کھیت کے کونوں پر سجدے کئے ہوئے ہیں اور یہ فصل میری محنت کے نتیجہ میں نہیں بلکہ میرے سجدوں کی وجہ سے ہوگی۔ مَیں نے ہر کونہ پر دو دو رکعت نماز پڑھی ہے اور چار چار سجدے کئے ہیں اس پر ان دونوں کا رنگ فق ہوگیا۔ کیونکہ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا انھیں پتہ نہیں لگ سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ صدر انجمن احمدیہ کو اس سال گھاٹا رہا لیکن منشی قدرت اللہ صاحب نے کئی ہزار روپیہ مجھے بھجوایا مَیں نے سمجھا کہ یہ صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ ہے جو غلطی سے میرے نام آگیا ہے لیکن دیکھا تو معلوم ہؤا۔ یہ میرا ہی روپیہ ہے ساتھ ہی منشی قدرت اللہ صاحب نے لکھا کہ میرا اندازہ ہے کہ اتنی ہی آمد اور ہو جائے گی۔ مَیں نے جو پیداوار ابھی تک اٹھائی ہے وہ مَیں نے ایک ہندو تاجر کے پاس بھیجدی ہے آٹھ ہزار روپیہ مَیں پیشگی لے کر بھیج رہا ہوں۔ اور مَیں ابھی اور روپیہ ارسال کروں گا۔ حالانکہ میری زمین صدر انجمن احمدیہ کی نسبت بہت تھوڑی تھی۔ لیکن اس سال صدر انجمن احمدیہ کو نوگھاٹا رہا۔ لیکن مجھے نفع آیا۔ یہ محض منشی قدرت اللہ صاحب سنوری کے سجدوں کی برکت تھی "

۸۸- ۲۹ رجون ۱۹۳۵ء کے خط میں مَیں نے کسی مخلص کارندے کے بھجوانے کے لئے درخواست کی اور حسب ذیل مضمون کی چٹھی بھیج دی گئی:-

" حضور میرے پہلے عریضہ کا جواب جلد عنایت فرما دیویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سودا اچھا کروں گا۔ میرے ماں باپ فدا ہوں۔ مجھے بہت کام ہے بلا منشی کے جو کام کا اہل ہو۔ میں باہر نہیں جا سکتا۔ اگر اس طرح باہر جاؤں تو ہزاروں روپے کے کام خراب ہو جاویں۔ میری طبیعت میں یہ نقص ہے کہ جس کام پر لگ جاؤں اس کو اپنی طبیعت کے موافق پورے طور پر کرتا ہوں میری نظر ادھر اُدھر نہیں پھرتی۔ اللہ کوئی خاندانِ نبوت کا حقیقی خیر خواہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا عاشق آدمی۔ حساب کے کام کا اچھا ماہر جلد از جلد بھجوا دیں۔ حضور نے تو رقم فرمایا تھا کہ سودا نہ کرنے میں نقصان ہؤا ہے۔ حضور میری غرض ہے میرے دل میں درد ہوتا ہے کام پر لگوں اور اپنے پیارے اسلام کو ہزاروں ہزار کیا لاکھوں لاکھ پیدا کر کے اطلاع دُوں۔ آمین ثم آمین۔ غیروں کی خدمات کیں۔ اور اس حضور کے غلام کے ذریعہ انہوں نے ہزاروں

کے فائدے ہر سال اٹھائے۔ اب تو خدا نے موقع دیا ہے کہ اس مقدس ہستی کی خدمت کروں۔ جس کو فائدہ پہنچانے کا ارادہ بھی آسمان پر مقدر ہو چکا ہے آمین ثم آمین یا رب العالمین۔ مزدوروں کی سخت قلت ہے۔ لِلّٰہ خاص دُعا فرماویں مزدور اللہ تعالیٰ دے دے۔ اگر چالیس پچاس مزدور تین سال مستقل یہاں رہائش کریں۔ تب بفضلہٖ تعالیٰ فارم۔ فارم بن سکیگا

تین آدمی پنجاب سے چوہدری کریم بخش صاحب کو لکھ کر منگوائے انہوں نے اپنے دو بھتیجے اور ایک اور غیر احمدی لڑکا بھیجا ان کو مزدوری یا ٹھیکہ کو دے دیتا ہوں لیکن میرے دل میں خیال ہے کہ ان کو کیوں بُلوایا۔ جب سے حضور نے حفیظ الرحمٰن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ رشتہ داروں کا جمع ہونا اچھا نہیں اس وقت سے مجھے ان سے بھی نفرت ہے کیونکہ ان سے بھی سسرال کا رشتہ ہوا۔ اگر اس وقت کام کے لئے سخت ضرورت نہ ہوتی تو ان کو نکال دیتا مگر سر دست سخت ضرورت ہے حضور دُعا فرماویں کہ مزدور مل جاویں پھر ان کو بھی یہاں سے روانہ کر دوں گا کیونکہ میری غیرت گوارا نہیں کرتی۔ کہ کوئی وجہ ایسی ہو جس سے حضور ناراض ہوں۔ مجھے کوئی رشتہ حضور سے بفضلہٖ تعالیٰ عزیز نہیں ہے۔ ہر عزیز چیز حتیٰ کہ اولاد بھی حضور پر نثار کرنے کو تیار ہوں۔

۸۹۔ مقامی سندھیوں کی طرف سے قتل کی دھمکی اور درخواست دُعا پر مشتمل چٹھی کا کچھ حصہ درج ذیل ہے۔ جو ۱۶ $\frac{۱}{۳۵}$ کو تحریر حضور کی۔

"خاص کیسلی اعلانیہ کہتے تھے تم کو قتل کر دیں گے۔ میں بڑا خوش قسمت ہونگا۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے محبوب فرزند ارجمند گرامی کے کام میں قتل ہو جاؤں اگر حضور کی نظر میں اس خادم کی کچھ بھی ضرورت ہے تو دُعا فرمائیں اور بندوق کے لائسنس کی منظوری مرحمت فرمائی جاوے میرے پاس پٹیالہ ریاست میں لائسنس تھا مگر آتے ہوئے منسوخ کرا دیا تھا۔"

۹۰۔ انہی دنوں ۱۸ ۵ ۳۵ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا:۔

"میرا یہی دل چاہتا ہے کہ حضور کی خوشنودی کے بغیر الاؤنس تو کیا تنخواہ بھی لینا میرے لئے پسندیدہ امر نہیں۔ اسی واسطے میں نے آٹھ ماہ میں آج تک تنخواہ یا الاؤنس کچھ بھی نہیں لیا۔ صرف تیس روپیہ حضور نے برخوردار محمود احمد کو عطا فرمائے ہیں۔ بلکہ وہ بھی انشاء اللہ

ادا کردوں گا۔ جب حضور اختتام فصل پر خوش ہوں تو تنخواہ یا انعام جو چاہیں عطا فرما دیں۔ دن رات دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور کو بے انتہا دولت دنیا بھی عطا کرے۔ میں اپنی زندگی میں حضور کے کروڑوں سنکھوں کے حساب آمد و رفت (خرچ) دیکھوں۔ میں نے ایک رؤیا میں کپاس کے حساب کی میزان کی ہے جو دو لاکھ[۱] آٹھ ہزار یا آٹھ سو تھی۔

دعا گو قدرت اللہ!

۹۱- ۲۵ ۱۱/۳۵ خود کاشت کے ذریعہ اراضی کی حیثیت ٹھیک کرنے کے متعلق بحضور لکھا کہ مجھے خدا کے فضل پر کامل یقین ہے کہ امسال اعلیٰ کپاس خود کاشت میں کر کے اراضی کی حیثیت کو بھی درست کرتا رہوں گا۔ اور بشرطِ زندگی اور خیریت فائدہ کی صورت پیش کروں گا کام کی نسبت چوہدری فتح محمد صاحب یا حضرت میاں منصور احمد صاحب سے دریافت فرمالیں۔ اگر اس نالائق نابکار کے کام میں محبت اور اخلاص نظر آتا ہے۔ تو اجازت بخشیں اگر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی عطا فرمائی فراست یا لوگوں کے پیش کردہ حالات سے مجھے اس قابل نہ پاتے ہوں تو پہلی منظوری کے مطابق کام کرتا رہوں گا۔ میں ارادہ کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ پورا کرے۔ ان ملازموں اور ہلوں سے باغ میں مدد ملے گی درستی اراضی کا کام بھی اکثر حصہ سال میں ہوتا رہے گا۔

"دعا گو قدرت اللہ ۲۵ ۱۱/۳۵"

۹۲- کپاس کے دو بورے گم ہو جانے پر مشتمل درخواست مورخہ ۱۲ ۱/۳۶ برائے فیصلہ حضور!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیّدنا حضرت فخرِ رسل فضلِ عمر ایدہ اللہ تعالےٰ۔

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! ماہِ نومبر کے درمیان خرید شدہ کپاس کا تول کلّروں کے کھرے میں ہوتا تھا۔ جس میں کارکنان نے بتلایا کہ ۱۳۱ بورے تول ہوئے۔ پندرہ بیس یوم وہ مال تول شدہ پڑا رہا۔ پھر جب گاڑیوں کا انتظام ہوا۔ تو میں نے چوہدری عبدالمؤمن صاحب اور منشی محمد شفیع صاحب کو تاکید کی کہ گاڑیاں اپنے سامنے لدوا کر پرچی لکھ کر اسٹیشن پر روانہ کیا کرو۔ اور واپسی پر رسید لے لی جایا کرے آخر یہ معلوم ہوا۔ کہ ۲ بورے کم ہوتے ہیں۔ گاڑی والوں نے کہا ہم نے ۱۲۹ اُٹھائے کلّروں سے پوچھا

---

[۱] الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے حضور کی لاکھوں کی آمد کا زمانہ دکھلا دیا۔

تمہارے گھر سے ۲ دو بورے کم ہیں - انھوں نے جواب دیا - ہمارے سامنے گن کر
اٹھاتے تو ہم بھر دیتے - غرض کوئی پتہ نہ چلا اور ۲ دو بورے چھ من کپاس ضائع ہوئی -
فروخت کے لحاظ سے اس کی قیمت ۸ روپے من ۴۸ روپیہ ہوئی - خرید کے لحاظ سے چھ روپیہ
من پر خرید تھی - اس کی قیمت ۳۶ روپیہ ہوتی ہے نقصان ۴۸ روپیہ یا ۳۶ روپیہ کا حضور کا ہماری
کوتاہی سے ہو گیا - اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ اس کی سزا ملنی واجبی ہے تا آئندہ احتیاط
ہووے -

اب سزا کے واسطے تین آدمی ہیں - خاکسار قدرت اللہ - چوہدری عبد المومن صاحب -
میں نے ان سے مشورہ کیا - منشی محمد شفیع صاحب نے جواب دیا کہ چوہدری صاحب نے مال تلوایا
شیخ غلام احمد دوکان دار نے تولا - وہ دونوں ذمہ دار ہیں - میں نقصان بھرنا نہیں جانتا
اب رہ گئے ہم دونوں - خاکسار اور چوہدری عبد المومن - ہم بڑی خوشی سے اپنے قصور
کا اقرار کر کے درخواست کرتے ہیں کہ اگر قیمت خرید ۳۶ روپیہ حضور کاٹنا پسند فرمادیں
تو ۲۴ روپے میری تنخواہ سے اور ۱۲ روپیہ چوہدری عبد المومن صاحب کی تنخواہ سے وضع
ہونا منظور فرمادیں - اگر قیمت فروخت کاٹنا پسند فرمادیں تو ۳۲ روپیہ خاکسار کی تنخواہ
سے ۱۶ روپیہ چوہدری صاحب کی تنخواہ سے وضع کرنے کی منظوری فرماویں ہم بخوشی خاطر
ادا کرنے کو تیار ہیں پہلے ۲ دو غلطیاں ہوئیں وہ بھی قصور اس قدر ہے کہ ندامت سے
جان نکلی جاتی ہے - آئندہ کسی غلطی پر پردہ ڈالنا نہیں چاہتے - اور جس قدر رقم حضور
فرمائیں گے وہ ہی ہم ادا کر دیں گے -

دعا گو قدرت اللہ مینجر ناصر آباد و عبد المومن خان بقلم خود

حضور کی طرف سے خطوط آنے میں دیر ہونے پر گھبرا کر ایک پرائیویٹ خط میں نے
بحضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ۱۳؍۱؍۳۶ کو یوں لکھا :-

"۲۲ دسمبر ۳۵ء سے آج تک ۱۳ ؍جنوری گذر گئی ۲۳ یوم کے عرصہ میں کوئی والا نامہ
نہیں آیا - ایک ہفتہ سے میری حالت سخت خراب ہے - دن رات آسمان کی طرف نظر ہے
خدایا کیا ہو گیا - کیوں حضور کا خط نہیں آیا - اگر کوئی قصور ان ۲ دو قصوروں کے بعد اور سمجھا
گیا تو للہ مطلع فرمایا جاوے - ان دونوں قصوروں کی معافی کا ایک لمبا عریضہ عرض
کر دیا اسی دن سے بارگاہ ایزدی میں بار بار استغفار کرتا ہوں ۳۰۰ بار تہجد کے ساتھ

استغفار کرتا ہوں۔ بہت روتا ہوں ہائے میری روسیاہی اپنے پاک امام کے کام میں گناہ کیا۔ للہ براہِ کرم خدا کے واسطے معاف فرماویں۔

تیرا در چھوڑ کے کیوں جاؤں کہاں جاؤں میں
اور دنیا میں کوئی تیری سی سرکار بھی ہو

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے غلام کے لحاظ سے للہ معاف فرماویں۔

(۲) حضرت خلیفۃ اوّلؓ کے آخری ارشاد تھے اور پرانے صحابہ کو معاف فرمایا جاوے اس لئے معاف فرماویں۔

(۳) ایک سزا سوائے ملازمت سے نکالنے کے خواہ ساری مقدمہ کی رقم جرمانہ فرمایا جاوے مجھے منظور ہے۔ خواہ میری خود پیدا کردہ جائداد قادیان شریف کا مکان جس پر قریباً تین ہزار روپیہ خرچ آیا ہے۔ جرمانہ میں لے لیا جاوے۔ خواہ سال بھر اور بلا تنخواہ رکھا جاوے غرض جو سزا دیویں مجھے منظور ہے۔

خدا کی قسم حضور کی ذات کے سوا دنیا میں میرا کوئی سہارا نہیں گنہگار ہوں۔ مقر ہوں للہ معاف فرماویں۔ اگر سزا درکار ہے جو چاہے سزا دیدیں۔ لیکن خدا کے واسطے خط تحریر فرماویں۔ میری جان جاتی ہے۔

حضور سے زیادہ صفات الٰہیہ کا مظہر کون ہے اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ للہ معاف فرماویں۔

دُعا گو گنہگار خطا کار غلام قدرت اللہ سنوری خادم ناصر آباد فارم $\frac{1}{36}$ ۱۳

۹۳۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے محبّت اور ہمدردی پر مشتمل تفصیلی خط محررہ $\frac{12}{35}$ ۲۰ ۔ اور درخواست دُعا بحضور۔ اور اللہ تعالیٰ پر ہی کامل توکّل کرنے کا عہد جبکہ بعض کرم فرماؤں کی غلط اطلاعات کی وجہ سے حضور کچھ ناراض معلوم ہوئے تو لکھا:-

مَیں توبہ کر چکا ہوں۔ آئندہ کبھی احمد آباد محمود آباد کی طرف نظر نہ کروں گا۔ بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ خالقِ ارض وسما کی طرف نظر رکھ کر دُنیا سے نرالا فضل مانگتا رہوں گا۔ پکارنا میرا کام ہے فضل اس کے ہاتھ ہے۔ فضل کرنا اس کا کام ہے مجھے تو حضور کے لئے پہلے ہی درد اس قدر ہے۔ میری صحت خراب طبیعت خراب۔ عادت خراب۔ دن رات یاد رہتا ہے۔ یا لوگوں کو کام کے لئے مجبور کرنا محبت سے بھی سختی سے بھی۔ مَیں نے ساری عمر اپنی کمائی سے

کسی نہ کسی طرح کچھ بچا کر ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کی خدمت کرنے کی نیت رکھی مگر اب تقدیر کے نوشتہ پر مجھے شرم آتی ہے۔ کھانا حضور کا۔ کپڑا حضور کا۔ پانی حضور کا اب اُلٹا آپ کے گھر سے کھاتا ہوں۔ میری تو یہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے محمود احمد یا کسی کو جلد توفیق دے کہ وہ اپنا بار اٹھا لیوے۔ میں بلا کسی تنخواہ کے عمر کا آخری حصہ اپنے حقیقی محسن حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کی خدمت میں نثار کردوں مگر کیا کروں تاحال میرے پاس کچھ نہیں صرف مکانات ہیں جو ساری عمر میں بنائے۔ اولاد چھوٹی چھوٹی ہے قرضہ میرا کچھ لوگوں کے ذمہ تھا جس میں سے چھ صد روپیہ کی میعاد تین ماہ گذرنے سے ضائع ہوگئی۔ میں نے جانا پسند نہیں کیا۔ ایک ڈگری ۵۰۰ روپیہ کی ایک عدالت میں ہے اس میں شاید چھ ماہ میعاد ہے وہ بھی خواہ وصول ہو یا نہ ہو مجھے پرواہ نہیں۔ میں اپنے خدا کو گواہ کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں۔ دن رات حضور کی جائداد کی ترقی میں دُعا اور کوشش سے کام کرتا ہوں اپنے افعال میں بدکردار گنہگار ہوں۔ للّٰہ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے۔

۹۴۔ یکم جون کو زلزلہ آیا۔ کوئٹہ میں میرے آٹھ بچے تھے۔ ۱۴ دن کے بعد ان کی اطلاع ملی مگر میں نے فارم نہیں چھوڑا۔

اب آخر نومبر سے دس دن برابر قادیان شریف سے تین خط اور ایک تار ملے۔ چوہدری کریم بخش صاحب (میرے خسر) سخت بیمار قادیان شریف میں تھے۔ انہوں نے بلوایا۔ مگر میں نے فارم نہیں چھوڑا میرا دل نہیں چاہتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جائداد کو چھوڑ کر ادھر جرح کر کے اپنے کسی دنیاوی یا دینی کام کی طرف جاؤں۔

للّٰہ دعا کریں جو غلطی ہوگئی اللہ تعالیٰ معاف کرے ورنہ میرا کوئی سہارا اس ذات پاک یا حضرت مسیح موعود اور آپ کی اولاد کے سوا دنیا میں نہیں خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے کہ حضور سندھ میں تشریف لاویں۔ اور میں اپنے آقا کی قدمبوسی کر کے اپنے دل کو خوش کردوں۔

۹۵۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ میرے گھر والوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سے درخواست کی ہے۔ کہ بعض گھریلو ضرورتوں کے لئے حضور مجھے کام سے فارغ فرما دیں اس اطلاع کے ملنے پر جو عریضہ بحضور لکھا وہ درج ذیل ہے:۔

(ا) گھر سے گھبراہٹ کا خط آیا۔ جس میں اظہار کیا گیا ہے۔ کہ اراضی کا انتظام اچھا نہیں ہوتا۔ بچے کی تعلیم اچھی طرح نہیں کرتے۔ گھر کے کئی کام کاج خراب ہوتے ہیں تم جلدی آکر انتظام کرو۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے براہ راست حضور کی خدمت میں خط لکھا ہے مجھے اس بات سے سخت تکلیف ہوئی۔ ان کو میری ذات کے متعلق کچھ لکھنے کا حق نہیں ہے وہ اپنی ذات اپنی جائداد اپنی اولاد کے متعلق جو چاہیں لکھیں حضور سب کے پیشوا ہیں مگر میری ملازمت کے معاملہ میں ان کو کوئی دخل نہیں۔ میں اپنی ملازمت کو ملازمت خیال نہیں کرتا۔ میں حضور کا کمال احسان کمال عنایت خیال کرتا ہوں۔ لاکھوں غلاموں کے درمیان جبکہ بہت سے اعلیٰ درجہ کے صالح دیانتدار۔ محنتی واقف کار باحیثیت اچھی علمیّت والے خاندانی خادم اس خدمت کو بلا معاوضہ سرانجام دینے والے ملتے ہیں پھر ان حالات میں مجھ نابکار سُست انسان کو صرف حضرت مسیح موعودؑ کا پُرانا ادنیٰ خادم سمجھ کر حضور نے جو الطاف کرم فرمایا۔ اور میری صدہا غلطیوں اور نالائقیوں پر صبر فرمایا۔ جو مقدمہ میں غلطی ہوئی۔ نقصان ہوا۔ اس کو برداشت فرمایا۔ میں کس طرح حضور کا شکریہ ادا کر سکتا ہوں۔ چوہدری عبدالرحیم صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ حضور نے ۲۷ روپے خرچ مقدمہ منظور فرمایا ہے۔ یہ سب حضور کا احسان ہے ورنہ یہ ساری رقم مجھ پر جرمانہ چاہیئے تھی اور مجھے اس کے ادا کرنے میں کچھ عذر نہ تھا۔

میرے پیارے آقا ایک شمع پر ہزاروں پروانے فدا ہو جاتے ہیں۔ اُس میں معمولی روشنی اور عارضی ہوتی ہے۔ اور اس فدائیت کا کچھ نتیجہ نہیں ہوتا۔

حضور تو انوارِ الٰہی کے سورج ہیں۔ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں رؤیا میں دکھایا گیا تھا۔ کہ سورج غروب ہونے پر دوبارہ پردۂ مغرب سے جہاں سورج چھپا وہاں سے پھر نمودار ہو گیا۔ اور اس خواب کی تعبیر بھی خواب میں بتلائی گئی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپ قائم مقام ہوں گے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے محبوب! میری جان زندگی جائداد مال کیا۔ اگر سب کچھ نثار کرنے پر بھی حضور کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاوے۔ تو بہت سستا سودا ہے۔ لہٰذا ان کے خط سے میری نسبت میں کوئی خیال نہ فرمادیں سوائے اس صورت کے کہ اگر میرا وجود حضور کے لئے نافع نہ ہو۔ اور حضور خود پسند نہ فرمادیں میں ایک قدم پیچھے ہٹنا نہیں چاہتا۔

ہاں اس قدر عرض ہے کہ للہ میرے بیوی بچوں کے لئے دعا خاص فرمادیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو مضبوط کر دے وہ میری ہرگز ہرگز پرواہ نہ کریں۔ خود اپنا کام سنبھالیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو تقویٰ اور طہارت دے۔ رزق کریم دے۔ ہر آفت سے بچا دے۔ وہ میرے کام میں مخل نہ ہوں وہ مجھے واپس نہ بلا دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بلا دیں وہ خود ان کی مدد کرے۔ ان کی حفاظت کرے ان کی حاجات کا کفیل ہو۔ ان کو جو خرچ کی تنگی ہے اس کے لئے وہ اراضیات جو میرے پاس رہن ہیں اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشے وہ فک کرالیویں اس روپیہ سے ان کا کام چلے۔

رات ایک واقعہ پیش آیا۔ وہ عرض کرتا ہوں کسی کی شکایت قطعاً مقصود نہیں وللہ اس کے لئے بھی دعا فرمادیں۔

رات نماز عشا میں تھوڑے احباب آئے۔ میں نے خیال کیا کام کاج میں لگے رہے دیر سے آئے ہیں۔ نہیں شامل ہو سکے۔ نماز پڑھا کر میں لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد آواز آنے لگی۔ دس بارہ غیر احمدی ہاری اور باقی جماعت کا اکثر حصہ احباب باہر بیٹھے ہنستے شور کرتے ہیں۔ ایک غیر احمدی نے گانا شروع کیا۔ وہ مرزا صاحباں کی کلیاں لگاتا تھا۔ ہیر اور رانجھا۔ مرزا صاحبا وغیرہ پنجاب میں بھی سب لوگ گاتے ہیں۔ گانے والے نے یہ راگ بہت گایا۔ میرا کلیجہ چھلنی ہوتا تھا۔ وہ یہ راگ تھا:۔

میری بکی (گھوڑی) تو ڈرن فرشتے (فرشتہ) ملنیوں ڈرے......

آج وہ دن ہے۔ جبکہ حضور کے حکم سے چار روزے رکھے جا چکے ہیں اور دعاؤں کی ہر جمعہ میں تاکید کرتا ہوں۔ عموماً دن بھر کی نمازوں میں جب جماعت کافی ہو ایک دفعہ یا دو دفعہ فتنہ احرار وغیرہ کے لئے خاص دعائیں کی جاتی ہیں ان دنوں میں احباب جماعت کا یہ رات والا فعل میرے لئے دکھ کا باعث ہوا۔ جمعہ کی نماز سے پہلے سب کو سمجھایا کہ یہ دن ایسے فعلوں کے نہیں قوم پر مصیبت ہے دشمن ہر طرح سے حملہ آور ہے آپ لوگ ایسے راگ سنیں یہ اس شقاوت کا نتیجہ ہے۔ لا یشقیٰ جلیسھم۔ للہ دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور جماعت کو بھی بد صحبتوں بد عادتوں سے محفوظ رکھے۔ ہم لوگ نمونہ بنیں۔ مجھے تو ہر دم مقدمہ والے معاملہ سے ہی شرم آتی ہے۔ اور جماعت ناصر آباد کی اصلاح کے لئے خاص دعا فرمادیں۔ دعا گو قدرت اللہ احمدی ۲۶ ۲/۳۶

۹۶ - حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو کام سکھلانے کے متعلق ہدایات پر مشتمل چھٹی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ محررہ $\frac{۱}{۳۵}$ ۸ جو حضور نے اس عاجز کے نام ارسال فرمائی تھی۔ اس میں حضور تحریر فرماتے ہیں :-

عزیزم مرزا منصور احمد صاحب بھی ادھر زمین خرید نا چاہتے ہیں۔ میاں شریف احمد صاحب انہیں کام سکھانے کے لئے کہیں بھجوانا چاہتے تھے۔ مَیں نے کہا ہے کہ میرے فارم پر چلے جائیں۔ اگر ان کا ارادہ ہو گیا تو مَیں آپ کے پاس بھجوا دوں گا۔ ایسے طور پر کام سکھایا جائے کہ انہیں بُرا بھی معلوم نہ ہو۔ مگر ہر قسم کے کام کی عادت بھی پڑتی جائے۔ تاکہ اپنے فارم کی صورت میں وہ کام چلا سکیں ارادہ یہ ہے کہ اس وقت کپاس کی چنائی وغیرہ کے متعلق کام سیکھ لیں۔ پھر مقاطعہ کے طور پر ایک حصہ زمین کا ان کو دے کر عملی کام کی عادت ڈالی جائے۔

صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے سندھ بھجوانے پر اور ارشاد حضور سے اطلاع ملنے پر جو چھٹی میں نے بحضور خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ بتاریخ $\frac{۱}{۳۵}$ ۱۸ لکھی۔ اس کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے :-

حضرت مرزا منصور احمد صاحب تشریف لاویں۔ چشم ما روشن دلِ ماشاد۔ سندھ میں رہنے سے جو دوری قادیان شریف سے ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے پیارے لختِ جگر کے قدموں کو یہاں چومنے سے بڑا فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان کی خدمت کی توفیق دے۔ مَیں خالی مرید نہیں ہوں۔ مَیں اپنے تئیں اس خاندانِ مقدس کا غلام تصور کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسی اعتقاد پر مجھے موت دے۔

میرے پیارے آقا حضرت مسیح موعود کی اولاد کی خدمت کا موقعہ مل جانا۔ انکی زیارت کرنا۔ پاؤں دبانا۔ اگلی دنیا کی بھی عزت کا باعث ہے اور اس جہان میں بھی۔ میری تو ہمیشہ دُعا ہے کہ میری اولاد قیامت تک حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کی غلام اور خادم رہے۔ مجھے ہر بادشاہی سے یہ غلامی اپنے اور اپنی اولاد کے لئے درکار ہے۔ مَیں ہر خدمت کے لئے تیار رہوں گا۔

۹۷ - مَیں نے مؤرخہ ۹ رجون ۱۹۳۵ء کے خط میں کوئٹہ میں اپنے عزیزان کے متعلق پریشانی کا ذکر کیا۔ کہ زلزلہ کوئٹہ نے بے حد تشویش میں ڈال رکھا ہے۔ برخورداری محمودہ، مسعودہ

ان دونوں کے گھر والے۔ چار چھوٹے بچے وہاں تھے نہ معلوم ان کا کیا حال ہوا۔ للّٰہ دعا فرما دیں اگر وہ زندہ سلامت ہوں تو مجھے خبر مل جاوے اگر خدا تعالیٰ نے کچھ اور کیا ہے تو پھر ہم خدا کی رضا پر راضی ہیں"۔ تو حضور نے جواب میں فوری طور پر بذریعہ تار یہ اطلاع بھجوائی۔ کہ آپ کے سب عزیز کوئٹہ میں خیریت سے ہیں۔ الحمد للّٰہ حضور کی شفقت اور عنایت ہے کہ حضور نے اس عاجز کے حال پر رحم فرما کر اطمینان کی صورت پیدا کی۔ یہ بھی حضور کی محض ذرہ نوازی تھی۔ جو حضور نے اپنے خادم پر فرمائی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

۹۸۔ حضور کی شادی ہمراہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ پر مبارکباد کا خط۔ اور اپنے اور کارکنان کے لئے دعا کی درخواست۔ چٹھی محررہ ۴ر جون ۱۹۳۵ء۔

سیدنا ایدہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سیدنا! مبارک صد مبارک ہزار مبارک لاکھ مبارک بے انتہا مبارک جس مقدس خاندان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شادی کی۔ الحمد للّٰہ اسی خاندان میں حضور کی شادی ہوئی۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔

اے میرے خدا جس طرح حضرت اُمّ المؤمنین سے مزکی مطہر۔ مقدس اولاد عطا فرمائی "ہر چہ باید نو عروسے را ہمہ ساماں کنم"۔ فرمایا اور حضرت اُمّ المؤمنین پر دوبارہ حُسن چڑھا کا ارشاد فرمایا وہ الحمد للّٰہ ان آنکھوں نے پورا ہوتے دیکھا۔ اے میرے قادر خدا اس کا دوسرا دور بھی شروع ہوا۔ اور اے میرے خدا تعالیٰ اس کی تکمیل بھی ہمیں اللہ ہماری اولاد کو دکھلا۔ آمین۔ ثم آمین۔

کام بہت ہے ہم سارے ملازم اور ہاری ناکارہ اور نالائق ہیں۔ للّٰہ دعا فرما دیں۔ خدا تعالیٰ صحیح راہ پر چل کر کام کرنے کی توفیق دے۔ ایسا نہ ہو حضور تو رحم فرماتے رہیں مگر دن قیامت کے حضرت مسیح موعودؑ یا اللہ تعالیٰ ناراض ہوں۔ کہ تم نے سُستی اور نمک حرامی کی اور اچھا کام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ایک بجلی ہمارے ہاتھوں پاؤں میں پیدا کر دے ہمارے دماغ کو صحیح کام کرنے کی توفیق دے۔ ہر شر سے بچا وے۔ ہر خیر پر قدم پڑے۔

۹۹۔ برخوردار محمود احمد کے میٹرک کا امتحان پاس کرنے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عریضہ برائے رہنمائی از حضور لکھا۔ جو درج ذیل ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! نہایت ادب سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد

عرض کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعا سے برخوردار محمود احمد نے امسال امتحان میٹرک ۳۷۵ نمبر حاصل کر کے قادیان شریف سے امتحان میں شامل ہو کر پاس کر لیا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میری تنخواہ جس قدر ہے حضور کو علم ہے۔ تین لڑکے اس سے چھوٹے اور ہیں ایک سنّور میں آٹھویں جماعت میں ایک چھٹی میں تعلیم پاتا ہے۔ ایک پہلی جماعت میں۔ دو لڑکیاں خورد ہیں۔ ایک قابلِ شادی ہے۔ ایک ایک سال کی ہے۔ تنخواہ چالیس روپے ہے جس میں سے چار روپیہ وصیت ماہوار اور ۲ روپے ماہوار تحریک جدید میں ادا کر کے ۳۴ روپے ماہوار رہتے ہیں۔

حضور برخوردار محمود احمد کے واسطے جو کام یا جو تعلیم پسند فرما دیں وہ شروع کرا دوں صنعت۔ حرفت یا کوئی اور کام کسی محکمہ میں سیکھ کر ملازمت کرے۔ اگر وہ خدمتِ دین کرنے کے لئے کچھ عرصہ قادیان پڑھنا چاہے اور بعد از ان زندگی وقف کرے تو یہ بھی میری خوش قسمتی ہوگی۔ غرض جو مشورہ حضور فرما دیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی بابت برخوردار کو کہہ دوں گا۔ یہ اس کا اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔ للہ حضور دعا فرما دیں۔ اور مناسب مشورہ سے مستفیض فرما دیں۔

۸ مئی ۱۹۳۶ء کو بعد از نماز جمعہ میں لیٹ گیا۔ فوراً غنودگی سی طاری ہو کر یہ آواز آئی جو نہایت دلکش آواز کے ساتھ حروف لکھے ہوئے سطروں میں جو موٹے موٹے اور نہایت خوش خط تھے۔ میری آنکھوں کے سامنے آئے جو یہ تھے۔

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔

واللہ اعلم بالصواب۔ نہیں معلوم اس کا کیا مطلب ہے۔

اور خادم در کے لئے دعا فرما دیں۔ میری درخواست رخصت پہنچ چکی ہوگی۔ اگر حضور رخصت منظور فرما دیں تو مطلع فرما دیا جاوے ورنہ میرے اہل خانہ کے اطمینانِ قلب اور برخوردار محمود احمد کے واسطے کہ وہ کیا کرے مطلع فرما دیا جاوے۔

دعا گو قدرت اللہ احمدی سنّوری مینجر ناصر آباد ۲۴-۵-۳۶

اس کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے جو ارشاد گرامی بھجوایا اس کی نقل درج ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

۱۰ ۶/۳۶ ۱۱۳،۷۵،۱۱۳ مکرمی منشی قدرت اللہ صاحب!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط مورخہ ۴ ۲ ش کے جواب میں حضور نے فرمایا ہے کہ عزیز محمود احمد کو اگر آپ ٹائپ اور شارٹ ہینڈ کا کام سکھا دیں۔ تو ملازمت کے حاصل کرنے میں آسانی ہو جائیگی میرے نزدیک تعلیم کا جاری رکھنا مفید نہیں۔ کیونکہ پچھلے سال اس کا فیل ہونا ظاہر کرتا ہے کہ تعلیم سے اُسے مذاق نہیں۔ والسّلام

بحکم حضرت اقدس خاکسار عبدالرحیم خاں دفتر محمود آباد و ناصر آباد اسٹیٹ قادیان ۶/۳۶ ۹

الحمدللہ ثمّ الحمدللہ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی دُعا اور رہنمائی کے طفیل بچوں کو اور خصوصًا مسعود احمد صاحب خورشید کو اپنے فضلوں سے نوازا۔ اور دینی اور دنیوی لحاظ سے بہت ترقی عطا فرمائی۔ خدا تعالےٰ کے رستے میں ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنیکی اُسے توفیق بخشی۔ اور والدین کی دل کھول کر خدمت کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی۔ اپنی والدہ کو اور مجھے حج کروایا۔ اور جب بھی کسی مالی خدمت کا موقعہ آیا۔ دل کھول کر پوری بشاشت سے میری خدمت کی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

۱۰۰۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے ۱۹۱۷ء میں شملہ جاتے ہوئے واپسی پر جماعت ہائے پٹیالہ وسنور کی درخواست پر پٹیالہ اور سنور تشریف لانا منظور فرمایا۔ یہ حضور کی خاص ذرہ نوازی تھی۔ اس کا ذکر اخبار الفضل مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۲ میں اس طرح ہے:۔

"سنور سے منشی قدرت اللہ صاحب درخواست کرتے ہیں کہ الفضل میں یہ خبر چھاپ دی جائے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے دوستوں کی درخواست منظور فرما کر شملہ سے واپسی پر پٹیالہ و سنور تشریف لانے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے"۔

چنانچہ اس سفر کی روئداد الفضل ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں یوں درج ہے۔

"حضرت صاحب راجپورہ سے پٹیالہ بذریعہ موٹر روانہ ہوئے۔ پٹیالہ پہنچنے پر لینڈو گاڑی تیار تھی۔ اسی میں سوار ہو کر سنور تشریف لے گئے۔ وہاں کے دوست جن میں حضرت میاں عبداللہ سنوری اپنی خصوصیت کے لئے خاص

امتیاز رکھتے ہیں۔ استقبال کے لئے قصبہ سے باہر موجود تھے۔ حضرت صاحب پہلے میاں عبداللہ صاحب کے کنوئیں پر گئے پھر ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد ان کے مکان پر آئے۔ چند منٹ بیٹھے اور میاں عبداللہ کے خوش ہو جانے کے بعد میاں قدرت اللہ صاحب سنوری کے ہاں کھانا کھایا۔ نماز ظہر عصر جمع کر کے مسجد احمدیہ سنور میں پڑھی گئی۔ مسجد کے باہر ایک بڑا خیمہ نصب تھا جو جلسہ گاہ کے طور پر سجایا گیا تھا بعد نماز حضرت صاحب نے چند نو مبایعین کی بیعت لی۔ اور سنور سے واپس ہو کر ۵½ بجے پٹیالہ کی آراستہ و مزین شاندار جلسہ گاہ میں تشریف لا کر تقریر شروع فرمائی"۔

اس سفر میں سنور سے متعلقہ واقعات کی مزید تفصیل الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۴ پر یوں درج ہے:۔ "حضور سب سے پہلے مولوی عبداللہ صاحب سنوری کے گھر تشریف لے گئے اور جس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے تھے اسی جگہ آپ نے قیام فرمایا۔ میاں عبداللہ صاحب نے انگور کے چند دانے حضور کے سامنے پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ جب حضرت اقدسؑ یہاں تشریف لائے تھے تو اسی جگہ میں نے اسی قدر انگور کے دانے حضور کے پیش کئے تھے جن میں سے حضور نے ایک دانہ کھایا تھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک دانہ لے کر اپنے منہ میں ڈالا۔ اور تھوڑی دیر قیام فرما کر باہر تشریف لے آئے۔ پھر منشی محمد تقی صاحب اپنے گھر لے گئے۔ اور اپنا لڑکا حضور کے پیش کیا۔ اس کے بعد حضور منشی قدرت اللہ صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے جہاں دعوت کا بہت عمدگی کے ساتھ انتظام کیا گیا تھا۔ حضور نے مع خدام کھانا تناول فرمایا"۔

۱۰۱ - ۱۹۵۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے از راہِ کرم گستری جب مجھے ناصر آباد اسٹیٹ میں پھر بطور مینیجر خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ان دنوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اپنے ایک دستخطی خط میں جو ارشاد میرے متعلق از راہِ ذرہ نوازی اپنی چٹھی ۸۵۱/م ۲۴ 9/52 میں مکرم سید عبدالرزاق شاہ صاحب کے نام فرمایا وہ درج ذیل ہے:۔

"مکرم سید عبدالرزاق شاہ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کا خط ملا۔ آپ نے تحریر کیا ہے کہ منشی قدرت اللہ صاحب بوڑھے ہیں۔ اس لئے

کام نہ کر سکیں گے۔ اس بارہ میں تحریر ہے کہ جہاں تک ہمارا تجربہ ہے اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کہ منشی صاحب موصوف اس کام کو باوجود بوڑھے ہونے کے باحسن سنبھال سکیں گے وہ عقلمند۔ ہوشیار اور محنتی اور تجربہ کار آدمی ہیں۔ ہمیں پوری امید ہے کہ وہ کام کو صحیح طور پر سنبھال لیں گے وہ اس قدر بوڑھے نہیں ہوچکے کہ کام نہ کر سکیں۔ اس لئے آپ ان کو مینیجری کا چارج دلادیں۔ اور آپ خود ناصر آباد میں مقیم رہیں اور کوٹھی میں رہائش رکھیں۔ اس عرصہ میں آپ ناصر آباد محمود آباد میں بطور ایجنٹ کے کام کریں۔ اور نگرانی کریں۔ کیونکہ آپ کو ہم عارضی طور پر ایک ماہ کے لئے لے چکے ہیں.... (دستخط مرزا محمود احمد"

۵۲ء میں جو تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے مجھے بلانے کے لئے میرے عزیزوں کو بھی دی تھی اور ایک تار عزیزم قریشی محمد اقبال کو دی تھی جو ان دنوں سب انسپکٹر پولیس لاہور میں تھے۔ وہ اصل تار مل گئی ہے وہ بھی پوری کی پوری درج کی جاتی ہے اس تار پر $\frac{9}{52}$ ۱۸ کی مُہر بھی ہے اس تار کی پُشت پر مَیں نے اپنی قلم سے اپنی ہمشیرہ کے نام کچھ باتیں لکھی تھیں۔ جو ایمان افروز ہیں۔ وہ بھی درج کی جاتی ہے:۔

نقل تار

LAHORE
18. SEP 52
C.T.O

Class x Code Q. H. 14/40
From Rabwah.
Rabwah Date 18. words 35.

Mohd Iqbal sub Inspector Police 4 Mcleod Road Lahore. Inform Maulvi Qudratullah reach immidiately Nasir Abad Sind and take charge from Sayyad Daud Muzaffar and inform us Telegraphically his departure and then arrival in Nasir Abad.

Khalifatulmasih.

نوٹ از خاکسار بر پشت تار

۱ یہ تار ہمشیرہ صاحبہ اپنے پاس رکھ لیویں۔ تا اس کے پاس یادداشت رہے کہ اس کے بھائی کو

حضرت صاحب جانتے ہیں اور تاروں کے ذریعہ اپنے خادم کو بلواتے ہیں۔ یہ الٰہی فضل ہے۔
قریشی محمد اقبال کو بھی مسعود احمد کو بھی عنایت اللہ کو حفیظ الرحمٰن کو بھی خوش ہونا چاہیئے کہ حضرت اقدس ان کو میرا عزیز سمجھتے ہیں۔ قدرت اللہ

۱۰۲۔ تقریباً ۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے ریاست پٹیالہ میں سردار تاہر سنگھ صاحب مہاراج پٹیالہ کے A.D.C. تھے بحیثیت مینجران کی زمین میرے سپرد تھی۔ ایک روز موٹر میں میرے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے انہوں نے ایک گمنام ڈائری دکھائی کہ بذریعہ ڈاک میرے پاس آئی ہے اور اس میں مجھے یہ دھمکی دی گئی ہے کہ مولوی قدرت اللہ صاحب آپ کی جائدادیں بہت نقصان کرکے آپ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں آپ نے اگر اس کا انتظام نہ کیا تو مہاراج پٹیالہ کو اس کی اطلاع کر دی جائے گی کہ آپ اس کا انتظام نہیں کر سکتے۔ میں نے وہ ڈائری دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کہ فلاں شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ سردار صاحب نے فرمایا میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کروں گا۔ انہیں کیا حق ہے لکھنے کا۔ میں نے وہ ڈائری لے کر ان سے کہہ دیا۔ کہ آپ ایسا نہ کریں وہ میرے رشتہ دار ہیں چھوڑیں اس کو۔ آپ کو اتنا تو معلوم ہو گیا کہ اگر میں کوئی نقصان کر رہا ہوں۔ تو آپ اس کی تلافی کر دیں۔ وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے ایک دوست کے ذریعہ ان سے اس بات کا ذکر کیا کہ وہ فلاں دوست کو بتا دے کہ وہ ڈائری میرے ہاتھ آ گئی ہے نیز یہ کہ ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر میں کوئی برائی کرتا ہوں۔ تو خدا خود پوچھ لے گا۔ جب اس دوست نے ان سے کہا تو انھوں نے جواب میں کہا۔ اچھا اگر سردار کوئی پرواہ نہیں کرتا نہ کرے۔ مگر ان کی بداعمالی سے جماعت احمدیہ پر دھبہ آتا ہے میں اپنے ساتھ چند دوستوں کو ملا کر حضرت صاحب کے سامنے معاملہ پیش کرکے ان کو جماعت سے خارج کرا دوں گا۔ جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے سردار ہرچند سنگھ رئیس پٹیالہ سے جس کی میں نے دس سال سروس کی تھی۔ اپنی کارکردگی کا سرٹیفکیٹ مانگا۔ انھوں نے لکھا۔ قریب دس سال مولوی صاحب نے میری سروس کی ہے اور دوران سروس میں نہایت ایمانداری اور اخلاص سے کام کیا ہے کئی مواقع ایسے تھے کہ جہاں ہزاروں روپیہ خورد برد بڑی آسانی سے ہو سکتا تھا۔ ان کی نیک چلنی اور عبادت گذاری کا اثر میری ذات اور عملہ پر ہوتا رہا ہے۔ سردار ہرچند سنگھ صاحب نے اس سرٹیفکیٹ کے ساتھ

حضور کو مخاطب کر کے یہ بھی لکھا جس شخص کی رپورٹ کے خوف سے مولوی صاحب نے مجھ سے سرٹیفکیٹ مانگا ہے اس کی ڈائری میرے پاس بھی آئی تھی اس میں جو جو الزامات لگائے گئے تھے اس سے بہت زیادہ روپیہ اور سامان ہم نے ذاتی طور پر بطور انعام مولوی صاحب کو دیا ہے اور انہوں نے میری جائیداد کو بہت ہی فائدہ پہنچایا۔ جس شخص کے خیال سے یہ سرٹیفکیٹ میرے پاس لینے آئے تھے اس کی ڈائری میرے پاس بھی آئی تھی۔ میں قانونی طور پر اس کا انتظام کر دیتا۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ میرے رشتہ دار بھی ہیں۔ اس لئے ان سے بُرا سلوک نہ کیا جائے۔ اور میں حضور کی خدمت میں ایمانداری سے یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ میں آجناب ان کی دیانتداری۔ ایمانداری۔ جفاکشی، محنت وغیرہ سے یہ خیال کرتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب آنجہانی کی قوتِ قدسی کی برکت سے ان میں اتنی دیانت اور امانت ہے لیکن ڈائری کے آنے سے میرا یہ خیال بدل گیا۔ کہ ان کی دیانت اور امانت مرزا صاحب کی قوتِ قدسی سے نہیں بلکہ عام قوموں میں نیاب لوگ بھی ہوتے ہیں۔ ورنہ فریق مقابل کو کیا ضرورت تھی کہ میرے پاس ان کے خلاف شکایت کرتا۔ اور پھر آپ کے پاس بھی شکایت کی۔

میں نے یہ دونوں سرٹیفکیٹ اور ایک درخواست لکھ کر اپنی بیوی کے ذریعہ حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ کہ بعض دوست جن کے ساتھ میرا رشتہ بھی ہے میری پگڑی اچھالنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے چیلنج دیا ہے کہ وہ حضور کے پاس میری شکایت کریں گے۔ جن امور کی وہ شکایت کریں گے۔ وہ سرٹیفکیٹ سے معلوم ہو سکتے ہیں ان سے حضور کو اصل معاملے سے آگاہی ہو جائے گی۔ اور حضور مجھے جماعت کے سامنے ذلیل نہیں کریں گے۔

جب میری بیوی سرٹیفکیٹ اور خط لے کر حضور کے پاس گئی۔ آپ نے خط رکھ لیا اور سرٹیفکیٹ واپس کر دیا۔ اور میز پر سے اپنی دستارِ مبارک جو بندھی ہوئی تھی اٹھا کر میری اہلیہ کو دے دی۔ اور فرمایا کہ یہ میری پگڑی ان کو دے دیں اور میری طرف سے پیغام پہنچا دیں کہ میں آپ کو اپنی پگڑی دیتا ہوں۔ دیکھو اس کو کون اچھال سکتا ہے۔

چنانچہ میری بیوی پگڑی لے کر میرے پاس پہنچ گئی۔ میں نے اس کے بعد ایک نقشہ مکمل ۲۶ نمبر کا پیش کیا۔ آپ نے اس نقشہ کے ڈوری والے حصے کو نیچ دیا۔

تاکہ مَیں کلف لگا کر بھیج دوں اور باندھ کر دکھا دیا کہ مَیں نے تیری پیشکش قبول کر لی۔ اس معاملہ کا علم جب حضرت عبداللہ صاحب سنوری کو ہوا تو انہوں نے درخواست کر کے کچھ مقدمے کے کاغذات اپنے پاس لے لئے۔ فریق ثانی نے نہ تو کوئی ثبوت دیا اور نہ صلح کرنی چاہی۔ مولوی صاحب نے اس کے متعلق حضور کے سامنے رپورٹ پیش کر دی۔ اس کے بعد حضور نے فریق ثانی کو حکم دیا۔ کہ وہ خاکسار قدرت اللہ سے معافی مانگے۔ مَیں نے معافی کے اوپر یہ الفاظ لکھ دیئے کہ یہ بزرگ خاندان کی اولاد ہیں اس لئے مَیں انہیں معاف کرتا ہوں۔ اور میرا ان پر کوئی احسان نہیں۔ تھوڑے عرصے کے بعد وہ شخص پھر میرے پاس آیا کہ حضور نے مشروط معافی نہیں منظور کی۔ چنانچہ مَیں نے غیر مشروط معافی دے دی۔

چند یادداشتیں

۱۰۳۔ مَیں نے جن ایام میں قادیان میں چھ ماہ قیام کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حکم سے مختلف صحابہ سے حاصل کر کے جمع کیں انہی ایام میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی زرعی جائیداد کی تقسیم ازروئے شریعت کرنے کے لئے حصّے بھی تیار کئے تھے۔ جب مَیں قادیان سے واپس ہونے لگا تو حضور کی خدمت میں درخواست بھجوائی کہ اب مَیں جانا چاہتا ہوں۔ خرچ کا روپیہ بھی ختم ہو گیا ہے اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ آپ بیت النور میں آکر مجھ سے ملیں۔ چنانچہ مَیں بیت النور پر گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ تشریف لائے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک جیب کی طرف کیا مجھے خیال ہوا کہ آپ کچھ رقم مجھے عطا فرمانے لگے ہیں۔ مَیں نے فوراً عرض کیا کہ حضور خرچ ختم ہونے سے میری مراد یہ نہ تھی کہ میرے پاس سفر خرچ نہیں ہے مجھے کسی مالی امداد کی ضرورت نہیں حضور دُعا فرمائیں کہ مَیں ہمیشہ سلسلہ کی خدمت کرتا رہوں البتہ ان چھ ماہ کے قیام کی وجہ سے مجھے ایک تکلیف ہے اس کے لئے حضور دعا فرمائیں۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کیا تکلیف ہے۔ مَیں نے عرض کیا اپنے وطن دو تین ماہ کے اندر تبلیغ کی وجہ سے کسی نہ کسی کی بیعت بھجوا دیا کرتا تھا۔ اب چھ ماہ یہاں رہا ہوں۔ کوئی بیعت نہیں کروا سکا۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا مَیں دُعا کروں گا۔

چنانچہ حضور کی اس دُعا کا یہ اثر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہؤا کہ صرف ایک ماہ کے عرصہ میں مَیں نے ۳۶ احباب کی بیعتوں کی درخواستیں بھجوائیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اس امر کا ذکر مجلس میں فرمایا کہ ہمارے مبلغین کو اس قدر کامیابی بعض اوقات ایک سال کے اندر بھی نہیں ہوتی جو مولوی قدرت اللہ کو ہوئی ہے کہ انہوں نے ایک ماہ کے اندر ۳۶ بیعتوں کی درخواستیں بھجوائی ہیں ؛

۱۰۴۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے قادیان شریف میں دو دفعہ ایک ایک مہینہ درس قرآن شریف دیا۔ جو درس مسیحلین کے نام سے مشہور تھا۔ ایک دفعہ دس سپاروں کا درس دیا۔

دوسری مرتبہ ۵ سپاروں کا درس دیا۔ مَیں دونوں درسوں میں شامل تھا جب میں درس کے لئے قادیان پہنچا تو مولوی عبدالرحیم صاحب درد مرحوم پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ حضور نے اس درس میں دو کلاسیں رکھی ہیں اے۔ اور بی۔

اے کلاس میں علماء اور بڑے تعلیمیافتہ ہیں اور بی میں دوسرے لوگ ہیں۔ مَیں نے کہا حضور کی خدمت میں عرض کر دینا کہ بی کلاس کھولکر میرا نام درج کر دیا جائے۔ چنانچہ درد صاحب نے مجھے بتایا۔ کہ مَیں نے فہرستیں دکھاتے وقت آپ کی درخواست کا ذکر کر دیا تھا آپ نے بی کلاس میں سے آپ کا نام کاٹ کر اے کلاس میں تیسرے چوتھے نمبر پر درج فرمایا۔

درس کے دوسرے تیسرے روز حضور نے فرمایا کہ مَیں درس کے ختم کے بعد سوال لکھایا کروں گا اور ہر سوال کے دو دو نمبر ہوں گے۔ ہر ایک ان کے جواب لکھکر شام کو بھجوا دیا کرے۔ مَیں صبح ان کے نمبروں کا اعلان کیا کروں گا۔ چنانچہ وہ پرچے دیئے گئے اور جواب لکھے جاتے تھے صبح اعلان فرماتے وقت میرا نام جب آیا تو حضور نے فرمایا ۱۰/۱۰ نمبر میں اور سید ولی اللہ شاہ صاحب کے پرچے کے متعلق فرمایا کہ ۱۰ میں سے صفر اس پر احباب ہنس پڑے آپ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں صحابہؓ کرام ایسے بیٹھے ہوتے تھے جیسے ان کے سر پر پرندہ بیٹھا ہے۔ ہنسنا نہیں چاہیئے پھر فرمایا ان مندرجہ بالا نمبروں کا صرف مطلب یہ ہے کہ منشی قدرت اللہ صاحب سنوری نے جواب میں وہی لفظ رٹے ہوئے لکھ دیئے جو مَیں نے بیان کئے۔ لیکن سید ولی اللہ شاہ صاحب نے ہر سوال کے جواب میں بجائے میرے الفاظ بیان کرنے کے خود نئے جواب لکھ دیئے ہیں۔

حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی میں نے تو صرف اپنے پڑھائے ہوئے سبق کا جواب پوچھا تھا۔

درس کے درمیان میں جب یہ آیت آئی اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔ فرمایا مفسرین اس آیت سے امانت کا روپیہ تقسیم کرنے کے متعلق سمجھتے رہے ہیں لیکن یہاں امانت سے مراد حکومت ہے آپ نے تین دفعہ بلند آواز سے یہ فقرہ دُہرایا۔ ہمارے ناظر نوٹ کرلیں۔ ہمارے ناظر نوٹ کرلیں۔ ہمارے ناظر نوٹ کرلیں۔ جب کسی ملک کی حکومت سلسلہ کے ماتحت آئے۔ تو اس وقت ہمارے ناظروں کا کام ہوگا کہ وہ یہ معلوم کریں کہ اس ملک میں کس نے جاکر تبلیغ کی ہے اگر وہ موجود ہو تو اس کو۔ ورنہ اس کی اولاد در اولاد میں سے موزوں افراد کو اس علاقہ کی حکومت کے کام میں حصّہ دیا جائے۔

۱۰۵۔ جن ایّام میں یہ درس ہوا ہے میں ایک سکھ رئیس کے ہاں مینیجر کے طور پر ملازم تھا۔ درس کے اعلان کے وقت میں نے ان سے ذکر کیا۔ کہ میں ایک مہینہ کے لئے درس پر جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں۔ درس کے لئے روانگی کا جب موقعہ آیا تو اتفاق سے وہ بھی ہیڈ کوارٹر سے باہر آئے ہوئے تھے۔ مجھ سے فرمایا آپ جانا ملتوی کردیں میں نے کہا اب یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میں اطلاع دے چکا ہوں اور میرا نام آچکا ہے ان کا چونکہ تعلق حضرت صاحب سے میرے ذریعہ سے تھا۔ انہوں نے اپنے کلرک کو فرمایا کہ حضور کی خدمت میں لکھ دیں کہ مولوی صاحب کو واپس بھیجدیں۔ اور ساتھ ہی کہا کہ یہ خط ڈاک کے ذریعہ بھیجا نہ کہ مولوی صاحب کے ذریعہ۔ چنانچہ میں قادیان پہنچ گیا تو دو چار دن کے بعد ان کا خط بھی قادیان پہنچ گیا۔ اور حضور نے مجھے فرمایا کہ آپ کو سردار صاحب بُلاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور مجھے علم ہے لیکن اگر آپ مجھے واپسی کا حکم فرماویں اور میں چلا جاؤں۔ اور مجھے اللہ تعالےٰ علم قرآن سکھا دے تو میں جانے کو تیار ہوں آپ نے فرمایا یہ تو ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ علم تو پڑھنے سے آئے گا۔ اس پر میں نے واپسی سے انکار کردیا۔ جب اس کی اطلاع سردار صاحب کو ہوئی تو انہوں نے پھر لکھا کہ میری بیوی بیمار ہیں۔ میں ان کو لے کر شملہ جاتا ہوں بعد میں انتظام ان کے سپرد ہوگا۔ اس لئے یہ واپس آجائیں حضور نے اس کی بھی اطلاع مجھے فرما دی۔ چونکہ ہفتہ عشرہ باقی رہ گیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بھی ایسے ہی گذر

جائے گا۔ مَیں واپس نہیں گیا۔ درس میں تین دن باقی تھے کہ شملہ سے سردار صاحب کا ارجنٹ تار آیا۔ کہ میری بیوی فوت ہوگئی ہے۔ مولوی صاحب تجہیز و تکفین میں شامل ہونے کے لئے فوراً واپس آجائیں۔ اور اگر وہ اس موقعہ پر تشریف نہیں لائیں گے۔ تو ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ عصر کے وقت جب درس ختم ہونے لگا۔ تو حضور نے فرمایا یہ تار آیا ہے اب آپ کیا کریں گے۔ مَیں نے کہا حضور مَیں ان کی خدمت میں واپسی کی اطلاع دے دیتا ہوں۔ کہ آپ نے تحریر نہیں فرمایا کہ مَیں کہاں آؤں۔ کیونکہ آپ کے مختلف دیہات ہیں مَیں نے کہا اس طرح سے یہ دن گذر جائیں گے اور مَیں درس ختم کرنے پر ہی جاؤں گا۔ یہاں پر مَیں اس بات کا اظہار کر دیتا ہوں کہ حضور کو اس بات کا علم تھا کہ سردارنی صاحبہ متوفیہ کے ساتھ میرے تعلقات اچھے نہیں تھے درس کے خاتمے کے بعد ہم شام کے وقت واپس آئے۔ تو مسجد مبارک کے نیچے دکان میں عبدالمجید صاحب نامی کباب فروش نے اس دن جلیبیاں بنانی شروع کی تھیں۔ میں نے کچھ وقت پہلے وہاں جلیبیاں بنتی دیکھی تھیں۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ کتنی جلیبیاں تیار ہیں۔ انہوں نے اندازاً بتا دیا۔ میں نے کہا سب تول کر دے دو۔ مَیں نے وہ جلیبیاں اپنی بیوی کے حوالے کیں۔ کہ وہ حضور کی خدمت میں پیش کر دیں۔ جب وہ مسجد مبارک کے چھوٹے زینے سے حضور کے پاس گئیں تو حضور اماں جان کے دالان کے سامنے کھڑے تھے اس نے جلیبیاں پیش کیں تو حضور ناراض ہوئے فرمایا لے جاؤ مَیں نہیں لیتا۔ آج ان کے سردار کی بیوی کی وفات کی اطلاع آئی ہے یہ کیسے پتھر دل ہیں کہ اس کی موت پر خوشی کا اظہار کر کے مجھے بھی شامل کرتے ہیں مجھے یہ ساری آواز پہنچ گئی۔ مَیں نے زور سے السّلام علیکم عرض کر کے کہا کہ جب میں نے جلیبیوں کا آرڈر دیا تھا اس وقت مجھے یہ اطلاع نہ تھی کہ سردارنی فوت ہوگئی ہے۔ میں نے تو کہا کہ پہلے حضور کو جلیبیاں پیش کروں پھر خود کھائیں گے۔ میرے اس عرض کرنے پر حضور نے جلیبیاں قبول فرمالیں۔ درس کے خاتمے پر جب واپسی کا وقت آیا میں نے ایک دن پہلے مسجد مبارک کے اس حصہ میں جہاں ابتداء میں حضور نمازیں پڑھاتے تھے۔ اور تشریف فرماتے تھے۔ دو نفل نہایت سوز و گداز کے ساتھ ادا کئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ مَیں نے تیری پاک کتاب کا درس سننے کے واسطے سردار صاحب کو ناراض کیا ہے اے میرے قادر خدا اگر مناسب ہے تو ان کے دل کو میری طرف پھیر دے ورنہ میری ملازمت کا کوئی اور سامان بنا دے۔

جب مَیں قادیان سے واپس سنّور گیا (پٹیالے سے سنّور کا چار میل کا فاصلہ ہے)
اسی سڑک پر ایک میل کے فاصلے پر سردار صاحب کی کوٹھی اور باغ موجود تھا لیکن ان کا ہیڈ کوارٹر یہاں سے پچاس میل لدھیانے کی طرف تھا۔ جب اسٹیشن سے اُتر کر ٹانگے سے مَیں سنّور کو جا رہا تھا تو سردار صاحب کی کوٹھی پر ان کا ملازم گیٹ پر کھڑا تھا۔ میرا ٹانگہ دیکھ کر اس نے مجھے سلام کیا۔ اور بتایا کہ آج سردار صاحب بھی تشریف لائے ہیں (مَیں اس کا مطلب سمجھ گیا کہ اس کو سردار صاحب نے ہی کھڑا کیا ہے) مَیں صبح سنّور سے پھر پٹیالے جانے لگا۔ تو راستے میں ایک کوٹھی آتی تھی۔ اور گیٹ پر آدمی کھڑا تھا اس نے مجھ سے پھر سلام کر کے کہا۔ کہ سردار صاحب ابھی گئے نہیں ابھی یہیں ہیں۔ مَیں پٹیالہ چلا گیا۔ اور جاتے وقت اس آدمی سے یہ بات کہہ دی کہ مجھے بیشک علم ہو گیا ہے۔ کہ سردار صاحب یہاں ہیں۔ چونکہ سردارنی صاحبہ کی وفات ہو چکی ہے اس لئے یہی مناسب ہے کہ مَیں پٹیالہ سے کچھ آدمی ہمراہ لے کر (جواب تک وہاں ہیڈ کوارٹر نہیں جا سکے) سردار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ یہاں میرا ان کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہیں۔ مَیں پٹیالے جا کر کام کاج کرنے کے بعد دوپہر کو پھر سنّور پہنچ گیا۔ عصر کے وقت خود سردار صاحب موٹر لے کر سنّور تشریف لیگئے موٹر کے پہنچنے پر مَیں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھ سے فرمایا کچھ کام ہے آپ کپڑے پہن کر میرے ساتھ چلیں۔ مَیں نے حکم کی تعمیل کی مجھے موٹر میں بٹھا کے پٹیالے سے ہوتے ہوئے ہیڈ کوارٹر لے گئے۔ وہاں ان کی دوسری بیوی موجود تھی۔ قریبًا ایک ہفتہ سردار صاحب اپنا پلنگ باہر میرے پلنگ کے ساتھ ہی بچھاتے رہے۔ آخر مجبور ہو کر ان کو اندر سونے کے لئے بھجوا دیا۔

واقعہ مذکورہ بالا میں سردارنی صاحبہ کی ناراضگی کا جو ذکر آیا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی جائیداد ان کے خُسر کے انتظام میں تھی۔ اور ان کے ہاں ایک ریٹائرڈ مجسٹریٹ ہندو اکاؤنٹنٹ تھا۔ وہ چونکہ حسابات اندر بھی لکھنے جاتا تھا۔ اس کے ذریعہ مجھے بعض باتیں معلوم ہو جاتی تھیں۔ کہ سردارنی صاحبہ مجھ سے بہت ناراض ہیں۔ اکاؤنٹنٹ صاحب نے بعض حکمتوں کے ماتحت میرے خلاف ہو کر اور سردارنی صاحبہ کا خیر خواہ ہو کر میرے خلاف شکائتیں کرنی شروع کیں۔ مگر سردارنی صاحبہ جواب نہیں دیتی تھیں۔ آخر جب انہوں نے یہ سلسلہ کئی روز جاری رکھا۔ تو ایک دن سردارنی صاحبہ نے فرمایا کہ اکاؤنٹنٹ صاحب

میں آپ کو ایک بات بتا دوں آپ مجھ سے مولوی صاحب کی شکایت نہ کریں۔ اور نہ ہی ایسا آپ کریں کہ آپ ملازموں میں سے کسی ملازم کو سکھا کر مولوی صاحب کی شکایت کرا دیں۔ دیکھتے نہیں کہ سردار صاحب کس محبت سے اس شکایت کو بڑی غور سے سنتے ہیں اور مولوی صاحب کی تشریف آوری پر ملاقات کے وقت سب سے پہلے شکایت کرنے والی کی شکایت کا اظہار کر دیتے ہیں اور پھر شکایت کنندہ کو بلا کر ایسی بری طرح مارتے ہیں کہ مولوی صاحب کو معلوم ہو جاوے کہ میری شکایت کرنے والے کا یہ حشر ہوا ہے۔ آپ تجربہ کریں اگر یہی حشر ہوا تو پھر آپ شکایت کرنے کا نتیجہ دیکھ لیں گے۔

لدھیانہ کے قریب جہاں سردار صاحب کا ہیڈ کوارٹر تھا وہاں سردار صاحب کے واسطے کچھ پلنگ بنوائے گئے تھے۔ ان کی اجازت سے میں نے بھی اپنے لئے کچھ پلنگ بنوائے تھے اور لدھیانہ وہاں سے قریب تھا۔ وہاں ایک بزرگ کے مزار پر میلہ روشنی لگتا تھا اور اس موقعہ پر مٹی کے خوشنما برتن بہت بکتے تھے۔ میں نے وہاں سے اپنے لئے برتن منگوائے ہوئے تھے۔ ہیڈ کوارٹر سے کچھ بیل گاڑیاں پٹیالے کی کوٹھی پر آئی تھیں۔ میں نے ملازمین کو حکم دیا کہ جب یہ جائیں تو یہ میرا سامان بھی رستہ میں سنور پہنچا دیں۔ چنانچہ ملازموں نے ایسے ہی عمل کیا جب یہ گاڑیاں روانہ ہوئیں تو ایک سکھ ملازم نے خیر خواہی کے طور پر شکایت کی کہ اتنے برتن اور پلنگ مولوی صاحب کے بھی بیل گاڑیوں کے اندر ہیں۔ سردار صاحب نے ڈائری مجھے دکھائی کہ اس بے وقوف کو یہ علم نہیں کہ آپ نے یہ کام میری اجازت سے کیا ہے اس اگلی صبح کو وہ آدمی جو بیل گاڑیاں لے کر آئے تھے یعنی شمشی صوبہ دار اس سے سردار صاحب نے دریافت کیا کہ ان گڈوں میں مولوی صاحب کا کیا سامان ہے اس نے کہا مولوی صاحب آئیں گے آپ دریافت کر لیں۔ انہوں نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم میرے ملازم ہو۔ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ سردار صاحب مارنے کے لئے لپکے۔ وہ دوڑ پڑا۔ اور سردار صاحب بھی دوڑ پڑے اور وہ پھاٹک تک پہنچ گئے۔ کیونکہ سردار صاحب سر سے ننگے تھے اس لئے واپس آ گئے۔ اور مراد یہ تھی کہ میں پولیس کو رقعہ لکھ کر اسے جیل بھیجوں گا۔ اس ملازم نے جواب دیا۔ کہ حضور اپنی جگہ کھڑے رہیں۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہوں گا۔ آپ پھاٹک سے باہر نہ آئیں۔ میں اندر نہیں آتا۔ تھوڑا سا انتظار کریں مولوی صاحب ابھی آتے ہیں۔ جس وقت مولوی صاحب پھاٹک سے داخل ہوں

آپ ان سے غصہ بھرے لفظوں میں یہ سوال کریں کہ کوئی سامان آپ کے ہاں گیا۔ پھر دیکھ لینا کہ میں زور کے ساتھ مولوی صاحب کو زمین پر پٹخ کر ماروں گا۔ لیکن اگر مولوی صاحب کے سامنے آتے ہی آپ کا پھپھرے میں پیشاب نکل گیا۔ تو پھر مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سُنکر سردار صاحب واپس چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں آیا۔ تو ایک نوکر کھڑا تھا میں نے کہا تم کیوں کھڑے ہو اس نے سارا قصہ بیان کر دیا۔ میں نے کہا بیوقوف ایسا نہیں کیا کرتے چلو اندر۔ اس نے کہا مجھے ماریں گے۔ میں نے کہا نہیں چلو۔ میں اندر جب گیا تو سردار صاحب نے کہا۔ میرے ساتھ ایسا واقعہ ہوا ہے۔ میں نے سردار صاحب سے کہا کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

سیرت حضرت اُمّ المؤمنینؓ پر لیکچر

(از محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری صحابی)

۱۰۶۔ میں نے ایک لیکچر ربوہ میں کچھ عرصہ ہوا۔ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۵۹ء کو سیرت حضرت ام المؤمنینؓ کے مضمون پر دیا تھا جو کتاب نصرۃ الحق میں شائع شدہ ہے اس میں سے جن واقعات کا پہلے ذکر نہیں آیا وہ درج ذیل ہیں:۔

حسب ارشاد باوجود تنگی وقت کے میں چند واقعات حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ تحریر کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ ہر ایک مختصر واقعہ کے متعلق آپ کے اخلاق عادات اور شفقت اور بندہ نوازی پر ایک وسیع مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ معزز احباب اور سامعین خود ہر ایک واقعہ پر غور کر کے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور دستور العمل قرار دے کر مدارج عالیہ حاصل کر سکتے ہیں۔

افرادِ جماعت سے مشفقانہ سلوک چونکہ مرحوم مولوی عبداللہ صاحب سنوری بیعت کا سلسلہ شروع ہونے سے سات سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملتے تھے اس لئے ہمارے تعلقات خادمانہ تھے اسی وجہ سے میں نے اپنی ہمشیرہ کی شادی کے موقع پر آپ سے سنور جانے کی درخواست کی۔ فاصلہ تقریباً ڈیڑھ صد میل ہوگا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے اجازت لے کر سیدی میاں ناصر احمد صاحب کو ہمراہ لیا اور چند علماء بھی ساتھ تھے اور سنور تشریف

لے گئیں۔ قریباً دس یوم سنّور میرے مکان پر تشریف فرما رہیں۔ اپنے عملی نمونہ کے علاوہ مختلف نصائح سے بھی ساری جماعت کی عورتوں کو بھی مستفید فرمایا۔ حضرت امّاں جان کے قادیان جانے کا واقعہ الفضل میں اس طرح درج ہے:۔

"(۱۳؍ اپریل) حضرت امّ المؤمنین سنّور ریاست پٹیالہ میں منشی قدرت اللہ صاحب کی ہمشیرہ کی تقریب تودیع پر تشریف لے گئیں۔ حافظ روشن علی صاحب و میر محمد اسحٰق صاحب بھی اس جگہ گئے ہیں۔" (الفضل ۱۴؍۱ اپریل ۱۹۱۷ء مدینۃ المسیح)

(۲۴؍ اپریل کے پرچہ میں مدینۃ المسیح میں) اُمّ المؤمنین تشریف لے آئی ہیں۔"

(الفضل ۲۴؍ اپریل ۱۹۱۷ء)

اور پھر یکم مئی کے الفضل میں مولوی محمد تقی صاحب کی مرسلہ رپورٹ اس طور پر درج ہے۔

سنّور میں تبلیغ محمد تقی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ سنور اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے اپنی ہمشیرہ کے رخصتانہ پر علاقہ پٹیالہ کی جماعت ہائے احمدیہ کو دعوت دی۔ قریباً دو سو کے مرد اور عورتیں شامل ہوئیں۔ وعظ اور لیکچروں کا پورا انتظام کیا گیا تھا۔

میر محمد اسحاق صاحب نے وفات مسیح علیہ السّلام پر تقریر کی۔ جو علم فہم اور زور دار تھی۔ اور جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ آپ کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السّلام پر تقریر کی۔ دوسرے دن جناب حافظ صاحب نے مستورات میں وعظ کیا۔ حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے وہاں تشریف لے جانے سے احمدی مستورات میں دینی اخلاص بہت ترقی کر گیا۔ وہاں سے واپسی پر حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے تین روز پٹیالہ قیام فرمایا۔ (الفضل یکم مئی ۱۹۱۷ء صفحہ ۲ کالم ۱)

واقعہ قبولیتِ دُعا ۱۰۷۔ سنّور کے قیام کے ایّام میں آپ بالاخانہ سے تشریف لائیں اور صحن میں تشریف فرما تھیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ کہ سامنے والان میں سیاہ رنگ کے کیڑے مکوڑے نکل کر تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ اور گرمی کے موسم میں کئی ماہ تک یہ تکلیف دیتے ہیں۔ مَیں نے مختلف طریقوں سے ان کو نکالنے کی کوشش کی کہ یہ مکان میں نہ نکلیں۔ مگر یہ ایک سے دوسری جگہ نکل آتے ہیں۔ مجھ سے دریافت فرمایا "آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" مَیں نے عرض کیا "حضور دعا فرماویں۔ کہ یہ مکان چھوڑ جاویں"

فرمایا "اب میں کیڑوں کے لئے دُعا کرتی پھروں" میں نے عرض کیا "حضور کی مرضی" اس پر آپ آگے بڑھیں اور جہاں وہ کیڑے نکل رہے تھے کھڑے ہو کر یہ فرمایا (یعنی کیڑوں کو مخاطب کر کے) "ارے بھئی تم ان کو کیوں تکلیف دیتے ہو؟ پرے چلے جاؤ" اس واقعہ کے بعد تیس ۳۰ سال بعد تک پاکستان کے قیام تک وہ مکان میرے قبضہ میں رہا مگر اس میں پھر کیڑے نہ آئے۔

باطنی پاکیزگی اطاعتِ خلافت

۱۰۸- حضور کی غیرتِ اسلامی اور تطہیرِ قلبی کا واقعہ درج کرتا ہوں سنہ دس گیارہ کے قریب کا واقعہ ہے۔ کیونکہ ہمیں اہلِ بیتِ مسیح موعود علیہ السّلام سے گہری عقیدت و محبّت تھی میں زینہ میں کھڑکی کے پاس کھڑا تھا اور حضرت اُمّ المؤمنین کو دعا کے لئے عرض کر رہا تھا۔ اور آپ مادرِ مہربان کی طرح نہایت شفقت سے پیش آرہی تھیں۔ اور فرماتی تھیں۔ ہاں دعا کروں گی۔ ہاں دعا کروں گی۔ میں نے جوشِ محبّت سے یہ عرض کر دیا۔ کہ ہمیں تو خوشی اس دن ہو گی۔ کہ رُوحانی بادشاہت دوبارہ اس گھر میں آجائیگی۔ آپ نے فرمایا۔ میاں یہ تم نے کیا کہا۔ استغفار کرو۔ استغفار کرو۔ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ خلیفہ کی موجودگی میں ایسی بات کہنی مناسب نہیں بلکہ ناجائز ہے۔ پھر فرمایا۔ استغفار کریں۔

مہمان نوازی

۱۰۹- سنہ ۱۹۱۵ء میں مجھے قادیان میں چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا۔ پہلے اندرون دارالمسیح بالاخانہ میں جگہ دی گئی تھی۔ کچھ عرصہ بعد کسی ضرورت کے تحت مجھے فرمایا۔ کہ آپ مکان کے نچلے حصہ میں جو میرے دالان کے نیچے ہے قیام کریں۔ چنانچہ ہم اس کمرہ میں چلے گئے۔ میری بیوی اور دو بچیاں ساتھ تھیں۔ اس کمرہ میں ایک بہت بڑا پلنگ پڑا تھا۔ اس پر لیٹنے کے لئے فرمایا۔ کہ اس پر تم سب لیٹ جاؤ۔ اور فرمایا یہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام عرصہ تک اس پلنگ پر لیٹتے رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور بچیاں پیشاب کر دیں گی۔ کوئی اور چارپائی بدل لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔

•

جب میرا قیام قادیان میں تھا تو میں ایک مقدمہ کی وجہ سے تاریخ پر پٹیالہ گیا تھا۔ ایک دن عصر کے وقت میری بیوی نے درخواست کی کہ حضور میں نے بیت الدعا میں دعا کرنی ہے۔ آپ نے اجازت دے دی جب دعا سے فارغ ہو کر وہ نکلیں چونکہ انہوں

نے نہایت تضرع سے دیر تک دُعا کی تھی۔ ان کی آنکھوں پر ورم معلوم ہوتا تھا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ کیوں اس قدر گھبراہٹ ہے؟ اس نے عرض کیا۔ حضور بڑا فکر ہے۔ حضور بھی ان کے لئے دعا فرمادیں (یعنی میرے خاوند کے لئے) آپ نے فرمایا۔ دُعا۔ دُعا کرتی ہے میں پنجتن کی بجائے چھ تن کے لئے دُعا کرتی ہوں۔ (جس کا مطلب یہ تھا کہ میں اپنے پانچوں بچوں کے ساتھ چھٹا اس کو شامل کرتی ہوں)

۱۱۰۔ میری لڑکی سعیدہ بیگم سولہ سالہ سنور میں فوت ہوگئی اور مجھے یہ بتایا گیا کہ اس نے وصیت کی ہوئی ہے میں نے اس کی نعش کو امانتاً صندوق میں دفن کرا دیا۔ چھ سات ماہ کے بعد قادیان آتے ہوئے میں وہ صندوق اپنے ہمراہ لایا۔ قادیان میں سید سرور شاہ صاحب مرحومؓ سے جو افسر بہشتی مقبرہ تھے درخواست کی۔ انہوں نے دفتر سے معلوم کر کے بتایا کہ اس کی یہاں کوئی وصیت نہیں ہے۔ میں نے اپنی ہمشیرہ سے جو قادیان میں رہتی تھی دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ فارم وصیت چھپا ہمارے پاس موجود ہے۔ مگر وہ پیش نہیں کیا کہ آپ کے آنے پر پیش کریں گے۔ مگر معلوم نہ تھا کہ اس کی وفات ہو جائیگی میں نے وہ فارم مولوی صاحب کو دکھایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب تک دو موصی مؤکد بعذاب قسم کھا کر بیان نہ کریں کہ ہمارے سامنے اس نے وصیت کی ہے اس وقت تک یہ وصیت منظور نہیں ہو سکتی۔ میں حیران تھا۔ میں نے حضرت اُمّ المومنینؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور دعا کریں کہ سعیدہ کے متعلق یہ جھگڑا ہے آپ نے فرمایا ذرا ٹھہریں۔ آپ اندر تشریف لے گئیں اور ایک پرچہ مولوی سرور شاہ صاحبؓ کے نام تحریر فرما کر مجھے دے دیا۔ جس میں یہ درج تھا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی صاحبزادی سعیدہ مرحومہ نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ میں نے وصیت کر دی ہے۔ میں وہ پرچہ لے کر مولوی صاحب کے پاس گیا اور انہوں نے نعش کو بہشتی مقبرہ میں دفن کرا دیا۔

۱۱۱۔ ریاست پٹیالہ میں میرے خلاف ایک مقدمہ دائر ہو گیا۔ اور D.C. اور افسر مال کی مخالفت کی وجہ سے وہ سنگین صورت اختیار کر گیا۔ اس کی وجہ سے حضرت اُمّ المومنینؓ نے اخبار میں اعلان کروا دیا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کو ہمارے خاندان سے بڑی محبت ہے ان کے خلاف ایک مقدمہ دائر ہے میں احباب جماعت سے سفارش کرتی ہوں۔ کہ ان کے لئے دعا کی جائے۔

اس مقدمہ کے واقعہ کے متعلق جب گذشتہ سال مکرمی محترمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے ذکر کیا اور ان کو یاد دلایا کہ اس مقدمہ کے دوران آپ ریاست پٹیالہ ہی میں ملازم تھے اور آپ نے ایک رئیس سردار سے جس کے آپ فیملی ڈاکٹر تھے خاکسار کے متعلق سفارش کی جن کے کہنے پر متعلقہ افسر نے مجھے اس مقدمہ سے سبکدوش کر دیا تو مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ کی طرف سے خط بھی ملا تھا کہ آپ مولوی قدرت اللہ صاحب کی جائز امداد کریں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس ضمن میں مَیں نے ایک مرتبہ ایک چٹھی حضرت امّ المومنینؓ کی خدمت میں لکھی تھی۔ اس کی نقل درج ذیل ہے:۔

(نقل از کارڈ خاکسار)

بخدمت حضرت سیّدہ امّ المؤمنین صاحبہ بتاریخ ۷ر دسمبر ۱۹۱۵ء۔

اپنی خادمہ رحیمن کو مطلع کر دیں کہ خیریت ہے ..... مقدمہ میں دشمن بڑا زور لگا رہے ہیں۔ خاص طور پر دعا فرماویں اللہ تعالےٰ دشمنوں کے شر سے بچائے۔ اسباب سب مع کنبہ آج پہنچا دیا گیا ہے۔ (از راقم پیر قدرت اللہ سنوری ۷ر دسمبر ۱۵ء بذریعہ)

چنانچہ حضرت امّ المومنین صاحبہ نے خاکسار کے لئے دعا کے واسطے اعلان کرایا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مقدمہ میں بریت عطا فرمائی۔

۱۱۲۔ چٹھی خاکسار جو پرانے ریکارڈ سے ۱۹۶۵ء میں نکلی:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت خلیفۃ المسیح امامنا ومرشدنا۔ ایدکم اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس حقیر ناچیز کی عرض ہے کہ مسعودہ کی نانی عرصہ ایک ہفتہ سے یہاں آئی ہوئی ہے۔ آج وہ جانا چاہتی ہے۔ اجازت فرماویں اور یہ مسعودہ کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہے کیونکہ ان کے گھر میں میری بیوی کے سوا اور لڑکا لڑکی نہیں ہے۔ امّ المؤمنین نے کئی بار میرے گھر کے لوگوں کو فرمایا تم اپنی بیٹی بطور احسان اپنے ماں باپ کو دیدو۔ اس لئے ہم نے جرأت کی ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی ہے۔ آپ نے میری بیوی کو فرمایا تھا (تمہارے اس کثرت سے اولاد ہو گی کہ تم نہ سنبھال سکو گی) ان واقعات کو مدنظر رکھ کر ہم اپنی ننھی سی دو سالہ بچی کو الگ کرنا چاہتے ہیں

اگر مناسب ہے حضور اجازت دے دیں۔ اگر اجازت دیں تو دُعا بھی فرمائیں کہ یہ معاملہ ہم میں ان میں برکات کا موجب ہو۔ ایسا نہ ہو کوئی نیک کی بجائے بد نتیجہ پیدا ہو۔ خوشی کے بجائے رنج۔ جس کام میں علیم مقتدر ہستی کی خوشنودی نہ ہو۔ وہ بابرکت نہیں ہوتا (اس وقت) حضور سے زیادہ دنیا میں کامل انسان نہیں۔ جہاں حضور کی فراست پہنچے گی۔ ہمارا وہم بھی نہ جا سکے گا۔ امید ہے کہ مفصل جواب زیب رقم فرما کر تسلی فرما دیں گے۔

دعاؤں کا محتاج حضور کا غلام۔ عاجز قدرت اللہ سنوری

باب ششم

حالاتِ سفر حج بیتُ اللہ

۱۱۳- حج بیت اللہ کے متعلق جو نوٹ میری طرف سے کتاب حج بیت اللہ مؤلفہ عزیزم الحاج چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید میں درج ہے۔ وہ درج ذیل ہے:۔

مختصر حالاتِ حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ مَیں مورخہ ۳ رمئی ۱۹۵۸ء کو مع اپنی اہلیہ بذریعہ بحری جہاز عازم حج ہوا۔ ۹ اور ۱۰ رمئی کی درمیانی شب کو جہاز میں ہی احرام باندھ لیا۔ اور ۱۰ رمئی کو ہم جدّہ پہنچے۔ ۱۱ رمئی کو مکّہ معظمہ پہنچے۔ بیت اللہ شریف کا طواف کر کے صفا و مروہ پر سعی کی۔ حجامت بنوائی اور احرام کھول دیا۔ مورخہ ۲۰ رمئی کو مکّہ شریف سے جدّہ کے راستے مدینہ طیبہ پہنچے اور دس روز وہاں قیام کر کے ۳۱ رمئی کو مکہ شریف واپس آئے۔ اور راستہ میں ہی احرام باندھ لیا۔ اور یہاں آکر دوسرا عمرہ کیا۔ اور مورخہ ۲۵ رجون کو حج کے لئے مکّہ معظمہ سے منیٰ روانہ ہوئے۔ پانچ نمازیں ادا کر کے ۲۶ رجون کو عرفات میں پہنچے اور عرفات سے مغرب کے وقت روانہ ہو کر رات کو مُزدلفہ پہنچے یہاں مغرب عشا اور فجر کی نمازیں ادا کر کے اور کنکریاں چُن کر منیٰ واپس آئے ۲۷ رجون کو جمعہ کے دن ایک شیطان پر رمی کے بعد قربانیاں کی گئیں

اور احرام کھول دیا۔ اسی دن عصر کے وقت ہم مکہ شریف پہنچے طواف اور سعی صفا مروہ کرنے کے بعد واپس منیٰ پہنچے اور حج کے ساتھ یہ تیسرا عمرہ بھی ہو گیا۔ ۲۸ اور ۲۹ جون کو ہر سہ شیطان پر رمی کرنے کے بعد ۲۹ جون کو واپس مکہ معظمہ آ گئے مورخہ ۲۹ جون سے لیکر ۱۱ جولائی کی دوپہر تک مکہ مکرمہ میں قیام رہا۔ اس دوران بفضلہ تعالےٰ ۹ عمرے کئے اور اس طرح کہ میں فجر کی نماز کے بعد لاری میں سوار ہو کر حرم کی حد سے باہر نکل جاتا۔ اور وہاں جا کر احرام باندھ لیتا تھا اور دو نفل ادا کرتا تھا۔ پھر واپس آکر طواف اور سعی صفا و مروہ کرتا تھا۔ ان میں سے مندرجہ ذیل مرحومین کی طرف سے عمرے کئے گئے:۔

(۱) والد بزرگوار مولوی محمد موسیٰ صاحب (مرحوم) سنوری (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)۔

(۲) والدہ بزرگوارم کرم النساء صاحبہ مرحومہ " " " "

(۳) میرے خسر محترم چوہدری کریم بخش صاحب صحابی مرحوم سکنہ رائے پور ریاست نابھہ } " " " "

اس روز میری اہلیہ بھی ہمراہ تھیں۔ انہوں نے اپنی والدہ کی طرف سے عمرہ کیا۔ جو کہ بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہیں۔

(۴) بابو عبدالغفور صاحب مرحوم (برخوردار مسعود احمد خورشید کے خسر)
(مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۵) نور بی بی صاحبہ مرحومہ صحابیہ (برخوردار مسعود احمد خورشید کی خوشدامنہ)
(مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۶) حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری مرحوم صحابی (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)

(۷) صغیرہ بیگم مرحومہ (اہلیہ محمود احمد صاحب جو میرے بڑے لڑکے ہیں)

قیام مکہ معظمہ کے دوران بفضلہ تعالےٰ پچیس ۲۵ مرتبہ طواف کیا۔ اور گیارہ عمرے کئے گئے۔ قریباً چالیس ۴۰ مرتبہ مقام ابراہیم پر نوافل دوگانہ ادا کئے۔ طواف کے موقعہ پر "حطیم" کے مقام پر ہر مرتبہ چار نفل ادا کئے گئے۔ ہر مرتبہ کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑتے وقت ترقی اسلام۔ ترقی احمدیت۔ ابنائے فارس کے لئے دعائیں کرنے کے بعد مبلّغین سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ درویشان قادیان۔ اہلِ ربوہ۔ ناظر صاحبان۔ وکلا صاحبان مہاجرین

انصار دین۔ مرحومین۔ صالحین۔ مؤمنین۔ انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ۔ اطفال الاحمدیہ
لجنہ اماء اللہ کے لئے دُعائیں کی گئیں۔ پھران احباب کے لئے دعائیں کیں جنھوں نے
مجھے خطوط کے ذریعہ اور تحریری و زبانی دعا کے لئے کہا تھا اسکے بعد اپنے اہل و عیال۔ موجودہ
نسل اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے دُعائیں کرتا رہا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اس دوران میں کئی بشارتیں ملیں۔ اور سب سے
بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ مدینہ طیبّہ سے واپسی پر جدّہ اور مکّہ مکرمہ کے درمیان ایک
مقام پر جہاں ہماری بس کچھ عرصہ کے لئے ایک ہوٹل کے قریب ٹھہری تھی وہاں اللہ تعالیٰ
کے خاص فضل کے ماتحت جب میں ذرا دیر کے لئے آرام کرنے کے لئے ہوٹل میں سو گیا۔
تو میرے پیارے آقا سرورِ کائنات سردارِ دوجہان حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء
صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارک سے خواب میں مشرف ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

۱۴۱۔ جن دنوں میں حج بیت اللہ کے لئے گیا ہوا تھا۔ نوسبرالیون کے ایک احمدی
دوست قاسم کمانڈا صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے خواہش
کی کہ وہ کسی ایسے دوست سے ملاقات کے خواہش مند ہیں جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہُوا ہو۔ اور حضور کی بعیت سے مشرف ہو کر صحابہ کا مقام حاصل کیا
ہو۔ چنانچہ حضور نے دفتر وکالت تبشیر کے ذریعہ سے مولوی محمد صدیق صاحب مبلغ سیرالیون
کو جو اطلاع بھجوائی وہ درج ذیل ہے:۔

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج آپ کو تار دیا گیا ہے کہ آپ چیف قاسم کمانڈا صاحب کے ہمراہ ان کے خرچ پر
حج کے لئے تشریف لے جا سکتے ہیں اور آپ کی عدم موجودگی میں محمود احمد صاحب نشاد
قائم مقام امیر کے فرائض انجام دیں گے۔

(۲) حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پرانے صحابہ میں سے ہیں امسال حج پر تشریف لے
جا رہے ہیں۔ آپ ان سے وہاں پر ملنے کی کوشش کریں۔ اور چیف صاحب کا تعارف
بھی کرائیں۔

(۳) ان مقامات مقدسہ پر آپ کو دُعا کرنے کا موقعہ ملے گا۔ جہاں آپ سلسلہ کی عظمت و ترقی کے لئے دعا کریں گے وہاں مبلغین کے لئے بھی دعا کریں۔

دستخط بشارت احمد بشیر

نائب وکیل التبشیر تحریک جدید۔ ربوہ

اس ضمن میں جو تفصیلی خط مولوی محمد صدیق صاحب سابق مبلغ سیرالیون حال سنگاپور نے چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید کو لکھا وہ درج ذیل ہے:۔

مکرم محترم جناب الحاج مسعود احمد صاحب خورشید کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ! کراچی سے سنگاپور آنے سے قبل آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے دولت خانہ پر بھی ازراہ نوازش بُلایا تھا۔ اُمید ہے مجھے بھُولے نہیں ہوں گے۔ اور دعاؤں میں یاد رکھتے ہوں گے گذشتہ دِنوں اخبار الفضل ملے تو ان میں آپ کے بھائی صاحب کی طرف سے آپ کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے حالات پڑھے ان کی وفات پر خاکسار کی طرف سے اظہار ہمدردی قبول فرماویں۔ مرنا تو ہر ایک فرد بشر نے ہے۔ مگر کیا ہی خوش قسمت اور مقدس ہیں وہ وجود جو اپنی وفات کے بعد اپنے پیچھے تربیت یافتہ نیک اولاد اور نیک نمونہ اور نیک یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کو اعلیٰ علیین میں اپنے خاص مقربین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور آپ سب کو ان کے بلند کردار اور اعلیٰ نمونہ پر عمل کرتے رہنے کی توفیق بخشے آمین۔ مرحومہ رضی اللہ عنہا مجھے جانتی تھیں۔ ۱۹۵۸ء میں حج کے موقع پر چند روز اکٹھے رہنے کا موقعہ ملا تھا۔ اور ان دنوں حضرت مولوی صاحب مدظلہ، کے ذریعہ میں آپ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتا رہتا تھا۔ اس لئے واقفیت ہو گئی تھی۔

میرے ساتھ چند افریقن احمدی بھی حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور وہ حضرت مولوی صاحب سے مل کر بہت ہی خوش ہوئے تھے اور اس امر کو بڑی خوش قسمتی تصور کرتے تھے کہ انھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی سے ملاقات کا اور ان سے حضور کے زمانے کی باتیں سننے کا موقعہ ملا۔ حضرت مولوی صاحب حضور کے حالات بعض اوقات سُناتے تھے اور میں بطور ترجمان انھیں سُناتا تھا۔ نمازیں بھی وہاں حضرت مولوی صاحب کے پیچھے پڑھنے کا موقع ملا تھا۔ ان افریقن احمدیوں میں سیرالیون کے ایک بڑے مخلص احمدی

چیف مکرم قاسم کمانڈا بھی تھے ان کی بڑی ہی خواہش تھی کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور حضور کے خلیفہ سے نہیں تو حضور کے کسی صحابی سے ہی ملاقات ہو جائے چنانچہ اتفاق ایسا ہوا کہ اللہ تعالٰے نے ان کی خواہش کو پورا کیا۔ اور حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب مدظلہٗ کو اس سال بلاد مقدسہ میں بھیج دیا۔ جس سال کہ چیف قاسم کمانڈا صاحب اور خاکسار نے حج کا ارادہ کیا۔ جب سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو علم ہوا تو حضور نے اسی وقت خاص طور پر ربوہ سے مجھے اطلاع بھجوائی کہ چیف صاحب کی خواہش پوری ہو گئی۔ کیونکہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب بھی اسی سال حج کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ ضرور چیف قاسم کمانڈا صاحب اور دیگر افریقن احمدیوں کی ان سے ملاقات کرائیں۔ اور ان سے استفادہ کریں۔ اور اکٹھے رہیں۔ گو بعض مجبوریوں کی وجہ سے اکٹھے تو نہ رہ سکے لیکن ملاقاتیں ضرور ہوتی رہیں۔ اور نمازیں بھی اکٹھے پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا۔ جس سے چیف صاحب کو بے حد خوشی ہوئی۔ اور دیگر افریقن احمدیوں نے بھی بڑی خوشی محسوس کی۔

حج کے موقعہ پر منیٰ میں حضرت مولوی صاحب کے ساتھ احمدی حاجیوں کے فوٹو لئے گئے تھے مگر میرا خیال ہے کہ فلم ناقص ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے فوٹو اچھے صاف نہ آسکے۔ بہرحال ۲ دو فوٹو اس وقت کے بطور یادگار آپ کو ارسال ہیں وصولی پر مطلع فرمائیں۔ خاکسار کی صحت اچھی نہیں رہتی۔ نیز یہاں مخالفت بہت ہے جماعت چھوٹی اور کمزور ہے اس لئے آپ دُعا فرمائیں میرے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی نیز حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں بھی میرا السّلام علیکم عرض کر کے خاص دُعاؤں کے لئے میری طرف سے درخواست کریں۔ آپ انھیں یاد دلا دیں شاید انھیں اب بھول گیا ہو اور میرا نام ذہن میں نہ ہو۔

جماعت کے جملہ احباب کرام کو السّلام علیکم۔ درخواست دُعا۔ خاکسار اپنا بھی ایک گذشتہ سال کا فوٹو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ والسّلام

خاکسار محمدؐ صدیق امرت سری از سنگاپور

نقل خط سیّدہ بُشریٰ "مہر آپا" جو انہوں نے ان دنوں تحریر فرمایا:۔

محترمی مولوی صاحب! السّلام علیکم

برائے مہربانی میرے بھائیوں کے لئے خصوصیت سے دُعائیں کریں۔ میری طبیعت آجکل بہت پریشان ہے۔ دعا کریں۔ خدا تعالےٰ ان پریشانیوں کو دور فرمائے اور پریشانیوں کو خوشیوں میں بدل دے۔ آمین۔

"بُشریٰ"

۱۱۵- حج کی واپسی کی تاریخ مقرر ہونے پر مَیں ایک خط لکھنے لگا۔ میری اہلیہ صاحبہ نے دریافت کیا کہ کیا لکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا جب ہم کراچی سے روانہ ہوئے جہاز پر کسی غلطی سے برخوردار ی امینہ بیگم نہیں آسکی تھی۔ مجھے اس کا رنج ہے۔ مَیں خط میں یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ کراچی پہنچنے پر میری اولاد میرے متعلقین اور احباب جماعت سے کوئی مجھ سے پہلے مصافحہ نہ کرے جب تک میں امینہ بیگم اور چوہدری عنایت اللہ صاحب سے مصافحہ نہ کرلوں۔ انہوں نے اصرار کرکے وہ خط نہ لکھنے دیا۔ کہ خواہ خواہ اس کا رنج ہوتا ہے۔ لیکن جب ہمارا جہاز کراچی پہنچا۔ چونکہ پلیٹ فارم پر بغیر پرمٹ حاصل کرنے کے کوئی نہیں آسکتا۔ مَیں نے دُور سے دیکھا۔ کہ مسعود احمد اور اس کی اہلیہ اور دوسرے لوگ پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں۔ مگر جب ہم جہاز سے اُترے تو معلوم ہوُا۔ کہ امینہ بیگم اور عنایت اللہ ہی ہیں۔ ان سے مصافحہ کیا۔ اور ان سے معلوم کیا کہ وہ کیسے آگئے تو انہوں نے کہا۔ بھائی عطاء اللہ نے ایک مرد عورت کا پرمٹ حاصل کیا کہ بھائی ہدایت اللہ مع اہلیہ کے اندر جائیں مگر جب یہاں آئے تو ہدایت اللہ صاحب اور ان کی اہلیہ نہ آئے تھے۔ عطاء اللہ صاحب نے پرمٹ مجھے دے کر اندر داخل کیا۔ اسی واسطے ہم اندر آئے۔ اس طرح سے اللہ تعالےٰ نے میری خواہش کو پورا کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۱۱۶- الفضل ۱۰/اپریل ۱۹۶۲ء۔

مشرقی پاکستان کا مجوّزہ وفد

اس سال کی مجلس مشاورت میں فیصلہ ہوُا تھا کہ چونکہ مشرقی پاکستان کی جماعتیں دور کے علاقہ کی جماعتیں ہونے کی وجہ سے اس بات کی زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے ساتھ مرکزی کارکن زیادہ سے زیادہ رابطہ قائم رکھیں اور سال میں کم از کم دو وفد مشرقی پاکستان بھجوا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لیتے رہیں (اور دراصل یہ فیصلہ حضرت

امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک پرانی ہدایت پر مبنی تھا) اس لئے صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے اس سال ماہِ رواں کے وسط میں مشرقی پاکستان میں دو ناظروں کے بھجوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یعنی چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ۔ ناظر صاحب اصلاح وارشاد اور میاں عبدالحق صاحب رامہ۔ ناظر صاحب بیت المال۔ اور دورانِ اجلاس میں خاکسار کے مشورہ پر اس وفد میں مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ ممبر صدر انجمن احمدیہ کے نام کا اضافہ بھی کیا گیا۔ سو انشاء اللہ تعالیٰ ان تین ارکان کا وفد صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے بہت جلد مشرقی پاکستان روانہ ہو جائے گا۔ اور ڈھاکہ کے اس اجتماع میں بھی شرکت کرے گا۔ جو بنگال کے دوستوں کا وسط اپریل میں منعقد ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وفد کو بہترین کامیابی سے نوازے اور مشرقی پاکستان کے بھائیوں کے لئے مفید اور بابرکت بنائے۔ آمین۔

اس کے علاوہ انہی ایام میں گو غالباً سفر کے آغاز کے لحاظ سے ایک دو دن بعد مرکزی کارکنوں کا ایک دوسرا وفد بھی مشرقی پاکستان کی طرف روانہ ہو رہا ہے جس میں عزیزم مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور عزیز مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید اور عزیزم میر داؤد احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ شریک ہوں گے۔

اس طرح یہ وفد مجموعی طور پر چھ ارکان پر مشتمل ہوگا اور مشرقی پاکستان کی تبلیغی اور تربیتی اور تنظیمی اور مالی ضروریات کا جائزہ لے کر مرکز میں رپورٹ کرے گا اور اپنی نگرانی میں حسب حالات مشرقی بنگال کے مرکزی عہدہ داران کا انتخاب بھی کرائے گا۔ اور مشرقی پاکستان کے دوستوں کو ان کی پیش آمدہ ضروریات اور مشکلات کے متعلق مشورہ بھی دے گا۔ اس کے علاوہ انہی ایام میں مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی پیشکش کی ہے کہ وہ اپنے خرچ پر مشرقی پاکستان تشریف لے جا کر دوستوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات سنائیں گے۔

سو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک بہت نادر موقعہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وفد کے ارکان کی روح القدس سے نصرت فرمائے تاکہ وہ اسلام اور احمدیت

کی بہترین خدمت بجا لا سکیں۔ اور مشرقی پاکستان کے دوستوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اس وفد سے جو غیر معمولی طور پر نمائندہ حیثیت رکھتا ہے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ والسّلام

خاکسار مرزا بشیر احمد صدر نگران بورڈ۔ ۲/۶۲ ۷

۱۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق دی کہ اپنے خرچ پر سلسلہ کے مقتدر احباب کے ہمراہ ہو کر مجلس مشاورت کے فیصلہ کے بموجب مشرقی پاکستان کا دَورہ کروں۔

اس دوران مجھے مشرقی پاکستان میں اپنی اہلیہ کی شدید بیماری کی اطلاع ملی۔ اس اطلاع پر جو خط مَیں نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری کے نام لکھا وہ درج ذیل ہے:-

۲/۶۲ ۱۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہٖ !)

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ جملہ اہل خانہ و برخورداران کو السّلام علیکم۔ احباب جماعت کو السّلام علیکم۔ مجھے وائرلیس کے ذریعہ اطلاع ملی ہے۔ کہ کراچی میں خورشید کی والدہ سیریسلی (Seriously) بیمار ہے ہوائی جہاز پر انتظام کر دیا ہے آپ آ دیں۔ چونکہ مَیں سلسلہ کے حکم سے آیا ہوں۔ انہوں نے غلطی کی۔ وہ حضرت صدر نگران بورڈ) کو اطلاع دیتے۔ اگر وہ مناسب سمجھ کر اجازت فرماتے تو مَیں آتا۔ مَیں نے جواب دے دیا ہے۔ اگر والدہ صاحبہ خورشید رحلت فرما جاویں تو نعش کراچی سے ربوہ آئے گی۔ حضرت اقدس کے حضور السّلام علیکم۔ اور دُعا کی درخواست۔ اور اگر مرحومہ کی نعش پہنچے۔ اس کے لئے خاص دُعا۔ اور اس کی تجہیز و تکفین میں آپ حصّہ لیں۔ عنداللہ ماجور ہونگے۔ والسّلام

دُعاگو قدرت اللہ

اس پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی خدمت میں اس معاملہ کے پیش ہونے پر حضرت میاں صاحب موصوف نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ "مولوی قدرت اللہ صاحب بیشک اپنی زوجہ کی علالت کی وجہ سے واپس آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اہلیہ کو شفا

دے۔ والسلام مرزا بشیر احمد ۲۱ ۵/۶۲

اس ضمن میں اس دورہ کی مختصر رپورٹ ذیل میں درج ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

مختصر رپورٹ دورہ مشرقی پاکستان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً ساڑھے چار ہزار میل کا سفر کیا گیا۔

جلسہ مجلس مشاورت مرکز ربوہ منعقدہ مارچ ۱۹۶۲ء کے موقعہ پر مشرقی پاکستان کے نمائندگان کی اس خواہش پر کہ بنگال میں نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے نہ خلیفہ اوّلؓ۔ اور نہ ہی حضرت خلیفہ ثانی۔ اس لئے ہماری خواہش ہے کہ کسی صحابی کو وہاں بھجوایا جائے۔ اس موقعہ پر برخوردار مسعود احمد خورشید نے یہ درخواست کی کہ اگر والد صاحب (مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری) تشریف لے جائیں تو مَیں سفر کا تمام خرچ برداشت کروں گا۔ اس درخواست کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صدر نگران بورڈ نے منظور فرمایا اور اخبار الفضل میں اعلان فرما دیا۔ اور اس وعدے کی کامیابی کے لئے دعا بھی فرمائی۔ مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مَیں مشرقی پاکستان جا رہا ہوں۔ حضور نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے دعا فرمائی اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ۵ ۴/۶۲ کو مندرجہ ذیل تحریر بھجوائی:۔

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری

بخدمت محترم مکرم حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ معلوم کرکے کہ آپ نے اپنے آپ کو مجلسِ شوریٰ کے موقعہ پر مشرقی پاکستان جانے کے لئے پیش کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالیٰ کو بہت خوشی ہوئی۔ حضور نے آپ کے اس سفر کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سفر کامیاب و بامراد بنائے۔ آمین۔

خاکسار عبدالرحمٰن انور (پرائیویٹ سیکرٹری) ۵ ۴/۶۲

اخبار الفضل ۱۰ اپریل ۶۲ء میں بھی اس کے متعلق اعلان ہوا۔ دفتر مجلس انصاراللہ ربوہ (پاکستان) نے ۱۱/۴/۶۲ کو پراونشل امیر صاحب مشرقی پاکستان کو مطلع فرمایا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب مشرقی پاکستان آ رہے ہیں۔ آپ زعیم اعلیٰ کے ذریعہ سے مولوی قدرت اللہ صاحب سے تعاون فرمائیں کہ وہ انصار اللہ کی مجالس قائم کریں۔

۳۰/۴/۶۲ کو بذریعہ چٹھی ۹۶۴۴ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صدر نگران بورڈ کی طرف سے یہ چٹھی ملی: "مکرمی محترمی مولوی قدرت اللہ صاحب! آپ کا خط موصول ہوا۔ الحمدللہ کہ آپ خیریت سے بنگال کی جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دورے کو کامیاب کرے اور وہ دوستوں کی بیداری اور آپ کے ثواب کا موجب ہو۔ اب جب آپ بنگال گئے ہیں تو حسب استطاعت تمام ان جگہوں پر جائیں جہاں کہ جماعت احمدیہ کی شاخیں موجود ہیں۔ اور ان کے اندر رُوحانیت کی گرمی پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

دستخط حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

۲۷/۵/۶۲ کو بذریعہ چٹھی ۷۷۰ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صدر نگران بورڈ نے تحریر فرمایا۔ کہ مکرمی محترمی مولوی قدرت اللہ صاحب!

آپ کا خط موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اہلیہ صاحبہ کو شفا عطا فرمائے۔ آپ اپنا عہد پورا کر چکے ہیں۔ جزاکم اللہ۔ مولوی مبارک علی صاحب کو میرا سلام پہنچا دیں۔ والسلام

(مرزا بشیر احمد)

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ۲۵/۵/۶۲

بخدمت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری حال ڈھاکہ۔

آپ کی چٹھی خاکسار کے نام موصول ہوئی اسے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب صدر نگران بورڈ کو پیش کر دیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت اقدس میں دُعا کے لئے عرض کر دیا۔ اور پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی ہدایت کے موجب تار بھی دیدیا گیا کہ آپ کو بوجہ بیماری اہلیہ واپس آنے کی اجازت ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترمہ والدہ صاحبہ خورشید کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آپ کی بڑی قربانی ہے کہ ان حالات میں دورے پر ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور نیک ثمرات پیدا کرے۔ اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے درخواست دعا ہے۔ خاکسار عبدالرحمٰن انور (پرائیویٹ سیکرٹری)

۳ ۶/۶۲ مکرمی محترمی مولوی قدرت اللہ صاحب!

آپ کی چٹھی مورخہ ۲۷ ۵/۶۲ کو ملی۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ بفضل خدا اب صحت یاب ہو رہی ہیں اس لئے آپ برہمن بڑیہ کا بھی دورہ اگر کرلیں۔ تو بہت اچھا ہے۔ یہ ایک بہت پرانی جماعت ہے۔ (مرزا بشیر احمد) ۳ ۶/۶۲

۱۱۸۔ ۷ ۴/۶۲ کو میں ربوہ سے روانہ ہو کر لاہور پہنچا۔ دسّں تاریخ کو P.I.A کے دفتر پر پہنچا۔ اور وہاں مولوی جلال الدین صاحب شمس اور چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ اور میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال کو پہلے سے ہی موجود پایا۔ وہاں سے ہم اکٹھے ہی ایئرپورٹ روانہ ہو گئے۔ اور وہاں سے ڈیڑھ بجے سوار ہو کر P.I.A کے جہاز سے ۶ بجے ڈھاکہ بخیریت پہنچ گئے۔ امیر صاحب مع چند احباب کے آگے موجود تھے ۱۱ ۴/۶۲ تا ۱۹ ۴/۶۲ ڈھاکہ میں قیام رہا۔ اس قیام کے دوران میں جلسہ سالانہ مشرقی پاکستان کے موقعہ پر ذکر حبیب کے عنوان پر دو تقریریں کیں۔ اور ایک دن نرائن گنج جا کر ذکر حبیب پر تقریر کی۔ ایک دن تیج گاؤں کی جماعت میں ذکر حبیب کے عنوان سے تقریر کی۔ روزانہ مسجد میں صبح و شام ذکر حبیب کے عنوان پر تقریر ہوتی رہی۔ ۱۹ ۴/۶۲ تاریخ کو بذریعہ ہوائی جہاز چٹاگانگ پہنچا چیف میڈیکل آفیسر ڈاکٹر عبدالحمید صاحب ایئرپورٹ پر موجود تھے ۲۰ راپریل سے ۳۰ راپریل وہاں قیام رہا۔ صبح و شام مسجد میں ذکر حبیب پر تقریر ہوتی رہی۔ انصار اللہ کا انتخاب کروایا گیا۔ مختلف احباب کے مکانوں پر ذکر حبیب پر تقریریں ہوتی رہیں۔ نظام الدین صاحب نے جو کچھ ہی عرصہ ہوا بیعت کی ہے تین بکرے ذبح کروائے اور تین چار دیگ چاول وغیرہ پکا کر تقریباً دو تین سو مرد اور عورتوں کی دعوت پر مدعو کیا۔ ان میں سے زیادہ تر غیراز جماعت احباب تھے۔ ڈاکٹر صاحب اور احسان اللہ صاحب مینیجر شاہنواز لمیٹڈ اور سعدی صاحب نے ہر طرح امداد کی اور مختلف مقامات کی سیر کرائی۔ پریذیڈنٹ صاحب اور دیگر احباب نے اپنے اپنے گھروں پر بلا کر ذکر حبیب پر تقریریں کروائیں۔ یکم مئی کو واپس ڈھاکہ پہنچ گیا۔ امیر صاحب بہ نفس نفیس ایئرپورٹ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ دو تاریخ کو مسجد میں ذکر حبیب پر تقریر ہوئی۔ اور ۳ مئی کو ڈاکٹر عبدالصمد صاحب نرائن گنج کے ہاں دعوت تھی۔ آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک نرائن گنج میں ذکر حبیب پر تقریر ہوئی۔ خدا کے فضل سے جماعت کی کثیر تعداد مسجد میں ۵ بجے جمع تھی۔

جو گیارہ بجے تک جمع رہی۔ چار تاریخ کی صبح کو ڈھاکہ پہنچا۔ نماز جمعہ پڑھائی اور انصار اللہ کے زعیم اعلیٰ کا انتخاب کرایا۔ مولوی علی انوار صاحب اتفاق رائے سے زعیم منتخب ہوئے۔ رسالہ ماہانہ انصار اللہ کے لئے تحریک کی۔ انصار اللہ میں سے سات خریدار ہوئے اور خدام میں سے تین خریدار۔ تین خریداروں کا چندہ نقد وصول ہو گیا اور باقی کا بذریعہ وی۔ پی وصول ہو گا۔ چار مئی کی شام کو ساڑھے گیارہ بجے رن پور جانا تھا۔ امیر صاحب خود مجھے اسٹیشن پر لے کر پہنچے۔ اسٹیشن پر معلوم ہوا۔ کہ سیکنڈ کلاس میں جو سیٹ ریزرو ہوئی ہے وہ اوپر والی ہے۔ امیر صاحب اسٹیشن ماسٹر کے پاس گئے اور فوراً فرسٹ کلاس کی سیٹ ریزرو کروا لائے۔ اور شمس الزمان صاحب کو انجمن کی طرف سے میرے ساتھ روانہ کیا۔ وہ اردو اور بنگالی دونوں زبانیں جانتے تھے ہم ڈھاکہ سے بہادر آباد گیٹ پر اترے اور بحری جہاز پر سوار ہو کر پل سری گھاٹ اترے اور وہاں سے ریل پر سوار ہو کر رن پور پہنچے۔ جہاں مولوی بدرالدین صاحب وکیل موجود تھے۔

بحری جہاز میں (A. Khan) ریلوے انسپکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ ۵ رمئی کو وکیل صاحب کے مکان پر ذکرِ حبیب پر تقریر ہوئی۔

۶ رمئی کو ماہی گنج اور محمود نگر یہاں جماعت جمع ہوئی۔ مسجد احمدیہ کا صحن نامکمل ہے۔ اور مبلغ کے لئے جو مکان بنایا گیا تھا۔ اس کا ایک حصہ بھی گر چکا ہے۔ احباب کو توجہ دلائی گئی اور شام تک وہاں ذکرِ حبیب پر تقریر ہوئی۔

۷ رمئی کو صبح بہمراہ شمس الزمان صاحب اور وکیل صاحب شام پور اترے۔ اور بیل گاڑی کے ذریعہ سے بسنت پور پہنچے۔ اور وہاں جماعت میں ذکرِ حبیب پر تقریر ہوئی۔

۸ رمئی کو دیناج پور پہنچے۔ حمید حسن اور ثناء اللہ صاحب کے مکان پر قیام کیا۔ یہاں چند احباب میں ذکر حبیب کے عنوان پر تقریر کی۔ مردوں کے علاوہ عورتوں میں بھی تقریر کی۔ شام کو شمس الزمان صاحب کو بھاٹ گاؤں روانہ کر دیا۔ جو یہاں سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھا کہ وہ جماعت کو اطلاع کر آئیں۔ چنانچہ وہ شام کو اطلاع کر کے واپس آ گئے۔ ہم بس کے اڈے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں دیر تک انتظار کرنا پڑے گا

لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو ایک جیپ وہاں پر کھڑی تھی جس میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مع اپنے اردلی کے سوار تھے اس میں دو سواریوں کی گنجائش تھی۔ انہوں نے نہایت خوشدلی سے ہمیں سوار کروالیا اور اس مقام پر پہنچا دیا۔ جہاں پر کہ بھاٹ گاؤں کے احباب ہمارے انتظار میں کھڑے تھے بھاٹ گاؤں کے احباب کے ساتھ میں بیل گاڑی پر سوار ہو کر وہاں پہنچا اور دن بھر تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔ رات کو روہانڈا کی جماعت کے احمدی احباب بھی آگئے۔ اور رات میں بھی تقریر کی۔ دس تاریخ کی صبح کو عبدالرحمن صاحب امیر جماعت اسلام آباد تشریف لائے ان کی درخواست پر بذریعہ بیل گاڑی اسلام آباد پہنچا۔ وہاں رات کو گیارہ بجے تک تقریریں ہوئیں۔ یہاں پر انصار کوئی نہیں سب خدام ہی ہیں اور سب بنگالی ہیں ایک رسالہ انصار اور ایک خدام کا جاری ہونے کے لئے لکھا۔ گیارہ تاریخ کی صبح کو ہم بھاٹ گاؤں پہنچے کیونکہ یہ جمعہ کا دن تھا۔ بھاٹ گاؤں۔ ڈھنڈا اور اسلام آباد کی ساری جماعتوں کے احباب یہاں پر جمع ہوئے۔ خدام کے عہدیداران کا انتخاب کرایا۔ ۳۲ میں سے ۲۰ خدام حاضر تھے۔

۱۲؍ مئی کو بھاٹ گاؤں سے بذریعہ بیل گاڑی کے جرنیلی سڑک پر پہنچے وہاں سے ۹ بجے بس پر سوار ہو کر ۴۶ میل کا مختصر سا سفر طے کر کے احمد نگر پہنچ گئے۔ امیر جماعت پہلے ہی وہاں پر موجود تھے۔ احمد نگر میں مسجد اور مہمان خانہ ہے۔ اور یہاں سے تین میل تک احمدیہ جماعت کے احباب کے مکان ہیں۔ شاذ و نادر ہی کہیں کسی غیر از جماعت دوست کا مکان ملتا ہے۔ میرے آنے کی اطلاع جماعت کو کر دی گئی۔ اور شام کی نماز تک کافی احباب جمع ہو گئے۔ پھر ذکرِ حبیب ہوتا رہا۔

۱۱۹- ۱۳؍ اور ۱۴؍ مئی کو فجر عصر اور مغرب کے بعد تقاریر ہوتی رہیں۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر کرتبا نامی دریا ہے۔ اس دریا پر جا کر اکثر غسل کیا۔ امیر صاحب مولوی محمد صاحب نے بتایا کہ ۱۹۳۸ء میں میں نے ایک رؤیا دیکھا تھا جس میں مجھے یہ جگہ دکھائی گئی تھی۔ اس زمانے میں ہم یہاں نہیں رہتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہم نے یہاں آکر زمین خریدی۔ ۱۹۳۸ء کے رؤیا میں میں نے یہ بات دیکھی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دریا میں غسل کر کے میرے مکان پر تشریف لائے ہیں۔ الحمد للہ یہ رؤیا دو طرح سے پورا ہوا۔ ایک آپ کی تشریف آوری سے اور دوسرے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب

بھی یہاں تشریف لائے اور غسل فرمایا۔

۱۴ر تاریخ کو امیر صاحب کے برادر مکرم ڈھاکہ سے تشریف لائے۔ اس وقت بھی میں اور محترم امیر صاحب غسل کر کے آ رہے تھے انہوں نے بتایا۔ کہ میں نے دس تاریخ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ احمد نگر تشریف لائے ہوئے ہیں اور جب گھر سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ غسل کرنے گئے ہوئے ہیں۔ جب میں دریا کی طرف گیا تو آپ غسل کر چکنے کے بعد واپس آ رہے تھے۔ ۱۴ر تاریخ کو جب وہ احمد نگر تشریف لائے۔ اور معلوم ہوا۔ تو ان کو بتایا گیا کہ غسل کرنے گئے ہوئے ہیں۔

۱۵ر تاریخ کو عید الاضحیہ تھی ساری جماعت کے احباب تشریف لائے ہوئے تھے عید کی نماز کے خطبہ کے بعد احباب جماعت مصافحے وغیرہ کر چکے تھے کہ دیناج پور ضلع کے ڈی سی کی طرف سے یہ چٹھی آئی کہ ڈپٹی کمشنر ڈھاکہ نے ان کو بذریعہ وائرلیس اطلاع دی ہے کہ کراچی سے آپ کے بیٹے مسعود احمد خورشید کا تار آیا ہے کہ ان کی والدہ محترمہ سخت بیمار ہیں، پراونشل امیر صاحب نے یہ لکھا تھا کہ ہوائی جہاز کی سیٹ ریزرو کرا دی گئی ہے۔ آپ بذریعہ جیپ فوراً یہاں تشریف لے آویں۔ میں نے یہ چٹھی پڑھ کر اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ دعا کے بعد میں نے اس چٹھی کا جواب لکھ دیا۔ کہ میں خدمتِ دین کے لئے مرکز کے حکم سے یہاں آیا ہوں۔ میرے بیٹے کو بھی یہ چاہیئے تھا کہ وہ مرکز سے میری واپسی کی اطلاع لیتے اور پراونشل امیر صاحب کو بھی۔ اگر وہ مناسب سمجھتے تو مجھے اطلاع دینے کی بجائے مرکز سے میری واپسی کی اجازت حاصل کرتے۔ شام کو ذکرِ حبیب پر تقاریر ہوئیں۔ رات کو تہجد کے وقت نیند سے بیدار ہونے سے قبل اللہ تعالےٰ نے رؤیا میں مجھے میری اہلیہ کو دکھایا کہ وہ آجکل بالکل تندرست ہے۔ فجر کی نماز کے وقت میں نے محترم امیر صاحب اور دیگر حاضرین کو یہ بتا دیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے رؤیا کے ذریعہ بتایا ہے کہ میری اہلیہ تندرست ہیں۔

۱۶ر، ۱۷ر اور ۱۸ر مئی تین دن برابر ذکر حبیب اور جماعتی تربیت کے متعلق تقاریر ہوتی رہیں۔ ۱۹ر مئی کو ۹ بجے صبح ایک کثیر تعداد احباب نے مجھے احمد نگر سے جونیلی سڑک پر پہنچایا اور وہاں سے باسٹھ ۶۲ میل سفر کر کے دیناج پور پہنچا۔ اسٹیشن پر حامد حسین صاحب اور ثناء اللہ صاحب تشریف لائے اور یہاں اسٹیشن پر این۔ اے خان ریلوے پولیس انسپکٹر

جو غیر از جماعت تھے چونکہ میرا پاربتی پور صرف ایک رات کا قیام تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ میں ان کے مکان پر قیام کروں۔ میں نے انھیں بتایا کہ میں نے ڈاکٹر ابوالحسن صاحب کے مکان پر جانا ہے اور ڈاکٹر صاحب کو میرے پروگرام کی قبل از وقت اطلاع ہے۔ وہ بار بار اصرار کرتے تھے کہ اگر ڈاکٹر صاحب اسٹیشن پر تشریف نہ لائے تو آپ کو میرے یہاں قیام کرنا ہوگا بعد میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کر دیں گے پھر وہ آپ سے آکر مل لینگے مگر جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب موجود نہیں تھے میرے ساتھ شمس الزمان صاحب کے علاوہ ایک معلم بھی آیا تھا۔ جس نے ڈاکٹر صاحب کے پاس جانا تھا۔ اس کو اسٹیشن سے ڈاکٹر صاحب کے گھر روانہ کرتے ہوئے میں اور شمس الزمان صاحب این۔ اے خان صاحب کے گھر روانہ ہوگئے۔

اگلے روز صبح ۶ بجے کے قریب ہم پاربتی پور سے سنتاہی جنکشن پہنچے سنتاہی جنکشن تک این۔ اے۔ خان صاحب ہمارے ہمراہ گئے اس جنکشن پر مولوی عبدالمجید عبدالرحیم صاحب مع اپنے دو عزیزوں کے موجود تھے ان سے ملاقات کے بعد ہم گاڑی تبدیل کر کے گیارہ بجے بوگرہ پہنچے۔ سیکنڈ کلاس میں تین آدمی موجود تھے شاہ ولی احمد صاحب ریلوے انسپکٹر پولیس منظفر دین صاحب آرٹ کسن محمد شوکت علی عالم نگر۔ رنگ پور مینیجر لائف انشورنس کمپنی۔ ولی احمد صاحب اور منظفر دین صاحب نے اثنائے گفتگو میں فرمایا۔ کہ ہمیں ایک احمدی بزرگ سے آپ کے پروگرام کی اطلاع ملی تھی ہم اس گاڑی میں صرف آپ کی ملاقات کی غرض سے آئے ہیں۔ ان اصحاب کو تبلیغ کی گئی۔ انہوں نے بڑی خوشی سے یہ اظہار کیا کہ اب ہم احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کریں گے اور ساتھ ہی میرا ایڈریس بھی لے لیا کہ ہم آپ سے خط و کتابت جاری رکھیں گے۔ محمد شوکت علی صاحب نے یہ گفتگو سنکر ختم نبوّت کے متعلق کچھ اعتراضات کئے۔ جس کے متعلق ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب اور آپ کا اعتقاد اور سرور کائنات کا کامل بروز ہونا سمجھایا وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے بھی میرا پتہ نوٹ کر لیا۔

۱۹ر مئی کو ہم بوگرہ پہنچے اور مولوی مبارک علی صاحب کے مکان پر گئے۔

۲۰ر اور ۲۱ر مئی کو بوگرے میں قیام رہا۔ مولوی صاحب کے داماد عبدالجبّار صاحب اور شیخ منظفر دین صاحب چنیوٹی اور دوسرے احمدی احباب میرے قیام کے دوران ذکر حبیب

سنتے رہے۔ مولوی صاحب کے داماد نہایت مخلص انسان ہیں ان کے رہائشی مکان میں صرف ایک کمرے میں بجلی کا پنکھا تھا خود مع اہل وعیال کے دوسرے کمرے میں منتقل ہو گئے۔ اور وہ کمرہ میرے لئے مخصوص کر دیا۔ مولوی مبارک علی صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے یہ درخواست کی کہ میرا ایک بارہ سالہ لڑکا جو گونگا تھا کئی سال سے گم ہو گیا ہے مجھے اس کا بڑا صدمہ ہے آپ دعا کریں کہ اگر زندہ ہے تو مل جائے۔ اور اگر کہیں خدانخواستہ فوت ہو چکا ہے۔ تو ہمیں کسی طرح اس کی اطلاع مل جائے۔ شیخ مظفر دین صاحب نے اپنے مکان پر دعوت دی اور معلوم ہوا کہ ان کے صاحبزادے محمد عمر کی عرصہ دس سال سے شادی ہو چکی ہے مگر اولاد سے محروم ہیں۔

۲۰ تاریخ کو پراونشل امیر صاحب کی طرف سے اطلاع ملی کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ روبصحت ہیں۔

۲۲ مئی کو ہم ناٹور کے لئے روانہ ہوئے راستے میں سنتاہار جنکشن کے اسٹیشن پر میجر عبدالرحیم صاحب مع اپنے عزیزوں کے موجود تھے اور چائے وغیرہ سے خاطر کی۔ وہاں سے ہم ناٹور پہنچے اور چوہدری ابوالقاسم خانصاحب امیر جماعت سے ملے۔ یہاں محمود آباد اور بشیر آباد کے احباب بھی آکر ملے چنانچہ ۲۳ مئی کی صبح کو امیر صاحب بشیر آباد کی درخواست پر بذریعہ ٹانگہ ۱۱ میل کا سفر طے کرتے ہوئے بشیر آباد پہنچے رات کو اہل جماعت کو تبلیغ کی گئی۔ ۲۴ مئی کی صبح کو ٹانگے پر دوبارہ سوار ہو کر ناٹور پہنچے وہاں سے ریل پر سوار ہو کر پچاس میل کا سفر طے کیا اور سادھا پہنچے یہاں سے ۲ میل کے فاصلہ پر پولیس اور کسٹم کا کالج ہے وہاں ہم پہنچے۔ ایم۔ اے رشید صاحب کا علم ہوا کہ وہ راجشاہی میں ہیں ہم ٹانگے میں دوبارہ چھ میل کا سفر کر کے جرنیلی سڑک پر پہنچے۔ یہاں سے ٹانگہ لے کر پھر گیارہ میل کا سفر کیا اور راجشاہی پہنچے۔ اس کالج کے ہوسٹل سے ابو خالد صاحب کو جو امیر صاحب احمد نگر مولوی محمد صاحب کے داماد ہیں اور ایم۔ اے میں تعلیم پا رہے ہیں کو بلایا اور ان کو ہمراہ لے کر ۲ میل کا سفر رکشا میں طے کیا اور ایم۔ اے رشید صاحب سے جا ملے۔ رات کو وہاں پر قیام کیا۔ پھر ریل سے ۱۲۵ میل کا سفر کر کے ایشر دی جنکشن پر اترے وہاں سے سوار ہو کر جوا ڈنگا اترے وہاں دو احمدی احباب ہیں شمس الزمان صاحب کی معرفت ان کو شہر سے بلا کر ملاقات کی

یہاں سے پھر ریل میں سوار ہوئے اور اُتھلی پہنچے ۲۶ر اور ۲۷ر مئی کو یہیں قیام کیا یہاں پر بھی قرب وجوار کی جماعتوں کو بُلوایا اور ذکرِ حبیب اور جماعتی تربیت کے متعلق تقاریر کیں جو مسلسل دو دن تک جاری رہیں۔ ۲۸ر مئی کو جلپیسور پہنچے وہاں پر حشمت علی صاحب محمود احمد صاحب کے پاس قیام کیا۔ ۲۹ر مئی کو صبح کو ان صاحبان کی معیت میں ہوائی اڈے سے ہوائی جہاز پر سوار ہو کر ڈھاکے پہنچا۔ پراونشل امیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ کیونکہ مرکز سے مجھے اس امر کی اجازت حاصل ہو چکی تھی۔ مَیں اپنی اہلیہ کی بیماری کی وجہ سے واپس آسکتا ہوں۔ ان کے ذریعہ سیٹ کا انتظام کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ۴ر جون کو سیٹ ملے گی۔ لیکن میں روزانہ آپ کو ہمراہ لے جا کر اس بات کی کوشش کروں گا۔ کہ آپ کو کسی طرح روانہ کر دوں۔ لیکن میں نے عرض کیا کہ یہ سب مشیّتِ ایزدی کے ماتحت ہے برہمن بڑیہ وغیرہ کا دورہ ابھی باقی ہے میں اب ۴ر جون کو ہی جاؤں گا۔ چنانچہ ۲۹ر مئی کی شام کو ہی شمس الزمان صاحب کو برہمن بڑیہ روانہ کر دیا۔ مَیں ۳۰ر مئی کی صبح کو برہمن بڑیہ پہنچا۔ راستے میں اپنے ہمسفر مسافروں کو تبلیغ کرتا رہا۔ جس وقت برہمن بڑیہ کا اسٹیشن آیا۔ ان مسافروں نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ جو اس طرح لائنوں میں کھڑے ہیں سب احمدی ہیں اور آپ کے انتظار میں کھڑے ہیں مکرمی غلام صمدانی صاحب بیرسٹر اور مولوی فاروق احمد صاحب مبلّغ سلسلہ احمدیہ تمام جماعت کو لئے کھڑے تھے۔ ۳۰ر مئی سے ۲ر جون تک میرا یہاں قیام رہا جماعت کے کثیر تعداد مرد اور عورتیں تقاریر سنتے رہے۔

۳ر جون کی صبح کو برہمن بڑیہ سے سوار ہو کر واپس ڈھاکہ پہنچ گیا۔ یہاں آ کر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا خط ملا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ آپ نے اس پیرانہ سالی میں بہت لمبا دورہ کیا۔ خدا کے فضل و کرم سے تقریباً ساڑھے چار ہزار میل کا سفر کیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ اب صحت یاب ہو رہی ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ برہمن بڑیہ بھی ہو آئیں کیونکہ یہ ایک بہت پُرانی جماعت ہے۔

الحمد للہ اس خط سے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ جو خواہش آپ نے اس خط میں کی ہے مَیں بفضلِ خدا تعالےٰ اس کی پہلے ہی تکمیل کر چکا ہوں۔ ۳ر جون کو صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے

پوتے ہیں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک پرائمری اسکول کھولنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ایک کالونی بھی آباد کرانا چاہتا ہوں - وہ جگہ یہاں سے ۲۵ میل کے فاصلے پر ہے اور ڈھاکہ میں اپنی رہائش کے لئے ایک بنگلہ تعمیر کرنا چاہتا ہوں - آپ ان ہر دو جگہ چلکر دُعا فرمائیں - یہ ان کی بندہ نوازی تھی - میں دونوں جگہ بذریعہ کاران کے ہمراہ گیا - اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کیں - رات کو میں نے میاں صاحب کے پاس ہی قیام کیا اور وہاں ان سے عرض کی کہ امیر صاحب نے ۴ر جون کے لئے جو سیٹ حاصل کی تھی اب وہ نہیں مل رہی - اب اس کی بجائے ۸ر جون کو سیٹ ملے گی - حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ وہ ٹکٹ مجھے دے دیں میں کوشش کروں گا کہ آپ کو جلد از جلد سوار کرا دوں - چنانچہ انہوں نے مجھے ۵ر جون کی شام کو سیٹ بُک کروا دی - اور ۵ تاریخ کو مجھے ایئرپورٹ سے خود آکر روانہ کیا - پراونشل امیر صاحب اور دیگر احمدی احباب بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے ایئرپورٹ پر موجود تھے - ان میں مبلّغ اور مربّی صاحبان کے علاوہ شیخ محمد یعقوب صاحب مرحوم درویش قادیان ساکن چنیوٹ کے صاحبزادگان محمد داؤد احمد محمد اسحٰق احمد عبدالرؤف صاحب بھی تھے -

ڈھاکہ سے میں کراچی واپس بخیریت پہنچ گیا - بمقام احمد نگر عبدالاضحیہ کے دن مجھے جب حبیب کے ذریعہ ڈھاکے بلایا گیا - تو میں نے اللہ تعالےٰ کے جواب کے مطابق ان کو جواب دے دیا - اور جن جن افسروں کے ذریعہ سے وہ جواب گیا انھیں ایک نمایاں قسم کی تبلیغ ہوئی - کہ ایسی بیماری کی حالت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنا احمدی جماعت کا ہی کام ہے اور خدا کے فضل سے اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ میری اہلیہ صاحبہ اس خطرناک مرض سے صحتیاب ہوئیں - اللہ تعالےٰ نے ان کی موت کو بجائے مئی کے ۲۶ر نومبر ۱۹۶۲ء پہ ٹال دیا - چنانچہ ۵/۶۱ اکو مجھے رؤیا کے ذریعہ جنازہ دکھایا گیا تھا - اور جب جنازہ اٹھا کر باہر لایا گیا - تو میں رو رہا تھا (میں دُعا کر رہا تھا) اور جنازہ زندہ ہو گیا - یہ واقعہ مئی ۶۲ء میں انکی بیماری کا ہُوا - تین دن تک برابر ان کے جسم میں جان نہیں تھی صرف سانس چلتا تھا - اپنے بیگانے کو پہچان نہیں سکتے تھے اور خدا تعالےٰ نے انھیں میری دعا سے صحت عطا فرما دی -

جب میں اس سفر کے بعد ربوہ پہنچا ہوں - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی

تو آپ نہایت خوشی سے اس بات کا بار بار اظہار کرتے تھے کہ میں نے بہت سے احباب کو یہ بات بتائی کہ مولوی قدرت اللہ صاحب نے اپنی بیوی کی اس خطرناک بیماری کی حالت میں دنیا کے مقابلے میں دین کو مقدم کیا۔ اور فرماتے تھے یہ ان کی بڑی سعادت ہے مجھے یقین کامل ہے کہ ان کی بیوی اس وقت تک وفات نہیں پائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ اس وقت صحت یاب ہو گئی۔

میرے اسی دورہ مشرقی پاکستان کے متعلق جن خیالات کا اظہار مکرم مولوی محمد صاحب امیر صوبہ مشرقی پاکستان نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء پر کیا ہے اس کے متعلق الفضل میں شائع شدہ رپورٹ درج ذیل ہے:۔

"حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب کا ایک قابل تقلید نمونہ"

(از تقریر مولوی محمد صاحب صوبائی امیر مشرقی پاکستان برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء۔

از الفضل ۱۷ر اپریل ۶۳ء)

امسال نگران بورڈ کی طرف سے مرکزی اعلیٰ کارکنان کا جو وفد مشرقی پاکستان بھیجا گیا تھا ان میں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنے ذاتی خرچ پر تشریف لائے۔ اور ایک ماہ تک صوبے کی جماعتوں میں بہت اخلاص اور محبت کے ساتھ کامیاب دورہ فرمایا۔ آپ کا نیک نمونہ اور پاکیزہ کلام جماعتوں میں ازدیاد ایمان اور ترقی کا باعث ہوا۔ اس دورہ کے دوران میں جب انہوں نے اس عاجز کے پاس احمد نگر ضلع دیناج پور (مشرقی پاکستان) میں کچھ دنوں کے لئے قیام فرمایا ان سے ایک نہایت ہی قابل تقلید نمونہ صادر ہوا۔ جو توکل علی اللہ پابندی نظام جماعت دین کو دنیا پر مقدم کرنے، تائید و نصرتِ الٰہی کا حامل ہے۔

۱۵ر مئی عید الاضحیہ کا دن تھا۔ نمازِ عید پڑھی جا چکی تھی کہ امیر صاحب ڈھاکہ کی طرف سے بذریعہ ریڈیو ٹیلیگرام یہ پیغام پہنچا کہ حضرت مولوی صاحب کی بیوی کوئٹہ میں سخت بیمار ہے اور حالت تشویشناک ہے سو ان کے لڑکے کی خواہش ہے کہ مولوی صاحب فوری طور پر واپس تشریف لے جاویں۔ اس ریڈیو گرام کو پڑھ کر جناب سنوری صاحب نے بے ساختہ فرمایا کہ میں پہلے اپنے خدا سے پوچھ لوں۔ اور پھر تھوڑی دیر کے لئے خاموش رہے اس اثناء میں میرے دل میں درد کے ساتھ یہ دعا اٹھی۔ کہ یا اللہ تیرے مسیح کا یہ ایک

بزرگ صحابی میرے غریب خانہ میں مقیم ہے ۔ اسے کوئی ایسا صدمہ نہ پہنچے جو تکلیف اور افسوس کا موجب ہو۔

اتنے میں آپ نے فرمایا کہ مَیں مرکز کی طرف سے کام پر مامور ہوں ۔ سو مَیں بغیر حکم مرکز کے ایک قدم بھی ہل نہیں سکتا ۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ مَیں بیوی کو دیکھنے کے لئے واپس چلا جاؤں اور مرکز کی حکم عدولی کے باعث خدا تعالےٰ مجھ سے جواب طلبی کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مرکز کے حکم کی فرمانبرداری بھی کر دوں اور بیوی بھی بچ جائے اور ان سے ملاقات بھی ہو جائے ۔ تب انہوں نے جناب امیر صاحب ڈھاکہ کو تار بھجوایا کہ میرے لڑکے کو کہہ دیں کہ اگر میرے واپس آنے کی ضرورت ہے تو وہ مرکز میں لکھے مجھے کیوں کہتا ہے ۔

اس کے بعد انہوں نے اپنا دَورہ بدستور جاری رکھا ۔ اور مرکز کی طرف سے باقاعدہ حکم آجانے کے بعد اپنے دورہ کو تقریباً مکمل کر کے وہ واپس تشریف لے گئے واپس جا کر انہوں نے اپنی بیوی کو روبصحت پایا۔"

M. A. KHURSHID
NISHAN -E- REHMAT,
No: 202 -2/A. BLOCK 2,
P.E.C.H.S. KARACHI

باب ہفتم

تاریخی یادگاریں

خدمتِ سلسلہ کے بعض گذشتہ واقعات جن کا ذکر اخباراتِ سلسلہ میں ہوا

چند امور کا ذکر اخبار الفضل کے فائلوں میں اس طور پر ہوا جو درج ذیل ہیں۔

اخبار الفضل ۶ ستمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۳

اپیل برائے چندہ انڈین امپیریل ریلیف فنڈ۔

قابلِ توجہ جماعت احمدیہ

جن احباب سے چندہ وصول ہو چکا ہے (ایک روپیہ یا اس سے زیادہ) نمبر ۹ منشی قدرت اللہ صاحب ایک روپیہ اخبار الفضل یکم جنوری ۱۹۱۶ء صفحہ ۸

فہرست زرِ چندہ منارۃ المسیح

فہرست ان احباب کی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح حضرت فضلِ عمر کے عہد میں سو سو روپے کی رقوم ادا کیں یا وعدے فرمائے۔

(۱) پہلے نمبر پر حضرت اُمّ المومنین کا نام لکھا ہے۔

(۲) دوسرے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کا نام درج ہے۔

(۳) میاں قدرت اللہ صاحب سنوری ریاست پٹیالہ سو روپے۔

الفضل ۵ نومبر ۱۹۱۸ء صفحہ ۲ پر ایڈیٹر صاحب نے مختلف احباب کے لئے دعا کا اعلان کرتے ہوئے یوں لکھا ہے۔

درخواستِ دُعا مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے لئے دُعا کی جائے شافیٔ مطلق سب احباب کو شفا بخشے۔

الفضل ۴ فروری ۱۹۱۹ء میں عزیزم محمود احمد کی پیدائش کا اعلان یوں ہے۔

ولادت منشی قدرت اللہ صاحب سنوری کے ہاں ۲۷ جنوری کو لڑکا متولد ہوا۔

اللہ تعالےٰ مبارک کرے ۔"

اسی طرح الفضل ۲۵ر اپریل ۱۹۱۵ء صا پر یوں درج ہے کہ "برادر قدرت اللہ صاحب لکھتے ہیں :"عقیقۃ النبوۃ" لکھکر حضور نے مُردوں کے لئے مسیحائی کا کام کیا۔ کوئی ضدی ہٹ دھرم ہی جس کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السّلام کی محبت نہ ہو وہ نہ مانے ۔"

۱۲۰۔ اسی طرح الفضل ۵ر دسمبر ۱۹۱۵ء صا۹ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح بھجوانے کے لئے احباب کرام کو توجہ دلائی ۔

ضروری گذارش

بخدمت جمیع احمدی برادران! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے دسمبر ۱۹۱۴ء میں جلسہ کے موقعہ پر جماعت کو بہت سی باتوں کی طرف توجہ دلائی۔ اور منجملہ ان کے یہ بھی فرمایا تھا کہ ایک شخص کو میں نے لگایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سوانح عمری کے متعلق نوٹ لکھے۔ سب دوست اپنے معلومات اور معاملات جو حضرت مسیح موعود کے متعلق ہوں۔ خواہ زبانی گفتگو یاد ہو یا کوئی تحریر حضرت صاحب کی ہو یا خطوط ہوں وہ میرے پاس بھیج دیں۔ اصل بعد نقل واپس ہونگے باقی جو خود کچھ لکھکر بھیج دیں گے۔ وہ سوانح عمری میں درج ہو جاوے گا۔ اس حکم کی طرف بہت کم توجہ ہوئی ہے ۹۰ کے قریب خط مولوی عبداللہ صاحب سنوری نے بھیجے ہیں۔ یا بہت تھوڑے سے مضامین آئے ہیں۔ اب جملہ احباب کو حسب الارشاد حضرت فضل عمرؓ توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ بہت جلد دوست جو جو باتیں یا نشانات متعلقہ شائع نہیں ہوئے یا وہ واقعات ومعاملات جو حضرت صاحب کے ساتھ ان کے ہوئے یا خطوط جلد روانہ کردیں یا نوٹ کر کے جلسہ سالانہ پر ہمراہ لاویں۔ جو صاحب جلسہ سالانہ پر تشریف نہ لاسکیں وہ بذریعہ ڈاک روانہ کردیں۔ یہ اختیار ہے خواہ حضرت صاحب کے نام پر روانہ فرمادیں یا عاجز کے نام پر روانہ فرمادیں۔ جو صاحب غفلت یا سستی سے اس طرف توجہ نہ فرمائیں گے سوانحعمری شائع ہونے کے بعد ان کو افسوس کرنا پڑیگا کہ کیوں ہم نے فلاں تحریرات شائع نہ کرادیں اس لئے اس کام کو مقدم خیال کر کے اس کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ (عاجز قدرت اللہ سنوری از قادیان دارالامان)"

۱۲۱- ۱۹۶۵ء میں مَیں نے اپنے آپ کو انصار اللہ مرکزیہ کے پاس دَورہ کرنے کیلئے پیش کیا تاکہ تبلیغی ضروریات اور ہال کے لئے چندہ کی تحریک کی جا سکے۔ اس ضمن میں کچھ اعلانات الفضل کی نقول درج ذیل ہیں۔

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے دورہ کا پروگرام

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی منظوری سے پشاور سے لاہور تک کی مجالس انصار اللہ کا دورہ فرما رہے ہیں آپ اس دورہ میں اصلاح وارشاد اور تربیت سے متعلق امور بھی سرانجام دیں گے۔ آپ احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُرمعارف کتب خریدنے اور ان سے صحیح رنگ میں استفادہ کرنے کی طرف بھی توجہ دلائیں گے۔ جملہ مربی صاحبان اور امراء و صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ حضرت مولوی صاحب سے پورا پورا تعاون فرمادیں اور اپنی اپنی جماعتوں میں اس امر کا انتظام کریں۔ کہ احباب آپ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں۔ مکرم حکیم عبداللطیف صاحب شاہد بھی اس دورہ میں آپ کے ہمراہ ہوں گے۔ دورہ کا پروگرام درج ذیل ہے:۔

راولپنڈی۔ کھاریاں۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ (۹ فروری سے ۲۵ فروری تک)۔

ناظر اصلاح وارشاد۔ (الفضل ۱۰ فروری ۱۹۶۵ء)

تعمیر فنڈ انصار اللہ۔

مجلس انصار اللہ کو تعمیری کاموں کے لئے روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب باوجود پیرانہ سالی کے جواں ہمتی کے ساتھ مجالس کا دورہ کررہے ہیں اس وقت تک احباب نے ان کے ساتھ نوسو روپے کے وعدے کئے ہیں جس میں سے چار سو اسی روپے نقد بھی وصول ہو چکے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مرکز کو اس کام کے لئے تین ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ احباب محترم مولوی صاحب سے ہر طرح تعاون فرمائیں

قائد مال انصار اللہ مرکزیہ (الفضل ۴ مارچ ۱۹۶۵ء)

تعمیر دفتر انصار اللہ مرکزیہ کے لئے عطیات۔

ان دنوں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب آنریری طور پر پشاور سے لاہور تک کی بعض مجالس انصار اللہ کا دورہ فرما رہے ہیں۔ تربیتی امور کے علاوہ حضرت مولوی صاحب

نے چندہ کی وصولی کی طرف بھی توجہ فرمائی ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی تحریک پر جن مخلصین نے تعمیر دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی مد میں نقد عطیہ دیا ہے یا وعدہ فرمایا ہے ان کے نام دعا کے لئے احباب کی خدمت میں پیش ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کے اموال میں برکت دے۔ اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

مجلس مرکزیہ حضرت مولوی صاحب کی بھی ممنون ہے کہ انہوں نے باوجود اپنی ضعیف العمری کے مجالس کا دورہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور خدمتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کل تعداد نقد ادا کنندگان = ۴۸/۰

کل تعداد وعدہ کنندگان = ۴۲/۲

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ (الفضل ۵ مارچ ۱۹۶۵ء)

تعمیر فنڈ انصار اللہ کے لئے چار ہزار روپے کی ضرورت۔

تعمیر فنڈ انصار اللہ کے لئے چار ہزار روپے کی فوری ضروری ہے۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے اس سلسلہ میں سابق صوبہ سرحد کا دورہ کیا۔ ان کے ذریعہ جو چندہ ہؤا ہے۔ اس کی تفصیل دعا کی غرض سے شائع کی جاتی ہے۔ حضرت مولوی صاحب جواں ہمتی سے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں بھی اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

(نقد وصول -/۵۰۰ - وعدہ جات -/۴۵۰)

قائد مال انصار اللہ مرکزیہ (الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء)

تعمیر فنڈ انصار اللہ کے لئے چار ہزار روپے کی ضرورت

تعمیر فنڈ انصار اللہ کے لئے چار ہزار روپے کی فوری ضرورت ہے۔ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے اس سلسلہ میں جہلم۔ گجرانوالہ اور گجرات کے اضلاع کا دورہ کیا۔ ان کے ذریعہ جو چندہ وصول ہؤا ہے اس کی تفصیل ذیل میں دعا کی غرض سے شائع کی جارہی ہے حضرت مولوی صاحب جواں ہمتی سے کام کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں بھی اجر عظیم عطا فرمائے۔

۱- انصار اللہ جہلم	۰۰ـــــ۰۰ روپیہ	۴- انصار اللہ گجرات	۰۰ـــــ۱۰۰ روپیہ
۲- " محمود آباد ضلع جہلم	۰۰ـــــ۵۰ "	۵- " وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ	۰۰ـــــ۱۰۰ "
۳- " کھاریاں ضلع گجرات	۰۰ـــــ۱۰۰ "	۶- " گوجرانوالہ شہر	۰۰ـــــ۱۰۰ "

۷۔ مکرم چوہدری محمد الدین صاحب گوجرانوالہ شہر .... ـــــــ ۱۰۰ روپیہ
۸۔ مکرم اقبال محمد خانصاحب لودھیانوی .... ـــــــ ۱۰۰ "
۹۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم اقبال محمد خانصاحب لدھیانوی گوجرانوالہ } .... ـــــــ ۱۰۰

(وقائع مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ۔ الفضل ۲۷ر مئی ۱۹۶۵ء)

میری اہلیہ کی وفات پر جو ۲۶ر نومبر ۱۹۶۲ء کو فوت ہو کر بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں

احباب جماعت نے جو تعزیتی خطوط لکھے۔ ان میں سے کچھ خط درج ذیل کئے جاتے ہیں

مکرمی محترمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت کرے اور سب عزیزوں کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ مجھے ڈاکٹروں نے دل کی تکلیف کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے چلنے پھرنے سے روکا ہوا ہے۔ ورنہ ضرور جنازہ پڑھاتا۔ قاضی محمد نذیر صاحب یا عزیز مرزا رفیع احمد نماز جنازہ پڑھا دیں۔ میری ہمدردی سب عزیزوں تک پہنچا دیں۔ والسلام

مرزا بشیر احمد ۲۸ $\frac{11}{62}$

۵ ڈیوس روڈ۔ لاہور
۱۵۔ دسمبر ۱۹۶۲ء

(نقل خط حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

برادرم مکرم مولوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

الفضل میں رحیمن صاحبہ کی وفات کا پڑھ کر بہت ہی افسوس ہوا۔ یہ ایک قدرتی امر ہے کہ جوں جوں پرانے لوگ ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں ہر جدائی کا اثر دل پر زیادہ ہوتا ہے مجھے ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آنا یاد آتا ہے۔ مخمل کا جوڑہ پہنے جلسہ کے ایام میں خوشی خوشی پھرنا اور ان کی محبت بھری باتیں مجھ سے خاص تعلق رکھتی تھیں۔ گذشتہ سال میں نے ان کو بہت کمزور دیکھا تھا۔ اس کے بعد ملنا ہی نہ ہو سکا۔

اب تو آپ کو اپنی نیک رفیق زندگی کی قدر آئی ہوگی؟ اللہ تعالےٰ ان کی اولاد کو نیک اور دین و دنیا ہر لحاظ سے با اقبال بنائے اور آپ کی زندگی میں برکت ہوئے۔ آمین۔ دعا میں مجھے اور میری اولاد کو خصوصاً آجکل یاد رکھیں۔ بہت ضرورت ہے[1]۔ والسلام مبارکہ

ماڈل ٹاؤن لاہور
۱۵ ۱۲/۴۴

(نقل خط حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ)

مکرمی مولوی قدرت اللہ صاحب سلمک اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی اہلیہ کی وفات کا الفضل میں پڑھ کر بہت سخت صدمہ ہوا۔ گو مرحومہ سے عرصہ تین چار سال سے ملاقات نہ ہو سکی تھی مگر بچپن کے تاثرات دل پر دیے ہوجاتے ہیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے پاس ہر وقت اٹھنا بیٹھنا تھا۔ میرا بچپن تھا۔ سیر کو ساتھ لے کر جانا پٹیالہ سنور کی باتیں کہانیوں کی طرح سنتی رہی یاد ہیں۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو کامل مغفرت فرماتے ہوئے بلند درجات عطا فرمائے آمین۔ آپ کے لئے بھی اس عمر میں رفیق زندگی کی رفاقت سے محروم ہو جانا جتنا صبر آزما ہے میں اسے سمجھتی ہوں۔

آپ کے دو لڑکے عزیز گلزار احمد و ناصر احمد لنڈن میں ملے۔ ہر دو کی اہلیہ اکثر آتی رہتی ہیں۔ ان لوگوں کو پردیس میں اور بھی زیادہ صدمہ ہوا ہوگا۔ خط لکھیں تو میری طرف سے اظہار ہمدردی ضرور کریں[2]۔ فقط امۃ الحفیظ بیگم۔

بیگم عبد اللہ خان ۱۵۱ C/8 ماڈل ٹاؤن لاہور

نقل خط سیدہ بشریٰ مہر آپا صاحبہ

حرم چہارم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ بابت مسماۃ رحیمن مرحومہ صاحبہ اہلیہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری

بزرگوار مولوی قدرت اللہ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت اماں جی رحیمن مرحومہ بڑی خلیق ملنسار صاف گو اور بہت عابدہ خاتون تھیں آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عشق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انتہائی عقیدت اور غائبانہ اخلاص رکھتی تھیں۔

---

[1] یہ خط مصباح جون ۶۲ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ [2] یہ خط مصباح جون ۱۹۶۲ء میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

باوجود عمر کے تقاضا اور صحت کی کمزوری کے آپ ربوہ کے دوران قیام میں نماز جمعہ کے لئے ضرور مسجد مبارک پہنچتیں۔ صحت ان کو اجازت نہ دیتی کہ وہ زیادہ دیر تک کہیں بیٹھ سکیں۔ مگر جمعہ کی نماز کے لئے قبل از وقت مسجد میں پہنچ جاتیں تاکہ وہ مسجد کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔

ان کی دلی تڑپ اور خواہش یہی ہوا کرتی کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے بار بار آئیں۔ اور حضور کے قرب میں بیٹھنے کا آپ کو زیادہ سے زیادہ موقع ملے۔ وہ جب بھی حضور سے ملتیں۔ وہ تڑپ کے ساتھ حضور سے اپنی اولاد کے صالح خادم دین اور خلافت سے وابستگی کے لئے بار بار دعا کی درخواست کرتیں اور پھر اپنے انجام بخیر کے لئے بھی بڑے درد سے دعا کے لئے ملتجی ہوتیں۔ اکثر و بیشتر اس بات کا اقرار و اظہار کرتی رہتیں کہ میں نے اور میری اولاد نے جو کچھ پایا ہے وہ سب کا سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت اور ان کے خادم ہونے کی حیثیت سے پایا ہے میں چاہتی ہوں کہ میری تمام اولاد نسل در نسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت و اخلاص میں اسی طرح سرشار رہے اور وہ سلسلہ کے حقیقی معنوں میں خادم رہیں تاکہ آپ کو دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کے فضل و انعامات سے وافر حصہ ملتا رہے۔

میری طبیعت پران کا براہِ راست اثر یہ تھا کہ وہ حقیقت میں اسی قسم کا اخلاص رکھنے والی خاتون ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے حقیقی پیار اور اس پر پورا توکل تھا۔ وہ واقعہ میں دعائیں کرنے والی اور بہت عابدہ خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی تمام اولاد کو ان کی خواہش کے مطابق دین کے سچے خادم اور خلافت سے ہمیشہ وابستگی رکھنے والے بنائے۔ آمین۔

بشریٰ مہر آپا

برادرم مکرم مولوی قدرت اللہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی اہلیہ محترمہ وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

بظاہر یہ موت بڑھاپے کی موت ہے۔ اور کامیاب اور بامراد زندگی کے بعد کی موت ہے لیکن آپ کے لئے موجب صدمہ ضرور ہے۔ کہ مبارک جوڑے میں مفارقت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اور آپ کی اولاد کا حافظ و ناصر رہے اور صدمہ کی برداشت کی توفیق دے۔

برادرم آپ اپنی اہلیہ کا آپ سے پہلے دوسرے جہان میں داخل ہونا اسی طرح کیوں نہ سمجھ لیں۔ جس طرح جب آپ قادیان آیا کرتے تھے تو دار مسیح میں آپ کی اہلیہ مرحومہ ہی پہلے داخل ہوا کرتی تھیں اب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امّ المؤمنین کی خدمت میں آپ سے پہلے پہنچ گئی ہیں۔ اور آپ کے لئے دعا کر رہی ہوں گی کیا ہی مبارک نیک فال ہے کہ وہ حضرت امّاں جانؓ کے قریب ہی جا لیٹی ہیں۔ والسّلام

(خاکسار (ڈاکٹر) حشمت اللہ۔ ربوہ)

برادرم مکرم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘۔ آج کے الفضل سے محترمہ بھابی رحیمن صاحبہ کی وفات کی خبر پڑھ کر بڑا صدمہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اس سے پہلے ۲۸ نومبر ۱۹۶۳ء کے اخبار میں عزیز مسعود احمد صاحب کی طرف سے دعا کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کے بعد یہ افسوسناک خبر پڑھنے میں آگئی۔ مرحومہ کی طبیعت خدا تعالیٰ نے شروع سے ہی ایسی بنائی تھی کہ بہت کم عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ ہمیشہ ان کے چہرے سے خوشی ہی ظاہر ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو دنیا میں ہر قسم کی خوشی نصیب کی جیسا کہ خبر میں نوٹ ہے کہ اس وقت ان کے پوتے پوتیاں نواسے وغیرہ ایک سو چار ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور یہ سلسلہ احمدیہ کی برکت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے زیادہ محبت کا نشان ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے پڑھی ہوئی تو اتنی نہیں تھیں مگر ان کا سلسلہ کے متعلق مطالعہ بہت تھا۔ ان کی باتوں سے ایسا معلوم ہوا کرتا تھا کہ یہ تو ایک اچھی مبلّغ ہیں یہ بھی ان کی مرکز سے محبت اور بار بار قادیان کی پاک مبارک بستی میں ٹھہرنا اور بزرگوں سے ملنا۔ حضرت امّ المؤمنین سے بار بار ملنا۔ ان کو ایک قسم کا عشق تھا جو دوسری عورتوں میں کم دیکھا گیا ہے گو ہم سب نے آخر ایک دن اپنے حقیقی مولیٰ کے پاس چلے جانا ہے۔ مگر ایسی خوش نصیبی کی موت کسی کسی کو ہی آتی ہے آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں بلند مقام عطا کرے اور آپ سب

پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے گھر سے عظیمن بیگم نے یہ خبر سُنکر بہت افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ میری طرف سے بھائی صاحب کو لکھ دیں۔ اور وہ بھی آجکل بیمار رہتی ہیں وہ بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

خاکسار نور احمد (سنوری) ۱۲/۶۲/۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم محترم حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض ہے کہ آج کے اجلاس میں ہم سب ممبرات لجنہ اماء اللہ حلقہ دار النصر غربی اپنے محلّے کی ایک صحابیہ ممبر رحیمن بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی قدرت اللہ صاحب کی وفات پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہیں۔ اور دُعا کرتی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انھیں جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے تمام لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق دے آمین۔

والسّلام ہم ہیں آپ کی شریک غم تمام ممبرات لجنہ اماء اللہ حلقہ دار النصر غربی ربوہ

خاکسار سیکرٹری حلقہ دار النصر غربی ۱/۶۲/۲

مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی

اہلیہ صاحبہ حضرت حاجی قدرت اللہ صاحب سنوری و والدہ صاحبہ مکرم الحاج مسعود احمد صاحب خورشید سیکرٹری خدمتِ خلق جماعت احمدیہ کراچی کی وفات پر دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ مسعود احمد صاحب خورشید اور ان کے قابلِ احترام عنّ جملہ والدین کے غم میں مجلس عاملہ خود کو برابر کا شریک سمجھتے ہوئے دُعا گو ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو بلند درجات سے نوازے اور لواحقین کو صبرِ جمیل دے۔ آمین

بشیر الدین عباسی

سیکرٹری مجلس عاملہ جماعت احمدیہ کراچی ۱۲/۶۲/۷

روایات اہلیہ (مولوی) قدرت اللہ صاحب سنوری

ابھی میری شادی نہ ہوئی تھی کہ مَیں سخت بیمار ہوگئی۔ تپ اور کھانسی نہ جاتا تھا کوئی دق بتاتا تھا کوئی کچھ۔ آخر میرے والد نے گھر میں ذکر کر دیا کہ حکیم لوگ لڑکی کی

بیماری کو لا علاج ٹھہراتے ہیں۔ مجھ کو بھی خبر ہوگئی۔ مَیں نے اپنے والد سے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ مجھے قادیان لے چلیں۔ اگر خدا کو منظور ہوا۔ شاید مَیں راضی ہو جاؤں۔ میرے والد نے کہا بات تو ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ ہم تجھے قادیان لے چلیں گے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد میرے والد صاحب اور والدہ صاحبہ قادیان آئے اور مجھے بھی ساتھ اُٹھا لائے۔ میری حالت بہت نازک تھی۔ جب ہم دارالامان میں پہنچے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ہمیں رہنے کے لئے وہ کمرہ عطا فرمایا۔ جس کا نام بیت الذکر ہے میرے والد صاحب نے مجھ کو حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ صاحب کے پیش کر کے کہا کہ اس کا علاج کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا علاج تو کر دیں گے مگر تم سوچو یہ قابلِ علاج ہے۔ اللہ اللہ کرو۔ اور اگر کچھ علاج چاہتے ہو تو حضرت صاحب کو دعا کے لئے عرض کرو۔ ایسے مریض دُعا سے راضی ہو سکتے ہیں۔ دوا کی حد سے تو یہ گزر گئی ہے۔ پھر میرے والد صاحب نے آکر علیحدہ طور پر میری والدہ صاحبہ سے کہہ دیا کہ حکیم صاحب نے علاج سے جواب دے دیا ہے۔ حضور سے جا کر کہو کہ دُعا فرماویں۔ چنانچہ میری والدہ صاحبہ نے مجھے سمجھا دیا اور مجھے حضرت صاحب کے پاس بھیجا۔ مَیں آہستہ آہستہ وہاں پہنچ گئی۔ مَیں نے موقعہ پاکر سارا حال عرض کیا اور کہا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب دے دیا کہ راضی نہیں ہو سکتی۔ حضورؑ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے کہ مَیں نے رو رو کر اپنا حال بیان کیا۔ تو آپ نے کام چھوڑ دیا اور سارا حال توجّہ سے سُنا اور فرمایا کہ اچھا ہم دعا کریں گے۔ اور جاؤ مولوی صاحب سے اسی وقت کونین کی گولیاں لاؤ۔ میری والدہ نے کونین کی گولیاں مولوی صاحب کے پاس سے لا کر حضرت صاحب کو دے دیں۔ آپ نے دو دو گولیاں ایک ہفتہ کے کھانے کے لئے دیں۔ اور فرمایا۔ گلو کے پانی کے ساتھ ان کو کھایا کرنا اور مَیں دعا کروں گا۔ ایک ہفتہ کے اندر ہی مجھ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور کی دُعا سے صحت حاصل ہوگئی۔ اور اس لا علاج مرض کی جڑ جاتی رہی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دیکھا مَیں نے نہ کہا تھا کہ دواؤں سے نہیں بچ سکتی۔ مَیں نے تجربہ کیا ہے کہ ایسے بیمار ایک فیصدی بھی نہیں بچ سکتے۔ یہ حضور کی دُعا کا نتیجہ ہے کہ یہ بچ گئی۔ اور تندرست ہوگئی۔ ورنہ کوئی پہلو زیست کا باقی نہ تھا۔

باب ہشتم

اَلْمُؤْمِنُ یَرٰی وَیُرٰی لَہٗ

خواب ہائے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نوازا

۱- ۲۹/۴/۶۱ بوقت صبح بعد نماز لیٹ گیا خواب میں ایک بڑا صحن دیکھا جس کے ارد گرد نئے احمدی چاروں طرف جمع ہیں۔ اور وہ اندر سے اس طرح سے نکل کر جا رہے ہیں جیسے عید کے موقعہ پر (مَیں نے اللہ تعالےٰ سے دُعا کی کہ احمدیت کو ترقی بخش دے) اس وقت ہر طرف احمدی ہی احمدی نظر آتے ہیں۔ اور وہ اس کثرت سے ہیں کہ غیروں کی قلت نظر آئی۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جس طرح نئے احمدی داخل ہو رہے ہیں اور وہ دھڑا دھڑ داخل ہو رہے ہیں۔

۲- یکم جولائی ۱۹۶۱ء ایک رات خواب میں دیکھا۔ ایک جنازہ اٹھایا ہے۔ جنازہ اُٹھا کر باہر نکالا تو جنازے سے اُٹھ کر مُردہ زندہ ہو گیا۔ . . . . چنانچہ کوئٹہ میں والدہ صاحبہ محمود احمد تین دن سخت نازک حالت میں بیمار رہ کر صحتیاب ہو گئیں۔

۳- خواب میں دیکھا۔ کہ ایک ہال کمرہ ہے اس میں احباب تشریف فرما ہیں اور سب لائنوں میں بیٹھے ہیں پہلی لائن میں حضرت قمر الانبیاء بیٹھے ہیں ۲ دوست چھوڑ کر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ اچانک اُونگھ آ گئی۔ عین بیداری میں معلوم ہوا کہ دُعا شروع ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرما رہے ہیں۔ سب لوگ یکساں پارچات میں ملبوس ہیں۔ قد و قامت یکساں ہیں۔ اور مَیں بھی دُعا میں شامل ہو گیا۔ دُعا کرتے وقت حضرت قمر الانبیاء سے جسم ملاتا جاتا ہوں اور تفہیم ہوئی کہ یہ حضرت قمر الانبیاء کی شادی کی تقریب ہے۔

۴- مارچ ۱۹۵۹ء خواب میں اپنے تئیں مکّہ کا طواف کرتے پایا- اکثر دوست اور بھی شامل ہیں جن میں حضرت مصلح موعود بھی شامل ہیں- میں طواف کے درمیان بالکل آپ کے ساتھ ملا ہوا ہوں اور آپ کے برابر چل رہا ہوں- جب آپ گھر تشریف لے جانے لگے تو میری اندرونی جیب میں سے پانچ روپے کا نوٹ نکل کر باہر آ گیا-

---

۵- ۲۹ر مارچ ۱۹۵۹ء ماہ رمضان المبارک- خواب میں ایک نچلے حصّہ مکان سے چوبارے میں گیا- بارش بڑے زور سے ہو رہی ہے- میرے جسم پر بھی بارش ہو رہی ہے، میرے کپڑے بھی تر بتر ہیں-

---

۶- ۲ر اپریل ۱۹۵۹ء مطابق ۲۳ر رمضان المبارک- مجھے ایک سینی پیش کی گئی جس میں نہایت عمدہ کھانا ہے جس میں گوشت نہایت لذیذ ہے یہ کھانا بہت سا ہے میرے لئے اور میری اہلیہ کے لئے- اور بتایا گیا کہ دونوں وقت کے لئے ہے اور سحری کے لئے بھی کافی ہو گا:

۷- ۱۸ر مارچ ...... خواب میں دیکھا مختلف مزدوروں کے لئے بہت سا روپیہ خرچ کیا ہے- محمود احمد صاحب کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں- بہت روپیہ خرچ ہو گیا ہے ارادہ تھا اس روپے سے کپڑے بنا لوں- میں نے ہنس کر کہدیا کپڑے والا منہ بھی ہے-

---

۸- خواب میں دیکھا کہ میری لڑکی حمیدہ کے سر پر جالی دار موتیوں والا دوپٹہ ہے گلے میں گلوبند ہے جو نہایت چمکدار ہے میں نے پوچھا یہ کب بنایا انہوں نے کہا بی بی صاحبہ نے بنا کر دیا ہے-

۹- ۲۸ ۴/۵۹ میں خواب میں سنّور گیا- اور اللہ بخش کے محلہ میں گیا-
اسی رات خواب دیکھا کہ ریاست پٹیالہ تحصیل سرہند حلقہ پٹوار پر موضع کھیڑے میں گیا ہوں- میں کہتا ہوں یہاں پنڈت مایا دھاری کا مکان تھا اور یہاں فلاں کا- لیکن یہاں تو نقشہ ہی بدل گیا ہے-

۱۰- $\frac{۲}{۵۹}$.۳ خواب میں شاہ محمد نے ایک تھال لڈوؤں کا پیش کیا ہے۔

۱۱- $\frac{۵}{۵۹}$.۱- آج بعد نماز فجر دُعا کر رہا تھا کہ میری زبان پر سورۂ لہب جاری ہو گئی۔

۱۲- $\frac{۵}{۵۹}$.۱ خواب میں دیکھا کہ برخورداری صادقہ بیگم اہلیہ محمود احمد نے بتایا۔ کہ میں لدھیانے میں ہوں۔ اور میرے نانا جان مجھے کھیت کی طرف لے گئے اور وہاں بتایا کہ یہاں ایک مخفی خزانہ ہے تم نکالا کرو گی۔ بڑے بچوں کی شادیاں کر کے باقی چھوٹوں کے لئے رکھو گی اتنے میں محمود احمد صاحب آ گئے۔ انہوں نے کہا روپیہ نکال لو۔ میں نے کہا۔ ارد گرد لوگ ہیں چلے جائیں گے تو نکال لیں گے۔

۱۳- سال گذشتہ ۵۸ء میں محمود احمد کی والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ستوڑ میں ہوں۔ اور وہاں سے اپنی موٹر کو خود چلا کر سردار ناہر سنگھ کے باغ میں گئی ہوں۔ آپ نے بہت سے نوٹ دیئے ہیں۔ کہ یہ ناہر سنگھ کے لڑکوں کو دیدو۔ جب میں وہاں گئی تو ان کے لڑکے موجود نہ تھے۔ ملازموں نے بتایا باہر گئے ہوئے ہیں۔ انھوں نے پوچھا آپ کا کیا کام ہے میں نے بتایا کہ ان کو گذارہ دینے کے لئے آئی ہوں مولوی قدرت اللہ صاحب نے کہا ہے کہ ان کو دے دوں انہوں نے پوچھا موٹر کون چلا کر لایا۔ میں نے کہا میں خود چلا کر لائی ہوں۔

۱۴- دو سال گذرے خواب میں دیکھا مکرم مولوی عبداللہ صاحب سنوری اچھے لباس میں میرے ہاتھ میں کاغذات دے رہے ہیں۔ میں نے ان کے بیٹے رحمت اللہ صاحب سے کہا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں کو خوشی ہوتی ہے کہ ان کے پاس مال ہے بعض کو اولاد کی خوشی ہوتی ہے۔ بعض کو صحت کی خوشی ہوتی ہے۔ میں نے کہا مجھے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ میرا خدا مجھ سے خوش ہو۔ اس خواب کے بعد ایک دم میری زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي۔

۱۵- عرصہ قریباً ۲ سال کا ہوا۔ مَیں مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور برخوردار ان کے لئے دعا کی درخواست کی۔ انھوں نے فوراً ہاتھ اُٹھائے۔ اور دعا فرمائی۔ اور دعا کے بعد رونے لگے۔ اور فرمانے لگے۔ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ دوبارہ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اور دعا کے بعد پھر اسی طرح فرمایا۔ تیسری دفعہ پھر ہاتھ اُٹھائے اور دعا فرمائی اور یہی فرمایا۔ کہ تیرا مجھ پر بڑا احسان ہے۔ وہ روتے جاتے تھے۔ مَیں نے عرض کیا کہ دعا تو آپ نے فرمائی۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا کیا احسان ہے۔ فرمایا۔ مَیں آپ کو بتاتا ہوں۔ مجھے کئی بار رویت الٰہی ہوئی ہے۔ اور بہت سے انبیاء اور ملائک کی زیارت ہوئی ہے۔ رسولِ کریمؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے اکثر دفعہ شرف ملاقات حاصل ہوا ہے۔ لیکن آج تیری مہربانی کا جو واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ مَیں نے پہلی بار جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام میرے پہلو میں بیٹھے نظر آئے اور میرے اتنے قریب ہوئے کہ اپنی ریش مبارک میری ڈاڑھی سے رگڑ رہے تھے اور فرماتے تھے مَیں قدرت اللہ کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ تم بھی دعا کرو۔ بس یہ تیرا احسان ہے کہ تیرے واسطے دعا کرنے کی وجہ سے مجھے یہ شرف حاصل ہوا۔

مَیں بار بار دوبارہ اسی لئے ہاتھ اُٹھاتا لیکن یہ صرف ایک ہی دفعہ واقعہ ہوا۔

۱۶- ماہِ نومبر ۵۸ء خواب میں مجھے کسی نے کہا کہ آپ کو ریٹائر ہوئے کتنے سال ہوئے۔ مَیں نے کہا۔ ۳۰ سال ہوئے۔ اس نے کہا مَیں نے آپ کو اس سال دیکھا جب آپ ریٹائر ہوئے تھے اور آپ کی صحت ۳۰ سال کے بعد بھی ویسی ہے جیسی اس وقت تھی۔ مَیں نے کہا۔ نہیں خدا کے فضل سے میری صحت اس وقت سے اب اچھی ہے۔

میں سروس سے ۱۹۴۶ء سے فارغ ہوا ہوں۔ مذکورہ خواب کی وجہ سے ۱۹۴۶ء جمع ۳۰ = ۱۹۷۶ء تک عمر کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے علاوہ صحت کے اچھا ہونے کا بھی۔

۱۷- ۳۰ ۱۰/۵۸ خواب میں ایک موٹے سے آدمی سے ملاقات ہوتی ہے اس نے پوچھا خیریت سے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں سامان وغیرہ لاکر اپنی جگہ رکھ آیا ہوں۔

۱۸- خواب میں دیکھا میں سنور کے مکان میں سے آگے بڑھ کر قلعہ کی طرف کو جا رہا ہوں جونہی میں محمد نبی صاحب تحصیلدار کے مکان پر پہنچا تو وہاں حکیم صاحب کھڑے ہیں۔ اور وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

پیر مغاں کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق
نامرد مرد مرد جواں مرد بن گیا

۱۹- ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں چند آدمی تھے وہاں ذکر ہوا۔ کہ نماز پڑھو۔ میں نے کہا کیا حضرت صاحب تشریف لائیں گے۔ یا اجازت آگئی ہے انہوں نے کہا اجازت آگئی ہے آپ نماز پڑھا دیں۔ میں نے کہا نہیں جس کو حکم ہوا ہے وہی نماز پڑھائے۔ انھوں نے فرمایا حضور نے آپ کے واسطے حکم فرمایا ہے۔ میں نماز پڑھانے لگ گیا۔ اور رکوع کے وقت حضور آ کر امام کے پیچھے ویسے ہی پُشت پر کھڑے ہو گئے جب سمع اللہ کہا تو حضور میرے ساتھ آ گئے میں تھوڑا پیچھے ہوا تا کہ حضور نماز پڑھا دیں لیکن حضور نے میری کمر پر سے کندھے تک ہاتھ بڑھایا۔ اور مجھے آگے کرتے گئے۔ گویا اشارہ تھا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اور حضور نے میرے پیچھے ساری نماز ادا کی۔

۲۰- خواب میں دیکھا کہ حضور سے ملاقات ہوئی اور فرمایا کہ آپ کے ۱½ ہم بچوں کے لئے لنگر سے روٹیوں کا انتظام کر دیا ہے۔ میں لنگر خانے میں گیا اور ان سے دریافت کیا کہ میرے واسطے کھانے کا حکم ہوا ہے کھانا دو۔ انہوں نے کہا ابھی لنگر جاری نہیں ہوا۔ میں نے کہا کیا ابھی حضرت صاحب نے حکم نہیں دیا؟ انہوں نے کہا وہ تو آپ کا گیت گاتے رہتے ہیں اچھا آپ کھانا لے لیں۔ انھوں نے کہا کتنے خاندانوں کا کھانا چاہیئے میں نے کہا نو خاندانوں کا۔ میرا پاس کپڑا تو کوئی نہیں تھا لنگر خانے میں ایک کھال لٹکی ہوئی تھی جیسے ہرن کی ہوتی ہے مگر وہ بڑی تھی۔ میں نے وہ لیکر اُسے اپنے جسم کے ساتھ لگایا تا کہ گرم روٹی میرے جسم کو نہ لگے۔ اس طرح میں نے کھانا لے لیا۔

۲۱- ۲ر جون ۱۹۶۲ء بمقام برہمن بڑیہ میری اپنی والدہ سے ملاقات ہوئی۔

۲۲- ۴؍جون کو تلاوت کرتے وقت غنودگی آگئی - اور فضل شاہ آگیا۔

۲۳- ۴؍جون کو تہجد کے وقت حضرت مرزا مظفر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔

۲۴- ۵؍جون ۱۹۶۲ء - آج بعد نماز فجر دعا کرتے وقت ہاتھوں میں بہت سے نوٹ رکھے گئے - اس قدر ہیں کہ میں پوچھتا ہوں کہاں رکھوں۔

۲۵- ۱۶ $\frac{۶}{۶۲}$ زبان پر جاری ہوا - اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ سے لے کر ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

۲۶- ۲۶ $\frac{۶}{۶۲}$ - کو خواب میں دیکھا ایک کاپی میں سات سو مضمون ہیں - گویا ہر مضمون بہت سے کام کرنے کے لئے ہے - میں حیران ہو کر پوچھتا ہوں کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اتنے کام کیسے کروں گا - مجھے بتایا گیا - ان مضامین سے نہ گھبرائیں ابھی تو ہم نے آپ سے بہت سے کام لینے ہیں۔

۲۷- ۴ $\frac{۷}{۶۲}$ - گاڑی میں بیٹھا تھا - خواب میں وہاں دیکھا کہ غلام احمد فرخ میرے پاس آئے ہیں۔

۲۸- ۹ $\frac{۷}{۶۲}$ - کو آواز آئی - ٹرنک کال۔

۲۹- ۱۹ $\frac{۷}{۶۲}$ بعد نماز فجر لیٹ گیا - خواب میں دیکھا - میرے پاس بہت سے نوٹ ہیں - ایک نوٹ ۱۰۰ روپے کا ہے - باقی ایک ایک روپے والے نوٹ لئے ہیں - میں جانے کو تیار ہوں - اور ایک موٹر وہاں کھڑی تھی۔

۳۰- ۸ $\frac{۷}{۶۲}$ - ۸ اور ۹ کی درمیانی رات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

سے ملاقات ہوئی مجھے یہ معلوم ہوا کہ مجھے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ مَیں نے کہا حضرت صاحب سے ذکر کر کے فارغ ہو جاؤں۔ جب مَیں نے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ آپ کام کریں اور جس کو اس کام کے لئے رکھا تھا۔ اس کو فوراً علیحدہ کر دیا۔

۳۱۔ ۲۶-۷-۶۲۔ پہلے سنور کے مکان میں دو بھینسیں دودھ دینے والی دیکھیں۔ پھر آیت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے مَغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا تک پڑھی۔

۳۲۔ ۲-۸-۶۲۔ بعد نماز فجر خواب میں دیکھا کہ ربوہ میں ہوں۔ مکان کا صحن نہایت ہی عمدہ سبزے کا بنا ہوا ہے۔ اس سارے صحن کے ارد گرد پاخانے کی جگہ نہیں۔ ایک جگہ نماز کی جگہ ہے۔ بی بی صاحبہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ کب بنوایا ہے اور اینٹیں کہاں سے آئی ہیں۔ انھوں نے صرف یہی فرمایا آپ دیکھیں۔[۱]

۳۳۔ ۱۸-۸-۶۲۔ بوقت ۴ بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ شہر پٹیالے کے قلعہ کے چوک میں ہوں۔ کوئی آدمی کہتا ہے کہ آپ کا فلاں رشتہ دار بھی سواری میں سوار تھا مگر اس کی سواری کے ساتھ افسر مال صاحب نے پوچھا کیا حال ہے۔ مَیں نے کہا وہیں حضور کی ملازمت کر رہا ہوں۔ اور حضرت میاں بشیر احمدؓ صاحب کی مہربانی ہے انہوں نے کہا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ آپ سے کام کروانے میں روپیہ نہیں خرچ ہوتا۔ باتوں سے ہی کام چل جاتا ہے۔

۳۴۔ ۲۸-۸-۶۲۔ رات ۱۲ بجکر ۴ منٹ پر زور سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کی آواز آئی۔

۳۵۔ ۱-۹-۶۲۔ خواب میں دیکھا برخورداری محمودہ اور اختر النساء میری پائنتی کی طرف کھڑی ہیں۔ اسی رات آسمان پر مغرب کی طرف چاند نظر آیا۔ جو چھٹی یا پانچویں رات کا تھا۔

---

[۱] چنانچہ کراچی کی کوٹھی نشانِ رحمت میں یہ خواب پورا ہو گیا۔

۳۶ - $\frac{9}{42}$ ۲ پٹیالہ پنڈت آتمارام کے مکان پر گیا ہوں۔ ان سے چوبارہ رہائش کے لئے مانگتا ہوں کہ میرے والد صاحب چند دن قیام کریں گے اور آپ کے لئے کھانا سنور سے آجائے گا۔

---

۳۷ - $\frac{9}{42}$ ۲۲ - آج خواب میں بھوک کی شدت میں آنکھ کھلی۔ میں سکھر میں تھا۔ پھر غنودگی ہوئی اور نمکین اور میٹھی روٹی ملی۔ الحمدللہ۔

---

۳۸ - دوپہر کے وقت اسی اثنا میں وقت غنودگی میں چار عورتیں دیکھیں۔ ان کی ورلی طرف والدہ محمود احمد نہایت عمدہ لباس میں کھڑی ہیں۔

---

۳۹ - $\frac{9}{42}$ ۲۴ بعد نماز فجر لیٹ گیا۔ دیکھا ایک چوبارہ ہے اس کے ساتھ ایک دوسرا کمرہ بھی ہے۔ دوسرے کمرے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ دوسرا کمرہ بہت بڑا ہال ہے۔ اس میں ایک چارپائی پر میں بیٹھا ہوں۔ اسی کمرے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی دلہنیں اور بیٹیاں نہایت اعلیٰ لباس میں تشریف فرما ہیں۔

---

۴۰ - $\frac{9}{42}$ ۲۵ خواب میں اُمّ نور محمد صاحب اور ہمشیرہ اختر النساء کو دیکھا۔ ان کو بتا رہا تھا کہ آپ نے یہ یہ نقصانات کئے۔

---

۴۱ - $\frac{9}{42}$ ۲۶ - مسمی دسوندھی اور فتح محمد وغیرہ کو دیکھا کہ رحیم الدین آپ سے پوچھتا ہے کہ پھوپھا جان اگر اجازت ہو تو ایک بھینس آپ کے پاس لے آؤں۔

---

۴۲ - خواب میں دیکھا۔ ایک کپڑے میں تھوڑا سا آٹا ہے۔ میں اس کو اپنے کپڑے میں ڈالتا ہوں تو بہت ہو جاتا ہے۔ میں نے اس وقت کسی سے کہا۔ میرے مصنوعی دانت گم ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا وہ فلاں شخص کے پاس ہیں گم نہیں ہوئے۔ وہاں سے جاکر

لے لیں ہیں۔ نے خواب سیدافتخارحسین صاحب سیشن جج اور ڈاکٹر غلام مجتبےٰ صاحب دونوں کو سُنایا۔

عرصہ ڈیڑھ تین ماہ سے میرے دانت کراچی میں گم ہو گئے لیکن نہ مل سکے۔ لیکن جب میں کراچی دوبارہ آیا تو پھر مل گئے۔

۴۳۔ انصار اللہ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو تقریباً تین سال گذر چکے ہیں۔ ربوہ میں گیا ہوا تھا۔ دفتر انصار اللہ کے سامنے میرے عزیز حافظ فیض اللہ صاحب کا مکان ہے۔ میرا وہاں قیام تھا ان کی بیٹی میرے سب سے چھوٹے بیٹے کی بیوی ہے وہ بھی موجود تھی۔ اور میری لڑکی بھی لاہور سے آئی ہوئی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ میرا کوٹ کمرے میں پڑا ہے، اس میں رومال اور نقدی اور چابیاں ہیں وہ نکال کر لا دیں۔ انہوں نے دیکھ کر بتایا۔ کوٹ میں رومال نہیں ہے۔ گھر میں جو مستورات اور مرد تھے سب سے معلوم کیا گیا معلوم ہوا کسی نے نہیں دیکھا۔ میں چونکہ حضور کے حرم چہارم کے پاس بھی دعا کے لئے تحریک کرنے گیا تھا۔ اور پھر پرائیویٹ سیکرٹری کے پاس بھی گیا تھا دونوں جگہ معلوم کروایا کہ کہیں وہاں تو نہیں رہ گیا۔ لیکن کہیں سے نہیں ملا۔ اور رات کو جب تہجد کے وقت نماز کے لئے جاگا۔ تو اس وقت کشف میں وہ رومال میرے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ فجر کی نماز پڑھانے کے لئے جب میں دفتر انصار اللہ جانے لگا۔ تو میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ رومال مل گیا ہے اس نے پوچھا کہاں ہے میں نے کہا وہ کشف میں مجھے دیا گیا ہے ممکن ہے کہیں مل جائے۔ نماز پڑھانے اور ذکر حبیب پر تقریر کرنے کے بعد جب میں مکان پر آیا۔ تو میری بیٹی نے وہ رومال مجھے پیش کیا۔ جس میں نقدی اور چابیاں موجود تھیں۔ اور بتایا کہ میں پاخانے کی طرف جا رہی تھی دیوار کے پاس پتھر کی سلیں پڑی ہیں سل کے ایک کنارے پر کوئی چیز چمکی۔ میں نے جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ چابیاں ہیں جو رومال سے بندھی ہوئی تھیں اور پتھر کی پچھلی طرف کو رومال کھنچا ہوا تھا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ گھر میں کتے کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔ چارپائی پر پڑے ہوئے کوٹ کی جیب میں سے رومال نکال کر لئے جا رہا تھا۔ کہ پتھر میں چابیاں اٹک گئیں اور وہ رومال چھوڑ گیا۔ دو راتیں اور ایک دن گذر گیا کسی کی نظر

اس طرف نہیں گئی۔ اس رومال میں ۷ ، ۴ روپے اور کچھ پیسے بندھے ہوئے تھے۔ میں نے
دس روپے بطور انعام کے اپنی بیٹی کو اور دس روپے اپنے بیٹے کی بیوی کو دیئے۔
الحمدللہ چھ سات گھنٹے کے بعد ہی جو کشف دکھایا گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔

۴۴۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں ایک رؤیا کی بناء پر مجھے حضور کی اسٹیٹ ناصر آباد کا چارج ملا تھا
وہاں میں نے ایک کشف دیکھا کہ برخوردار مسعود احمد خورشید نہایت غمگین صورت بنائے
ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہم آج پناہ گزین ہو گئے (جس سے معلوم یہ ہوتا تھا کہ ان کا
بہت بڑا مالی نقصان ہو گیا ہے اور وہ مجھ پر ظاہر کر رہے تھے کہ ہمارے پاس کچھ مال
نہیں رہا) میں نے اس نقصان کو اس طرح سے پورا ہونے کی تعبیر سوچی کہ رؤیا میں مال
کا نقصان لڑکی کا پیدا ہونا ہوتا ہے۔ جب میں نے خورشید صاحب کو خط لکھا کہ آپ
مجھے بتائیں کہ آپ کے گھر میں کوئی امیدواری ہے؟ اس نے جواباً لکھ دیا کوئی نہیں
میں نے پھر ان کو لکھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اس میں ایک مالی نقصان دیکھا۔
آپ دُعا کریں اور صدقہ دیں۔ کہ اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے۔

اب یہ کشف اس طرح سے پورا ہوا کہ برخوردار مسعود احمد خورشید صاحب آسٹریلیا
بلڈنگ لاہور میں خواجہ امیر بخش صاحب کے مکان میں کرایہ پر رہتے تھے۔ اور ان کی
دکان اکبری منڈی میں تھی۔ سنہ ۱۹۵۳ء کے فسادات جب شروع ہوئے تو میں نے ان کو سندھ
بلانا چاہا۔ لیکن انہوں نے جواب دیا کہ راستے خراب ہو گئے ہیں اس لئے میں نہیں آسکتا۔
خطرے کے حالات بڑھتے دیکھ کر خدا تعالےٰ نے ان کے دل میں یہ تدبیر ڈال دی کہ
دکان سے اصل روزنامچہ بہی کھاتہ مکان میں لے آئے۔ اور اس کے بعد مفسدوں نے
دکان توڑ کر کچھ کا غذات وغیرہ جلا دیئے۔ یہ آسٹریلیا بلڈنگ میں محصور تھے۔ دو تین
دن سے شہر میں فسادات ہو رہے تھے۔ مسعود احمد صاحب نے اپنی اہلیہ سے کہا۔ کہ
آپ خواجہ امیر بخش صاحب کی بیوی سے مل کر یہ بات کہدیں کہ وہ مہربانی فرما کر ہمیں اپنی موٹر
کے ذریعہ کہیں باہر کے علاقہ میں بھجوا دیں۔ کیونکہ آپ کو بھی خطرہ ہے اور آپ کہتے ہیں
کہ ہمارا مکان خالی کر کے کہیں چلے جائیں۔ ان کی بیوی نے اپنے خاوند سے دریافت
کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ ان لوگوں کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اپنی موٹر کو ہم

فسادیوں سے لڑ نہیں سکتے۔ اور یہ بھی کہا کہ مخالفوں نے آپ لوگوں کو تباہ کر دینا ہے فسادات شدت اختیار کر گئے۔ اور دوپہر کو مارشل لاء کا نفاذ ہو گیا۔ اور فوج نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ اس روز شام کو قریشی محمد اقبال صاحب ٹرک لے کر آ گئے اور خورشید صاحب مکان اور گودام کو مقفل کر کے صرف چند جوڑے کپڑے لے کر چھاؤنی ان کے گھر چلے گئے اور مجھے لکھا کہ ہم آج پناہ گزین ہو گئے یہ وہاں دو تین دن ہی ٹھہرے۔ اس عرصہ میں شہر میں بالکل امن و امان قائم ہو گیا۔ اور فسادی اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے۔ اور یہ لوگ خیریت سے اپنے مکان پر آ گئے۔ لوگوں نے مکان میں کچھ کاغذات جلا کر یہ خیال کر لیا تھا کہ ہمارے کاغذات جلائے جانے کے بعد یہ لوگ اپنا قرضہ ہم سے وصول نہیں کر سکیں گے۔ لیکن دو یوم کے بعد جب اکبری منڈی میں جا کر دکان کھولی۔ تو چونکہ اصل حسابات اور کاغذات ان کے پاس مکان میں موجود تھے لہٰذا قرضہ جات کی وصولی بآسانی کر لی۔ فسادات کے کچھ عرصہ بعد خدا تعالیٰ نے خواجہ امیر بخش صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت بخشی۔

۵۴۔ ۱۹۵۲ء میں لاہور میں برخوردار مسعود احمد صاحب محمود احمد صاحب اور ان کے شریک کار مرزا محمد علی صاحب کے خلاف تین تین مقدمات بنک کی طرف سے دائر کئے گئے۔ پولیس نے کل اکیس کیس بنائے تھے جن میں سے چھ پیش کر کے یہ چاہا تھا کہ ان کے فیصلہ کے بعد دوسرے پیش کر دیئے جائیں گے۔ یہ مقدمات لمبے عرصہ تک جاری رہے اور گورنمنٹ کے مقابلے پر بہت سا روپیہ خرچ ہوا۔ عدالت نے تین مقدمات میں چار ہزار روپیہ فی مقدمہ جرمانہ کیا۔ اس کے خلاف سیشن میں اپیل کی گئی۔ مکرم چوہدری اسد اللہ خاں صاحب بیرسٹر کو پیروی کے لئے مقرر کیا گیا عدالت سے اس اپیل کے فیصلہ کی تاریخ ۹ رفروری مقرر ہوئی۔ ۳۰ رجنوری ۵۷ء کو میں نے رؤیا میں دیکھا کہ عدالت میں مقدمات پیش ہوئے اور جج نے فرمایا۔ اپیل اپیلانٹ منظور۔ مثل داخل دفتر۔ اس کی اطلاع برخوردار کو دے دی گئی۔

۵ رفروری کو ان کی طرف سے جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے رؤیا کو پورا کر دیا ہے، اور وہ اس طرح پر کہ مسعود احمد صاحب خود کراچی میں تھے اور لاہور نہیں آ سکتے تھے اور ان کے برادر نسبتی عدالت میں گئے۔ آواز پڑی تو عبدالحی صاحب فوراً اندر داخل ہو گئے تو جج نے ان سے

پوچھا ہی نہیں کہ تم کون ہو۔ اپیل اپیلانٹ منظور کا حکم سُنا دیا۔ انھوں نے فیصلہ کی اطلاع خورشید کو دی۔ میں اس فیصلہ کے بعد لاہور چوہدری اسد اللہ خانصاحب سے ملنے کے لئے گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ ہائیکورٹ میں گئے ہوئے ہیں۔ میں وہاں گیا۔ وہاں چوہدری صاحب کے پاس شیخ بشیر احمد صاحب بھی موجود تھے اور ایک دو اَور بھی وکیل تھے میں نے ان سے مقدمے کی کامیابی پران کا شکریہ ادا کیا تو انھوں نے شیخ صاحب اور دوسرے وکلاء کو سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ باوجود بڑی تیاری کرنے کے عدالت کی طرف سے ہمیں کوئی امید نہیں تھی۔ کہ ہمارے حق میں فیصلہ ہوگا۔ مگر مولوی صاحب کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ اسی کے مطابق ہؤا۔ مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کے ذریعہ کامیابی عطا فرمائی اور قبل از وقت اطلاع دی۔ اس کے بعد مجھے مسعود احمد صاحب نے لکھا کہ اب گورنمنٹ کی طرف سے اپیل ہونے کا خطرہ ہے دعا جاری رکھیں۔ میں نے یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے فیصلہ ہؤا ہے لہذا اپیل نہ ہوسکے گی۔ پولیس نے بہت کوشش کی کہ بنک آئندہ مقدمہ کرنے کے لئے روپیہ خرچ کرے۔ لیکن بنک نے روپیہ دینے اور اپیل کرنے سے انکار کر دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

---

۴۶ - ۱۶ اکتوبر ۶۲ء۔ خواب میں دیکھا کہ ۲ طرح کا فروٹ ہے۔ ایک آڑو ایک سنگترہ۔ برخورداری امینہ بیگم جس کی عمر ۱۲ یا ۱۴ سال ہے کہتی ہے یہ اماں کے لئے صدقہ دے دیں۔ (اماں سے مراد میری والدہ صاحبہ تھیں)

---

۴۷ - ۱۷ اکتوبر ۶۲ء بمقام کراچی خواب میں دیکھا کہ میں دوپہر کے وقت کھانے کا انتظام کر رہا ہوں۔ اور ربوہ میں ہوں۔ خیال آیا کہ سیدہ مہر آپا کو ڈھاکہ والا دوپٹہ پیش کر دوں جو میں ڈھاکہ سے لایا تھا۔

الحمد للہ کہ خواب پورا کر دیا۔ اور دوپٹہ ان کو پیش کر دیا گیا۔

---

۴۸ - ۲۶ نومبر ۶۲ء شام کے آٹھ بجے چناب ایکسپریس سے سوار ہو کر ربوہ جا رہے

تھے اور والدہ محمود احمد کی نعش میرے ہمراہ تھی۔ کیونکہ اسی دن ۱۲ بجے ان کا انتقال ہُوا تھا قریبًا ۱۱ بجے مَیں نے عالمِ بیداری میں غنودگی میں ایک عورت کو اپنے سامنے بیٹھے دیکھا جو ادھیڑ عمر اور خوش پوش تھی۔ اور اس کا نام سکینہ تھا۔ یہ حالت دور ہوگئی اور مجھے تفہیم ہوئی کہ اللہ تبارک تعالےٰ کی طرف سے ایک بہت بڑے صدمے کو دور کرنے کے لئے سکینت نازل فرمادی گئی ہے۔

اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس رؤیا سے وہ صدمہ صدمہ ہی نہیں رہا بلکہ اللہ تعالےٰ کے احسانات ہی یاد آتے ہیں۔

۴۹۔ ۴؍ دسمبر ۶۲ء بمقام ربوہ خواب میں دیکھا کہ مَیں مشرقی پاکستان گیا ہوں اور احباب جماعت مجھے ایک سواری پر سوار کرکے بہت سے دیہات میں لے جاتے ہیں اور سواری گاؤں کے باہر ہی کھڑی ہوتی ہے اور وہ لوگوں کو اطلاع دے کر بلاتے ہیں۔ جب غیر احمدی لوگ میرے سامنے آتے ہیں تو بجائے ان کو تبلیغ کرنے کے مَیں ان کو کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت کا سورج نصف النّہار پر آگیا ہے۔ آپ لوگ بیعت کرتے جائیں۔ چنانچہ وہ بیعت کرتے جاتے ہیں۔

۵۰۔ ۱۴؍ دسمبر کو زبان پر جاری ہُوا۔ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ

۵۱۔ خواب میں زبان پر جاری ہُوا۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وَاللّٰہُ مَعَکُمْ اَیْنَ مَاکُنْتُمْ۔

۵۲۔ اپریل ۶۳ء۔ سَوْفَ یُؤْتِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی

۵۳۔ اپریل ۶۳ء۔ مجھے ایک رؤیا میں سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب والی کتاب خواب میں دکھائی گئی جو خراب سی حالت میں ہے اور اسے چھپایا ہُوا ہے۔ مگر وہ تھوڑی دیر کے بعد بہت آب و تاب سے عمدہ خوشنما صورت میں چھپی ہوئی دکھائی دی۔

یہ خواب مَیں نے حضرت قمرالانبیاء کو تحریر کر دی تھی انہوں نے جواب میں لکھا۔ "مبارک ہو"

۵۴- اپریل ۶۳ءء۔ رؤیا میں محمود احمد کی والدہ صاحبہ کو دیکھا وہ مجھ سے دریافت فرماتی ہیں۔ آپ کو کیا چاہیئے۔ مَیں نے کہا۔ مَیں نے روزہ رکھا ہوا ہے وہ فرماتی ہیں۔ ابھی تو روزہ کی نیت کرنے میں بہت وقت ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں اب مَیں نیت کر چکا ہوں۔

۵۵- ۱۰ ر جون ۶۳ءء۔ خواب میں دیکھا کہ سُرخ گھوڑے پر سوار ہوں۔

۵۶- خواب میں دیکھا کہ والدہ محمود احمد صاحب میرے پاس بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور وُہ بچوں کو عیدی تقسیم کرنے لگی ہیں۔ مَیں ان کا ہاتھ پکڑ کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی عیدی دیجیئے۔ اور میرا یہ خیال تھا کہ حسب عادت یوں کہیں گی کہ عیدی دینا آپ کا کام ہے آپ دیں:

۵۷- اسی رات خواب میں دیکھا ایک مکان میں گندم کا ڈھیر لگا یا ہوا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ ان کو ایک طرف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ابھی بہت سی بوریاں آئیں گی:

۵۸- ۵ ر جون ۶۳ءء بوقت نماز اشراق رؤیا میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میری گود میں اس طرح بیٹھے ہیں کہ آپ کا منہ میری طرف ہے اور آپ اپنی ریش مبارک میری ریش سے رگڑ رہے ہیں:

۵۹- ۱۵ ر جولائی ۶۳ءء۔ خواب میں حلوا پوری کھایا۔

۶۰- رؤیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو دیکھا کہ آپ سنّور میں ہمارے محلّہ کی مسجد میں تشریف فرما ہیں جہاں آپ محراب کے پاس کھڑے تھے میں نے سوچا کہ آپ کو دیوار سے تکلیف نہ ہو میں آپ کے پسِ پشت کھڑا ہو گیا۔ اور میرے کھڑے ہوتے ہی آپ نے اپنا جسم مبارک میرے ساتھ لگا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اب نئی مسجد میں نماز ہو گی۔ اس کو مدرسہ بنا دیا

جائے گا۔ مَیں نے عرض کیا جیسا حضور مناسب سمجھیں خواہ اس کو مدرسہ بنا دیں یا مسجد رہنے دیں

۶۱- ۲۲/۲۳ جولائی ۱۹۶۳ء۔ خواب میں دیکھا پٹیالہ قلعہ کے اس بازار کی طرف جہاں چوبارہ والی مسجد ہے۔ مَیں ایک دکان کے اندر جاتا ہوں وہاں مکرم رحمت اللہ صاحب ولد عبداللہ صاحب سنوری ملے میرے ہاتھ میں ایک خط ہے انہوں نے پوچھا یہ خط کس کا ہے مَیں نے کہا یہ میرے والد صاحب کا ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں اس کو خیال ہوگا کہ اس کے والد صاحب اب تک زندہ ہیں۔

۶۲- کراچی سے کوئٹہ جاتے ہوئے مَیں کیپٹن سید افتخار حسین صاحب سیشن جج کی درخواست پر جیکب آباد اُتر گیا۔ اشراق کی نماز کے بعد سلسلہ کے لئے اور بعض احباب کے لئے بہت دعائیں کیں۔ غنودگی کی حالت میں میری زبان پر جاری ہو گیا۔ یہ نبی کا درخت ہے اب اس کو پھل لگنے شروع ہو جائیں گے۔

۶۳- ۶ اگست ۱۹۶۳ء۔ آواز آئی کھانا تیار ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ ابھی کھانے کا وقت نہیں۔ پھر زبان پر جاری ہوا۔ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

۶۴- خواب میں دیکھا کہ حج ہوا ہے اور مَیں کہتا ہوں۔ الحمد للہ۔ دو حج[۱] اور دو[۲] عمرے ہوئے ۔

۶۵- درود شریف پڑھتے ہوئے زبان پر جاری ہوا۔ ذَالِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

۶۶- تہجد میں درود شریف پڑھ رہا تھا۔ زبان پر جاری ہوا۔ ۵

۱؎ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں دوبارہ حج کی توفیق بخشی اور دو عمروں کا بھی موقعہ ملا۔

اے خالقِ ارض و سما بر ما درِ رحمت کُشا
دانی تو آں دردِ مرا کز دیگراں پنہاں کنم

۶۷- ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۳ء - آج تہجّد سے پہلے مجھے حمید اللہ صاحب ولد کرامت اللہ صاحب دکھائے گئے وہ بالکل میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت نیک اور صالح طبیعت رکھتے ہیں۔ اسی وقت ایک سفید پیالہ دیکھا گیا اس میں دودھ ہے اور یہ دودھ ان کے لئے ہے ؛

۶۸- ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۳ء - آج خواب میں کسی نے ۵۰۰ روپے دیئے۔ دوبارہ خواب میں ۲۰۰ روپے ...... چنانچہ چار یا پانچ روز کے بعد مرزا محمد علی صاحب ایرانی نے ۵۰۰ روپیہ تعمیر مسجد ربوہ کے لئے عنایت فرمایا۔ اور برخوردار محمود احمد نے میرے ذاتی اخراجات کے لئے ۲۰۰ اور ۵۰ روپے دیئے ؛

۶۹- ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۳ء - ۹ بجے بعد نماز عشاء سویا تھا۔ خواب میں دکھایا گیا کہ مسجد ہے یا کوئی مکان ہے ایک عمدہ مصلّے پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام تشریف فرما ہیں مگر جسمِ اطہر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

۷۰- ۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۳ء - خواب میں ایک بہت لمبا نظارہ ایک فارم کا دکھایا گیا۔ جس میں سبزیات پھل درخت وغیرہ مختلف جگہ لگے ہیں۔ مَیں ان کے انتظامات کرتا ہوں۔ یہ سلسلہ رات کے حصّہ میں دیر تک جاری رہا۔ ممکن ہے اللہ تعالےٰ ظاہر میں بھی کوئی فارم دلا دے ؛

۷۱- ۸ر نومبر ۱۹۶۳ء - رؤیا میں دیکھتا ہوں۔ کہ والدہ مرحومہ کچھ روپیہ عطا فرما رہی ہیں مَیں کہتا ہوں اور چاہیئے۔ وہ کہتی ہیں یہ لے لو۔ ابھی اور لینا باقی ہے ؛

---

۷۲ - ۱۰ر نومبر ۱۹۶۳ء - رات کے ساڑھے پانچ بجے درود شریف پڑھ رہا تھا - کہ میری زبان پر جاری ہو گیا - رَبَّنَا اٰتِنَا سَمِعْنَا سے مَعَ الْاَبْرَار تک -

---

۷۳ - ۵ر دسمبر ۱۹۶۳ء - آج بعد نماز فجر غنودگی ہو کر ایک سواری دکھائی گئی - اس میں سے کسی نے کہا کہ سردار ہرچند سنگھ صاحب رئیس پٹیالہ کا چھوٹا بچہ کوٹھی سے گر کر فوت ہو گیا ہے ؎

---

۷۴ - ۴ر جنوری ۱۹۶۴ء - ایک لمبا سلسلہ بہشت کے متعلق جاری رہا کہ اس کے مختلف دروازے ہیں - اور ہر دروازے میں داخل ہونے کی طرف اعمال کی تفصیل بتائی جاتی تھی - یہ سلسلہ بہت لمبا تھا اور بیداری کے بعد پھر جاری ہو جاتا - کئی دفعہ جاری ہؤا - اس کے بعد مجھے وہ دروازے دکھائے گئے جو ایک ہی لائن میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تھے - اور وہ سب دروازے کھلے تھے اور مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دروازے سب میرے لئے کھلے ہیں - میں جہاں سے چاہوں جا سکتا ہوں ؎

---

۷۵ - ۶ر جنوری ۱۹۶۴ء رؤیا میں بی بی صاحبہ سے ملاقات ہوئی -

---

۷۶ - ۸ر جنوری ۱۹۶۴ء - بوقت تہجد عالم بیداری میں آواز آئی - اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ -

---

۷۷ - لاہور - رؤیا میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو دیکھا - آپ نے فرمایا - مَیں رمضان شریف کے مہینہ میں ایک تحریک کیا کرتا تھا - کہ احباب جماعت اپنی ایک کمزوری چھوڑ دیں - چنانچہ یہ تحریک جماعت میں کر دی جاوے - اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خاندان کے لوگوں کو علیحدہ علیحدہ گروہوں میں اکٹھا کر کے بدظنی سے بچنے کیلئے کہا - اور آپ ہر گروپ سے اس طرح عہد لیتے تھے جس طرح خدام اور انصار سے عہد لیا جاتا ہے[1] -

---

[1] یہ رؤیا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو بھی تحریر کیا گیا اور یہ خواب مکرم شمس صاحب کو بھی سُنایا گیا - انہوں نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ بدظنی کے متعلق مَیں نے بھی بیان کرنا تھا لیکن مولوی صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اس کی تحریک کر دی - اور

۷۸ - رؤیا میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے خاندان کے بچے میرے آگے آئے تھے اور مَیں ان کے لئے دُعا کرتا تھا۔

---

۷۹ - رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے پارچات بطور تبرک کے مجھے دیئے گئے ہیں اس کے بعد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بھی تبرکات دیئے گئے ۔ میں نے خواب میں ہی اس بات کا ذکر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سے کیا۔ انہوں نے اپنے سر پر پگڑی بمعہ کلاہ کے باندھی ہوئی تھی اور فرمایا یہ آپ کے لئے ہے۔

۸۰ - اس رُؤیا کے متعلق حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو عرض کر دیا گیا اور اپنے لڑکے عزیز رشید احمد اور محمود احمد کو لکھ کر لنگی بمعہ کلاہ منگائی گئی اور وہ حضرت میاں صاحب کو پیش کی گئی انھوں نے وہ لنگی اور کلاہ باندھ لیا اور ان کے فوٹو لئے گئے ۔

---

۸۱ - یکم فروری ۱۹۶۴ء کو میں نے دیکھا کہ تحصیل سرہند دیہہ کھیڑا میں جہاں میں ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۵ء تک ملازمت کے دوران قیام پذیر رہا) سُدّو نائی کے مکان پر گیا ہوں اس کی اہلیہ مسمّاۃ جانن سے پوچھا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں۔ اس نے اپنے بچوں کی تعداد بتائی اور بچے بھی میرے سامنے موجود تھے ۔ میں ان بچوں کو اپنے بٹوے میں سے نوٹ نکال کر دینے لگا۔ کوئی آدمی دیکھکر کہنے لگا کہ بٹوے میں بہت سے نوٹ ہیں ۔ یہ بارہ ۱۲۰۰ سو کے قریب ہونگے ۔

---

۸۲ - ۲ر فروری ۱۹۶۴ء کی رات کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ سلور کی پیالی میں تقریباً پاؤ بھر بادام چھلے ہوئے ہیں۔ غالباً میری لڑکی، رشیدہ ہی میرے سامنے تھی مَیں نے کہا کہ جو چاشن چولہے پر رکھی ہوئی ہے ان مغزوں کو کونڈی میں اچھی طرح کوٹ کر اس چاشن میں ڈال دو۔

(اس خواب کے بعد اس کو اسی طرح تیار کر کے استعمال کیا گیا)

---

۸۳ - ۱۹۵۷ء کی خوابیں - خواب میں کچھ کاغذات دکھائے گئے - وہ کاغذات میں نے

چچا صاحب مولوی عبداللہ صاحب نوری مرحوم کو دکھائے اور ان کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ ان میں آپ کے بڑے صاحبزادے مرحوم رحمت اللہ کا خط ہے انہوں نے فرمایا۔ ہاں! میں نے دیکھ لیا ہے اس پر میں نے عرض کیا کہ دنیا میں لوگوں میں سے کسی کو دولت کی خوشی ہے کسی کو صحت کی خوشی ہے کسی کو اولاد کی خوشی ہے۔ مجھے یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملی ہیں مگر مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میرا خدا مجھ سے خوش ہے۔

یہ الفاظ الہامی تھے۔

۸۴۔ میں نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ ایک چوبارے میں ہوں۔ دوسرے چوبارے سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تشریف لے آئے۔ اور مجھے تین چار روٹیاں دیں۔ میں نے انہیں کپڑے میں لپیٹ لیا۔ اور گھر کو چل دیا۔ راستے میں جاتے ہوئے کھول کر انہیں درمیان میں سے توڑ کر کھانا شروع کر دیا۔ اور کنارے باقی رہ گئے۔ تو اس وقت مجھے خیال آیا کہ یہ روٹیاں میں نے اپنی سب اولاد کو تقسیم کرنی تھیں۔ میں نے خود ہی کھانی شروع کر دیں۔ پھر یہ خیال آیا کہ میری اولاد تو بہت ہے اور ٹکڑے تھوڑے سے ہیں اس پر میں نے وہ ٹکڑے دونوں ہاتھوں میں رکھ لئے اور دعا کر کے پھونکیں مارنی شروع کیں تو وہ ٹکڑے بڑھنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ میں نے کئی دفعہ دعا کر کے پھونکیں ماریں اور ٹکڑے بہت سے ہو گئے ۔

(ماہ اگست ۵۷ء میں جب میں نخلہ میں گیا تو حضور کی خدمت میں یہ خواب لکھ کر بھجوا دی۔ چنانچہ حضور نے اندر سے روٹیاں پکوا کر بھجوا دیں اور میں نے وہ اپنی اولاد میں تقسیم کر دیں)

۸۵۔ خواب میں میں ایک مکان کے صحن میں تھا جہاں چند احباب موجود تھے وہاں نماز کا ذکر ہوا۔ میں نے کہا کہ حضور کی خدمت میں اطلاع کر دینی چاہیئے تاکہ حضور (خلیفہ ثانی) تشریف لے آئیں یا اجازت آجائے۔ انہوں نے کہا کہ اجازت آگئی ہے آپ نماز پڑھائیں انہوں نے کہا کہ حضور نے آپ کے واسطے حکم دیا ہے۔ چنانچہ میں نے نماز پڑھانی شروع کر دی۔ پہلی رکعت کے رکوع میں جب گئے تو حضور تشریف لا کر صف اول میں میرے

بالکل پیچھے رکوع میں شامل ہو گئے۔ جب مَیں نے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا تو حضور میرے برابر آ گئے۔ مَیں ذرا سا پیچھے ہُوا کہ حضور اب نماز پڑھائیں۔ مگر حضور نے میری کمر پر سے مونڈھے تک ہاتھ بڑھایا اور ذرا آگے کر دیا۔ گویا اشارہ تھا کہ تُو ہی نماز پڑھا مَیں نے نماز پڑھائی۔ اور حضور ہر رکعت میں اسی طرح ہاتھ رکھتے تھے۔ (چنانچہ یکم نومبر ۵۸ء انصار اللہ کے سالانہ اجتماع میں سیّدی مرزا ناصر احمد صاحب نے مجھے فرمایا۔ کہ یہ نماز مغرب و عشاء آپ پڑھائیں۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں مَیں نے دونوں نمازیں پڑھائیں اور آپ عین میرے پیچھے صفِ اوّل میں تھے یہ خواب میں نے اس اجتماع سے قبل مولوی عبدالمالک خانصاحب (کراچی)، عزیزم مسعود احمد خورشید وغیرہ کئی دوستوں کو سنائی تھی)

۸۶۔ آخر ستمبر ۵۸ء میں خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے ساڑھے چار بیٹوں کے لئے لنگر میں کھانے کا انتظام کر دیا ہے وہاں سے روٹیاں لے لیں۔ مَیں نے ارادہ کیا۔ کہ مَیں لنگر میں جاؤں کسی شخص نے مجھ سے کہا۔ کہ ابھی لنگر میں تقسیم شروع نہیں ہوئی ہے۔ کچھ دیر کو شروع ہوگی۔ مَیں نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ رُعب عطا فرمایا ہے کہ مَیں جب جاؤں گا تو وہ فوراً روٹیاں دینگے۔ چنانچہ میں لنگر میں گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ابھی تقسیم شروع نہیں ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ کو حضرت صاحب نے حکم نہیں دیا۔ انہوں نے کہا کہ حکم کیا حضور تو آپ کے راگ گاتے رہتے ہیں۔ آپ روٹیاں لے جائیں۔ میرے پاس کپڑا کوئی نہیں تھا۔ مَیں نے لنگر کی دیواروں پر ہرن کی کھال لٹکی ہوئی دیکھی اور وہ کمر کے ساتھ لگا کر لنگر والوں کو کہا کہ وہ نو افراد کے لئے کھانا دیدیں چنانچہ انہوں نے مجھے بہت سی روٹیاں دے دیں:۔

۸۷۔ اولاد۔ پہلی بار لڑکا پیدا ہُوا۔ اس کا نام برکت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سنّت پر محمود احمد رکھا۔ وہ لڑکا آٹھ ماہ کا ہو کر فوت ہو گیا۔ مَیں ملازمت پر تھا۔ میری اہلیہ نے نہایت صبر کیا محلہ کی عورتیں آکر سابقہ دستور کے مطابق جزع فزع کرنے لگیں۔ تو انہوں نے منع کیا۔ محلّہ میں اس کا شور ہُوا۔ کہ قدرت اللہ کی بیوی بیٹے کی وفات پر ہم کو رونے نہیں دیتی ہے۔

اس کے بعد لڑکی محمودہ بیگم پیدا ہوئی - اس کے بعد مسعودہ بیگم پیدا ہوئی - اس کے بعد حمیدہ بیگم پیدا ہوئی - یہ لڑکی قادیان میں پیدا ہوئی - اس کی پیدائش سے چند یوم پہلے مجھے خواب میں بتایا گیا کہ مریم کے رنگ کی لڑکی پیدا ہوگی - چنانچہ بفضلہ تعالیٰ وہ زندہ سلامت موجود ہے -

---

۸۸ - میں معہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے قادیان میں قیام پذیر تھا اور حضرت مسیح موعودؑ کی زرعی جائیداد قادیان کی تقسیم کے کاغذات حضرت اُم المؤمنینؓ کے ارشاد سے تیار کرتا تھا - اور حضرت خلیفہ ثانی کو دکھایا کرتا تھا - ان ایام میں ہم بھی دار المسیح کے حضور کے دالان کے نیچے کمرہ رہائش کے لئے ملا ہوا تھا - ایک دن میری اہلیہ نے مجھے یہ بتایا - کہ میں اُمّ ناصر صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئی - تو انہوں نے فرمایا - رحیمن آج تمہارے متعلق خواب دیکھا ہے - فرمایا - میں نے دیکھا حضرت مسیح موعودؑ فرش پر چپلہ مارے بیٹھے ہیں اور میں نے آپ کی رانِ مبارک پر سر رکھا ہوا ہے - اور میں لیٹی ہوئی ہوں - سامنے سے تم آگئی ہو - حضور نے دریافت فرمایا - رحیمن تمہارے کتنے بچے ہیں - تم نے کہا چار لڑکیاں ہیں - میں نے عرض کیا حضور دُعا فرمائیں - اب اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرما دے - چنانچہ آپ نے دعا فرمائی - اور پھر خواب سے بیدار ہوئی - فجر کی نماز کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نماز پڑھا کر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ آپ چپلہ مار کر فرش پر تشریف رکھیں حضور نے پوچھا کیوں؟ میں نے عرض کیا آپ تشریف رکھیں - تو میں بتادوں گی - آپ تشریف فرما ہوئے تو میں آپ کی ران پر سر رکھ کر لیٹ گئی - اور خواب سنایا - اور درخواست کی کہ آپ مثیل مسیح ہیں - آپ دعا کریں - آپ نے دعا فرمائی - چنانچہ اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا - جب میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو نام تجویز کرنے کے لئے خط لکھا - تو آپ نے محمود احمد نام تجویز فرمایا - اور تحریر فرمایا - کہ چونکہ یہ لڑکا میری دعا سے پیدا ہوا ہے اس لئے نام محمود احمد رکھ دیں - تا یاد رہے -

اس کے بعد رشیدہ بیگم پیدا ہوئی - اور اس کے بعد برخوردار مسعود احمد خورشید نامی پیدا ہوا - جس کے لئے خداوند تعالیٰ نے مجھے بھی اور میری اہلیہ صاحبہ کو بھی بشارت دی - اور مولوی عبداللہ صاحب مرحوم کو بھی بشارت دی کہ قدرت اللہ کو ایک عالی دماغ لڑکا دیا

جاوے گا۔ چنانچہ مسعود احمد صاحب بفضلہٖ تعالےٰ زندہ سلامت ہیں۔ اور انہوں نے مزید ترقی کی ہے۔ اور سلسلہ کی بڑی بڑی خدمات کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کا ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء کا الہام تھا کہ قدرت اللہ کی بیوی روپوں کی ڈھیری پیش کرتی ہیں۔ جس میں ایک لکڑی بھی ہے جس کو برخوردار نے دو ہزار روپیہ نقد بشکل تھیلی کے اپنی والدہ صاحبہ کے ذریعہ حضرت خلیفہ ثانی کے روبرو پیش کر کے الہام کو پورا کیا جس کا ذکر رسالہ الفرقان اور رسالہ ریویو میں موجود ہے۔

اور سات ہزار روپیہ کے خرچ سے ہم دونوں کو ۵۸ء میں حج کرایا۔ اور کراچی محلہ ناظم آباد میں ساڑھے سات ہزار روپیہ کی اراضی مسجد کے واسطے ہمارے نام سے خرید کر کے سلسلہ کے حوالہ کر دی۔ اور گولیمار کی مسجد کے ساتھ ایک ہال ۱۹۰۰ روپیہ میں خرید کر کے مسجد کے ساتھ شامل ہونے کو ہمارے نام سے وقف کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے ۱۲ سیٹ ہمارے اور اپنی اولاد کے لئے خرید کئے جو ۱۶۰ روپیہ فی سیٹ خرید کئے اور ۱۳ سیٹ کتب ہائے مذکورہ غیر ممالک کے واسطے خرید کئے۔ وہ ہر چندہ میں خدا کے فضل سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

اس کے بعد برخوردار داؤد احمد پیدا ہوئے۔ والد صاحب کو ۱۹۰۴ء میں طاعون ہوئی۔ ایسا سخت حملہ تھا کہ مجھے شک تھا کہ فوت ہو جائیں گے۔ مگر اس حالت میں والد صاحب نے بتایا کہ میں فوت نہیں ہوں گا مجھے اللہ تعالےٰ نے بشارت دی ہے کہ تم قدرت اللہ کے ۲ لڑکے دیکھ کر وفات پاؤ گے۔ چنانچہ جب ۱۹۲۳ء میں مسعود احمد پیدا ہوا۔ اور ۱۹۲۵ء میں داؤد احمد پیدا ہوا۔ تو والد صاحب نے ان کی پیدائش پر فرمایا کہ یہ دو لڑکے ہیں جو میں نے کہے تھے اور فرمایا مسعود احمد صاحب کے ساتھ داؤد احمد کو چلتے پھرتے دیکھا تھا۔ چنانچہ ۱۹۲۷ء میں والد صاحب بمقام سنّور فوت ہوئے اور نعش مبارک بذریعہ لاری قادیان پہنچائی گئی اور آپ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

داؤد احمد کے بعد ایک لڑکا پیدا ہو کر دو سال کے قریب عمر پا کر فوت ہوا۔ اس کے بعد برخوردار نصرت اللہ پیدا ہوا۔ اس کے بعد لڑکی میمونہ پیدا ہوئی جو چھوٹی سی فوت ہوئی اسکے بعد امینہ بیگم پیدا ہوئی جو آخری بچی ہے حضرت اقدس اسکو گھر وڑی کہکر بلایا کرتے رہے ہیں اور فرمایا کرتے رہے ہیں کہ تم مولوی صاحب کی آخری بیٹی ہو۔

۸۹- ریاست پٹیالہ میں ہمارے ہمسائے ننھے خاں صاحب تحصیلدار کے پوتے محمد نبی خاں جو پہلے تحصیلدار مقرر ہوئے تھے کمشنر صاحب کے ایک حکم کی تعمیل میں ان سے دیر ہوئی تو ان کو نائب تحصیلدار مقرر کر دیا گیا۔ وہ تحصیل مانسہ میں لگے ہوئے تھے۔ ان دنوں سردار دیوندر سنگھ سشن جج تھے جو بعد میں وزیر ہوئے ان کی جائیداد کا انتظام میرے سپرد تھا میرا ہیڈ کوارٹر تام کوٹ میں تھا جو مانسہ سے ۵ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ محمد نبی خاں صاحب مجھ سے دعاؤں اور کوشش کے لئے کہتے تھے کہ وہ پھر تحصیلدار ہو جائیں۔ میں نے ایک دن جبکہ فجر کی نماز کے بعد سویا ہوا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ مانسہ گیا ہوں۔ میں نے نبی محمد خاں صاحب کے صاحبزادے کو کہا کہ اپنے ابا کو بلاؤ۔ اس نے کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ فوراً اپنی والدہ کو بلاؤ۔ وہ بلا کر لایا۔ تو میں نے ان کو کہا کہ جو میں بولتا ہوں اُسے لکھ لیں۔ پھر میں نے کہا کہ "الحمد للہ کہ بخیر آمدی و سلامت مے روی" انہوں نے کہا اس کا کیا مطلب۔ میں نے جواب میں ہی کہا کہ آپ تحصیلدار ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس خواب کے بعد میں فوراً ان کے پاس پہنچا اور محمد نبی خان صاحب کے صاحبزادے کو بلایا اور کہا کہ اپنے والد صاحب کو بلاؤ اس نے کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں اس نے کہا ان کی والدہ صاحبہ سنور سے آگئی ہیں۔ میں نے کہا کہ ان کو بلاؤ۔ اس نے کہا وہ بھی کھانا کھا رہی ہیں رہیں نے جب خواب والی کیفیت دیکھی۔ تو کہا کہ لکھ لیں کہ "بخیر آمدی و سلامت مے روی" انہوں نے کہا کہ اس فقرہ کا کیا مطلب میں نے کہا کہ آپ تحصیلدار ہو جائیں گے۔ انہوں نے پوچھا۔ کب تک؟ میں نے کہا یہ نہیں بتایا گیا۔ انہوں نے مجھے واپس نہ آنے دیا۔ اور اپنے پاس رہنے کو کہا۔ اگلے دن جب میں اور وہ اور دو احمدی وکلاء سیر کو نکلے۔ تو ریلوے سٹیشن کی طرف چلے گئے۔ وہاں ایک شخص گاڑی سے اُترا۔ اس نے محمد نبی خاں صاحب کو بتایا کہ وہ ابھی ضلع نام سے آیا ہے وہاں کچہری میں ڈپٹی کمشنر صاحب ذکر کر رہے تھے کہ آپ بھوانی گڑھ کے تحصیلدار ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد جب ہم واپس آئے تو ڈاکخانہ کے پاس سے گذرے تو پوسٹ ماسٹر صاحب نے بتلایا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی تار آئی ہے کہ آپ پہلی ٹرین سے روانہ ہو جائیں۔ آپ کو وہاں کا تحصیلدار مقرر کیا گیا ہے۔ وہ حیران تھے کہ وہاں تو مہاراج کی رانی صاحبہ کا رشتہ دار ہے میں وہاں کیسے جا سکتا ہوں۔ جب وہ وہاں پہنچے تو مجھے تام کوٹ سے بلوایا۔

اور کہا کہ مَیں نے اسی دن بشاشت سے آپ کا شکریہ ادا نہیں کیا تھا کیونکہ میرے دل میں بدظنی سی پیدا ہو گئی تھی کہ یہ خواب وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ آپ کو ریاست کے اہلکاروں سے پتہ لگ گیا ہوگا۔ لیکن اب مجھے پتہ لگا ہے کہ جس وقت آپ نے خواب دیکھا تھا اس دن ۱۱ بجے مہاراج نے پاٹل کے کمشنر صاحب کو حکم دے کر بھوانی گڑھ کے تحصیلدار کو موقوف کیا اور پوچھا کہ کون سینئر ہے۔ کمشنر صاحب کے منہ سے نکل گیا۔ محمد نبی۔ جس پر مہاراج نے حکم دیا کہ اسے تحصیلدار کیا جاتا ہے۔ جس پر کمشنر صاحب نے تار دی۔

الحمد للہ کہ یہ رؤیا نہایت شاندار طریقے سے فوری طور پر پورا ہوا۔

۹۰۔ ایک خواب جسے خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ۱۵-۱۶ء میں تحریر کیا۔ حسب ذیل ہے جو پرانی ڈاک سے اب ۶۵ء میں ملی ہے جو یہ ہے:۔

"مَیں نے صبح کے وقت ایک رؤیا دیکھا کہ حضور مسجد مبارک میں جائے نماز پر بیٹھے ہیں۔ نمازی صفوں میں بیٹھے ہیں۔ دوسری صف میں ایک صاحب گردن نیچے کئے بیٹھے ہیں۔ غور سے دیکھا تو معلوم ہوا حضرت خلیفہ اوّل رضؓ ہیں۔ مجھے تفہیم ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ میاں صاحب کا ادب حضرت مسیح موعودؑ کا سا کرتے ہیں۔

نظارہ بدل گیا۔ دیکھتا ہوں ایک بڑے اونچے پہاڑ کے دامن میں جو عمودی رنگ میں کھڑا ہے اور بالکل خطِ مستقیم کی طرح بلند ہے اور بڑے بڑے بے ڈھب پتھر نظر آتے ہیں۔ ڈر لگتا ہے کہ گر نہ پڑیں۔ اس پہاڑ کے نیچے ایک سیاہ رنگ کی بگھی کھڑی ہے۔ اس میں دو گھوڑے سرخ رنگ کے جُتتے کھڑے ہیں بگھی بند ہے۔ مَیں نے بگھی کی طاقی میں سے دیکھا اندر حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اوّل بیٹھے ہیں۔ بگھی کا ہانکنے والا کوئی نہیں۔ اور انتظار ہے کہ اگر کوئی بگھی ہانکے تو پہاڑ پر چڑھے۔ مَیں نے کہا پہاڑ کی چڑھائی تو خطرناک ہے انسان کا چڑھنا محال ہے بگھی کس طرح چڑھ سکتی ہے اتنے میں ایک نوجوان آیا اور وہ جھٹ کود کر بگھی پر سوار ہؤا اور گھوڑوں کو دو دو چابک مارے۔ گھوڑے مرکا کر ہٹ ہٹ کرتے سرپٹ پہاڑ پر چڑھ گئے مَیں نے دیکھا سڑک سی بنی جاتی تھی۔ گھوڑے دمادم بگھی کو اوپر لے چڑھے کسی نے کہا یہ نوجوان جانتے ہو کون تھا۔ مَیں نے کہا مَیں نے نہیں پہچانا۔ اس نے کہا۔ اوہو یہ میاں (یعنی میاں محمود احمد) ہی تو تھے۔ مارے خوشی کے آنکھ کھل گئی

المومن (یَریٰ) وَیُریٰ لَہٗ

حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم کا خواب

۱۔ قادیان شریف میں مَیں جلسہ سالانہ پر آیا ہوا تھا۔ میری یہ عادت تھی کہ میں جلسہ سالانہ کے بعد حضور کو دعوت دیتا۔ جب حضور دعوت کھا لیتے تب واپس آتا۔ دو تین دن ہو چکے تھے مَیں مسجد مبارک کے زینے سے جب اُترا تو سامنے حضرت مولوی شیر علی صاحب کھڑے تھے مجھ سے فرمایا۔ مَیں آپ کے انتظار میں ہوں۔ مَیں آپ کو ایک خواب سُنانی چاہتا ہوں جو آپ کے متعلق ہے۔ مَیں دل ہی دل میں استغفار کرتا جاتا تھا۔ کہ معلوم نہیں میری کس کمزوری کا اللہ تعالےٰ نے اظہار فرمایا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ مَیں نے خواب میں دیکھا۔ ایک بہت بڑے شہر میں میرا رہائشی مکان شہر کے بالکل کنارے پر ہے اس کے سامنے خوشنما باغات ہیں ان کو دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ اندرون شہر میں رہنے والے لوگوں کو ایسی صاف جگہ میسر نہیں جو خدا کے فضل سے مجھے میسّر ہے۔ مجھے خواب میں ہی بتایا گیا۔ کہ بہترین اور عمدہ آب و ہوا تو پہاڑوں پر ہوتی ہے آپ کسی پہاڑ پر جا کر رہائش کریں۔ یہ معلوم ہوتے ہی میں میدانی علاقہ طے کرتا ہوا پہاڑ کے دامن میں پہنچ گیا۔ اور وہاں جا کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھنا شروع کیا۔ ایک پہاڑ جو سب میں زیادہ بلند تھا اس پر کوٹھیاں نظر آئیں۔ مَیں اس طرف جانے لگا۔ ان چوٹی والی کوٹھیوں میں مجھے تین آدمی فوجی آتے ہوئے معلوم ہوئے۔ جب وہ قریب آئے تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک آفیسر ہے اور ۲ دو اس کے اردلی ہیں۔ جب اور قریب ہوئے تو معلوم ہوا۔ کہ وہ فوجی افسر آپ ہیں۔ ملاقات ہونے پر آپ نے سوال کیا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا۔ مَیں رہائش کی جگہ تلاش کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے اشارے سے بتایا کہ وہ چوٹی پر جو کوٹھی ہے وہ میری ہے اور آپ میرے پاس خوشی سے قیام فرما سکتے ہیں۔ اس کے بعد مَیں بیدار ہو گیا۔

حضرت مولوی صاحب نے فرمایا مجھے خواب میں آپ کا مقام دکھایا گیا ہے مَیں درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے وعدہ فرمائیں کہ آپ میرے لئے دُعا فرمائیں گے۔ اور مَیں بھی آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ ہمیشہ دُعا کے لئے خط تحریر فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ یہاں تک احتیاط فرماتے تھے کہ اگر کسی بچے نے امتحان دینا ہے تو ہر بچے کے لئے علیحدہ

علیحدہ خط لکھتے تھے۔

۴۔ ۲۴ر مئی ۱۹۶۳ء }
از کراچی }
محمد اسرائیل احمد صاحب کراچی کی چٹھی

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! جیسا کہ آج صبح مَیں نے آپ سے ملاقات کے موقعہ پر ذکر کیا۔ عزیزہ طارقہ بیگم اہلیہ عزیزم ناصر احمد کی خواب کا جو اس نے مورخہ ۱۰ر مئی ۱۹۶۳ء جمعۃ المبارک کی رات دیکھی اور ہفتہ کے دن میری اہلیہ والدہ ناصر احمد سے بیان کی۔ ذکر کرتا ہوں۔ عزیزہ طارقہ بیگم آجکل ایک ماہ کے لئے ڈسکہ اپنے والدین کے ہاں ملنے گئی ہوئی ہے اس کے آنے پر دوبارہ اسی کے ہاتھ سے خواب تحریر کرا کے بھی ہو سکا تو پیش کر دوں گا۔

خواب کا بیان | عزیزہ طارقہ بیگم اہلیہ عزیزم ناصر احمد ابن محمد اسرائیل احمدؐ مکان 3/E ؍ K.D.A اسٹاف کالونی کراچی ؍۱۲ حلقہ سوسائٹی نسا پتا

خواب جو اس نے جمعۃ المبارک کی رات دیکھا۔ صبح ہفتہ کے دن یوں بیان کیا۔ دیکھتی ہوں کہ اپنے پلنگ پر لیٹی ہوئی ہوں کہ اچانک حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے ہیں۔ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور جلدی سے پلنگ سے اُٹھ کر ان کے ادب و احترام میں سلام عرض کرنے کو ہوں کہ فرمایا۔ بیٹی لیٹے رہو کوئی حرج نہیں۔ اور دل پر جو بوجھ تھا یا کچھ تکلیف بیماری تھی یا پریشانی سی تھی۔ وہ سب دور ہو گئی۔ اور بہت خوش ہوں۔ پھر کوئی نسخہ یا ہدایت انہوں نے بیان فرمائی۔

ہفتہ کے روز یہ خواب گھر میں سُنا دی گئی۔ اچانک ہفتہ کی شام کو بعد نماز مغرب حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری چند دیگر احباب کے ساتھ انصار اللہ کے چندہ کے سلسلہ میں ہمارے ہاں تشریف لائے۔ دوسرے کمرہ میں وہ میرے ابّا خسر محمد اسرائیل احمد صاحب اور میرے میاں مکرم ناصر احمد صاحب کے پاس بیٹھے باتیں کرتے رہے میرے علم کے بغیر اچانک وہ ان لوگوں کے کہنے پر۔ میرے کمرہ میں تشریف لے آئے جونہی میں نے ان کی شکل وصورت دیکھی تو مجھے اپنا رات کا خواب یاد آگیا۔ اور وہ وہی بزرگ تھے۔ اس خواب کا میرے ابّا خسر محمد اسرائیل احمد صاحب کو علم نہ تھا۔ پھر وہ نظارہ ظاہر

ہؤا۔ کہ مَیں اُٹھنے لگی ادب و احترام سے سلام کیا تو فرمایا نہیں بیٹی لیٹے رہو۔ پھر دوائی بتائی۔ دعا فرمائی اور بعین وہ خواب کا منظر پورا ہؤا۔ الحمد للہ۔ ان کے تشریف لیجانے کے بعد پھر خواب مَیں نے اپنے ابّا جی اور میاں صاحب ناصر احمد وغیرہ کو سُنایا۔ یہ مختصر خواب ہے جو تحریر کیا جاتا ہے۔ والسّلام

خاکسار خادم محمد اسرائیل احمد E/3

K.D.A سٹاف کالونی۔ کراچی ۱۲

۳۔ ۲۵ مئی ۶۳ء۔ چوہدری شریف احمد صاحب کے صاحبزادے منیر احمد نے خواب میں دیکھا۔ کسی نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ وہ دروازہ کھولنے جانا چاہتے تھے۔ کہ ان کی بڑی ہمشیرہ امۃ السمیع نے کہا کہ پہلے معلوم کرلو۔ پھر کھولنا۔ دروازے سے باہر جاکر پوچھا کون ہے جواب ملا۔ اللہ میاں آئے ہیں۔ اللہ میاں تو ہر وقت ہمارے پاس ہوتے ہیں اور وہ ہر جگہ ہوتے ہیں اس پہ جواب ملا ان کے ساتھ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری آئے ہیں۔ اس پہ دروازہ کھولا گیا۔ وہ دونوں اندر تشریف لے آئے۔ اور دعا فرمائی۔

چوہدری صاحب کی اہلیہ نے یہ خواب مجھے آکر سُنایا اور درخواست کرکے مجھے اپنے گھر دعا کے لئے لے جایا گیا۔

۴۔ ۴ مئی ۶۳ء۔ انصار اللہ کی تنظیم کے سلسلہ میں سکھر گیا ہؤا تھا وہاں سے روہڑی جنکشن سے ہوکر گوٹھ نتھے خاں پہنچا۔ وہاں چوہدری غلام محمد صاحب اور ان کے بھائی بشیر احمد صاحب تشریف لائے وہ وہاں سے مجھے اپنی گوٹھ میں لے گئے گوٹھ میں پہنچکر اندر مکان میں گئے کہ بستر وغیرہ لاکر چارپائی پہ بچھادیں اندر جاکر بھائی کے بیٹے کی بیوی کو جو غلام محمد صاحب صحابی کی بیٹی ہیں۔ کہا کہ مولوی صاحب باہر تشریف لائے ہیں۔ ان کے لئے بستر دے دو۔ اس نے گھر کی عورتوں کو جمع کرکے ان کے سامنے کہا کہ مَیں نے صبح آپ کو کیا خواب سُنایا ہے۔ انھوں نے کہا۔ آپ نے یہ خواب سُنایا تھا۔ کہ چچا بشیر احمد صاحب آئے ہیں۔ ان کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہیں۔ اور وہ ان کے لئے بستر لینے

اندر آئے۔

اس پر انھوں نے آکر باہر مجھے بتایا کہ بھائی صاحب کے بیٹے کی بیوی نے یہ خواب دیکھا ہے آپ اندر تشریف لے چلیں:

۵۔ ۱۹۵۸ء میں فریضہ حج ادا کرنے کے بعد جب جدہ میں آئے تو شیخ عبد الحق صاحب ایجنٹ کراچی بھی ہمراہ تھے۔ ہم جدہ میں ان کے ہم زلف کے مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ نماز فجر کے بعد شیخ صاحب نے بتایا۔ رات میں نے خواب دیکھا ہے ایک بلند اور خوشنما پہاڑ کے اوپر حضرت مسیح موعودؑ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اس پہاڑ کے نیچے ایک بڑا دریا بہہ رہا ہے۔ اس دریا میں لوگ کشتی کے ذریعہ سے پہاڑ کی جانب جا رہے ہیں۔ اور ان سب کا مقصد حضور کی خدمت میں جانے کا ہے اور ہر کشتی میں ایک ایک کشتی ران اپنی کشتی خود چلاتا ہے۔ ایک کشتی جو بہت تیزی سے آگے جا رہی تھی۔ میں نے اس تک پہنچنا چاہا۔ اس میں دیکھا کہ اس کشتی میں آپ ہیں (مولوی قدرت اللہ)

بعض خاص احباب کی چٹھیاں جو انہوں نے از راہِ کرم میری طرف مختلف امور کے لئے تحریر فرمائیں!

(نقل چٹھی محترمہ سیدہ بشریٰ (مہر آپا) محررہ ابتدائے ۶۲ء)

محترمی مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ آپ کے گھر والے یعنی آپ کی اہلیہ محترمہ گوبھی گوشت بہت عمدہ پکایا کرتی ہیں۔ آج مجھے ٹھیک بارہ بجے کھانے پر اُن سے گوبھی گوشت پکوا کر بھجوائیں:

بشریٰ (مہر آپا)

مکرمی محترمی مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا خط مورخہ ۲۳ ۵/۶۲ موصول ہوا - کتاب کی ضبطی کے تعلق میں آپ کی رؤیا مبارک معلوم ہوتی ہے - حالات بھی کچھ ایسے ہی نظر آتے ہیں - حکومت اس کی ضبطی کی منسوخی کا فیصلہ تو اپنے طور پر کر چکی ہے - مگر رسمی پرسٹیج کی وجہ سے التوا کر رہی ہے - دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد حکومت کو سمجھ دے ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پر ہاتھ ڈالنا حکومت کے لئے کسی طرح مبارک نہیں ؏

(۲) واقعی عزیز انس احمد اور عزیزہ امۃ الحبیب کے رشتے کا فیصلہ ہو چکا ہے - آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے مبارک کرے -

(۳) عزیز مرزا حمید احمد کی تین بچیاں بھی قابلِ رشتہ ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے غیب سے اچھا سامان پیدا کرے -

(۴) آپ کی پوتی کے رشتہ کے متعلق دُعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ رشتہ دین و دُنیا کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کے لئے سہولت پیدا ہو جائے - والسّلام

حضرت صاحب کی طبیعت زیادہ کمزور ہو گئی ہے - حضور کے لئے بہت دعا کریں -

مرزا بشیر احمد ۲۵ ۵/۶۲

مکرمی محترمی مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری -

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط بمع چیک ۳۰ روپے مل گیا ہے - جزاکم اللہ خیراً - اللہ تعالیٰ قبول فرمائے - اور نصیر احمد خان کو خیریت کے ساتھ لے جائے اور کامیابی کے ساتھ واپس لائے -

والسّلام مرزا بشیر احمد ۷ ۱۰/۶۲

مکرمی محترمی ! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عزیز مسعود احمد صاحب خورشید کی تار ملی ہے کہ ان کی والدہ سخت بیمار ہیں - اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے انہیں شفا دے اور راحت اور برکت کی زندگی نصیب فرمائے - اور آپ سب کی پریشانی دُور کرے - والسّلام

مرزا بشیر احمد ۱۷ ۱۱/۶۲

مکرمی محترمی مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے۔ ڈھاکہ سے مجھے محترم مولوی محمد صاحب صوبائی
امیر مشرقی پاکستان کا خط ملا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ آپ کا مشرقی پاکستان
میں دوسرا تربیتی اور تبلیغی دورہ کرانا چاہتے ہیں۔ اور آپ کے اس مجوزہ دورہ کے لئے انہوں
نے مجھ سے اجازت مانگی ہے۔ اور نیز انھوں نے اطلاع دی ہے کہ آپ اپنے خرچ پر اس
دورہ کے لئے تیار ہیں۔ سو اگر آپ اپنے خرچ پر مشرقی پاکستان کا دوسرا دورہ کرنے کے
لئے تیار ہیں تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے مجوزہ دورہ کے لئے ماہِ نومبر یا فروری مارچ کا
مہینہ بہتر ہوگا۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام مرزا بشیر احمد ۱۸ ۸/۶۲

مکرمی محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔
آپ کا خط محررہ ۲۲ ۶/۶۲ موصول ہوا۔ اللہ تعالےٰ عزیزہ صادقہ بیگم سلمہا کا رشتہ
مبارک کرے اور ہر دو خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور عزیزہ موصوفہ کو
راحت اور برکت کی زندگی نصیب فرمائے۔
آپ کی خواب مبارک ہے۔ اللہ تعالےٰ اس پاک درخت سے شیریں پھل آپکو دکھادے
میری صحت آج کل بہت خراب ہے۔ مجھے پیشاب کھل کر نہیں آتا۔ بلکہ ایسا محسوس
ہوتا ہے کہ پیشاب کا کچھ حصہ مثانہ کے اندر رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے پیشاب کی نالی
میں سوزش اور جلن رہتی ہے۔ ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق اب لاہور بغرض علاج
جارہا ہوں سب مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام
جلال الدین شمس برائے (مرزا بشیر احمد صاحب) ۲۶ ۶/۶۲

مکرمی محترمی مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
آپ کی طرف سے چیک مالیتی ۳۰ روپے برائے صدقہ بکرا موصول ہوا۔ جزاکم اللہ
خیراً۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ اور آپ کو اور آپ کے بیوی بچوں کو ہر قسم کے مصائب
تکالیف اور شر سے محفوظ رکھے انشاء اللہ حسب منشاء صدقہ بکرا کر دیا جائے گا اور
گوشت غرباء میں تقسیم کر دیا جائیگا مذکورہ رقم رسید ۳۱۹۲ ۱۰/۶۲ ام ارسال ہے والسلام مرزا بشیر احمد ۶ ۱۰/۶۲

بخدمت مکرم محترم حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی پوتی اور نواسے نواسی کے فارم ہائے نکاح کو ملاحظہ فرما کر دُعا فرمائی اور فرمایا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

خاکسار عبدالرحمٰن انور پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۲۶ ۱۲/۶۳

قائد صاحب عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے حسب ذیل اعلان الفضل ۲ نومبر ۱۹۶۳ء میں میرے متعلق شائع کرایا۔ جو درج ذیل ہے:۔

خدمت دین کا قابلِ تقلید جذبہ

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے قدیم صحابہ میں سے ہیں مجلس انصار اللہ کے کاموں میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سال مشرقی بنگال کی جماعتوں کے دورہ میں انہوں نے مجالس کو بیدار کرنے کی کوشش کی۔ اور بہت سی جگہوں پر نئی مجالس قائم کیں۔ اس سال آپ نے سابق سندھ کے علاقہ اور کراچی کی مجالس کا دورہ فرمایا جس میں آپ نے قریباً ہر جگہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر دلچسپ تقریریں فرمائیں اور مجالس کو ان کے پروگرام کی طرف متوجہ کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ماہنامہ انصار اللہ کے متعدد خریدار پیدا کئے اور اسی دورہ کے دوران تعمیر دفتر کے لئے مبلغ ۸۹۴ روپے بطور عطیہ جمع کئے جب بھی انھیں کسی دینی کام میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے تو اپنی ضعیف العمری کے باوجود اس کے لئے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں لائلپور کے انصار اللہ کے اجتماع میں بھی شرکت فرمائی۔ اور ذکرِ حبیب پر تقریر فرمائی۔ اللہ تعالےٰ ان کے اخلاص میں برکت دے۔ اور انھیں زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین والی لمبی زندگی عطا فرمائے اگر سب انصار ان کے نقش قدم پر چل کر دین کی خدمت کا یہی جذبہ اپنے اندر پیدا کرلیں تو یہ سعادت ہوگی جو خدا تعالےٰ کے بے انتہا فضلوں کو جذب کریگا

باعث ہوگی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب انصار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ"

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے متعلق جو میرا نوٹ اخبار بدر نمبر ۳۲ جلد ۲ ۹ راگست ۱۹۰۶ء میں چھپا ہے وہ درج ہے :۔

مرتد ڈاکٹر

اخویم مولانا مولوی مفتی محمد صادق صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، متکلف خدمت ہوں کہ براہ مہربانی چند سطور درج اخبار صداقت آثار فرما کر مشکور فرما دیں ۔

ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد پندرہ یوم سے بستی کے شفاخانے میں مامور ہے ۔ بستی میں آتے ہی اس نے بڑا شور و شر برپا کیا ۔ لمبے لمبے لیکچر حضرت اقدسؑ کی مخالفت میں بیان کرنے شروع کئے ۔ لوگوں کو اپنے رسالے دکھلائے ۔ اور زبانی اپنے عقائد بیان کئے اور مسجد میں امامت کرانے لگے ۔ جس کا نتیجہ یہ سُنا گیا کہ :۔

لوگوں نے تقریباً دس یوم کے بعد ڈاکٹر صاحب کو تنگ کیا بدیں وجہ کہ آپ صریح طور پر رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے بایں طرز انکاری ہیں کہ بغیر وساطت آنحضرتؐ کے نجات مل سکتی ہے جس کا جواب ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ دیا کہ جب میں مرزا صاحب کی مخالفت میں تحریریں لکھ رہا تھا ۔ مخالفت نے مجھے اس امر پہ توجہ نہ کرنے دی ۔ اور یہ غلطی واقعی مجھ سے ہوئی ۔ میرا نجات کی نسبت یہ عقیدہ نہیں ہے جو میں نے اپنے رسالہ جات میں شائع کیا ہے ۔ عجیب عقائد ہیں جو نت نئے گھڑے جاتے ہیں ۔ اب میں نجات کے بارہ میں سابقہ تحریر کے برخلاف لکھ رہا ہوں ۔ ڈاکٹر صاحب کو چاہیئے کہ وہ پورا زور لگا دیں اور جس طرح چاہیں ۔ مرزا صاحب اور ان کے سلسلہ کے برخلاف تحریریں لکھیں ۔ مگر وہ اچھی طرح یاد رکھیں کہ تھوڑے دنوں میں انھیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا ۔ اور اب تو آنحضرتؐ سے انکاری ہیں ۔ اگر

اب بھی تفاسیر فروخت نہ ہوئیں تو بہتر ہے کہ خدا تعالیٰ سے انکاری ہوں مگر سلسلہ الٰہی اور ربانی سلسلہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ افسوس کرتا ہوں ڈاکٹر صاحب کے ان عقائد پر کہ بوجہ نہ فروخت ہونے تفاسیر کے مرزا صاحب کے مخالف ہوئے اور مرزا صاحب کی مخالفت میں محمد رسول اللہ کو چھوڑ دیا اور اب چند وجوہات سے اپنے نئے عقیدہ نجات کو روزانہ بدلتے ہیں۔ ناظرین غور فرماویں کہ یہ لیاقت اور علمیت اور ایمان ڈاکٹر صاحب میں موجود ہے۔ بس پر ملہم ہونے کا دعویٰ اور ڈاکٹر صاحب کے لمبے لمبے لیکچروں کا یہ اثر ہوا کہ چھوٹے سے قصبہ بسی میں سے جہاں حضرت اقدس کا ذکر اذکار بہت کم تھا۔ وہاں بہت سے لوگ تحقیق کے درپے ہو گئے۔ چنانچہ آج ہی ایک شخص برکت اللہ امین محکمہ بندوبست نے حضرت اقدس کی خدمت میں بیعت کا خط لکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے ہم نہایت مشکور ہیں کہ ان کی چھیڑ چھاڑ سے سلسلہ حقہ کی عمدہ تائید ہو رہی ہے اور امید ہے کہ عنقریب اور بہت سی روحیں بسی سے حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہوں۔ اب ڈاکٹر صاحب قیاس کریں کہ ان کا دعویٰ دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

خاکسار قدرت اللہ سنوری

باب نہم

میری دُعائیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٭ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَخُلَفَآءِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ

خُداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

ہم قدم قدم پر خداتعالیٰ کی طرف توجہ کرتے اور اس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ماتحت گرمی سردی دونوں موسم میں قریباً ساڑھے تین گھنٹہ تہجّد اور دعا کے لئے لگتے ہیں۔ اگر کسی روز تکلیف کے باعث تھوڑا وقت ملے تو دن میں اس کی تکمیل کی جاتی ہے۔ لیکن میرا یہ تجربہ ہے اگر ایک گھنٹہ کم ملے اور کوئی حصّہ دعا کا باقی رہ جائے تو وہ دُعا دن میں تین چار گھنٹے لیتی ہے۔ مَیں تہجّد میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک سوا ایک دفعہ الحمد شریف پڑھتا ہوں اور وہ اس طرح کہ پہلی رکعت میں اکتیس دفعہ اور باقی سات رکعت میں دس دس دفعہ۔ یا نماز شروع کرنے سے پہلے اکیس دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ لینا یا بعد میں اکیس دفعہ سورہ فاتحہ پڑھ لینا۔ اور ہر ایک رکعت میں دس دس دفعہ الحمد شریف کے بعد ان رکعتوں میں سورہ بقرہ کا پہلا رکوع اور آیۃ الکرسی والا رکوع اور آخری رکوع اور سورۃ کہف کا پہلا اور پچھلا رکوع اور سورۃ الحشر کا آخری رکوع اور سورۃ الجمعہ سورۃ الشمس اور سورۃ البروج سورۃ الاعلیٰ سورۃ الغاشیہ۔ سورۃ والضحیٰ۔ سورۃ الم نشرح سورۃ والتّین سورہ لیلۃ القدر و سورۃ القارعہ سورۃ التکاثر۔ سورۃ العصر۔ سورۃ الھُمزہ۔ سورۃ الفیل۔ سورۃ لایلٰف۔ سورۃ ارأیت الّذی۔ سورۃ الکوثر۔ سورۃ الکافرون۔ سورۃ النّصر۔ سورۃ تبّت یدا۔ سورۃ الاخلاص۔ سورۃ الفلق اور سورۃ والناس۔ سورۃ الکوثر گیارہ دفعہ اور سورۃ الاخلاص۔ سورۃ الفلق اور سورۃ والناس۔ یہ تینوں سورتیں نو نو دفعہ

رکوع میں سبحان ربّی العظیم پانچ سات یا نو دفعہ۔ اور عام طور پر روزانہ تلاوت قرآن کریم اس طرح کرتا ہوں کہ سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ بقرہ کے سات رکوع۔ پھر سورہ انبیاء کے چار رکوع پھر سورۂ یٰسین۔ پھر سورۃ الفتح۔ سورۃ الواقعہ۔ پھر سورۃ المزمل۔ پھر آخری پارہ سالم اس کے علاوہ روزانہ دو سپارے پڑھتا ہوں۔ گویا قریبًا ساڑھے چار پارے روزانہ تلاوت کرتا ہوں۔

دعائیں جو میں عموماً کرتا ہوں درج ذیل ہیں:۔

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ۔

رکوع اور سجدے کی دعائیں:۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِیْثُ۔

— اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

— رَبَّنَا فَاحْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَآءِ الدُّنْیَا وَالطَّاعُوْنِ وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُبَارَکًا حَیْثُ مَا کُنْتُ۔

— رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

التحیات اور کلمہ شہادت اور درود شریف کے بعد

— رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۝

— رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

— اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

— فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ہ

— تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ہ

— رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ

— لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہ

— رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ہ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ہ

— اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ہ

— رَبِّ اِنِّيْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ہ

— رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔

— رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ہ

— رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ہ

— رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہ

— رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۔ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ہ

— رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ہ

— رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ہ

— رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ہ

—— رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا فَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ہ

—— رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

—— رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ہ

—— رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہ

—— رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ہ

—— رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ہ

—— لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ

—— رَبِّ كُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

—— رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔

—— رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ہ

—— یَا بَاسِطُ یَا رَزَّاقُ یَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ رَبَّنَا وَارْزُقْنَا رِزْقًا كَرِیْمًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ہ

—— رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ہ

—— رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ہ

—— رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ

—— رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

—— اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

—— بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ۔ يَا عَزِيْزُ يَا حَكِيْمُ يَا وَلِيُّ اشْفِ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ شِفَاءً كَامِلًا عَاجِلًا لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

• **فجر کی سُنّتوں کے بعد:**۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ تین دفعہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ۔ رَبِّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ تین تین بار۔

—— اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ عَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ عَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا۔ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا ؛

مندرجہ بالا دُعاؤں میں سے ضرورت کے لحاظ سے بعض دُعائیں التحیّات نیز سنّتوں اور نوافل میں کرتا ہوں لیکن تہجّد کی آخری رکعت میں ساری دعائیں کرتا ہوں۔

مادری زبان میں حسبِ ضرورت التحیّات کے بعد جس قدر ضروری امور ہوں۔ یا خطوط آئے ہوں یا زبانی درخواستیں دعا کی آئی ہوں۔ ان کے مقاصد کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ تہجّد کی آخری رکعت میں التحیّات کے بعد یہ دُعا کرتا ہوں۔ جو ڈیڑھ سے دو گھنٹہ میں ختم ہوتی ہے۔

اے خدا تعالیٰ! میں کامل محبت اور کامل خوف کے ساتھ اپنی جبین نیاز تیرے آستانے پر رکھ کر تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ تیری تحمید تیری تقدیس دنیا میں پھیلے۔ تیرے محبوب صادق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور سارے خاندان حضرت مسیح موعود اور اپنے سارے مرحومین اور سارے زندہ اہل وعیال اور سارے احباب کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ان کے حُسن وجمال۔ جاہ وجلال قدر وکمال میں برکت دے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور جملہ انبیاء علیہم السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام اور سارے ابنائے فارس اور ان کے سارے متعلقین کے خاندانوں اور مجالس انصار اللہ۔ خدام احمدیہ واطفال الاحمدیہ ولجنہ اماء اللہ اور علماء۔ امراء غرباء اور صدیقین شہداء صالحین مولوی صاحبانِ جماعت اور ان کے ازواجِ مطہرات پر تیرے بے حد فضل اور انعام ہوں۔ جملہ ڈاکٹروں اور بیماروں جملہ حکیموں اور مریضوں جملہ استادوں اور جملہ شاگردوں جملہ طالبات اور ان کی استانیوں اور ناظروں اور وکلاء اور ہر شعبہ کے عاملوں پر تیرا بے حد فضل اور رحمت ہو وے۔ حضرت مصلح موعود معہ اہل وعیال۔ حضرت قمر الانبیاء معہ اہل وعیال حضرت مرزا شریف احمد صاحب معہ اہل وعیال اور حضرت نواب محمد علی خانصاحب معہ سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور اہل وعیال اور حضرت نواب عبداللہ خاں صاحب اور حضرت امۃ الحفیظ صاحبہ معہ اہل وعیال اور خاندان مرزا سلطان احمد صاحب اور خاندان حضرت ناناجان میر ناصر نواب صاحب نیز جملہ صحابہ کرام اور ان کے ازواج اور ان کی آل اولاد پر رحم وکرم کی بارش نازل فرما۔ اور اہل ربوہ پر بھی تو اپنا خاص فضل فرما۔ نیز جس علاقہ میں مجھے کوٹھی بنانے کی توفیق دی ہے اور جو لوگ میرے ارد گرد بستے ہیں اور دیگر جو احباب مجھے اکثر دعاؤں کے لئے کہتے ہیں ان پر بھی اپنا خاص فضل فرما۔ اور ان سب کو خدمت سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق ملے۔ میرے اہل وعیال اور قریبی عزیزان کو بھی اپنے فضلوں سے نواز۔ اور احمدیت کا مخلص خادم بننے کی ان کو توفیق عطا فرما۔ کوئٹہ۔ کراچی اور سندھ اور مشرقی پاکستان کے علاقے ہیں جہاں جہاں مجھے جانے کا موقعہ ملا ہے اور لوگوں سے تعلقات قائم ہوئے ہیں۔ ان سب پر اپنا خاص فضل وکرم نازل فرما۔ ہمارا قادیان ہمیں دلا دے۔ میرے والد صاحب محمد موسیٰ صاحب میرے دادا محمد عظیم

صاحب میرے پڑدادا چوہدری سجن صاحب، اور میرے خسر چوہدری کریم بخش صاحب پر بھی اپنا خاص فضل فرما اور اس کے درجات کو بلند کر۔ ان کی موجودہ نسلوں اور آئندہ قیامت تک آنے والی نسلوں پر بے حد سلام اور رحمت کر۔

اے خدا تو ربوہ کی شان کو بڑھا دے۔ تو قادر خدا ہے۔ یہاں کے سب رہنے والے متقی اور نیک ہوں۔ اخلاقِ فاضلہ کے مالک اور اعمالِ صالح بجا لانے والے ہوں۔ تیرے یہ طائر اُڑ اُڑ کر باہر جائیں اور دنیا کو تیری طرف کھینچ لائیں۔ ان کے چہروں پر نور ہو۔ دل میں سرور ہو یہ جہان میں خورشید کی طرح چمکیں۔ دنیا میں مساجد کی تعمیر کی توفیق بخش۔ تیری کتاب کے تراجم دنیا میں پھیلائیں۔ ہمیں قادیان واپس دلا دے۔ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو لوگ بیمار ہیں ان کو صحت و عافیت بخش۔ جو جیل میں پڑے ہیں ان کو توبہ کی توفیق دے اور رہائی بخش۔

الٰہی خاتمہ ہو خیر کے ساتھ

رہے ایماں سلامت یہ دعا ہے

عزّت و اقبال و دولت ہم کو کر دے تو عطا

فضل کر دے رحم کر دے کرم کے دریا بہا

تاریکیٔ ظلوم بآخر نمے رسد

ایں شب مگر تمام شود روزِ محشرم

یارب بزاریم نظرے کن ز لطف و فضل

جز دستِ رحمتِ تو دگر کیست یاورم

جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفٰے

ایں است کامِ دل اگر آید میسّرم

حاجتیں کیا چیز ہیں حاجت روا کے سامنے

مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

اے خالقِ ہر بلندی و پستی

شش چیز عطا کن ز ہستی

علم و عمل و فراخ دستی
ایمان داماں و تندرستی

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
مَیں جاؤں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
محمود بندہ تیرا لختِ جگر ہے میرا
مسعود بندہ تیرا لختِ جگر ہے میرا
داؤد بندہ تیرا لختِ جگر ہے میرا
نصرت ہے بندہ تیرا لختِ جگر ہے میرا
دے ان کو عمر و دولت
کر دُور ہر اندھیرا
میری دُعائیں ساری کریو قبول باری
مَیں جاؤں تیرے واری تو سُن لے میری زاری
قادیاں واپس دلا دے اے مِرے قادر خدا
کفر کو یکدم مٹا دے اے مِرے قادر خدا
ظلمتیں ساری ہٹا دے اے مِرے قادر خدا
اک بٹن اک دم دبا دے اے مِرے قادر خدا

اے مرے آقا مِرے محسن مِرے پروردگار
اے مِرے ہادی مِرے مولا ہمارے کردگار
دے ہمیں توفیق ہم خدمت کریں اسلام کی!
عظمتِ اسلام کی خاطر کریں سب کچھ نثار
ہم تو تھوڑے ہیں ادھر لشکر بہت ہے شیطاں کا
اے مری جاں کی پناہ! فوجِ ملائک کو اتار
غیرِ تو ملجا و ماوا نیست مارا اے خدا
ساز درماں ساز درماں دردِ مارا اے خدا
ریشِ ما در دستِ نا اہلاں خدایا تا بکے
کن ترحم کن ترحم زاریٔ ما تا بکے
بر کسے چوں مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی
خود کنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تو ایں بازار را

گرتے پڑتے درِ مولا پہ رسا ہو جائیں — اور پھر اس کی مانند شنا ہو جائیں
جو ہیں اس در سے جُدا ان سے جُدا ہو جائیں — جو ہیں اس در پہ فدا ان پہ فدا ہو جائیں
پنبۂ مرہم کافور نہیں زخموں پر — دلِ بیمار کے درماں کی دعا ہو جائیں

اے خدا اپنا فضل فرما ہر پنج انبیاء علیہم السّلام پر (حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت مسیحؑ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعودؑ) اور حضرت ہاجرہؑ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ وحسینؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت سیدہ مبارکہ بیگم اور حضرت امۃ الحفیظ بیگم اور جملہ مرحومین صدیقین شہدا صالحین اور جملہ مرحوم ازواج و بنات انبیاء علیہم السّلام اور صدیقین اور شہداء صالحین کی ازواج اور بنات پر۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ خواجہ معین الدین چشتی خواجہ نظام الدین۔ حضرت شاہ ولی اللہ۔ حضرت سید احمد سرہندی، شاہ عبدالغنی اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مع متعلقین اور ازواج اور حضرت مصلح موعود اور خاندان پر مع ازواج۔ اور میاں مظفر احمد صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب اور چوہدری رشید احمد اور شیخ محمد حنیف امیر جماعت کوئٹہ اور رشید احمد پراچہ اور عبد اللہ خاں اور سید حامد شاہ صاحب اور سید شریف احمد صاحب اور ممبران صدر انجمن احمدیہ اور ممبران تحریک جدید اور ان کے عملوں اور پرائیویٹ محکمہ جات کے عملوں اور جمیع انبیاء اور ان کی ازواج ان کے متبعین اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ازواج مطہرات آباء واجداد اور صحابہ کرام اور متبعین اور ان کے ازواج اور نسلوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور ابنائے فارس اور جملہ متعلقین متبعین اور صالحین کاملین انصار خدام اطفال لجنات علماء امراء غرباء ناظروں، وکلاء مولوی ابوالعطاء صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور اور سید عبدالرزاق شاہ صاحب مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر اور مولوی عبدالمالک صاحب اور جملہ درخواست کنندہ مرداں اور عورتوں پر فضل فرما۔

اے خدا اپنا کرم اور رحم فرما
یا الٰہی میرے محمود کو مسعود تُو کر
میرے خورشید کو تُو اتنا بڑھا
تا قیامت پھولتا پھلتا رہے سدا
رحمتیں اور برکتیں داؤد پر جاری رہیں
نصرتیں تیری مرے نصرت پہ اے مولا رہیں
دے ظفر کو چابیاں فتح و ظفر کی اے خدا
ہوں حفاظت میں تری مولا مرے پیارے سدا
کر عطا مولا عطا پر فضل کر اے بادشاہ
کر عنایت پر عنایت اور ہدایت کر عطا
فضل کر اور رحم کر اور دے ہدایت
عزت و اقبال محمودہ کو تُو کر دے عطا
ہو سعادت میری مسعودہ کو اے میرے خدا
حمد کرنے کی سعادت کر حمیدہ کو عطا
رشد کی راہیں رشیدہ کو عطا کر تُو خدا
اور ننھی سی امینہ کو بہت فضلِ خدا
جنت الفردوس بھی ہووے رحیمن کو عطا
جنتی روحوں پہ ہوں افضال تیرے برملا
ہوں کرم کرم النساء پر اے مرے مولا سدا
جنت الفردوس میں ہو پاس موسیٰ کے سدا
میری بسم اللہ کو جنت میں جگہ دے اے خدا
اختری پر ہو مرے مولا تری رحمت سدا
مرے انور کو بھی تُو انوارِ رحمت کر عطا
ناصرہ کی نصرت و تائید میں دریا بہا

صادقہ کو صدق کی راہیں دکھا
جنّت الفردوس ہو میری سعیدہ کو عطا

—— آمین ——

منظوم کلام

۱۹۲۴ء کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ ولایت سے واپس تشریف لائے تھے اس وقت انبالہ چھاؤنی کے اسٹیشن پر مَیں نے ایک نظم کے ذریعہ حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کی خدمت میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا تھا۔ یہ واقعہ اور نظم الحکم ۷ردسمبر ۱۹۲۴ء میں اسی طرح درج ہے۔

"اظہارِ ارادت و مسرّت"

۲۳رنومبر ۱۹۲۴ء کو ۲ بجے دن کے جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ٹرین انبالہ چھاؤنی پہنچی تو محبّی مخلصی مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے ہمہ سوز و اشتیاق کے لہجہ میں مندرجہ ذیل نظم بطور خیر مقدم پڑھی۔ (عرفانی)

ہے شکر اس خدا کا جس نے یہ دن دکھایا
جو مدّعا تھا میرا وہ آج میں نے پایا

حضرت نے خادموں کو رؤیا تھا اک سُنایا
لندن میں مَیں گیا ہُوں اور وعظ ہے سُنایا

فضلِ عُمر کو حق نے توفیق یہ عطا کی
رؤیا تھا جو مسیحؑ کا پُورا وہ کر دکھایا

"ولیم دی کانکرر" ہو انگلینڈ میں گئے ہو
رؤیا میں آپ کو بھی حق نے تھا یہ بتایا

بارہ رفیق لیکر راہِ خُدا میں نکلے
ہے رُعب ہر جگہ پہ اسلام کا جمایا

راہِ خدا میں اپنا جب جان و مال سونپا
اسراف کا انہوں نے الزام ہے لگایا

تہذیب اور شرافت یہ ہے پیامیوں کی
گالی گلوچ دے کر ہم کو بہت ستایا

تیزی طبع کی دیکھو ہیں مثال اس کو کہتے
خوبی میں جس کو حق نے مثلِ مسیحؑ بنایا

ہو کر کے قاہرہ سے پہنچے دمشق میں وہ
وعدہ خدا نے اپنا پورا ہے کر دکھایا

موسم بہت بُرا تھا لمبا بہت سفر تھا
گودی میں اپنی لے کر لنڈن میں جا بٹھلایا

مقصد جو تھا نبی کا مطلب جو تھا مسیح کا
محمُود کے ذریعہ پورا وہ کر دکھایا

احباب اور پیارو آنکھوں کے میری تارو
تقوٰے نے آپ کے ہے دل کو مرے بسایا

سُورج ہے کوئی تم میں تم میں کوئی قمر ہے
آقا نے میرے مجھ کو لکھ کر ہے یہ بتایا

مشرق سے چڑھ کے سُورج مغرب پہنچ گیا ہے
مغرب سے حسب وعدہ جلدی کا چڑھا خدایا

تُو سچّے وعدوں والا وعدہ کیا ہے پورا
ہے لاکھ شکر تیرا آقا ہمارا آیا

مدّت پھرا بھٹکتا تیں جس کی جستجو میں
وہ گوھرِ تمنّا ہے آج ہاتھ آیا

رو رو دُعائیں جس کی خالق سے مانگتا تھا

اپنوں سے ہو گیا ہوں جس کے لئے پرایا

نصرت جہاں کی تجھ کو منظور تھی جو خاطر

اسلام پہ دوبارہ یہ حسن ہے چڑھایا

بے تاب ہو رہے تھے فضل عمر کے عاشق

آنے سے آپ کے ہے آرام سب کو آیا

قدرت کی یہ دعا ہے پوری خدا تو کرنا

دونوں جہاں میں تیرا محمود پر ہو سایا

خاکسار قدرت اللہ احمدی سنوری"

۱۹۴۲ء بمقام محمود آباد اسٹیٹ میں یہ نظم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھی گئی۔

ڈھورے ہیں اور ملتھن سر میں ہوتی ہے کپاس
نارے ڈھورے کی طرف ہوتی بہت ہیں ساریاں

اجڑوں کے ٹکڑے کر کر کے اگر پانی لگے
اچھی لگتی ہیں بہت پھر چھوٹی چھوٹی کیاریاں

مرد جب کھبڑی ہیں اور جنگل کٹائی میں لگیں
پھٹی چننے کے لئے آتی ہیں سندھی ناریاں

جس مقدس باپ کے بیٹے ہو تم
ہم بھی اس کے باغ کی ہیں کیاریاں

ایچا پیچی کا غلط مجھ پر لگا الزام ہے
سیدھی سادھی بات کرتے ہیں صحابہ ساریاں

ہم میں یہ اخلاص اور تقویٰ یونہی آیا نہیں
آپ کے والد سے ثابت ہیں ہماری یاریاں

ہیں دعائیں یہ کہ ہو آمد بہت سی آپ کو
مال و دولت کی یہاں سے بھر کے بھیجوں لاریاں

اپنے قدرت کے لئے آقا دعا فرمایئے

آپ کی مقبول ہوتی ہیں دعائیں ساریاں

زندہ خدا کے نشان

خدا کی قسم خدا کی قسم ہے وہ زندہ خدا
طفیل محمد طفیل مسیحا وہ ہوتا ہے جلوہ نما

بہت ہی بڑی شان ہے اس کے فضلِ عمر کی
غلاموں پہ اس کے بھی ہوتا ہے جلوہ نما

مری قوم اُٹھ جاگ کر یاد کر تو اپنا خدا
وہ عرشِ معلّی سے وہیں پہ ہے جلوہ نما

اشاروں پہ ابنائے فارس کے باندھو کمر
انہیں کے ذریعہ سے اسلام ہوگا کھڑا

غلامی میں فضلِ عُمر کی جو آجائے گا
اُسے دین و دُنیا کئے جائیں گے پھر عطا

یہاں آئیں گے ہفت اقلیم کے بادشاہ
جو وعدے کئے ہیں وہ پورے کرے گا خدا

مَیں عاجز تھا بے بس تھا گمنام تھا
ترے فضل سے مجھ کو شہرت ہوئی ہے عطا

دیا مجھ کو طعنہ پٹیالے میں مُرتد نے
نہ اولاد ہوگی تمہارے کرالو دُعا

لکھا اک عریضہ دیا اپنی بیوی کے ہاتھ
مسیحا کی خدمت میں پیش اس نے وہ کو دیا

دُعا کا اثر خوب ظاہر ہوا
مجھے چودہ بچے گئے پھر عطا

کہا یہ کہ طاقت نہ ہوگی کہ ان کو سنبھالو
خدا تم کو اولاد اتنی کرے گا عطا

کراچی کوئی کوئٹہ ایران میں
یہ پھیلیں گے ملکوں میں اب جابجا

ممالک میں جاکر یہ مشہور ہونگے
تیری آل پر ہوگا فضلِ خُدا

تجارت تری پہنچے گی چین و جاپان تک
بڑھے گا بڑھے گا ترا مرتبہ

نظم برائے شادی برخوردار عبدالقیوم ولد شاہ محمد ہمراہ نجمہ بنت غلام محمد غوث

صد شکر ہے خدایا، صد شکر ہے خدایا
فضل و کرم سے تیرے نجمہ کو ہم نے پایا

نجمہ نہیں ہے خالی بلکہ وہ طاہرہ ہے
حُسن و جمال اس کا ہے دل کو میرے بھایا

میٹرک کا امتحاں تو وہ پاس کر چکی ہے
پرچے میں دین کے ہے انعام اس نے پایا

دنیا کو چھان مارا کرلی تلاش گھر گھر
یہ لعل بے بہا ہے پہلو سے ہاتھ آیا

ظاہر میں جس طرح سے ہے پاک شکل اسکی
باطن بھی پاک رکھنا اس کا مرے خدایا

ساعت وہ جلد مجھ کو میرے خُدا دکھادے
دلہن کو لے کے گھر میں قیوم ہو جو آیا

آنے سے اس کے ہووے یہ گھر بہت منوّر
جلدی سے اس کو لے آ تُو اے مرے خدایا

پھُولے پھلے یہ جلدی گھر میں ہمارے آکر
تیری عنایتوں کا سر پر ہو اس کے سایا

میری یہ التجا ہے پوری خدایا کرنا
دائم ترے فضل کا خیمہ ہو ہووے سایا

قدسیّہ کی یہ دعا ہے پُوری تو کر خدایا
نجمہ مری پیاری اس پر ہو تیرا سایا

۲۶ر نومبر ۱۹۶۲ء بمقام کراچی

خورشید صاحب کی والدہ صاحبہ کی وفات پر جبکہ ان کا جنازہ تیار تھا میں نے اسوقت یہ اشعار لکھے

تم ماہِ شبِ چار دہم تھیں مرے گھر کی
اب کس کی رفاقت میں یہ دن گذرینگے دلدار

دلداری مری کون کرے گا یہ بتاؤ
گو آپ کیا کرتے تھے ہر بات میں اصرار

اللہ کی جھولی میں جا بیٹھی ہو پیاری
تنہائی میں حالت مری ہو جائیگی پھر زار

محمود نے خورشید نے خدمت تو بہت کی
تدبیروں پہ تقدیر ہی غالب ہوئی سرکار

ہے خالق و قادر نے یہ قانون بنایا
ادنیٰ ہی نہیں بلکہ گذر جاتے ہیں ابرار

شانِ احمدؐ

مجھے ہے شرف حاصل اس شہِ بالا سے بیعت کا
ملک افلاک پر پڑھتے ہیں خطبہ جس کی نصرت کا

وہی مہدیٔ برحق ہے مثیلِ ابنِ مریم ہے
رسول اللہ سے مژدہ سُنا تھا جس کی بعثت کا

بروزِ احمدِ مرسل ہے گویا خود ہی احمدؐ ہے
مثیلِ مصطفےٰ کو ہے لقب زیبا نبوت کا

بُرا کمبخت کیوں یہ حضرتِ اقدس کو کہتے ہیں
نہیں پہچانتے کیوں مرتبہ ان کی فضیلت کا

یہودیت میں حد سے بڑھ گئے ہیں اب تو بالآخر
خدا کے سامنے پھل پائیں گے اپنی شرارت کا

ہمیں دیں گالیاں ہم کو کہیں تحقیر کے کلمے
ہمیں منظور ہے رب مقتضٰے ان کی شرافت کا

مزہ ہر اک کو اس کی بدزبانی کا چکھا دیتا
اگر ہوتا نہ مجھ کو پاس حضرت کی نصیحت کا

۸ر اپریل ۱۹۵۸ء

مدینے کی یاد

کیا مبارک وہ گھڑی کیسی وہ ساعت ہوگی
جس مہینے میں قیام اپنا مدینہ ہوگا

پیرہن پھاڑ کے ربوہ سے مَیں جاؤں گا نکل
یاد جس دم مجھے صحرائے مدینہ ہوگا

حج کے ایّام گذر جائیں گے مکّہ میں سبھی
بعد میں اس کے قیام اپنا مدینہ ہوگا

صحت و دولت بھی ہو حاصل وہ اگر حج نہ کرے
کیسا بدبخت ہے وہ کیسا کمینہ ہوگا

گرد روضے کے نرے جا کے میں جب گھومونگا
کیا مبارک وہ گھڑی کیسا مہینہ ہوگا

احمدِ پاک کی باتوں میں جو شیرینی ہے
بخدا قند بھی اتنا تو نہ میٹھا ہوگا

خدمتِ فخرِ رسل سے ہوئی دولت حاصل
اس کے بدلے میں مرا جانا مدینہ ہوگا
میرے خورشید کی کوشش سے ہوا ہے یہ کام
اس کی دولت سے میرا جانا مدینہ ہوگا
حق تعالیٰ نے بتایا تھا نبیؐ کو اپنے
مدفنِ پاک تیرا خاص مدینہ ہوگا
بعد میں اس کے خدا تیرا محافظ ہوگا
جب مدینہ میں تیرا باپؓ امینہؓ ہوگا
تیری قدرت سے ترا فضل ہویدا ہوگا
جس مہینے میں قیام اس کا مدینہ ہوگا

دعاؤں کا مقام

دُعاؤں پہ ایمان کامل ہے میرا
یقیں ہے یقیں بلکہ عین الیقیں ہے
فلک پر ملاقات کی آپ سے جب
مَیں راضی خوشی ہوں مجھے غم نہیں ہے
کیا ضبط عشق آہ پہنچی فلک پر
میرا عشق کم خرچ بالانشیں ہے
کمر کو جو ڈھونڈا تو معدوم پایا
نہیں یہ بھی معلوم ہے کہ نہیں ہے
مرے دل کو تم لے گئے میرے دلبر
جو سینے میں ڈھونڈا تو بالکل نہیں ہے
رگِ جان سے پاس ہوں مَیں تمہارے
مگر تم کو اس بات پر کیا یقیں ہے
محمدؐ کے صدقے میں چہرہ دکھا دو
کئی دن سے دل میرا اندوہگیں ہے
مسیحا نے یہ راز ہم کو بتایا
دعاؤں سے ملتا وہ ماہِ جبیں ہے
دُعا کرکے مجھ کو مقرب بنا دو
مقام آپ کا فوق عرشِ بریں ہے

جون ۱۹۶۲ء } مشرقی پاکستان میں سیدی مرزا ظفر احمد صاحب کے متعلق نظم لکھی گئی

دے ظفر کو چابیاں فتح و ظفر کی اے خدا
نسل اس کی ہو حفاظت میں تری مولا سدا

عمر و دولت اور تقویٰ کر الٰہی تو عطا
ظاہری ثروت عطا کر اور بنا دے بادشاہ

فرش سے تا عرش کر دے نام تو اس کا بلند
بادشاہی کا جو وعدہ ہے وہ کر پورا خدا

جس طرح تو نے ستاروں سے سجایا آسماں
ساری دنیا میں یہ پھیلیں نور پھیلائیں ترا

مختلف قوموں میں اپنا فیض یہ جاری کریں
دعوتِ حق کے لئے توفیق تو کر دے عطا

جو مسیح پاک کی خواہش تھی یہ پوری کریں
زہد سکھلائیں جہاں کو اور سکھلائیں تقا

اپنے انعام و کرم کے باب ان پر کھول دے
قدرت اللہ کی ہے تیری بارگاہ میں یہ دعا

ایک قابلِ تقلید مثال

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک قدیم اور جلیل القدر صحابی حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے ایک تازہ مکتوب کے شائع کرانے میں مَیں مسرّت محسوس کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ دوسرے دوستوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ مکتوب کا مضمون درج ذیل ہے:۔

خاکسار جلال الدین شمس

" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ آج صبح تہجد میں میرے دل میں یہ تحریک ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبی کریمؐ کو ہمارے سامنے زندہ رسول کے رُوپ میں پیش کیا اور حدیث سے ثابت ہے کہ جو شخص کسی غیر کے واسطے دعا کرتا ہے ملائکہ بھی دعا اس کے لئے کرتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ بھی زندہ رسول ہوئے۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں اپنے خاندان میں آپ کے زندہ ہونے کا ثبوت اسی طرح پیش کروں۔ کہ میرے

سارے گھروں میں بعد نماز فجر ملفوظات کا درس ہوا کرے۔

اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے خاندان کے سامنے ہوا کریگے۔ اللہ تعالےٰ احباب جماعت کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے اور جماعت کے صاحب حیثیت لوگ اس طریق پر عمل کریں میرے دو بیٹے لنڈن میں ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ ملفوظات پڑھتے ہیں۔ میرا ایک بیٹا کراچی میں اور ایک کوئٹہ میں ہے ان کے ہاں بھی درس جاری ہے۔ میری پانچ بیٹیاں ہیں ان میں سے ایک لاہور میں ہے جس کے ہاں ملفوظات کا درس ہوتا ہے سب سے چھوٹی دختر کراچی میں ہے میں نے اپنی ملفوظات کی جلدیں پڑھنے کے لئے اسے دے رکھی ہیں۔ تین بیٹیاں میری رشیدہ بیگم محمودہ بیگم مسعودہ بیگم کوئٹہ میں ہیں اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ملفوظات کی جس قدر جلدیں شائع ہو چکی ہیں ان کی تین تین کاپیاں مجھے کوئٹہ میں مندرجہ بالا پتہ پر بذریعہ پارسل بھجوا دیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ میرے ان سب گھروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مبارک درس جاری رہیں۔ نیز یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ ملفوظات کی ایک ایک جلد نو میں خریدتا ہی رہتا ہوں جو میری کراچی والی لڑکی کے پاس ہیں باقی ان تینوں لڑکیوں کو بھی جو جو جلدیں شائع ہوتی جائیں ارسال کردی جائیں اور قیمت مجھ سے وصول کی جائے۔ اگر میں فوت ہو جاؤں تو ان جلدوں کی قیمت میری جائیداد سے ادا ہوتی رہے۔ میرے نواسے شجر احمد نے F,SC کا امتحان دیا ہے اس کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا فرما دیں۔ اللہ تعالےٰ نمایاں کامیابی عطا فرمائے آمین۔

دعا گو طالب دعا قدرت اللہ سنوری۔ (الفضل ۱۹ ؍جون ۶۳ء)

یادِ رفتگان اور تحریک دعا

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب ربوہ

الفضل ۱۹ ؍جون ۶۴ء میں ایک نوٹ زیرِ عنوان ایک قابلِ تقلید مثال محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی جانب سے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

طرف جماعت کو توجہ دلانے کی غرض سے حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب کا ایک خط شائع ہوا ہے یہ تحریک ہمارے لئے باعثِ شکریہ ہے اور امید ہے کہ احبابِ جماعت اس طرف خاص توجہ فرمائیں گے۔

مَیں بطور شکر خداوندی عرض کرتا ہوں کہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب ہمارے ہموطن ہیں مَیں اس مثال کے قائم کرنے پر انہیں مبارکباد کہتا ہوں۔ نیز یہ تحریک کرتا ہوں کہ الشرکۃ الاسلامیہ کے لئے بھی احباب دعا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ جو ملفوظات جیسی قیمتی چیز شائع ہوتی ہے اللہ تعالےٰ اس کا اجر دے۔

اس موقعہ پر مَیں درد بھرے دل کے ساتھ جملہ احباب جماعت سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ کے لئے بہت بہت دعا کرنے کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان ہر سہ گرانقدر ہستیوں پر بہت بہت نزول رحمت فرمائے اور ان کی آل اولاد کو منعم علیہ گروہ میں داخل رکھے۔ آج ہم جو ملفوظات کے ذریعہ اپنی رُوحانی زندگی کو فروغ دے رہے ہیں یہ ان ہر سہ ہستیوں کی بے لوث خدمت کا نتیجہ ہے یہ عاجز ان ہر دو کی جواں ہمتی اور اخلاص کا شاہد ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کیسے اعلیٰ موقعہ پر اخبار الحکم اور بدر اپنی ذاتی ہمت اور قابلیت سے چلائے اور پھر اسے وادئ غیر ذی زرع (قادیان) میں لے آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زبان سے نکلے ہوئے الماس و گوہر کو اس کے ذریعہ خالصًا للہ احباب جماعت کے سامنے پیش کیا اور آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کر دیا ان کے اس کام میں ایک بڑے معاون حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب رہے تھے۔ جن کے اخلاص اور تقویٰ اور خدمات کا علم "اصحاب احمد" جلد ۹ سے معلوم ہو سکتا ہے مجھے تو حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب کی وہ خوش بختی نہیں بھولتی جبکہ آنمحترم ۲۵ ر مئی ۱۹۰۸ء کی شام کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیر کو لے جانے والی دو گھوڑا گاڑی کے پچھلے پائیدان پر بطور محافظ کھڑے تھے اور گاڑی میرے سامنے روانہ ہو گئی۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب کا ایک خط بھی مجھے اسوقت

یاد آرہا ہے۔ جو انہوں نے میرے ایک خط کے جواب میں لنڈن سے لکھا تھا۔ یہ کوئی ۲۵-۲۶ء کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ صاحب حیدر آباد کے ایک نواب صاحب کے ایک مقدمہ کی پیروی کے سلسلے میں لنڈن گئے ہوئے تھے۔ اور کچھ عرصہ وہاں قیام پذیر رہے ان دنوں میں نے بے تکلفی سے ان کو لکھدیا۔ کہ شاید آپ کو لنڈن پسند آگیا ہے۔ تبھی آپ قادیان نہیں آتے۔ اس پر محترم نے لکھا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ قادیان کے مقابل پر لنڈن پسند آگیا ہے مگر میرا تو یہ حال ہے کہ مجھے تو ننگل کی گلیاں بھی لنڈن سے عزیز ترہیں اللہ تعالےٰ حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ پر نزول رحمت فرمائے اور انہیں اپنا قرب نصیب کرے اور میرے جیسے عاجزوں کا بھی انجام بخیر فرمائے۔ آمین۔

(از الفضل ۲۸ جون ۶۲ء)

بعض احباب نے میری اس درخواست پر جو اخبار الفضل میں بھی شائع ہوئی تھی۔ کہ میں اس وقت اپنی سوانح "تجلّی قدرت" کے نام سے چھپوا رہا ہوں جس سے میرا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ میں ان افضال اور برکات کا ذکر کروں جو مجھ پر اور میری اولاد پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے اور آپ کے اور آپ کے خاندان کے ساتھ عاشقانہ محبت کرنے کے نتیجہ میں نازل ہوئے۔ میں جانتا ہوں کہ میری حیثیت کیا ہے۔ میں خدا تعالےٰ کا گنہگار اور نابکار بندہ تھا۔ بےکس و بےبس تھا اور پھر بے سروسامانی تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہونے کی وجہ سے میرے دل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے مقدس رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہوئی۔ جس کی وجہ سے میں اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گیا اور پھر خدا تعالےٰ نے اسی محبت کے طفیل میری کئی دعاؤں کو سنا ..... پس میں چاہتا ہوں کہ بطور تحدیث بنعمۃ اللہ چند واقعات کو "تجلّی قدرت" میں درج کردوں۔ یہ گویا میری طرف سے میرے ربّ کا شکریہ ہوگا اگر آپ نے خاکسار کی کسی ایسی دعا کا مشاہدہ کیا ہو جسے خدا تعالےٰ نے شرفِ قبولیت بخشا ہو یا مجھ خاکسار کے ذریعہ آپ کو خدا تعالےٰ

سے کوئی برکت حاصل ہوئی ہو۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ وہ تحریر کر دیں گے تا کہ اگر ہو سکے تو اس واقعہ کو بلعینہٖ یا بالاختصار "تجلی قدرت" میں درج کر دیا جائے۔

یہ تحریک میں اس لئے کر رہا ہوں تا کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی سچائی اور فیض کے ثبوت زیادہ سے زیادہ جمع ہو جائیں۔ اور وہ لوگ جو اس نور کو دیکھنے سے محروم ہیں اسے دیکھیں اور دیکھکر اس سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

میری اس تحریک پر جن احباب نے مجھے اطلاعات دی ہیں ان خطوط کا ضروری مفید حصّہ احباب کے استفادہ کے لئے درج کیا جاتا ہے :۔

۱۔ از چٹھی مکرم مولوی محمد صادق صاحب کنجاہی مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کوئٹہ :۔

مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور آپ کے خاندان سے عشق کا تعلق ہے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اس وجہ سے آپ سے نہایت گہرا تعلق ہے۔ آپ جب بھی کسی فرد کے متعلق سُنیں کہ اسے کوئی تکلیف ہے تو بیقرار ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی تکلیف کے دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں خوشی کا موقعہ ہو تو اس کی خوشی میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے لوگ آپ کو اپنے خاندان کا ایک فرد سمجھتے ہیں اس سے بڑھ کر ایک احمدی کے لئے اور کیا قابلِ فخر بات ہو سکتی ہے۔

پھر آپ کو خدا تعالےٰ نے اس عمر میں توفیق دے رکھی ہے۔ کہ آپ جوانوں کی طرح ہمت سے اس کی عبادت اور ذکر میں لگے رہتے ہیں۔

مَیں نے خود بھی کئی بار مشاہدہ کیا ہے اور دوسرے کئی دوستوں نے بھی بتایا ہے کہ آپ نے کئی بیماروں کی صحت کے لئے دعا کی تو خدا تعالےٰ نے انہیں صحت عطا فرما دی کسی مصیبت زدہ کے لئے دعا فرمائی تو اللہ تعالےٰ نے اسے رہائی بخشی۔ کسی نے اپنے نیک مقصد کے لئے آپ سے دعا کی درخواست کی تو اس کا مقصد حاصل ہو گیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ وہ فیض ہے جو اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے طفیل آپ کو بخشا ہے۔

مَیں نے قریباً ایک سال سے آپ سے تعارف حاصل کیا ہے اس عرصہ میں مَیں نے

خود مشاہدہ کیا ہے کہ آپ سلسلہ کی تحریکوں میں بڑے شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ اور آپ کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ آپ سابقون اوّلون کی صف میں ہوں۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔

سلسلہ کی تحریکوں میں شمولیت کے علاوہ مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ غرباء اور مساکین کا بہت خیال رکھتے ہیں دیگر محتاج لوگوں کو مدد دینے میں بڑی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ جو شخص آپ سے قرض مانگے اگر آپ کے پاس رقم ہو تو آپ اُسے قرض دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ مَیں ذاتی طور پر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنہیں آپ اچھی رقم کی صورت میں عطا یا دیتے ہیں۔ اور کئی لوگوں کو جانتا ہوں جنہیں آپ نے بڑی بڑی رقوم قرض دے رکھی ہیں۔ ایسی سخاوت کا مادہ بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے۔

• افسوس ہے کہ آپ کی تجلّی قدرت" کتاب میں لمبے مضامین نہیں سما سکیں گے اس لئے میں اپنا ایک خواب جو مَیں نے ۱۱/۱۲ جولائی ۱۹۶۴ء کی درمیانی رات کو آپ کے متعلق دیکھا بالاختصار درج کرتا ہوں۔

مَیں نے دیکھا کہ کہیں احمدی جماعت کا جلسہ ہو رہا ہے۔ احمدی بڑی کثرت سے اس میں شامل ہیں۔ سٹیج کی طرف جانے والا راستہ بھی لوگوں کی وجہ سے بہت تنگ ہو چکا ہے۔ میں نے معلوم کیا تو مجھے بتایا گیا کہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کا لیکچر ہوگا اور اس لیکچر کا عنوان یہ ہے" اپنے بھائیوں کو ان کے قصور معاف کرو" اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ آپ تشریف لے آئے ہیں آپ کے ساتھ دو تین آدمی بھی ہیں مَیں بھی ان کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ مَیں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں فلسکیپ سائز کا ایک کاغذ ہے اور مَیں خواب میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اس کاغذ پر وہ مضمون لکھا ہے جو آپ سُنائیں گے۔ جب آپ سٹیج کی طرف جا رہے تھے تو مَیں نے لوگوں کو کہتے سُنا کہ" یہ بڑے بزرگ ہیں" "یہ صحابی ہیں"۔ اور میرے جیسے لوگ کہہ رہے تھے۔ کہ یہ بڑے بزرگ ہیں۔

۲۔ از چٹھی شیخ بشیر احمد صاحب سکھری حال کوئٹہ مورخہ ۸/۴/۶۴ ۱۴

"یوں تو اللہ تعالےٰ کے فضل اور احسان سے آپ کی دُعاؤں کی قبولیت کے بیشمار واقعات کی اور منجملہ دوسری جماعتوں کے کوئٹہ کی جماعت کے اکثر احباب آپ کی دُعاؤں کی قبولیت کے چشم دید گواہ ہیں اور اپنے اپنے رنگ میں ہر فرد اس کی گواہی دے گا مضمون کے لمبا ہو جانے کے ڈر سے میں صرف ایک ہی واقعہ تحدیث بالنعمت کے طور پر درج کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

غالباً یہ ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے کہ میری اہلیہ منہ میں تکلیف ہونے سے بیمار ہوئی تھیں لیکن ہوا یہ کہ جوں جوں علاج بڑھتا گیا۔ بیماری بھی بڑھتی گئی۔ کوئٹہ کے تقریباً تقریباً سارے ڈاکٹروں سے علاج کرایا گیا۔ جس میں ملٹری اور سول کے سبھی ڈاکٹر شامل تھے۔ لیکن مرض بڑھتا ہی گیا۔ علاج کے ساتھ ساتھ دعاؤں کی تحریک بھی ہوتی رہی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آپ ان دنوں کراچی تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ جب بیماری پر کوئی پندرہ یا بیس دن گذر گئے اور مجھے زیادہ تشویش لاحق ہوئی۔ تو میں نے آپ کو دُعا کرنے کے لئے ایک خط لکھا جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا۔ کہ اتنی دیر کے بعد دعا کے لئے خط لکھنے کے معنے یہ ہیں کہ یا تو تم کو میرے ساتھ محبت نہیں ہے اور یا پھر اپنی اہلیہ کے ساتھ محبت نہیں ہے۔ بہر حال میں ضرور دُعا کروں گا۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ضرور صحت دے گا۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ ایسا ہی ہوا اور چند دنوں کے بعد بیماری کم ہونی شروع ہو گئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ بالکل آرام آگیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ یہ محض آپ کی دعا کی برکت سے ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دُعا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے میری اہلیہ کو شفا دی۔

جماعت احمدیہ پر یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح پاکؑ کی برکت سے حضور کے اصحاب کی دُعاؤں کو سُنتا ہے اور شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے: وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ دُعا ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے آپ کو صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے تا جماعت احمدیہ خصوصاً اور اس کے افراد عموماً زیادہ

سے زیادہ آپ کی نیم شبی دعاؤں کی قبولیت کے اثرات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ اللّٰھم آمین۔

۳۔ مکرم شیخ فضل حق صاحب سیبی (کوئٹہ) سے تحریر فرماتے ہیں:۔

میرے ہم زلف عبدالکریم صاحب احمدی تاجر کوئٹہ اولاد سے محروم تھے۔ دوسری شادی کئے ہوئے بھی عرصہ ۲۰ سال سے زائد ہو چکا تھا مگر اولاد نہیں تھی۔ کوئی چھ سات سال قبل میں ان کو معظمی مولوی قدرت اللہ صاحب کی خدمت میں لے گیا اور دعا کی درخواست کی انہی دنوں مولوی صاحب زاہدان جا رہے تھے۔ اور عبدالکریم صاحب بھی ہمراہ جا رہے تھے میں نے برادرم عبدالکریم صاحب کو تاکید کی۔ کہ وہ مولوی صاحب مکرم کی خدمت کرتا جائے اور دوبارہ دعا کے لئے یاد دہانی کرائے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ایک دن مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ آج رات میں حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا تھا۔ ساتھ ہی تیرا بھی ٹانکا لگا دیا ہے۔ یعنی تیرے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر دی ہے۔ جو منظور ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ تجھے صاحب اولاد کر دیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو لڑکا عطا فرمایا۔ جس کا نام نورالدین ہے۔ اور وہ غالباً پانچویں سال میں ہے اس کے بعد ایک لڑکی ہوئی جو غالباً تیسرے سال میں ہوگی۔ اور آئندہ بھی اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ مزید اولاد عطا فرمائیگا یہ سب حضرت مولوی صاحب کی دعا سے ہوا ہے۔ ورنہ عبدالکریم صاحب عرصہ پچیس سال سے بے اولاد تھے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب مکرم کو تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ تاکہ ہم آپ کی دعاؤں سے مستفیض ہوتے رہیں۔

۴۔ مکرم محترم مولوی محمد صاحب صوبائی امیر مشرقی پاکستان ڈھاکہ تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۹۶۲ء میں نگران بورڈ کی طرف سے مرکزی اعلیٰ کارکنان کا جو وفد مشرقی پاکستان بھیجا گیا۔ ان میں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری بھی تشریف لائے (ان کے اخراجات سفر ان کے صاحبزادے الحاج مکرم جناب مسعود احمد صاحب خورشید نے اٹھانے کی سعادت حاصل فرمائی)۔ اس موقعہ پر حضرت مولوی صاحب نے صوبے بھر میں جماعتوں کا بہت ہی اخلاص و محبت کے ساتھ اور اپنی ضعیف العمری کے باوجود نہایت جانفشانی و خندہ پیشانی سے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے عرصہ ایک ماہ تک دورہ فرمایا۔ آپ کا نیک نمونہ اور پاکیزہ و روح پرور کلام اور آپ کی عاجزانہ

دعائیں جماعتوں میں ازدیادِ ایمان، بیداری و ترقی کا باعث ہوئیں۔ اسی دورے کے دوران میں جب وہ اس عاجز کے پاس احمد نگر (ضلع دیناج پور مشرقی پاکستان) میں ایک ہفتہ کے لئے قیام فرما تھے۔ ان سے ایک نہایت ہی سبق آموز و قابلِ تقلید نمونہ صادر ہوا۔ جو توکل علی اللہ، پابندی نظامِ جماعت، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا روح پرور جذبہ اور نزولِ تائید و نصرتِ الٰہی کا حامل ہے۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ:۔

۱۵ رمئی عید الاضحیٰ کا دن تھا۔ نمازِ عید پڑھی جا چکی تھی۔ کہ امیر صاحب ڈھاکہ کی طرف سے بذریعہ ریڈیو گرام یہ پیغام پہنچا کہ حضرت مولوی صاحب کی اہلیہ محترمہ کوئٹہ میں سخت بیمار ہیں۔ اور حالت تشویشناک ہے۔ سو ان کے لڑکے (اعلان) محترم جناب محمد اسلم صاحب خورشید کی خواہش ہے کہ وہ فوری طور پر واپس تشریف لے آویں۔۔ اس ریڈیو گرام کو پڑھ کر حضرت سنوری صاحب نے بے ساختہ یہ فرمایا کہ میں پہلے اپنے خدا سے پوچھ لوں۔ پھر کچھ خاموش رہنے کے بعد انہوں نے فرمایا۔ میں مرکز کی طرف سے کام پر مامور ہوں۔ سو میں بغیر حکم مرکز کے ایک قدم بھی ہل نہیں سکتا۔ اور فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ میں بیوی کو دیکھنے کے لئے واپس چلا جاؤں۔ لیکن بیوی بھی مر جائے اور مرکز کی حکم عدولی کے باعث خدا تعالے مجھے قیامت کے روز جہنم میں ڈالے اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ مرکز کے حکم کی فرمانبرداری بھی کروں اور بیوی بھی بچ جائے اور ان سے ملاقات ہو جائے۔ تب انہوں نے جناب امیر صاحب ڈھاکہ کو تار بھجوایا کہ میرے لڑکے کو کہہ دیں کہ اگر میرے واپس آنے کی ضرورت ہے تو وہ مرکز میں لکھے مجھے کیوں کہتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا دورہ بدستور جاری رکھا۔ اور مرکز سے باقاعدہ حکم آجانے کے بعد اپنے دورے کو تقریباً مکمل کر کے وہ واپس تشریف لے گئے۔ واپس جا کر انہوں نے بفضلہ تعالے اپنی بیوی کو روبصحت پایا۔

مجھے یاد ہے اس موقعہ پر حضرت مولوی صاحب کو دو رؤیا بھی دکھائے گئے تھے ایک رؤیا میں آپ کو دکھایا گیا کہ سنور میں آبائی مکان ہے جس کی چار دیواری گر گئی ہے۔ اور دوسرے میں آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کو قریباً بیس سال کی عمر میں دیکھا پہلے رؤیا کی رُو سے آپ نے یہ تعبیر کی تھی کہ بیوی کی علالت تشویشناک ہے جو (ممکن ہے) ان کی وفات پر منتج ہو۔ اور دوسرے رؤیا کے ذریعے آپ کو یہ بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ

ان کی اہلیہ صاحبہ سے بحالت صحت ملاقات کا موقعہ عنایت فرمادیگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار مجاہد بندہ کو واپس جاکر اپنی اہلیہ کو دیکھنے کا موقعہ عطا فرمایا۔

۵۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ریڈیو آفیسر سفینہ حجاج کراچی سے تحریر فرماتے ہیں:

آج رات خواب میں آپ کو دیکھا ہے کہ ہمارے گاؤں ایک جلسہ ہو رہا ہے جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب تقریر فرما رہے ہیں۔ آپ اس جلسہ میں ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ اس خواب کی بناء پر آپ سے دعا کی درخواست کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں گے۔

۶۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری علی اکبر صاحب قائم مقام ناظر تعلیم تحریر فرماتی ہیں:

اس عاجزہ نے حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری سے جب پہلی ملاقات کی تو باوجود ناواقفیت کے نہایت محبت سے ملے اور کھانے کے لئے سیب عطا فرمائے۔ جو ان کی دلی شفقت علیٰ خلق اللہ کا زندہ ثبوت تھا۔ پھر بھی اس کے بعد جب کبھی یہاں اپنی کوٹھی پر ہوتے تو عاجزہ حاضر ہوتی تو اگر صبح کا وقت ہوتا تو قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہوتے اور فرماتے کہ میں تین تین پارے تفسیر صغیر سے پڑھتا ہوں۔ دوسرے اوقات میں بھی کبھی تلاوت فرما رہے ہوتے اور کبھی سلسلہ کی کتب کا مطالعہ ان کا محبوب شغل ہوتا۔ غریبوں کی ہر ممکن مدد فرماتے ہیں۔ آزردہ خاطر لوگوں کے لئے سہارا اور بہترین ڈھارس اپنی خوشکن گفتگو جس میں بعض دفعہ مزاح اور بعض اوقات خدا تعالیٰ سے شاندار تعلق کی جھلک نظر آتی۔ اگر کوئی تحفہ پیش کرے۔ خواہ کتنا ہی سادہ ہو اس کو نہایت محبت اور خندہ پیشانی سے قبول فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اس حد تک محبت رکھتے ہیں کہ کسی کی گھبراہٹ اور بےچینی دیکھ نہیں سکتے۔ اس کے مداوا کے لئے دردِ دل سے دعا بھی فرماتے ہیں اور دوا بھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مجھے اپنے عزیز کے رشتہ کے لئے فکر تھا میں نے دعا کے لئے عرض کی۔ تو فرمانے لگے۔ میں نے بہت دعا کی ہے اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائیگا۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نہایت اچھا رشتہ مہیا فرما دیا۔ جس کا ہمیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے تو والہانہ عشق رکھتے ہیں۔ صاحب کشوف و

رؤیا ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ سے نیز ان کی اولاد سے بھی عاشقانہ محبت رکھتے ہیں حضور کو بھی ان سے محبت ہے حضرت آپا جان تو ان کی اپنے اباجان کی طرح عزت کرتی اور نہایت درجہ تواضع فرماتی ہیں۔ حضور کے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ تحائف پیش کرنا تو ان کی دلی خواہش ہے جس کو پورا کرکے یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور حضور بھی ان کے عشق کو جانتے ہوئے ملاقاتوں کے خاص مواقع عطا فرماتے رہتے ہیں۔ یہ ہیں میری مختصر سی ملاقات کے تاثرات۔

۷۔ مکرم محترم چوہدری اسداللہ خانصاحب بیرسٹرایٹ لاء و امیر جماعت احمدیہ لاہور تحریر فرماتے ہیں :۔

آپ کی طبع شدہ چٹھی لاہور سے ہو کر مجھے یہاں ملی ہے اس کی تعمیل میں عرض ہے۔ کہ چند سال ہوئے آپ کے صاحبزادہ خورشید (الحاج) صاحب کے خلاف فارین ایکس چینج ایکٹ کی خلاف ورزی کی بناء پر چند مقدمات پولیس نے تیار کئے ان میں سے چار مقدمات عدالت میں چالان کر دیئے۔ اور ابتدائی عدالت میں چاروں مقدمات میں فیصلہ ان کے خلاف ہوا۔ اپیل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب لاہور کی عدالت میں خاکسار کے ذریعہ داخل ہوئے۔ اور چار دن کی بحث کی سماعت کے بعد جج صاحب موصوف نے فیصلہ محفوظ رکھا۔ اور چند دن بعد فیصلہ کی تاریخ مقرر کر دی۔ فیصلہ سننے سے پہلے ہی یا تو خورشید صاحب نے یا عبدالحی صاحب نے مجھے بتایا کہ آپ دعا فرماتے رہا کرتے تھے۔ ایک دن دعا کے بعد آپ کو بتایا گیا "مسل داخل دفتر کر دی گئی" اور آپ نے خورشید صاحب کو بتا دیا کہ بفضل اللہ تعالیٰ وہ مقدمات میں بری ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ بھی اور ان کے ساتھ جو اور صاحب بھی ماخوذ تھے (گو ان پر علیحدہ مقدمات تھے) وہ بھی بری ہوئے۔

اس کے علاوہ میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں جو آپ کی چٹھی زیر جواب کے تحت آتی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی میں برکت ڈالے اور آپ کا اور ہمارا سب کا بھی حافظ و حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ دعا کے لئے عرض ہے۔ والسلام

خاکسار اسداللہ خان

۸۔ قریشی عبدالرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ مجالس انصاراللہ سندھ۔

"آپ نے بفضلِ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے فیضِ صحبت سے حصّہ وافر پایا ہے اور اپنے خلوصِ نیت اور جذبۂ فدائیت میں قابلِ رشک مقام پایا ہے آپ کی صحبت کی گھڑیاں ایمان افروز لمحات ہوتے ہیں آپ کی ایمانی کیفیت ایک صاحبِ حال بزرگ ہونے کی وجہ سے مجلس کو گرما دیتی ہے"۔

۹۔ صوفی محمد رفیع صاحب امیر جماعت احمدیہ اپر سندھ۔

"آپ کی دعاؤں کی قبولیّت سے خاکسار اور خاکسار کی اولاد کو بفضلِ خدا کافی فائدہ پہنچا ہے اور یہ سب احمدیت کی برکت کی وجہ سے ہے"۔

۱۰۔ مکرمی مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری۔

"آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں شامل ہیں اور آپ کو اور آپ کے خاندان کو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور آپ کے خاندان کی خدمات عظیمہ سرانجام دینے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ احمدیت کے ایک فدائی اور عاشق خادم ہیں یہ اسی عشق و محبّت کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ خود بھی روحانیت سے معمور ہیں اور آپ کی دعائیں بارگاہِ ایزدی میں قبولیّت پاتی ہیں۔ مجھے خود بھی بعض اوقات آپ کی قبولیّت دعا کا تجربہ ہے ..... حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب صاحبِ الہام و کشف بزرگ ہیں اور مستجاب الدعوات انسان ہیں ان کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو فیض پہنچ رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے انہیں والہانہ عشق ہے اور اس گھرانے کے ہر فرد کی خدمت بجالانا اپنی انتہائی سعادت سمجھتے ہیں..... حضرت مولوی صاحب خود اور ان کے بچے بھی حتی الامکان اپنی دولت و ثروت کو اللہ تعالےٰ کی امانت سمجھتے ہیں اور انہیں اسے راہِ خدا میں صرف کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ یوں بھی اللہ تعالےٰ نے انہیں سخی النفس بنایا ہے میرے نزدیک آپ آسمانِ احمدیت کے ایک قابلِ درخشندہ ستارے ہیں.... حضرت مولوی صاحب نہایت دعا گو اور نم آنکھوں سے عبادت بجا لانے والے بزرگ ہیں۔ رَجُلٌ بَكَّاءٌ کے مصداق ہیں۔ مگر طبیعت

میں خاص شگفتگی اور ظرافت ہے۔ ان کی مجلس میں بیٹھنے والے بہت
لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مَیں نے ان کی صحبت میں بیٹھنے سے پُر کیف رُوحانی
لذّت حاصل کی۔ جس کے لئے میں ان کا بہت ممنون ہوں۔"

۱۱۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ
"جزاکم اللہ احسن الجزاء جس تندہی اور محنت سے آپ انصار اللہ
کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ قابلِ تعریف ہے۔ عمر کی اس سٹیج
پر خدمتِ دین کا یہ جذبہ صحابہ کا ہی مقام ہے۔"

۱۲۔ سیّد امین احمد صاحب ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم
"کسی نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔ کہ حضور ایدہ اللہ نے آپ کے متعلق فرمایا
ہے۔ کہ مولوی صاحب (آپ) سجدہ سے سر نہیں اٹھاتے۔ جب تک کہ خدا کو
اپنی دعا پر راضی نہ کرلیں۔ مَیں آجکل اس قسم کی دُعائے خاص کا محتاج ہوں۔"

۱۳۔ مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ
"اپنے والد صاحب محترم کی وفات کے بعد مجھے کسی خاص مہربان دُعاگو کی
تلاش تھی۔ جو خلیفۂ وقت کے بعد مہربان باپ کی طرح دعائیں کریں حضرت
مولوی قدرت اللہ صاحب نے فرمایا۔ مَیں تمہاری اس درخواست کو قبول
کرتا ہوں اور انشاء اللہ تعالےٰ اپنے حقیقی بچوں کی طرح تمہارے لئے دُعا کا وعدہ
کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب کی دعاؤں
کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ حقیر و ناچیز کو سلسلہ کی خدمت کی سعادت
نصیب فرمائی۔ حضرت مولوی صاحب کی دعاؤں کی قبولیّت کا مَیں قائل
ہوں اور خود بھی گواہ ہوں۔

۱۴۔ حکیم عبد اللطیف صاحب شاہدؔ گوالمنڈی لاہور
"حضرت مولوی صاحب (مولوی قدرت اللہ صاحب) ان سعید النفس خوش
بخت اصحاب میں سے ہیں جن کو ان رب آسمانی، روحانی اور ربّانی نعماء
الٰہی سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پیروی اور محبّت کے طفیل حصّہ وافر
ملا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رنگ میں روحانی زندگی موہبت ہوئی۔"

۱۵- مکرم مولوی عبدالمالک خاں صاحب مُربّی جماعت احمدیہ کراچی سابق مبلّغ گھانا مغربی افریقہ۔

"مجھے آپ کو قریب سے دیکھنے اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا موقعہ کراچی میں حاصل ہوا۔ آپ کی باتیں سُنکر جو تاثر مَیں نے حاصل کیا۔ وہ ان دو لفظوں میں ہی ادا کر سکتا ہوں۔ "ولی اللہ"......... حضرت مولوی صاحب کو اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اور آپ کے خلفاء اور خاندان مسیح موعود سے ایک بے نظیر عشق ہے۔ مَیں نے نہ صرف خاندان کے تمام افراد کا ادب کرتے بلکہ ان سے تعلّق رکھنے والوں کا بھی ادب کرتے پایا ہے۔..... آپ کا ایمان فلسفیانہ نہیں بلکہ عاشقانہ ہے۔ جو انسان بھی آپ کی صحبت میں بیٹھے۔ خواہ وہ چند لمحات کے لئے ہی بیٹھے وہ ایک دفعہ ضرور یہ محسوس کرے گا۔ کہ وہ ایک روحانی فضا میں پہنچ گیا ہے۔ عاشق صادق کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے ذکر میں لذّت محسوس کرتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب کا مَیں نے بغور مطالعہ کیا۔ اور مَیں نے پایا۔ کہ آپ کی دل پسند بات یہی ہے۔ کہ احمدیت کا چرچا کریں۔........ دربارِ خلافت میں جو مقام آپ کو ملا یعنی امامِ وقت نے آپ کو مستجاب الدعوات عقل مند۔ ہوشیار۔ محنتی قرار دیا ہے۔ یہ اس خدمت اور فرمانبرداری کا صلہ ہے۔

آپ کی عملی زندگی نہایت مستعدی کی زندگی ہے۔ باوجود پیرانہ سالی عبادت وریاضت وتلاوت کلامِ پاک کے علاوہ ہر دینی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن کریم نے صحابہ کرام کی شان میں بیان فرمائی ہے۔ مجھے آپ کے ساتھ متعدد بار نماز تہجد اور دوسرے اوقات میں دعا کرنے کا موقعہ ملا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ بہت سے مواقع پر میں نے آپ کو اس طرح تڑپ تڑپ کر دعا کرتے دیکھا۔ جس طرح بکرا ذبح کے وقت تڑپتا ہے۔ آپ کی اشک ریز آنکھوں میں اس وقت میں نے ایک خاص قسم کی چمک محسوس کی ہے جس کی کیفیت میں الفاظ

میں نہیں بتا سکتا۔ بہرحال میرا دل موم ہو جاتا تھا۔ میں نے بلند آواز سے بھی دعا کرتے سُنا اور میں نے یہ پایا۔ کہ آپ کی دُعاؤں میں بہت جامعیت ہوتی ہے .... اولیاء اللہ کی یہی علامت قرآن کریم میں مذکور ہے کہ خدا تعالےٰ اس زندگی میں ان سے ہمکلام ہوتا۔ اور اپنی بشارات سے نوازتا ہے۔ یہ ولایت آج اصحاب احمد علیہ السلام میں موجود ہے جس کا ایک پھل مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ہیں جن میں یہ تمام علامتیں پائی جاتی ہیں ۔"

۱۶۔ ملک ولایت خان صاحب آڈیٹر تحریک جدید لکھتے ہیں :-

"ہمارے محلہ دارالنصر ربوہ میں جو مسجد تیار ہے۔ یہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے جوشِ ایمانی کی بدولت ہے جس کی تعمیر میں تقریباً تیرہ ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اس میں کچھ تو علاقہ کوئٹہ اور سندھ کی جماعتوں سے چندہ اکٹھا کیا ہے۔ اور بہت سی رقم خود بھی عنایت فرمائی ہے۔ اب اس کے ساتھ کی زمین میں باغ اور کنویں میں ٹیوب ویل لگانے کا پروگرام ہے آپ کے عزائم اور کارکردگی اور انتھک کوششیں نوجوان احمدی کو مات کرتی ہیں آپ مجسّم تبلیغ ہیں۔ اور ذکرِ حبیب اور ذکر خلفائے سلسلہ سے ہر وقت حاضرینِ مجلس کو مسحور رکھتے ہیں جس مجلس میں بھی رونق افروز ہوں۔ اپنی ایمان افروز روایات سے محفل کو سرگرم رکھتے ہیں۔ آپ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شیدائی ہیں بڑے عبادت گذار ملہم اور صاحبِ کشف ہیں۔ قبولیتِ دُعا سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص نوازا ہے۔ چنانچہ آپ کی دُعا کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کی نشان کردہ جگہ پر نلکا لگوانے اور پھر کنوآں کھدوانے سے پانی میٹھا نکلا۔ جبکہ ارد گرد سب پانی کڑوا ہے۔ ہمدردی خلائق کا وصف بھی آپ میں نمایاں طور پر دیکھا گیا ہے جو حاجتمند بھی آپ سے امداد کی درخواست کرے (اللہ تعالےٰ نے آپ کے لڑکوں کو دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اور غنی ہیں) آپ اس کی امدادی درخواست کو رد

نہیں کرتے۔ اور ضرور امداد کرتے ہیں۔ مہمان نوازی میں بھی آپ کی شان
زالی اور قابلِ تقلید ہے۔ غریب نوازی میں بھی ان کا اعلیٰ مقام ہے
چنانچہ میرے لڑکے کی شادی پر کمال مہربانی سے باوجود اس پیرانہ سالی
کے کار پر نہ صرف خود میرے گاؤں میں تشریف لائے جو ربوہ سے کچے
فاصلے پر ۲۲ میل ہے بلکہ صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب اور مولوی
عبد الرحمٰن صاحب انور کو بھی لے کر پہنچے اور اپنی دعاؤں سے غریب خانہ کو
نوازا ؛

۱۷۔ مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (پرنسپل تعلیم الاسلام کالج)
"جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار آپ کی مخصوص دعاؤں کے لئے آپ
کا بے حد ممنون ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آپ کو اپنے پاس سے اجرِ
عظیم عطا فرمائے"

ایک دوسرے خط میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔
"آپ کے لئے میرے دل میں بے انتہا احترام اور قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ
ایسے بزرگ کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ کیونکہ ایسی دعا گو
مقدس اور خدا رسیدہ ہستیاں بہت ہی بابرکت ہوتی ہیں۔ ہم سب اپنی
پرسوز دعاؤں میں یاد رکھنے کی وجہ سے آپ کے لئے بے حد ممنون ہیں
ان کے لئے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے پاس سے جزائے خیر دے۔ خاکسار آپ
کی خاص دعاؤں کا بہت زیادہ محتاج ہے ؛

۱۸۔ مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔
"گذارش ہے کہ میری چھوٹی بچی عزیزہ امۃ الحلیم بیگم کے لئے اپنے خاندان
میں سے ہی رشتہ کی درخواست موصول ہوئی ہے۔ اس کے لئے آپ کی
خدمت میں دعا اور استخارہ کی درخواست ہے۔ مہربانی فرما کر خدا تعالیٰ
کے حضور استخارہ فرما کر اپنے مخلصانہ مشورہ سے مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء"

۱۹۔ نقل چٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ بنام حضرت مولوی قدرت اللہ
صاحب سنوری۔

"مکرمی محترمی حبی فی اللہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' - ۲۲ ۱۲/۶۵ کو آپ سے اور آپ کے عزیزان سے یکجا طور پر مل کر بہت خوشی ہوئی - اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کے اقارب کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے اور ترقیات عطا فرمائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو اولاد کی کثرت کی بشارت دی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اولاد کے لئے دعا فرمائی میں نے بھی آپ کی اولاد کی ترقیات تا قیامت کے لئے دُعا کر دی ہے - اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہترین ثمرات سے نوازے -

(دستخط) مرزا ناصر احمد - خلیفۃ المسیح الثالث - ۱۰ ۱/۶۶

۲۰ - نقل چٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ بنام حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری :-

"آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی چٹھی محررہ ۲۷ ۴/۶۶ موصول ہوئی - یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی دوسری آنکھ کا اپریشن بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوا ہے - دُعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی بینائی کو قائم رکھے - اور اپنے فضلوں سے نوازے الحمد للہ آمین -

آپ کی طرف سے فضل عمر فاؤنڈیشن میں ایک ہزار کے وعدہ کا علم ہوا جزاکم اللہ احسن الجزاء -" (دستخط) مرزا ناصر احمد - خلیفۃ المسیح الثالث ۷ ۵/۶۶

۲۱ - صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب.

"آپ کے لئے ابا حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ) فرماتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے چمڑی بن کر مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں سُن لیتا ہے وہ تو ہے ہی مجیب خدا - اور ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے اور پھر جو شخص بہت عاجزی سے گڑگڑا کر مانگے اور مانگتا ہی چلا جائے - تو اس کی خدا تعالیٰ ضرور سن لیتا ہے - میری التجا ہے کہ آپ ..... کے لئے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا مانگیں اور مانگتے چلے جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو مجیب ہے اور قادر ہے آپ کی دعا سُن لے خدا کے

لئے آپ میرے لئے بھی اللہ تعالےٰ کے حضور چھڑی بن جائیں۔ میرا پیارا
خدا آپ کو اس کا بہت اچھا اجر عطا فرمائے۔"

۲۲- حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب قائم مقام ناظر خدمتِ درویشاں تحریر
فرماتے ہیں:-

" آپ کا خط محررہ ۹/۶۳ ۲ موصول ہوًا۔ آپ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ
حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مورخہ ۹/۶۳ ۲ کو وفات پا چکے ہیں۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے انہیں
غریقِ رحمت کرے اور عقبیٰ میں درجات بلند فرمائے۔
آپ حضرت صاحب کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالےٰ
اپنے فضل سے حضور کو جلد کامل صحت دے کر جماعت پر رحم فرمائے۔ والسّلام
عزیز احمد۔ ناظر خدمتِ درویشاں۔

۲۳- دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ بنصرہ العزیز۔ بخدمت
مکرم محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب!

" السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہُ اللہ
بنصرہٖ نے فرمایا ہے کہ حضور کو معلوم ہوُا ہے کہ حضرت مولوی قدرت اللہ
صاحب سنوری بیمار ہیں۔ آپ ان کو فوراً دیکھ کر دوائی تجویز کریں (جو بل
ہوگا وہ حضور اپنے پاس سے ادا کریں گے)   خاکسار عبدالرحمٰن انور
پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح۔

۲۴- اقتباس از مضمون حسن آرا منیر صاحبہ بیگم میجر منیر احمد صاحب شہید۔ از الفضل
۵ر جنوری ۱۹۶۶ء۔

" بزرگوں کی خدمت اور ان سے دعائیں کروانے اور دعائیں لینے کا غیر معمولی
شوق تھا...... شہادت سے کچھ عرصہ قبل جبکہ کوئٹہ میں مقیم تھے۔ حضرت
مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری سے تعلقات محبت بڑھائے اور ان کی
بھی دعائیں لیں۔ کوئٹہ کی مسجد میں نماز مغرب ادا کرنے جاتے میں پوچھتی
آپ بہت دیر سے گھر آئے ہیں۔ کہتے بس نماز پڑھ کر حضرت مولوی صاحب کے

گھٹنے کے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ اللہ میاں کہتا ہے۔ کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ
صادقوں کی صحبت اختیار کرو۔ سو میں بھی اسی لئے گھٹنا پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں۔
کہ شاید میرا شمار بھی صادقوں میں ہو جائے"۔

۲۵۔ نقل چٹھی از دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ۔
"امسال مجلس مشاورت ۲۲-۲۳-۲۴ مارچ ۱۹۶۳ء کو تعلیم الاسلام کالج
ربوہ کے ہال میں منعقد ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل سے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابی ہونے کا شرف بخشا ہے آپ کی بیعت
۱۹۰۰ء سے قبل کی ہے اس لئے آپ ہر سال شوریٰ میں شامل ہو سکتے ہیں۔
امسال بھی مجلس مشاورت میں شامل ہو کر اپنے مشورہ سے مستفید فرماویں۔
والسلام خاکسار عبدالرحمٰن انور سیکرٹری مجلس مشاورت۔

۲۶۔ چٹھی از مکرم صدر صاحب صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔
"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبارک تحریک دعا میں شمولیت سے متعلق
آپ کا خط پہنچا۔ نام فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء
اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔ والسلام
خاکسار خالد برائے صدر۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

۲۷۔ چٹھی از مکرم قائد عمومی صاحب مجلس انصار اللہ مرکزیہ
"حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کی زبانی معلوم
ہوا ہے کہ کراچی میں مبلغ دو ہزار روپیہ انصار اللہ کا چندہ موصول ہوا ہے
امید ہے اس رقم میں تعمیر دفتر کے عطیہ جات بھی ہوں گے از راہ کرم کراچی کے
ایسے دوست جنہوں نے تعمیر دفتر کے لئے کم از کم یکصد روپیہ کا عطیہ دیا ہے
ان کی فہرست دفتر انصار اللہ مرکزیہ میں جلد بھجوا دیں تاکہ ایسے اصحاب کے
نام بغرض دعا "الفضل" میں شائع کرا دیئے جائیں۔ جزاکم اللہ۔
خاکسار خالد قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

۲۸۔ تعزیتی چٹھی از محمد محمود خان صاحب سنوری راولپنڈی" وہ تو بہت ہی خوش قسمت نصیب
بی بی تھیں جو آپ بزرگوں کے ہاتھوں اپنی منزل مقصود کو پہنچیں۔

۲۹۔ اقتباس از چٹھی محمد اکرم خان صاحب شاہ لطیف آباد یونٹ ۶ حیدرآباد سندھ۔

"آپ یہ معلوم کر کے خوش ہونگے خدا تعالےٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ آپ کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشا ہے کہ عزیز خلیل احمد بی۔ اے میں عزیز داؤد احمد بی۔ اے پارٹ وَن میں اور عزیزہ قدسیہ میٹرک میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

آپ کا عاجز محمد اکرم خان

اپنے کچھ عزیزان کے خطوط

ہر شخص کے قریبی عزیز اس کی زندگی اور ماحول سے زیادہ باخبر ہوتے ہیں۔ اور ان کی رائے کو خاص وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ خاکسار جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنیٰ خادم ہے۔ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ خاکسار کے قریبی عزیز بھی مجھ سے للّٰہی محبت رکھتے ہیں اور میرے متعلق حسن ظنی کا خیال رکھتے ہیں چنانچہ ایک عرصہ ہوا میں نے جو بعض خطوط اپنے بعض عزیزوں کو لکھے ہیں وہ بھی درج ذیل کئے جاتے ہیں اور عزیزان نے جو اظہار خیال میرے متعلق فرمایا ہے بطور مثال چند ایسے خطوط بھی درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

۳۰۔ عزیزم چوہدری محمود احمد صاحب محمود احمد اینڈ سنز کوئٹہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"میرے والد بزرگوار مکرم قبلہ حضرت حاجی حرمین شریفین مولوی (منشی) قدرت اللہ صاحب نے مجھے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی ایک کتاب تصنیف فرما رہے ہیں۔ مجھے فرمایا کہ آپ بھی کچھ لکھیں۔ مجھے ان کے اس فرمان کی تعمیل میں کچھ حجاب محسوس ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ اپنے والدین کی اطاعت کرو۔ اس لئے اپنے خیالات جو ان کی ذات گرامی سے تعلق رکھتے ہیں مختصراً لکھ رہا ہوں۔

قبلہ والد صاحب کی ذات گرامی کے تعارف کے ساتھ ساتھ مختصراً اپنے جدِ امجد دادا محترم حضرت مولوی محمد موسےٰ مرحوم کے متعلق یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ آپ مولوی اور شاعر اور معلم تھے اور نہایت ہی متقی باعمل بزرگوار تھے۔ موصی تھے۔

اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں مجھے بچپن کی باتیں خوب یاد ہیں اپنے دادا صاحب کو مَیں نے ہمیشہ صوم وصلوٰۃ کا پابند پایا۔ اور دن کے اکثر حصے میں قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول دیکھا۔ اسی طرح میری دادی حضرت خواجہ کرم النساء بھی ایک نہایت متقی اور پرہیز گار صوم وصلوٰۃ کی پابند اور بے انتہا خلیق عورت تھیں اور یہ بھی خدا کے فضل سے موصیہ ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں ان دونوں بزرگ ہستیوں کا تعارف کرانے سے میرا مطلب یہ ہے کہ ایسے دیندار گھرانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے والد محترم کو جنم دیا۔ جس کی ابتداء ہی پاکبازی کی زندگی سے ہوتی ہے۔

قبلہ حضرت والد بزرگوارم کی صفات واخلاق کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ آپ نے اپنے بچپن میں ہی احمدیت قبول فرمائی۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے جوانی کی عمر سے نہ صرف نماز روزہ کی پابندی بلکہ تہجد کی بھی باقاعدگی سے توفیق عطا فرمائی۔ میری آج ۱۶ $\frac{8}{64}$ کو ساڑھے سنتالیس سال کی عمر ہے اور مَیں ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے خدا کو حاضر ناظر جان کر حلفیہ کہہ سکتا ہوں کہ مَیں نے جب سے ہوش سنبھالی ہے۔ اپنے والد بزرگوار کو ہمیشہ ہی نماز روزے کی پابندی کے علاوہ تہجّد کا پابند پایا۔ اور نماز فرض کی طرح نماز تہجّد بھی پڑھتے ہوئے اور آپ کو ایک متقی پرہیز اور عالم باعمل دیکھا ہے اور آپ کی پُرسوز دعائیں آپ کی دل ہلا دینے والی دعائیں ہم نے سُنی ہیں۔ آپ کو اسلام اور احمدیت کا درد ہے اور آپ کو اس درد اور سوز گداز کے ساتھ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے ہوتے دیکھا اور سُنا ہے کہ ایک سچے مومن مسلمان کا دل آپ کی دعاؤں کو سُنکر اسلام کی محبت کے جوش سے اُبلنے لگتا ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس وجود سے لگاؤ اور احمدیت کی قبولیت اور آغاز احمدیت کے وقت سے احمدیت کی تربیت نے آپ کے اندر دعا کرنے اندر دعا کرنے اور دعا کرنے کا ایسا جوش اور دل میں صحیح درد اور عادتِ راسخ پیدا کر دی ہے۔ کہ حقیقتاً آپ کا سارا وجود ہی دعا اور صرف دعا ہی بن کر رہ گیا ہے اگر کوئی تہجد کے وقت یا دن کے اکثر حصّوں میں جب والد بزرگوارم سربسجود ہوں

دیکھیے اور آپ کی دعاؤں کو سُنے تو اسے معلوم ہو کہ خدا کے مقدس مسیح کے پاکباز صحابہ کس قدر اسلام اور احمدیت کا درد رکھتے ہیں اور ان کو خدا کی ذات والا صفات پر کس قدر سچا ایمان اور خدا کی مخلوق سے کس قدر سچی محبت ہے کہ وہ ہر لمحہ خدا کی عبادت اور دعا اور گہری دلسوز دعا کرنے میں گذارتے ہیں کہ ایک مومن باعمل تو کیا ایک کافر بدکردار کے دل پر بھی اثر کئے بغیر نہ رہے۔ آپ کی ذات بابرکات ہمارے خاندان کے لئے تو ایک رحمت کا وجود ہے ہی۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ آپ جس سوز و گداز کے ساتھ تمام ان لوگوں اور عزیزوں کے لئے بھی جو کبھی دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں اس سوز و گداز سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں کی کثرت سے تر اور آپ کا سینہ انتہائی درد اور کرب سے معمور ہوتا ہے اور کبھی کبھی میں ڈر جاتا ہوں کہ کہیں آپ کا ہارٹ اس سوز و گداز سے فیل ہی نہ ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی ذات نے شاید اسی لئے کہ اس کے ہزاروں بندگان کو اس کے مسیحؑ کے صحابی کی بابرکت دعاؤں سے فائدہ پہنچے۔ آپ کا دل غیر معمولی طور پر زیادہ قوی بنا دیا ہے۔

آپ کو حضرت مسیح موعودؑ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ اور حضرت امیر المومنین والا شان کی ذات اقدس سے ایک حقیقی اور سچا عشق ہے۔ اور آپ کو حضور امیر المومنین کی ذات اور آپ کی صحت کے لئے ایسے رنگ میں دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے جس کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

آپ کی محبت خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے۔ ۱۹۳۵ء میں ہم سب کو خدا کے سپرد کر کے سندھ تشریف لے جا کر ناصر آباد فارم کی زمینیں خرید فرما کر اس فارم کو آباد کیا۔ اور اس فارم کی زمینوں پر اتنی محنت اور شوق سے کام کیا کہ وہ فارم اپنی ابتداء سے ہی ایک نہایت اعلیٰ فارم ہو گیا۔ اور اب اس میں فصلوں کے علاوہ نہایت اعلیٰ قسم کے پھل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کے سندھ تشریف لے جانے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ہماری مالی مشکلات میں پنجاب میں اضافہ ہو گیا۔ اور ہم سب کی تعلیم کی حالت بھی خراب ہو گئی۔ اور نوبت یہ اینجا رسید کہ مرحومہ حضرت والدہ محترمہ جو والد صاحب کے سنور ریاست پٹیالہ کے

قیام کے وقت نہایت فارغ البالی کے ساتھ وقت گذارتی تھیں۔ ایک ایک پیسہ کے لئے تنگ رہنے لگیں اور گھبرا کر مجھ سے ایک خط لکھوایا جو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کے نام تھا۔ اس میں حضور کو لکھا کہ میرے خاوند (مولوی قدرت اللہ سنوری) کو آپ نے سندھ بھجوا دیا ہے جس کی وجہ سے ہماری مالی حالت بیحد کمزور ہو گئی ہے۔ اور بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے آثار بھی ختم ہو گئے ہیں۔ ان دنوں حالات میں آپ سے نہایت عاجزانہ طور پر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتی ہوں۔ کیونکہ آپ حضرت رسول کریمؐ کے نائب ہیں کہ آپ میرے خاوند کو سندھ کے فارم کے کاموں سے فارغ کر کے یہاں (سنور ریاست پٹیالہ) آنے کی اجازت دیں۔ حضور نے اس خط کو ملاحظہ فرمایا۔ اور اصل خط معہ اپنی طرف سے اجازت نامہ کے بھجوا دیا۔ کہ آپ کی اہلیہ نے ایسا لکھا ہے اگر آپ جانا چاہیں۔ تو اجازت ہے اس کے جواب میں قبلہ والد صاحب نے حضرت امیر المؤمنین کو جو جواب دیا۔ وہ یہ تھا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مَیں اگر حضور خود پسند نہ فرما دیں۔ اور حکم دیں تو چلا جاؤں۔ ورنہ اگر حضور کی خواہش ہو۔ کہ مَیں کام کروں۔ تو خواہ میری اولاد کی تعلیم ہو یا نہ ہو۔ میرے بچوں کو خواہ کتنی ہی مالی تنگی اور پریشانی کیوں نہ ہو۔ مَیں حضور کی خدمت سے کسی طرح بھی سبکدوش ہونا نہیں چاہتا۔ جب تک کہ آپ کی زمینوں کی آبادی کا کام پورا نہ ہو جائے"۔ اور آپ نے اپنے اس عہد کو پوری طرح نبھایا۔ اور نہایت ہی شوق محنت ایمانداری اور جانفشانی سے اس وقت تک کام کیا۔ جب تک کہ حضور نے ضروری سمجھا۔ آپ کے اس فارم پر کام کے قیام کے دوران ایک واقعہ دعا کے سلسلہ میں ہی عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ کا ایک دوسرے فارم محمود آباد سندھ کے مینجر سے زیادہ پیداوار پیدا کرنے پر مقابلہ ہو گیا اور آپ نے اتنی زیادہ فصل کی پیداوار کی حضور سے پیشکش کی جتنی دوسرا مینجر نہ کر سکا۔ جب ناصر آباد فارم کی پیداوار مقابلتاً زیادہ ہوئی۔ تو حضور نے وجہ دریافت فرمائی تو قبلہ والد صاحب نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے عرض کی کہ میں نے ہر ایکڑ کے کونے پر سجدہ کر کے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیداوار کی زیادتی کے لئے دردِ دل سے دعائیں مانگی تھیں۔ تو پھر چوہدری بشیر احمد (مرحوم) مینجر محمود آباد کے فارم

کی فصل کی پیداوار میرے فارم ناصر آباد سے کس طرح بڑھ سکتی تھی۔ یہ واقعہ حضرت امیر المؤمنین کو بھی اچھی طرح یاد ہے۔ چنانچہ نومبر ۱۹۶۲ء میں حضرت والدہ صاحبہ کی وفات پر جب ہم حضرت امیر المؤمنین کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے والد بزرگوارم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم وہی قدرت اللہ سنوری ہو جو میری زمین ناصر آباد کے ہر ہر ایکڑ پر سجدہ ریز ہو کر اس کی پیداوار اور فارم کی ترقی کے لئے دعا مانگا کرتے تھے۔ واقعی اگر کسی نیک انسان کے دل میں نیک خواہش ہو تو وہ یقیناً عرشِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اس دعا کے نتیجہ میں اس سے ہمیشہ ایک ایسی خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ جو ہمیشہ ہمیشہ نیک اور سعید روحوں کو وجد میں لانے کے لئے اپنی مثال آپ ہی ہوتی ہیں :۔

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مقدس صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب وزیر آبادی ہمارے بچپن میں غالباً ۱۹۳۰ء یا ۱۹۳۱ء میں سنور ہمارے گھر آئے انہوں نے ایک نظم لکھی اس کا ایک شعر اور ایک مصرعہ یاد ہے۔ جو ہمارے گھر کی حالت پر دلالت کرتا ہے۔ جو حضرت والد صاحب کی تربیت کا اثر ہے :

مولوی قدرت اللہ دے گھر وچ میں کئی روز گذارے
رب رسول دے عاشق دیکھے وڈّے چھوٹے سارے
پڑھن نمازاں کرن دعائیں اُٹھ اُٹھ وقت سحر دے

. . . .

مجھے اپنے کاروبار اور کچھ ضروری کاموں اور اپنے سفر کی تیاری کے لئے وقت نہیں کہ میں مضمون کو مکمل کر سکوں۔ اس لئے مختصراً دو باتیں لکھ کر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

اوّل قبلہ حضرت والد بزرگوارم نے حضرت امیر المؤمنین کی خوشنودی کے لئے ہماری مالی حالت کی پرواہ کئے بغیر قربانی کر کے سندھ میں حضور کے فارم پر کام کیا۔ اور اس کی وجہ سے ہماری چاروں بھائیوں عاجز محمود احمد۔ الحاج ایم اے خورشید۔ داؤد احمد۔ گلزار نصرت اللہ ناصر کی تعلیم صرف میٹرک تک ہی ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے برداشت نہ کیا۔ اور فی زمانہ ہماری مالی حالت نہایت ہی اچھی ہے اور ہم ہزاروں بی۔ اے اور ایم۔ اے پاسوں سے بہتر ہیں۔ قبلہ والد محترم نے

ہم کو اللہ تعالےٰ کے سپرد کیا۔ اور ہماری تربیت ان کی غیر حاضری میں ہوئی اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو صحیح احمدیت پر قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ نماز روزہ کی پابندی کی بھی سب کو توفیق ملتی ہے یہ بھی آپ کی دعاؤں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہے سچ ہے۔ جو خدا کا ہو۔ خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قبلہ والد صاحب بچپن سے ہی ہم کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے تم چاروں کے لئے بہت بہت دعائیں کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ تم سب کو رزق بہت عطا فرمائے گا۔ مجھے اگر فکر ہے تو اس بات کا کہ تم لوگ اپنی کمزوری یا غلطی سے کہیں خدا کو نہ بھول جاؤ اور دولت کے نشہ میں سرشار ہو کر خدا کی عبادت سے غافل نہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ تم کو اس غفلت سے بچائے رکھے آمین۔ میں یہ باتیں سُنکر ہمیشہ خیال کیا کرتا۔ اور بچپن اور جوانی کی نادانی سے خیال کیا کرتا تھا کہ والد صاحب ہم کو طفل تسلی دینے کے لئے یہ باتیں کہتے ہیں۔ مگر پاکستان بننے کے بعد جب اللہ تعالےٰ نے ہم کو صحیح طور پر تجارت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور آپ کی مقدس دعاؤں کی برکت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تو ہماری آنکھیں کھلیں ہم نے واقعی اپنے پیارے اور ربّ اعلیٰ کی رحمتوں کو اپنے اوپر اس طرح برستے دیکھا جس طرح ساون اور بھادوں کے بادل سرسبز اور شاداب کھیتوں پر جب بارش برساتے ہیں تو اندھا بھی ان کو محسوس کر کے محظوظ ہوتا ہے۔

ہم نے اس زمانہ میں خدا کے مقدس مسیح کے مقدس صحابی کے گھر میں جنم لیا۔ اور آج کی مادی دنیا میں دعا کی برکتیں نہ صرف سنیں بلکہ عملاً دیکھیں۔ کاش کہ یہ دنیا اس مسیح موعود کی مقدس تعلیم کو سُنے اور پڑھے اور سمجھے اور غور کرے۔ اگر وہ دنیا بھی چاہیں تو ان کو دنیا بھی مقدس دعاؤں سے مل سکتی ہے۔ اور وہ مقدس چشمہ جو خدا کا مسیح اس دنیا میں چھوڑ گیا ہے اس سے خوب سیر ہو کر ٹھنڈا پانی پئیں۔ جو دُعا کا ہے اور خدا کے مقدس مسیح نے کیا خوب کہا ہے ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است!

۱۳۱۔ عزیزم چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید دی ایران ٹریڈ سنٹر کراچی تحریر کرتے ہیں:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔

انسان کی تخلیق کی غرض وغایت جو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر ہستی نے بیان فرمائی ہے اسی کے مطابق ہم کسی شخص کے حالات زندگی کو پرکھ سکتے ہیں۔ میرے والد بزرگوارم الحاج حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری جنہوں نے ایسے گھرانہ میں جنم لیا۔ جو پشت ہا پشت سے مسلمان چلا آرہا تھا۔ اور سب خدا اور اس کے رسول کے نام لیوا تھے۔ آپ نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی۔ جو دینی ماحول کہلانے کا مستحق تھا۔ اور پھر خداوند تبارک وتعالیٰ نے آپ کی برادری میں سے ایک بزرگ محمد یوسف صاحب کو آپ کی تربیت کا زرّیں موقعہ بخش دیا۔ جو آپ کو تہجّد کے لئے تاکید فرماتے۔ اور دوسری نمازوں میں بھی شامل کراتے۔ چنانچہ بچپن سے ہی آپ کو نمازوں اور تہجّد کو ذوق شوق سے ادا کرنے کی توفیق ملنے لگی۔ اور نوجوانی کی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو شناخت کرنے کی توفیق بھی مل گئی۔ اور آپ کے تبلیغ کرنے پر آپ کے والد صاحب والدہ صاحبہ اور دادا صاحب بھی احمدیت میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ آپ اپنے اوّلین اور آخرین سب کے لئے رحمت اور برکت کا موجب بنے۔ آپ نے آغاز جوانی میں سرکاری ملازمت کی۔ اس کے بعد ریاست پٹیالہ کے سکھ رؤساء کے ہاں بطور مینیجر ملازم رہے۔ اور اپنی دیانتداری پاکیزہ زندگی اور نیکی کا اثر سکھ قوم پر بھی ڈالا۔ اور انہوں نے آپ کو ہمیشہ انعام واکرام سے نوازا۔ جس کی وجہ سے آپ نے اس زمانہ کے مطابق عمدہ پختہ مکانات تعمیر کرائے زمینیں خریدیں اور غیر معمولی حالات میں کثیر العیال ہونے کے باوجود عمدہ پیمانہ پر لڑکے لڑکیوں کی شادیاں کیں۔ چھ لڑکیوں اور چار لڑکوں کی ایسے زمانہ میں جب کہ روپیہ کی بہت قدر وقیمت تھی۔ اور آپ کے پاس اتنی دولت نہ تھی۔ اچھے پیمانہ پر شادیاں کرنا صریح طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر موقعہ پر آپ کی مدد فرمائی۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کا خاص فضل وکرم اور عنایت تھی۔ جو آپ کو اپنی تمام برادری میں ممتاز کئے ہوئے تھی۔ اور آپ کے اہل محلہ۔ اہل شہر اور عزیز واقرباء سب آپ کو نیک متقی پرہیزگار اور تقویٰ شعار سمجھنے کے علاوہ لاکھوں روپے کا مالک سمجھتے تھے۔

وہ زمینداروں کے ہاں آپ نے کام کیا تھا۔ اب بھی آپ کی قدر کرتے ہیں اور ایک مرتبہ انھوں نے ہندوستان میں ملاقات کے لئے بلوایا تھا۔ ان کے مرد اور ان کی عورتیں آپ کو مولوی صاحب اور باپوجی کے القاب سے یاد کرتی ہیں۔ آپ کی زندگی آسائش و آرام کے ساتھ گذر رہی تھی کہ ۱۹۳۳ء میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے سندھ میں زمین خریدنے کا خیال فرمایا۔ اور آپ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ وہاں پر آپ نے تقریباً ۱۷ سال خدمات انجام دیں۔ اور وہاں کے لوگ آپ کی دینداری، پرہیزگاری اور تقوےٰ شعاری کے قائل ہیں۔ اور ہمیشہ آپ کو دعاؤں کے لئے درخواستیں بھجواتے ہیں ؛

اب چند سال سے آپ ربوہ۔ کوئٹہ اور کراچی میں قیام کرتے ہیں۔ بارہ سینکڑوں لوگوں کے خطوط دعاؤں کے لیے موصول ہوتے ہیں آپ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے آپ کو رؤیائے صالحہ کشوف اور الہام کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے۔ اور لوگ آپ کے اللہ تعالےٰ سے لگاؤ کی وجہ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

عبادت

جیسا کہ اُوپر والے واقعات میں تحریر کیا جاچکا ہے۔ آپ کا بچپن۔ جوانی اور بڑھاپا عبادتِ الٰہی میں گذرا ہے آپ خود بھی نہایت انہماک اور توجہ سے اللہ تعالےٰ کی عبادت بجالاتے ہیں بلکہ اپنے تمام ملنے والوں اپنی اولاد اور عزیز و اقربا، کو بھی اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنے اور اس صحیح رنگ میں اس کا عبد بننے کی نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ فرض نمازوں کے علاوہ آپ نمازِ تہجد۔ اشراق اور نوافل بھی ہمیشہ سنوار کر ادا کرتے ہیں۔ اور سب کو ٹھونگے مار کر نماز ادا کرنے سے منع کرتے ہیں۔ نمازِ تہجد آپ متواتر تین سے چار گھنٹے تک لمبی کرتے ہیں۔ جس میں انبیاء علیہم السّلام۔ ملائکۃ اللہ الصالحین حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خاندان کے افراد اپنے دوستوں

دعا کے لئے درخواست کرنے والوں کے لئے ایک ایک کا نام لے کر دعائیں کرتے ہیں۔

ساری عمر قرآن کریم کو پڑھا اور دوسروں کو پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ کئی کئی سیپارے روزانہ تلاوت فرماتے رہے۔ سفر میں یا کہیں آتے جاتے ہوئے اگر قرآن کریم پاس نہ ہو تو زبانی جتنا یاد ہو اس کو پڑھتے رہتے ہیں۔

روزہ کا خود بھی تمام عمر اہتمام کیا اور اپنے گھر والوں کو بھی روزہ رکھوایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت بخشی۔ اور اپنی اولاد کو بھی حج بیت اللہ شریف کی تلقین فرماتے رہتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں کہ خداوند کریم ساری اولاد کو توفیق بخشے۔

دُعا

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ

جیسا آپ کو قرآن کریم کے ہر ہر لفظ پر ایمان ہے۔ اور ہر قرآنی حکم کا بجالانا فرض خیال فرماتے ہیں۔ اسی طرح دُعا کے متعلق آپ کو اس حکم خداوندی کا خاص خیال رہتا ہے۔ اور آپ سب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قرآنی حکم کے الہام ہونے کا ذکر کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو یہ بھی فرمایا گیا ہے۔ کہ جو لوگ دعائیں نہیں کرتے۔ ان کی مثال گُوہ کھانے والی بھیڑوں کی سی ہے۔

آپ کی بے شمار دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں اور سینکڑوں لوگ ان کی دعاؤں کی قبولیت کے شاہد ہیں۔ ہم لوگوں کو ذاتی طور پر جب بھی کوئی بیماری تکلیف مقدمہ یا کسی قسم کا رنج وغم وغیرہ پہنچا تو آپ کو دُعا کے لئے لکھا گیا۔ اور بیشتر معاملات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا بلکہ پہلے اس کے نتیجے سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دے دی۔

ہماری فرم کے خلاف ۵۲ء میں کچھ مقدمات بنے۔ ماتحت عدالت نے تو ہم کو قصور وار گردانا۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ سیشن میں بریت ہوئی۔ اس سے

چند یوم قبل آپ نے بذریعہ پوسٹ کارڈ اطلاع دی۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے:۔

"اپیل منظور فائل داخل دفتر"

چنانچہ اسی طرح ہوُا۔ اور اس کے بعد پولیس کی ہزار کوشش کے باوجود وہ اس سے اُوپر ہائی کورٹ میں ہمارے خلاف اپیل نہ کرسکے۔ اور فائل داخل دفتر ہوگئی:

دوسری آپ کی ایک خواب ۱۹۴۲ء کی میری شادی کے موقعہ کی ہے۔ اس وقت آپ کو بتلایا گیا۔ کہ آپ کی عمر ۹۰ سال کے قریب ہوگی۔ چنانچہ اس وقت ہم حیران تھے۔ کہ اتنا لمبا عرصہ زندہ رہنے کی پہلے خبر کون دے سکتا ہے اور کس کو معلوم ہے۔ کہ واقعی آپ اتنی لمبی عمر پائیں گے۔ چنانچہ اس خواب کو آج تقریباً بائیس سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور آپ کو خداوند تعالےٰ نے صحت اور سلامتی کے ساتھ اتنا عرصہ زندہ رکھا ہے۔

اس کے علاوہ بھی آپ کی سینکڑوں مبشر خوابیں ہیں۔ لیکن طوالت کے باعث تحریر نہیں کی جاسکتیں۔

آپ کی دعاؤں کے متعلق حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے افراد کو کئی مرتبہ فرمایا ہے۔ کہ بھائی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ) نے مجھے بتایا ہے کہ اگر قدرت اللہ صاحب سنوری سے دعا کروانی ہو۔ تو وہ چیخیں مار کر دُعا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں میری بھی یہی شہادت ہے کہ بیشتر مواقع پر آپ اللہ تعالےٰ کے حضور میں نہایت درد الحاح اور گریہ وزاری سے دعائیں کرتے ہیں اور آپ ہر اپنے پرائے کے دکھ درد پر ان کے لئے رورو کر اور تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتے ہیں اور اس گریہ وزاری کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل اور رحمت سے قبول فرما کر اس کے نتائج کو ظاہر فرماتا ہے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بھی ۱۹۵۶ء کی مجلس مشاورت پر اس بات کی

تصریح فرمائی۔ جو کہ اس سال کی رپورٹ میں چھپی ہوئی ہے۔ کہ قدرت اللہ صاحب سنوری کے سجدوں کی برکت سے مجھے دولت حاصل ہوئی۔

ایک پرانا واقعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے انبالہ چھاؤنی کے سٹیشن سے سوار ہونے کے وقت کا ہے اس وقت ریل میں سیکنڈ کلاس کا کوئی ڈبہ خالی نہ تھا۔ آپ کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آپ دعا کریں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی۔ اور گارڈ نے فرسٹ کلاس کے ڈبہ کو سیکنڈ کلاس کا لیبل لگا کر حضور کے لئے سفر کا انتظام کر دیا۔

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات۔ آپ کے خلفاء اور خاندان سے والہانہ محبت اور عشق ہے۔ بیعت کے وقت سے لے کر آپ ہمیشہ قادیان جاتے رہے۔ اور لمبا عرصہ رخصتیں لے کر وہاں قیام کرتے خود ہر طرح خدمت کرتے اور ہماری والدہ صاحبہ سے بھی خاندان کے افراد کی خدمت کراتے۔ ایسے بہت واقعات آپ کی سوانح عمری کے اندر پڑھ سکیں گے۔ خاندان کے افراد بھی آپ سے گہری محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور آپ کو دعاؤں کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یہاں تک فرمایا۔ کہ میں پنج تن کے لئے نہیں بلکہ چھ تن کے لئے دعا کرتی ہوں۔ یعنی آپ کو بھی اپنی مبارک دعاؤں میں شامل فرمایا۔

خاندان کے افراد کے بیمار ہونے پر ان کے لئے جہاں دعائیں کرتے ہیں وہاں ان کے لئے صدقہ خیرات کرتے رہتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات کے علاوہ بھی خاندان کے دیگر افراد کے لئے آپ نے کئی مرتبہ بکرا صدقہ دیا۔ اور یہ آپ کی ان سے بے حد اور بے لوث محبت کی مثال ہے ؛

خدمتِ دین

دین کے لئے قربانی اور خدمت کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے اور ساری عمر جانی مالی اور لسانی اور قلمی دین کی خدمات بجالاتے رہے ہیں۔ سنّور ریاست پٹیالہ میں آپ سلسلہ کے علمائے کرام کو بلوا کر تقاریر کراتے۔ لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاتے۔ اپنے رشتہ داروں دوستوں برادری اور غیر قوموں سبھی کو راہِ حق دکھانے کی کوشش کی۔ اور کبھی بھی کسی سے ڈر محسوس نہیں کیا۔

اپنا چندہ ہمیشہ سال بھر کا پیشگی ادا کرتے اور سلسلہ کی طرف سے جو بھی نئی تحریک ہوئی۔ اس میں بھی چندہ دیا۔ منارۃ المسیح پر بھی آپ کا نام کندہ ہے اس کے بعد تحریک جدید۔ وقف جدید میں بھی حصّہ لیا۔ اور آپ کا نام تحریک جدید کی پنج ہزاری فوج میں بھی شامل ہے۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک تحریک پر کہ سلسلہ کے لئے جانی قربانی پیش کرنی پڑے گی۔ آپ نے اپنے آپ کو بصد خوشی پیش کر دیا۔

ایک دوسرے موقعہ پر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو اپنا تمام مال حضور کے سفر کی ضروریات کے لئے اور سلسلہ کی خدمات کے لئے بھی پیش کر دیا۔

سلسلہ کے خدام۔ مبلّغین اور کارکنوں اور دوسرے لوگوں کی ضروریات کا آپ حتیّٰ المقدور خیال کرتے رہتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کو قرضے دیتے رہتے ہیں۔ بعض کی امداد خفیہ طور پر بھی کرتے رہتے ہیں۔

دینی خدمت کے علاوہ آپ نے ساری عمر رفاہِ عام کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اپنے قصبہ کے لوگوں کی مالی امداد کی۔ علاوہ ازیں ان کے مقدمات میں اور ہر دکھ اور تکلیف میں ان کی ہر ممکن مدد کی۔ مختلف مقامات پر آپ نے تین کنوئیں لگوائے۔ جن سے مخلوقِ خدا کو نہایت آرام پہنچا۔ اب بڑھاپے

کی عمر میں آپ نے اپنے محلہ دارالنصر ربوہ میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مغربی پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ اور چندہ اکٹھا کرکے مرکز میں اس خانہ خدا کی تعمیر کے لئے انتھک کام کیا۔ چنانچہ اس مسجد کی تعمیر کے لئے زیادہ رقومات آپ نے ہی جمع کی ہیں۔ اس مسجد کے ملحق باغیچہ بھی لگوا رہے ہیں۔

آپ کے دل میں خواہش ہے اور آپ دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ربوہ سے لے کر قادیان تک اتنی مسجدیں بنا دیوے کہ ایک مسجد کی اذان دوسری سے ملتی جاوے اور ربوہ میں جو اذان ہو تو اس سے آگے آگے مسجدوں میں اذان کی آواز قادیان تک جا پہنچے۔ اور خدا تعالےٰ کا نام بلند ہو اور اس کی توحید دُنیا میں پھیلے۔ آمین۔

نوٹ ۱۔ حضرت فضل عمر ایدہم اللہ تعالےٰ کے فوٹو میں آپ کے فرق مبارک پر جو لنگی بندھی نظر آرہی ہے۔ وہ مشہدی لنگی خاکسار نے ۱۹۱۵ء میں حضور کو پیش کی تھی۔ تفصیل کے لئے صفحہ ۱۳۲ ملاحظہ فرماویں۔

نوٹ ۲۔ ۱۹۶۴ء کے رمضان شریف میں خاکسار نے رؤیا میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سے عرض کیا۔ کہ میرے پاس کچھ تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہیں۔ نیز کہا۔ کہ ان تبرکات کا ملنا مشکل تھا۔ لیکن مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے مل گئے۔ اس پر صاحبزادہ صاحب نے اپنے سر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ یہ میری پگڑی بھی آپ کے واسطے ہے۔ پھر میں نے ۲ دو کلاہ اور پگڑیاں پیش کیں۔ آپ کے فوٹو پر وہی پگڑی زیب سر ہے۔ آپ نے بھی ۲ دو کلاہ اور دو پگڑیاں عنایت فرمائیں۔ جو میں نے اپنے ۲ دو بیٹوں برخوردار محمود احمد اور برخوردار مسعود احمد خورشید کو دے دیں۔

M. A. KHURSHID
DUKAN-E-REHMAT

عزیزم محمود احمد (محمود احمد اینڈ سنز امپورٹرز ایکسپورٹرز اینڈ کمیشن ایجنٹس شارع اقبال کوئٹہ) نے اپنی والدہ مرحومہ کے جو حالات اخبار الفضل ۱۲؍ مارچ ۱۹۶۳ء میں شائع کئے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

۳۲۔ **حضرت والدہ صاحبہ مرحومہ**

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن ؎ تا بماند نامِ نیکت برقرار

میری والدہ محترمہ "رحیمن" اہلیہ حضرت مولوی حاجی قدرت اللہ صاحب سنوری مورخہ ۲۶؍ نومبر ۱۹۶۲ء بروز سوموار بارہ بجے دن ۷۲ سال کی عمر میں وفات پا گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بُلانے والا ہے سب سے پیارا ؎ اسی پہ اے دل تو جاں فِدا کر

مَیں اس سلسلہ میں چند مختصر گذارشات احباب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا میں احمدیت اور اسلام کے نور کے پھیلانے کے واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو اس زمانہ میں مبعوث فرمایا۔ اور حضور نے جہاں قرآن کریم کے نور سے تمام دنیا کو منوّر کیا۔ اور اس جہان میں بسنے والے انسانوں پر اسلام کی صحیح نورانی شکل پیش کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی جماعت احمدیہ کو اخوت و محبت کی وہ تعلیم دی جس کی مثال ہی نہیں ملتی تو جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنی اس برگزیدہ جماعت میں باہمی اخلاص و محبت کو دیکھ کر اپنے ایمان کو تازہ کرتا ہے جو اخوت و محبت حضرت رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں تھی۔ اسکی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اور دل نور سے معمور ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ذات کے لئے ہر آن دُعائیں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور پروانہ وار فدا ہو کر آستانہ اُلوہیّت پر سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ کہ اے مقدس خدا اپنے اس برگزیدہ مامور پر اور اس کے جملہ خاندان پر کروڑوں کروڑ فضل اور رحمتیں نازل فرما۔ جس نے ہم کو ایسی تعلیم سے متمتع کیا۔

جس کے نتیجے میں ہماری جماعت کی خواتین ایسے ایسے مقدس وجود بنیں۔ جن کے نیک عمل تاقیامت دنیا میں باقی رہیں گے اور دنیا کی اصلاح کا موجب بنیں گے۔ حضرت والدہ صاحبہ کی وفات پر جماعت احمدیہ نے جو مشفقانہ سلوک ہم سے کیا۔ وہ مختصراً عرض ہے۔

جب ہم حضرت والدہ صاحبہ کی نعش کو لے کر کراچی سے ربوہ پہنچے تو احباب جماعت احمدیہ کی ایک کثیر تعداد ریلوے اسٹیشن پر موجود تھی۔ اگلے دن مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۲ء کو صبح ۸½ بجے ہم نے اپنے پیارے آقا حضرت امیر المؤمنین کو صرف اطلاع کے طور پر خبر بھجوائی کہ حضرت والدہ صاحبہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ حضور ان کے لئے دعا فرماویں ہم جواب کے انتظار ہی میں تھے کہ حضور نے ہم کو اپنی شرف باریابی کے لئے بلایا اور اس بیماری کے عالم میں جس طرح ہماری دلجوئی فرمائی اس سے ہمارے دل کے سب غم دور ہوگئے۔ اور پیارے آقا ہم کو تسلی دینے لگے۔ اور ہم اپنے پیارے آقا کے نورانی اور منور چہرہ کو دیکھ کر ان کی صحت کے لئے ہزاروں دعاؤں میں مشغول ہوگئے ہمارے دل حضور کی زیارت سے چمک اُٹھے اور آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے اور خیال آیا کجا ہم اور کہاں خدا کا یہ برگزیدہ مصلح موعود جو ہماری اس قدر دلجوئی کرتا ہے۔ اور والد صاحب بزرگوار کے فرمانے پر کہ میں مولوی قدرت اللہ ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ ہاں ہاں تم وہی قدرت اللہ سنوری ہو جو میرے ہر ایک زمین پر سجدہ کر کے میری نسلوں کے بابرکت ہونے کی دعا کیا کرتے تھے۔" اللہ اللہ! اس بیماری اور ضعیفی میں ہمارے مقدس امام کو اپنی جماعت کے ہر فرد کا کس قدر خیال ہے جو اس ملاقات سے روشن ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ رحیمن آپ کی بیوی تھی جو چوہدری کریم بخش صاحب کی بیٹی تھی۔ جو ریاست نابھہ کے تھے۔ میں اس کے لئے مغفرت کی دُعا کروں گا۔

اس ملاقات کے بعد ہم اپنے دلوں پر سے رنج والم کے ہزاروں بادلوں کو دور ہوتے ہوئے محسوس کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے اپنی دل کی بیماری کے باوجود ایک خط لکھ کر ہماری دلجوئی فرمائی جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے اس کے بعد حضرت والدہ صاحبہ کا جنازہ مطابق ارشاد حضرت میاں بشیر احمد صاحب صاحبزادہ میاں

رفیع احمد صاحب نے پڑھایا۔ اور ہم حضرت والدہ صاحبہ کو قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کر کے گھر واپس لوٹے۔ جب ہم دار النصر میں کوٹھی الحاج ایم۔ اسے خورشید پر آئے تو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اکثر صاحبزادگان و صاحبزادیوں نے خود بنفس نفیس تشریف لا کر ہم کو تسلی و تشفی دی۔ اس سے ہماری مزید دلجوئی ہوئی اور ہم نے اللہ تعالےٰ کا لاکھوں لاکھ شکر ادا کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی برگزیدہ جماعت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ والا محبت و اخلاص ہے جس کی فی زمانہ مثال نہیں ملتی۔ اور یہ اس جماعت کی سچائی کا بیّن ثبوت ہے۔

اس کے بعد میں ہزاروں بزرگوں اور جماعت احمدیہ کراچی اور جماعت احمدیہ کوئٹہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے حتی المقدور ہماری اس مشکل میں ہر طرح سے نہ صرف دلجوئی فرمائی بلکہ ہر قسم کی ضروری امداد بھی بہم پہنچائی۔ اور اس اہم کام میں ہمارا ہر طرح ہاتھ بٹایا۔

اب میں مختصراً حضرت والدہ صاحبہ کے حالات عرض کرتا ہوں۔

حضرت والدہ صاحبہ چوہدری کریم بخش صاحب نمبردار رائے پور ریاست نابھہ کی صاحبزادی تھیں۔ اور صرف اکیلی اولاد تھیں۔ ہمارے نانا جان کی باقی سب اولاد فوت ہو گئی تھی۔ ہمارے نانا جان چوہدری کریم بخش صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوّلین صحابہ میں سے تھے۔ آپ موصی نمبر ۱۹ تھے۔ اور نہایت ہی پاکباز وجود تھے گویا حضرت والدہ صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ مقدس صحابہ میں سے ایک صحابی حضرت چوہدری کریم بخش صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں اور ایک اور صحابی حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی اہلیہ اور احمدیت کے ایک فدائی حضرت مولوی محمد موسےٰ صاحب مرحومؓ کی بہو تھیں۔ حضرت والدہ صاحبہ کی والدہ صاحبہ (یعنی ہماری نانی) موصیہ اور ساس (ہماری دادی جان) دونوں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں ۱۹۵۸ء میں الحاج مسعود احمد خورشید صاحب کو اللہ تعالےٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ کہ انہوں نے حضرت والد صاحب اور حضرت والدہ صاحبہ کو اپنے خرچ پر حج بیت اللہ شریف کے لئے بھیجا۔ اس طرح حضرت والدہ صاحبہ کو حج کی سعادت بھی نصیب ہو گئی۔ حج سے واپسی کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات

سے اور بھی زیادہ انس پیدا ہو گیا اور حضور کی ذات بابرکات پر ہمیشہ ہمیشہ لاکھوں درود بھیجا کرتی تھیں۔ حضرت والدہ صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور حضورؑ کی صحابیہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ہم جب کبھی آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کچھ دریافت کرتے تو حضرت والدہ صاحبہ کا چہرہ منوّر ہو جاتا تھا اور آپ حضورؑ کا ذکر ایسے پاکیزہ الفاظ میں فرمائیں جس سے حضورؑ کی ذات بابرکات کا ایسا پرتَو ہمارے دلوں پر پڑتا تھا۔ جس سے ہمارے اپنے دل بھی منوّر ہو جاتے۔

حضور کے تقدس اور نیکی کی اس قدر تعریف بیان کرتیں کہ ان کی ساری اولاد کو مکمل یقین ہو جاتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پرتَو تھے جو اس دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم مُرتد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا تھا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ تو قدرت اللہ سنوری کے لئے دعا کریں۔ مَیں دعویٰ کرتا ہوں کہ اس کے اولاد نہ ہوگی۔ اس کے بعد میری پہلی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ اور والد صاحب نے دوبارہ شادی کی۔ شادی کے بعد والدہ صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرایا۔ انہوں نے بتایا اس لڑکی کے اعضائے رئیسہ کمزور ہیں اس سے اولاد نہ ہوگی اس وجہ سے والد صاحب نے ہماری والدہ صاحبہ کو جب وہ اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیان جا رہی تھیں۔ خط لکھ دیا کہ حضور ڈاکٹر اور حکیم کہتے ہیں کہ اس کے اولاد نہ ہوگی حضور نے خط پڑھ کر فرمایا کوئی بیماری نہیں پھر فرمایا دعا کریں گے تیسری بار فرمایا اس کو لکھ دو کہ تمہارے اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکوگے۔ اس کے بعد ہم چودہ بہن بھائی اپنی اس مقدس والدہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جن میں وفات کے وقت ۹ زندہ ہیں اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں وغیرہ ملاکر ۱۰۰ کے قریب ہوتے ہیں جن کو اگر ایک وقت میں ایک جگہ رکھا جاوے تو ہرگز ہمارے والدین سنبھال نہ سکتے تھے۔ خدا کے مقدس مسیح کا یہ معجزہ ہمارے خاندان کے لئے باعثِ رحمت بن کر پورا ہوُا اور ہم خدا تعالےٰ کے فضلوں کا ایک زندہ نشان ہیں۔ مگر اس ڈاکٹر کو یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نصیب نہ ہوُا۔ کہ ہماری والدہ کی شادی ۱۹ سال کی عمر

میں حضرت والد صاحب سے ہوئی۔ اور شادی کے دن سے نماز کی باقاعدگی کے علاوہ ہمیشہ کے لئے باقاعدہ تہجد گذار بھی ہوگئیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ حضرت والدہ صاحبہ نے تمام عمر باقاعدہ نماز اور تہجد ادا کی۔ میں نے اپنی ساری ۴۴ سالہ عمر میں ہمیشہ حضرت والدہ صاحبہ کو نماز و روزہ کا سختی سے پابند اور باقاعدگی سے تہجد گزار پایا۔ اور حضرت والدہ صاحبہ نے اپنے لباس اور بستر کو ہمیشہ پاک وصاف رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ ہونے کے فخر اور احمدیت کے نور نے ان کے دل پر ایسا پرتو ڈالا کہ دو دفعہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے نور کو انسانی رنگ میں دیکھا اور حضرت والدہ صاحبہ کے ایک کشفی نظارہ کا ذکر حضرت ام المومنین نے ایک جلسہ سالانہ کی تقریر میں اس طرح فرمایا۔ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے زمانہ کے لوگ بہت بڑے ولی اللہ اور بزرگ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوگا۔ ہماری جماعت کے مرد تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی مثال میں ہی۔ مگر ہماری جماعت کی عورتیں بھی صاحبِ کشف ہیں۔ چنانچہ مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی اہلیہ نے اللہ تعالیٰ کو کشف کی حالت میں دیکھا ہے۔

حضرت والدہ صاحبہ نے اام تنبہ اپنی زندگی میں بحالتِ کشف یا خواب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ہمارے سارے خاندان کے لوگوں کو اور جماعت کی اکثر مستورات کو سب خوابیں سُنائی ہیں۔ آپ کے ذاتی اخلاق کا یہ نتیجہ تھا کہ ہمارے چاروں بھائیوں کی شادی کے بعد آپ نے ۲۵ سال اپنی بہوؤں کے ساتھ گذارے مگر سب کے ساتھ بیٹیوں کا سا سلوک کیا اس کے عوض وہ سب بھی ان کو اپنی حقیقی ماں ہی سمجھتی تھیں۔ انہی اخلاق کی بنا پر اس تمام عرصہ میں کبھی کسی بہو سے شکر رنجی نہیں ہوئی۔ یہ آپ کا اعلیٰ اخلاق ہی تھا۔ کہ گھر میں ساس بہو والا ماحول پیدا نہ ہونے دیا۔ بلکہ ماں بیٹیوں والا حال ہی رہا۔ اسی وجہ سے ہماری سب کی بیویوں نے دل وجان سے ہمیشہ ان کی خدمت کی۔ اپنی بلڈ پریشر کی بیماری کے ایام میں کوئٹہ میں میرے ہاں حضرت والدہ صاحبہ اپنے کمرہ میں لیٹی ہوتی تھیں ہم سب بیٹھے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر کی باتیں کر رہے تھے اور حضرت

والدہ صاحبہ بیداری کی حالت میں لیٹی ہوئی تھیں ہم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میرے پیارے بچو! میں تم کو ایک مبارک بشارت دیتی ہوں کہ ابھی میں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھا ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا آسمان و زمین اس نور سے منور ہو گیا جس کا ہزاروں سورج بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہر چیز کو اور مکان و زمین کو منور کر دیا۔ آپ کی وفات سے پہلے ہمارے سارے خاندان کو آپ کی وفات کے متعلق واضح خوابیں آئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بخشش تک کی بشارت دی اور وہ خواب اسی طرح پورا ہوا۔

اس عاجز نے اور الحاج مسعود احمد صاحب خورشید نے حضرت والدہ صاحبہ کی ہمیشہ جان و دل سے خدمت کی۔ ان کی آمد ہمارے گھروں میں ایک پاکیزہ پھول کی طرح ہوتی تھی اور ہم ان کی ہر خوشی کو اپنی آنکھوں پر لیتے تھے۔ ہمارے گھروں میں قیام کے دوران ہم دونوں اپنے گھروں سے ایک لمحہ بھی ان کا کسی اور گھر میں جانا گوارا نہ کرتے تھے۔ اور اس کا یہ اثر تھا کہ وہ ہمارے لئے نماز و تہجد میں تو دعائیں کرتی ہی تھیں مگر ہم کو دیکھتے ہی لاکھوں دعائیں دیتیں۔ اور کہتیں کہ خدا تعالیٰ تم کو کروڑوں روپیہ دے۔ ہم سُنکر کہتے کہ روپے کیا چیز ہیں۔ آپ ہماری رُوحانی ترقی اور اسلام کی خدمت کی توفیق اور ہر فسق و فجور سے بچنے کی دعا کیا کریں۔ تو فرماتیں اس قسم کی دعائیں میں تمہارے لئے تہجد میں کیا کرتی ہوں۔ کیونکہ اس وقت میری روح مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے مقدس آستانے پر گری ہوئی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عاجز اپنے نوجوان بھائیوں سے عرض کرتا ہے کہ وہ بھی اسی طرح عمل کر کے اپنی اپنی پیاری ماؤں کی دعائیں حاصل کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہر فضل اور رحم کو جذب کرنے والے بنیں۔ اور ان کا یہ عمل جہاں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا موجب ہو گا۔ وہاں احمدیت کے نور کو اور زیادہ منور کرنے کا باعث بھی ہو گا۔ ہم چاروں بھائیوں کو اپنے بزرگ والدین کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر نعمت سے نوازا ہے۔ ہم کو خدا نے اپنے فضلوں سے لاکھوں روپیہ دیا۔ بنگلے اور جائدادیں عطا فرمائیں۔ گو ہماری علمی قابلیت چاروں کی میٹرک ہی ہے۔ اب آپ اس سے خود اندازہ فرمالیں۔ کہ اگر ہم خدا پر سچا ایمان رکھکر اسلام کے صحیح اصولوں پر چلیں تو خدا تعالیٰ ہرگز ہرگز کسی کو ضائع نہیں کرتا۔ ہماری والدہ صاحبہ کی وفات اور ذکرِ خیر کے اس مضمون سے اگر نوجوانوں کے دل نرم ہو کر اپنے

والدین کی خدمت پر کمربستہ ہو جاویں تو یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہماری والدہ کے درجات کی بلندی کا باعث بنے گا۔ ہماری والدہ کی نیک تربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہر قسم کے فسق و فجور اور بُرے کاموں سے ہمیشہ بچائے رکھا۔ حضرت والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ تم جب عورتوں سے بات کرو۔ ہمیشہ اپنی نظریں نیچی رکھا کرو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب ہم یا ہمارے سامنے اور بھی سینکڑوں مستورات جاتیں تو حضرت اقدس کی نظریں ہمیشہ نیچی ہوتیں۔ بلکہ ہم کو یوں محسوس ہوتا کہ جس طرح حضور کی آنکھیں بند ہی ہیں۔ اور یہ گمان ہونے لگتا کہ حضور نے ہماری طرف دیکھا تو ہے نہیں نہ معلوم ہماری آواز سے حضور ہم کو پہچانتے بھی ہیں۔ اور جب ہماری باتوں کا صحیح جواب ملتا۔ تو ہم کو تسلی ہو جاتی۔ کہ حضور پُر نور ہر ایک کو خوب جانتے ہیں۔ اے اللہ تو اپنے اس مقدس مسیح کے کارناموں اور اس کے صحابہ و صحابیات کے پاک عملوں کے طفیل ہماری جماعت کے نوجوانوں کو بھی ایسی راہِ عمل پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

اب آخر میں یہ عاجز حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی حضرت صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ و حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ و حضرت سیدہ امِ متین صاحبہ و حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ و دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام و درویشانِ قادیان و جماعت احمدیہ کے جملہ افراد سے نہایت عاجزانہ درخواست کرتا ہے کہ وہ ہماری والدہ کی بلندی درجات کی دعا فرماتے ہوئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ دے۔ آمین۔

اس کے بعد ہم سب بہن بھائیوں اور ان کی اولادوں کے لئے بھی دعا فرماویں کہ ہم اس مقدس وجود کی دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ تو اپنے ان فضلوں کا جو ہم پر ان دعاؤں کے طفیل وارد ہوا کرتے تھے۔ اب بھی ہم کو اس کا وارث رکھیو۔ آمین۔ اور ہر اس شر سے اب بھی محفوظ رکھیو۔ جس شر سے ہم ان کی دعاؤں کے طفیل محفوظ رہا کرتے تھے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ کے مسیح کے یہ پاک صحابہ اور صحابیات ہم میں سے اُٹھتے چلے

جاتے ہیں۔ اب خدا تعالے ہم کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تا یہ بادی دنیا احمدیت اور حقیقی اسلام کے نور سے جلد سے جلد منور ہو جاوے۔ اور دنیا کے ارپول انسان حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف حاصل کریں۔ اور ہماری نسلیں اس خوشی سے معمور ہو کر دنیا میں اسلام کی ترقی دیکھیں۔ آمین اور خدا کرے یہ وقت جلد سے جلد آوے۔ آمین ثم آمین۔

محتاجِ دعا

محمود احمد ولد حاجی مولوی قدرت اللہ سنوری

معرفت محمود احمد اینڈ سنز شارع اقبال۔ کوئٹہ

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی فرمودہ بعض نہایت مؤثر عبارتیں

اور ہدایات

حضور پُر نور فرماتے ہیں:۔

"میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے۔ کہ کبھی وہ دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگوں کو دیکھوں جنھوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا ہو۔ اور ایک سچّا عہد اپنے خدا سے کر لیا۔ کہ وہ ہر شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبّر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے۔ بالکل دُور جا پڑیں گے۔ اور اپنے ربّ سے ڈرتے رہیں گے۔

دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دمِ زندگی ہے۔ کئے جاؤں گا۔ اور دعا یہی ہے۔ کہ خدا تعالے میری جماعت کے دلوں کو پاک کر دے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے ہٹا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے۔"

(اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء)

حضور پُر نور فرماتے ہیں:-

"کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک ہیں وہ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور شرم سے بات کرتے ہیں۔ اور غریبوں اور مسکینوں کی عزّت کرتے ہیں اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں۔ اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے ربّ کریم کو یاد رکھتے اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں سو مَیں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے" (کشتی نوح)

"تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو۔ تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ۔ جیسے کہ ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے۔ جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے۔ اور نہیں بخشتا — سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں"۔
(کشتی نوح ص۲۶)

تکبّر سے بچو

"مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو۔ کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر شاید تم نہیں سمجھو گے کہ تکبّر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو۔ کہ مَیں خدا کی رُوح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے۔ کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے۔ وہ متکبر ہے۔ کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم نہیں سمجھتا۔ اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے۔ اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے۔ اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے

ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصوّر کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے۔ وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے۔ کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے۔ اور اس کے بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے۔ اس سے بہتر مال و دولت عطا فرمائے......

سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ۔ اور تم کو خبر نہ ہو......

خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبّت ممکن ہے۔ تم اسے کرو اور جس قدر دنیا میں انسان کسی سے ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر۔ تا تم پر رحم ہو۔"

(نزول المسیح ص۲۴ تا ص۲۵)

...اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب صدر مملکت ...تان سے ملاقات کی ایک تقریب پیدا کر دی۔ اس موقعہ کا بعض احباب نے فوٹو لیا۔ ...س سے پیشتر رسالہ الفرقان میں بھی چھپ چکا ہے۔ اس بارہ میں ملک محمد یونس صاحب ...ں انسپکٹر نے راولپنڈی سے ۲۴؍۳؍۶۵ کو لکھا کہ

آپ کے فوٹو کی ایک نقل بذریعہ ڈاک ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ ...ل اللہ تعالیٰ آپ خوش ہونگے۔ الحمد للہ کہ یہ بہت اچھی آگئی ہے۔ کئی ایک فوٹو گرافروں ...شش کی تھی اور یہ سب سے اچھی آئی ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میرے محترم اور ...ق بزرگ کے خواب چاند کو رعنائی میں دیکھنے کا ذریعہ بننے میں مجھے بھی کچھ خدمت ...ہ کی توفیق عطا فرمائی۔ براہِ کرم اپنی نیم شبی دعاؤں میں اس عاجز گنہگار کے حصول ...ح دارین۔ صحت کاملہ کے ساتھ عمر دراز پانے اور چاند بننے کی توفیق عطا فرمانے کے لئے ...ل سے دعا فرماتے رہیں کہ خدائے بزرگ و برتر۔ رحیم و کریم۔ رحمٰن و رحیم کے دربار میں کچھ ...ب نہیں کہ ایک حقیر ذرّہ کو ہر طرح سے نوازے۔ بالخصوص آپ ایسے پایہ کے بزرگوں

کی دعاؤں اور شفقتوں کے سایہ تلے۔

آتی رحمت اتنی بخشش ہووے تری یونس پہ دام
گود میں تیری رہے یہ مثلِ طفلِ شیر خوار

آپ کا ادنیٰ خادم۔ محمد یونس ملک۔

نوٹ:۔ فوٹو میں آپ کے دائیں طرف چوہدری مولی داد چوہان سابق پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی راولپنڈی۔ صدر مملکت کے عین پیچھے خان بہادر عبدالرشید صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس ٹوپی والے کا نصف چہرہ ہے۔ اور ان کے پیچھے ایم۔ ایچ شاہ صاحب کمشنر راولپنڈی ٹوپی اور عینک پہنے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک مرکزی وزیر عبدالوحید خانصاحب ہیں۔ حاجی نوروز خاں صاحب لنگی سر پر باندھے سامنے کھڑے ہیں۔

حجِ ثانی کی توفیق

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اس سال باوجود پیرانہ سالی اور صحت کی کمزوری کے دوسری دفعہ حج کرنے کی توفیق عطا فرمائی اس کی تقریب اس طرح پیدا ہوئی۔ کہ میرے لڑکے داؤد احمد گلزار حال لنڈن کو بھی اللہ تعالےٰ نے موقعہ عطا فرمایا کہ وہ بھی لنڈن سے حج کے لئے آئے اسی نے اپنے طور پر میرے لئے حج کے واسطے ٹکٹ کا انتظام کیا اور مجھے بذریعہ تار تیار ہونے کی اطلاع دی۔ میں ان دنوں ربوہ میں تھا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں اجازت کے لئے عرض کیا تو حضور نے اجازت عطا فرمادی جس پر ۲۸ فروری ۶۷ء کو میں نے داؤد احمد کو بذریعہ تار اطلاع بھجوائی کہ میرا پاسپورٹ کراچی میں ہے۔ آپ ہے شک حج کے لئے انتظام کریں۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے مجھے اجازت عطا فرمادی ہے جس پر میں کراچی کے لئے روانہ ہوگیا۔ باوجودیکہ بہت تھوڑے دن تھے۔ اور گورنمنٹ نے بھی اس طور پر پاکستان سے حج کے لئے جانے والوں پر پابندی لگادی تھی اللہ تعالےٰ نے چند دنوں میں ہی ضروری ضمانتوں کے پیش کرنے پر حج کا موقعہ عطا فرمایا جس پر ۱۲ $\frac{۳}{۶۷}$ کو خاکسار کراچی سے حج کے لئے روانہ ہوگیا۔ یہ محض اور محض اس کا احسان تھا۔ اور حج کے بعد داؤد احمد نے مجھے ۲ ماہ کے لئے لنڈن بلانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جس پر وہ جدہ سے میری روانگی لنڈن سے ایک دن پہلے ضروری انتظام کے لئے جدہ سے لنڈن روانہ ہوگیا۔ اور میں اگلے دن جدہ سے بذریعہ ہوائی جہاز

ن کے لئے روانہ ہو کر بخیر و عافیت لنڈن پہنچ گیا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی ادعیٔ عادل طفیل ہوا۔ جو حضور نے میرے لڑکے داؤد احمد گلزار کے لئے اپنی دستخطی چٹھی محررہ ۲۹ میں فرمائی تھیں۔ حضور کی چٹھی کی نقل درج ذیل ہے۔

مکرمی عزیزم چوہدری داؤد احمد صاحب گلزار۔ لنڈن

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ فضلِ عمر ڈیشن میں بھی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار میں ڈالے۔ اور جو آپ نے لنڈن میں دکان کھولی ہے اس کو بھی بہت بابرکت کرے پ کی دکان کے خریداروں کو بھی اللہ تعالیٰ برکت بخشے۔ اور بہت ترقی دے پنے فضلوں اور رحمتوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

(دستخط) مرزا ناصر احمد

۲۹/۱۰/۶۶ خلیفۃ المسیح الثالث

کے وزیر اعظم کا قلم

اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہوا۔ کہ میرے قیام لنڈن کے دوران مکرم محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جو میرے چوہدری محمد حسین صاحب آف جھنگ کے قابل فرزند ہیں وہ مجھے ملنے کے لئے آئے تم تجلّیٔ قدرت کی اشاعت کے لئے دی۔ اور ایک قلم مجھے پیش کیا۔ اور کہ یہ قلم چین کے وزیر اعظم مسٹر چو۔ این لائی نے ان کو تحفۃً دیا تھا۔ وہ اسے ف سے تحفۃً اب مجھے دیتے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ س قلم سے صحیح طور پر خدمتِ سلسلہ کی توفیق بخشے اور میرے لئے بابرکت کرے د تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے۔

استقبالِ حضور بمقام لنڈن

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ لنڈن پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ر کے استقبال کے لئے ہوائی اڈہ پر پہنچنے کی توفیق بخشی۔ جس کا ذکر مکرم پرائیویٹ یکرٹری صاحب کی تار آمدہ از لنڈن میں درج ہے جو الفضل ۲۹ جولائی ۶۷ء

میں یوں درج ہے کہ

"حضور ۵ بجے شام بخیر و عافیت لنڈن پہنچے۔ فضائی مستقر پر انگلستان اور دوسرے علاقوں کے احمدی احباب سینکڑوں کی تعداد میں حضور کے استقبال کے لئے پہلے سے جمع تھے۔ حضور نے ازراہِ شفقت تمام حاضر احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری بھی حضور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔"

فضلِ عمر فاؤنڈیشن میں خدمت کا خاص موقع

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٖ نے پاکستان میں میرے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کہ خاکسار فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے لئے کراچی میں رہ کر پہلے وعدہ جات۔ کے حاصل کرے اور پھر وصولی کے لئے کوشش کرے۔

چنانچہ مکرم مرکزی سیکرٹری صاحب فضل عمر فاؤنڈیشن نے اس ضمن میں ایک نوٹ اخبار الفضل ۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں شائع بھی کردایا تھا۔ جس کی نقل درج ذیل ہے:۔

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے عطایا کی فراہمی میں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی مساعی جمیلہ

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخلص صحابی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیضِ صحبت سے اللہ تعالےٰ نے موصوف میں مخلصانہ خدمت کے لئے خاص قوتِ عمل اور جذبۂ محبت ودیعت فرمایا ہے۔ موصوف کو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جو قابلِ رشک محبت تھی۔ اس کا اظہار ان کی عملی شکرگزاری سے نمایاں ہوتا رہتا ہے۔

آپ فضلِ عمر فاؤنڈیشن میں خود مخلصانہ قربانی پیش کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے احباب میں بھی اس تحریک کو مقبول اور کامیاب بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ ادارہ فاؤنڈیشن کی مہم حصول وعدہ جات اور نقد وصولی کے سلسلہ میں آپ

خاص امداد فرما رہے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

آجکل حضرت مولوی صاحب ادارہ ہٰذا کی درخواست پر کراچی میں عطایا کی فراہمی کے لئے سعی فرما رہے ہیں ان کے ساتھ محترم سید افتخار حسین صاحب نائب امیر اور چوہدری عبدالقادر صاحب بطور ممبرانِ وفد کام کر رہے ہیں۔ اور نئے وعدے حاصل کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے سابقہ وعدوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور وصولی کے لئے بھی کوشش فرما رہے ہیں۔ وعدوں میں -/۵۵٫۸۳۰ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔ اس رقم میں سب سے بڑا وعدہ محترم شیخ عبدالحفیظ صاحب کا ہے جو بیس ہزار روپے کا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے حضرت مولوی صاحب کی صحت و عمر میں برکت دے اور فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی خدمت کے لئے ان کی مساعی میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے اور مخلصینِ جماعت جنہوں نے اس فنڈ میں وعدے لکھوائے ہیں اور ممبرانِ وفد کو جو حضرت مولوی صاحب کے ساتھ کام کر رہے ہیں اپنی برکتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

(سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن)

لنڈن پہنچکر میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اس کام کی طرف پوری توجہ ع کی۔ چنانچہ ساؤتھ ہال میں ایک تقریب کے موقعہ پر بھی اس بارہ میں کوشش لا جس کا ذکر لنڈن سے جاری ہونیوالے پلیٹن "اخبار احمدیہ" کے ۲۵ اپریل ۶۶ء میں اس طور پر شائع ہوا ہے:۔

ساؤتھ ہال کے مکرم چوہدری سردار احمد صاحب نے حضرت مولوی قدرت اللہ احب سنوری کی تشریف آوری انگلستان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ دعوت کی ...... اس موقعہ پر حضرت مولوی صاحب (مولوی قدرت اللہ صاحب) نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایمان افروز واقعات بیان رمانے کے بعد فضلِ عمر فاؤنڈیشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی آپ تقریر بے حد مؤثر تھی۔ کئی آنکھیں اور دل رقت سے پُر ہو گئے۔ تقریر کے ند متعدد دوستوں نے اپنے سابقہ وعدوں میں اضافہ کیا۔ اور بعض نے

نئے وعدے بھی کئے۔"

اس کے بعد اخبار احمدیہ لنڈن کے سائیکلوسٹائل شدہ پرچہ میں جو ۱۵ / جون ۱۹۶۷ء کو شائع ہوا لکھا ہے:-

"حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ان دنوں فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے وعدہ جات کے حصول کے لئے رات دن جدوجہد فرما رہے ہیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں ہڈرزفیلڈ۔ بریڈفورڈ اور لیڈز کا طویل سفر مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ اختیار فرمایا۔ اور ان جماعتوں کو خطاب فرمایا۔ آپ کا یہ دورہ نہایت کامیاب رہا۔ جماعتوں نے بھی بہت تعاون کیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اس ضمن میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ نے الفضل ۱۵ / جون ۱۹۶۷ء میں حسب ذیل اعلان بھجوایا:-

فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے جواں ہمت بزرگ کی سعی مشکور انگلستان کے احمدی احباب کی طرف سے ستر ہزار روپیہ کا نیا وعدہ۔

انگلستان میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے صاحب حیثیت احمدی بھائیوں اور بہنوں کی بڑی تعداد ہے۔ گذشتہ سال سوا سال میں بمشکل ڈیڑھ صد احباب کے وعدے وصول ہوئے تھے۔ اور ان وعدوں کی مجموعی رقم ۱۰۱۷۴۸۴ روپیہ تھی۔ گذشتہ چند مہینوں سے حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری فریضہ حج بجا لانے کے بعد انگلستان میں مقیم ہیں۔ آپ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے لئے جس طرح محبت و اخلاص اور والہیت سے پاکستان میں سعی فرماتے رہے ہیں اسی طرح انگلستان پہنچکر بھی آپ نے فاؤنڈیشن کے لئے اپنی نیک مساعی کو جاری رکھا۔ اور باوجود بڑھاپے کمزوری اور بعض وہاں کی مشکلات کے متعدد احباب اور خواتین میں تحریک فرمائی۔ خواتین نے زیور اور نقدی پیش کی۔ اور وعدے لکھوائے اور وعدوں میں اضافہ فرمایا۔ اب سابقہ وعدہ میں انگلستان کے احمدی احباب کی طرف سے ستر ہزار روپیہ اضافہ ہوا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ انکی اخلاص سے بھرپور قربانی کو قبول فرمائے اور اپنی برکتوں سے نوازے۔ آمین۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۸/۶۷/۱۱ بمقام مسجد فضل
ڈن میں ارشاد فرمایا جو الفضل ۲۲ اگست ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا ہے۔ اس میں حضور ایدہ اللہ
نے ارشاد فرمایا ہے کہ

"میں آپ کو فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ مکرم محترم مولوی قدرت اللہ
صاحب سنوری نے پیرانہ سالی کے باوجود اس ضمن میں بڑی محنت سے کام کیا ہے اور
بہت سے دوستوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف توجہ کی ہے۔ اگر احمدی مستورات
ڈنمارک کی مسجد کا تمام خرچ برداشت کر سکتی ہیں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ انگلستان
کے احمدی بھائی فضل عمر فاؤنڈیشن میں کیوں اس رقم سے کم چندہ پیش کریں۔ جو
احمدی بہنوں نے ڈنمارک کی مسجد کے لئے دی ہے ......

حقیقت یہ ہے کہ جہاں دعویٰ محبت ہو وہاں اس کے مطابق عمل بھی ہونا چاہیئے اپنی
ذمہ داریوں کو سمجھو۔ مولوی قدرت اللہ صاحب ۲۰ ستمبر تک ابھی یہاں ٹھہریں گے
آپ فاؤنڈیشن کی طرف توجہ کریں۔"

حضور کے اس ارشاد کا ذکر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن نے
ایک نوٹ میں بھی کیا جو الفضل ۸/۶۷/۲۷ میں شائع ہوا ہے۔
مکرم سیکرٹری صاحب فضل عمر فاؤنڈیشن نے اپنے ایک نوٹ مندرجہ الفضل ۲۴ اگست
میں تحریر فرمایا ہے کہ

"انگلستان کے احباب کا وعدہ -/۶۸۰ر۶۱ روپے کا ہے جس میں معقول
اضافہ گذشتہ دنوں حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کی کوشش سے
جنھوں نے بڑھاپے میں وہاں پر نہایت قابلِ قدر کام کیا ہے۔ جزاکم اللہ"

سنگ بنیاد مسجد ہال لنڈن پھر اللہ تعالیٰ کا ایک اور فضل یہ ہوا کہ جب حضرت
خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے لنڈن سے
تشریف لے جا کر وہاں مسجد ہال کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر حضور نے مجھے
عزت بخشی کہ ایک اینٹ بنیاد میں میں بھی رکھوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس تقریب کا ذکر الفضل ۵؍اگست ۶۷ئہ میں یوں ہوا ہے کہ

"مورخہ ۲۳؍جولائی بروز اتوار صبح حضور نے لنڈن میں تعلیم الاسلام سنڈے سکول کا معائنہ فرمایا۔ معائنہ کے وقت محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی حضور کے ہمراہ تھے۔ اسی روز ۲½ بجے بعد دوپہر احمدیہ مشن کے احاطہ میں مسجد ہال کے سنگِ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی۔ حضور نے ازراہِ شفقت اس تقریب میں شرکت فرما کر اپنے دستِ مبارک سے بنیاد میں اینٹ نصب فرمائی۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے بھی بنیاد میں ایک ایک اینٹ رکھی۔ بعد ازاں حضور نے اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شامل ہوئے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات بابت تعمیر کعبہ کے ضمن میں میری ۸۰۰ روپے کی پیش پر حضور نے جو چٹھی خاکسار کے نام تحریر فرمائی وہ درجِ ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔۔ ۔۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

لندن
۲۹/۷/۶۷

مکرمی محترمی مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط اور ۸۰۰ روپے کی پیشکش بھی ملی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت زندگی رزق اور ہمت میں اور برکت دے۔ آپ فی الحال جو خطبات چھپ چکے ہیں ان کے لئے ۵۰ روپیہ دیدیں۔ باقی کے لئے انتظار کریں جب تعمیر کعبہ اور منصوبہ چھپے گا اس وقت۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کے اہل وعیال کے ساتھ ہو۔ اور اپنے فضلوں کی بارش برسا دے آمین۔ والسلام

(دستخط) مرزا ناصر احمد۔ خلیفۃ المسیح الثالث

میرے لڑکے داؤد احمد گلزار حال لنڈن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ اس نے اپنے مکان لنڈن کو بطور چندہ فضل عمر فاؤنڈیشن پیش کیا۔ جس کے متعلق مکرم شیخ مبارک احمد صاحب

ضل عمر فاؤنڈیشن نے جو ایک نوٹ الفضل میں شائع کرایا ہے وہ درجِ ذیل ہے۔

نگلستان کے ایک مخلص دوست کی طرف سے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کیلئے ایک لاکھ روپیہ کی مالیّت کے مکان کی پیشکش

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایّدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے انگلستان سے روانگی سے
وہاں کی جماعت کو فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے چندہ کی طرف توجہ دلائی تھی۔ حضور کے ارشاد
بل میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب صدر فضل عمر فاؤنڈیشن محترم کرنل
اللہ صاحب نائب صدر فضل عمر فاؤنڈیشن جو گزشتہ دنوں انگلستان میں موجود تھے
ستان کے مشن کے امام صاحب وہاں کے سیکرٹری فاؤنڈیشن اور دیگر احباب نے تفصیلی
اور باہمی مشورہ کرکے فاؤنڈیشن کے وعدوں اور وصولی کے لئے بہتر انتظامات کے لئے
ی فیصلے کئے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے مخلصین جماعت فضل عمر فاؤنڈیشن میں بڑھ چڑھ کر
نے کی خاص کوشش فرما رہے ہیں۔ مکرم برادرم داؤد احمد صاحب گلزار ابن حضرت مولوی
اللہ صاحب سنوری نے اپنے مکان قیمتی چھ ہزار پونڈ واقعہ لنڈن کی پیشکش سیّدنا
خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں کرتے ہوئے لکھا ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خواہش تھی
انگلستان کی جماعت چندہ فضل عمر فاؤنڈیشن میں جماعت کی مستورات کے
ابر قربانی کرکے ان کی خوشی کا موجب ہو۔ چنانچہ گو پروگرام کبھی کا تھا۔ مگر میں ان
م کو بابرکت خیال کرتے ہوئے آج محض للہ آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں
41 BARMOUTH ROAD S.W.18 والے مکان کو فضل عمر فاؤنڈیشن
میں پیش کرتا ہوں۔ اس سلسلہ میں انشاء اللہ تعالےٰ اس تین سال کے عرصہ
مکمل طور پر مکان کی ادائیگی کرکے سلسلہ ...

خدانخواستہ اگر کوئی صورت ایسی نہ ہوئی تو مکان خالی کر کے سلسلہ کے سپرد
کردوں گا۔ ادائیگی مکان کی آمد سے بعد میں ہو سکتی ہے۔"

محترم امام صاحب مسجد لنڈن نے اطلاع دی ہے کہ مکان کی موجودہ قیمت چھ ہزار پونڈ ہے
احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے اس مخلص عزیز کے لئے اور ان کے خاندان
کے جملہ افراد کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ان کے مال اور اخلاص میں برکت دے اور
انگلستان کے دوسرے دوستوں کو بھی بشاشت قلب کے ساتھ فاؤنڈیشن میں بڑی بڑی
رقوم اور املاک خدمت اسلام اور حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے محبوب مقاصد
کے لئے پیش کرنے کی اعلیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شیخ مبارک احمد

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں خاکسار نے یہ درخواست
پیش کی کہ مجھے سفر یورپ میں اپنی معیت میں میرے اپنے ذاتی خرچ پر شمولیت کا شرف
بخشا جاوے۔ اس درخواست پر جو چٹھی حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے خاکسار کو اپنے
سے بھجوائی وہ اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی دستخطی ایک اور چٹھی جو حضور نے اپنے دستخط
سے بھجوائی وہ درج ذیل ہیں:۔

مکرمی محترمی مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط محررہ ۲۸/۶ موصول ہوا۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے آپ کی کوشش
شکریہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء اپنی کوششوں کو جاری رکھیں۔ دعا ہے۔ اللہ
آپ کی کوششوں کو کامیاب کرے اور برکت بخشے۔

آپ نے اپنے خط میں جو اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ آپ کو بھی اپنے خر
یورپ میں معیت کا موقعہ دیا جائے۔ اس کے متعلق سوچا ہے دعا بھی کی ہے
... اللہ تعالےٰ نے چاہا تو قیام انگلستان کے دوران یہ مو

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے اور سلسلہ کی خدمت کے
عطا فرماتا رہے۔ (دستخط) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرمی ومحترمی مولوی صاحب۔ سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا ۳۱-۷-۶۷ کا محررہ ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ
آپ کے اہل وعیال پر فضل فرمائے۔ اور عزیزان مسعود احمد۔ مبارکہ بیگم۔ کیپٹن بشیر احمد
ن کے اعزہ اور مکرم سید غلام مجتبیٰ صاحب کو بھی اس فضل سے حصہ دے۔ اور
نات دارین بخشے۔ آمین۔

آپ بھی دعا فرماتے رہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس سفر کو خیریت سے انجام تک پہنچائے اور
نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور زندگی میں برکت دے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مکرم ومحترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری (مرزا ناصر احمد)

لنڈن خلیفۃ المسیح الثالث ۶-۸-۶۷

عزیز صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نے ۲۸/۲/۶۷ کو ایک خط دعا کے لئے مجھے لکھا۔
ہے جس بیدار مغزی اور سلسلہ کے بزرگان اور اپنے رشتہ داروں کے لئے نام بنام
تفصیلات کو تحریر فرماتے ہوئے دعا کی درخواست لکھی ہے۔ یہ طرزِ تحریر اور دعا کی وسعت
ی خوشکن اور قابلِ تعریف ہے اور خصوصاً نوجوانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ لہٰذا
ترم کا گرامی نامہ درج ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی محترمی مولوی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ واپس آ کر یہ خیال آیا کہ آپ کو تحریر بھی دعا

۱۷۳

کے لئے لکھ دوں تو یاددہانی ہو جائے گی۔

• میرے لئے دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ دین کا سچا اور جاں نثار خادم بن کر زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ مجھے بھی اور میرے بعد میری اولاد کو بھی خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انجام بخیر کرے۔ جو سب سے ضروری د... ہے۔ مجھے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک سچا احمدی بننے کی اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرد ہونے کی حیثیت سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو کما حقہٗ ادا کر سکوں۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں۔ عہدِ بیعت پر ہمیشہ قائم رہوں تقویٰ کی باریک سے باریک راہوں پر چلنے والا بنوں۔

ہمیشہ جرأت مند، بہادر، نڈر اور شجاع خادمِ احمدیت رہوں۔ بدظنی، غیبت سے ہمیشہ محفوظ رہوں۔ غرض ہر اچھا کام کرنے کی توفیق ملے۔ اور ہر بُرے کام سے تازیست محفوظ رہوں۔ میرے اعمال بارگاہِ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل کر لیں صحت والی زندگی ہو۔ والدین کا اطاعت گزار بنوں۔

پھر مولوی صاحب آپ کی خدمت میں دردمندانہ اپیل ہے کہ امتحان F.Sc ... امسال کامیابی اور اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کر سکوں۔ اس سال میڈیکل کالج ... مجھے داخلہ مل سکے۔ خاص طور پر دُعا کریں۔ کہ اللہ مستقل مزاجی سے پڑھنے کی توف... عطا فرمائے۔ مجھے زیادہ فکر اس لئے ہے کہ میرا یہ تیسرا سال ہے۔ ایک سال ... اس وجہ سے ابا نے لگوایا تھا۔ کہ میری عمر چھوٹی تھی۔ اس کامیابی کے لئے خاص ... دعائیں کریں۔

پھر ایک اور درخواست ہے کہ امسال حلقہ مسجد مبارک میں مجلس خدام الاحمد... زعیم منتخب ہوا ہوں۔ اور میاں طاہر احمد صاحب صدر مجلس نے منظوری عطا فرما... یہ میرا پہلا موقعہ ہے کہ اتنی بڑی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی ہے۔ دعا کریں کہ اس کو ... نبھا سکوں۔ اور مجلس کی بہتری کے لئے جو کام ہو سکے۔ کروں۔ اللہ تعالیٰ میری مدد ... اچھے طریق سے اچھا کام لے سکے خدام میرے ساتھ تعاون کریں کیونکہ ا...

سے بڑے ہیں یا میرے برابر ہیں) جرأت اور انصاف کے ساتھ کام کروں گا۔ چند
مجھے کہا تھا کہ مولوی صاحب کو دعا کے لئے کہنا۔

بھابی میاں انس احمد صاحب کی اہلیہ نے کئی دفعہ مجھے اپنے اور اپنی بچی کی صحت
آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنے کو کہا تھا۔ انس بھائی نے بھی کہا ہے۔
دونوں بہنوں امۃ الحلیم بیگم مرزا مجیب احمد صاحب کراچی۔ امۃ الشکور بیگم شاہد احمد
لم کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ ان کی اولادوں کے لئے بھی۔ خدا ان کو ہمیشہ
سلامتی سے رکھے۔ حامی و ناصر ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو دعائیں اپنی نسل کے
۔ ان کے وارث بنیں۔

شکوری بیگم شاہد احمد خانصاحب) دعا کی خاص طور پر درخواست کرتی ہیں۔ ان لوگوں
کہ خاص طور پر حج کے دنوں میں دعائیں کریں۔ شاہد بھائی نے بھی دعا کے لئے کہا
کے کام میں برکت کے لئے دعا کریں۔ میرے دونوں بہنوئیوں اور بہنوں کے لئے
ئیں کرتے رہیں۔

سے بڑھ کر ابا ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اور کامل شفایابی اور لمبی عمر کے لئے دعا
کی صحت کے لئے بھی۔ لقمان کی پڑھائی کے لئے بھی۔ بڑی امی اور ممانی امی
اب محمد علی خانصاحب اور نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے لئے بھی۔ امّ مظفر اور بیگم
شریف احمد صاحب کیلئے بھی۔

ر علی صاحب کے فرزند نے جو میرے ساتھ امتحان دے رہا ہے اور خالد نام ہے دعا کے لئے
ہا اب بس کرتا ہوں آپ کے لئے ہمیشہ دعائیں کرونگا اور آپکی اولاد کے لئے بھی۔ آپ ١٦٣
دعائیں کریں خاص طور پر حج کے دنوں میں۔ خدا حافظ و ناصر۔ والسلام

خاکسار

مرزا فرید احمد

ابن

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت

کے متعلق

اللہ تعالیٰ کی بشارت کئی سال پیشتر

عرصہ قریبًا تین سال کا ہوا رویا مندرجہ ذیل میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت قمر الانبیاء مرزا البشیر احمد صاحبؓ کو بھی سُنائی تھی دیکھا کہ

'کثرت سے احباب جماعت میدان میں جمع تھے اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام تشریف فرما تھے۔ آپ مجمع میں سے مجھے اپنے ساتھ علیحدہ لے گئے۔ اور قریشی عبد الغنی صاحب (گلاس فیکٹری والے) کو بھی ساتھ لیا۔ الگ لے جاکر دریافت فرمایا کہ "مرزا ناصر احمد کیسا کام کرتے ہیں"۔ ہم نے جواب دیا۔ "بہت اچھا کام" پھر دوبارہ سہ بارہ یہی سوال فرمایا ہم نے یہی جواب دیا۔

پھر حضور نے فرمایا کہ "ان کا نام ناصر احمد اس وجہ سے رکھا گیا تھا کہ یہ میرے جمال کا زمانہ تھا۔ لیکن اب میرے جلال کا زمانہ شروع ہونے والا ہے۔ آپ لوگ بتائیں کہ ان کا کیا نام رکھا جائے"۔ حضور نے تین دفعہ سوال کیا۔ لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری دفعہ سوال کرنے پر قریشی صاحب نے جواب دیا کہ" محمد اقبال رکھا جائے"۔ حضور چشم پُرآب سجدہ میں تشریف لے گئے۔

بشارات رحمانیہ مولوی جلال الدین صاحب شمس

ناظر اصلاح وارشاد

شائع شدہ ۱۶/۱۲/۱۹۶۵

M. A. KHURSHI[D]
NISHAN-E-REHMAT,
No: 202-2/A. BLOC[K]
P.E.C.H.S. KARACH[I]
(PAKIST[AN])

صحت نامہ تجلّی قدرت ایڈیشن دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
	۲ حاشیہ	نصراللہ	نصرت اللہ
	۳	والد صاحبہ	والدہ صاحبہ
	۴	خوب	بہت
	۲	کبھی	کٹی
	۶	بیلکا	بیر کا
	۱۲	جاری کر رکھی ہے۔	محنت کر رہے ہیں۔
	۱۳	مارکیٹ	ہمیاری
	۱۹	مباہلہ حضور نے شائع کیا۔	مباہلہ کے لئے حضور نے اشتہار شائع کیا۔
	۲	شیخ نور احمد صاحب	منشی نور محمد صاحب
	۱	جواں	جوان
	۲۰	بزرگ	بھائی
	۳	دکان	مکان
	۲۰	بجلا دیں	بجا دیں
	۴	عبدالکریم	عبداللہ
	۵	روز	مرتبہ
	۱۲	۱۹۰۷ء میں	جب
	۱۵	آئے	گئے
	۲۰	پڑھتے	چاہتے
	۱۹	ڈرے	ڈرتے
	۴	نئے	چونکہ
	۱۱	آپ	آپ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ)
	۳	پانچ چھ	کٹی
	۷	مخرمہ	محترمہ
	۹	پوچھنے کی ضرورت	پوچھنے کی کیا ضرورت
	۲	کوٹھی پر فرمادیں	کوٹھی پر قیام فرمائیں۔
	۱۴	السَام	السَّلام
	۲۲	دغا	دعا۔
	۲	کاشت شدہ پر	کاشت [illegible]
	۱	آپ کو [illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۲	۱۷	اسس	اُسی
۱۷۲	۱۸	لائے	لائیں
۱۷۳	۱۳	آئے	آئیں
۱۷۳	۱۸	سال پورا	پورا سال
۱۷۴	۳	چھوٹے	چھوٹی
۱۷۴	۱۰	پرانی میں	پرانی ڈاک میں
۱۸۰	۱۵	رویا ایک	رویا کا ایک
۱۸۳	۴	بھیج دی گئی	بھیجی
۱۸۷	۸	فرمادیا	فرمادی
۲۰۴	۴	والی	والے
۲۲۰	۱۴	اپریل وہاں	اپریل تک وہاں
۲۲۰	۱۶	نے جو	جنہوں نے
۲۲۱	۲	علی انوار	علی انور
۲۲۲	۵	تقریر	گفتگو
۲۲۵	۲۱	کو	×
۲۲۶	۱۵	طاحب	صاحب
۲۳۵	۲	دنیا ہر	دنیا میں ہر
۲۳۶	۱۴	آپ	ان
۲۳۶	۱۰	ملی	ملا
۲۶۹	۲۵	رقم ارسید	رقم کی رسید
۲۷۸	۷	حضرت مسیح	حضرت مسیح موعود
۳۰۰	۱۴	ہوئے	ہوئی
۳۱۰	۱۶	پرہیز	پرہیزگار
۳۱۳	۸	ہمیشہ ہمیشہ	ہمیشہ
			تہجد

الفاظِ بیعت

میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ
لیتے ہیں:-

ن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُوْلُهٗ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
هَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

سیح ناصر کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں۔ اور
پلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے
یار رہوں گا۔ شرک نہیں کروں گا۔ بدظنی نہیں کروں گا۔ غیبت نہیں
ی کو بھی دُکھ نہیں پہنچاؤں گا۔ دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسلام
ں پر عمل کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ قرآن کریم، احادیثِ نبویہ اور
وعود علیہ السّلام کے پڑھنے پڑھانے، سُننے سُنانے میں کوشاں
نیک کام مجھے آپ بتائیں گے۔ اُن میں ہر طرح آپ کا فرمانبردار رہونگا
اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیّین یقین کروں گا۔ اور حضرت مسیح موعود
کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔

تغفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔
تغفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔
تغفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔
اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ
نْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

ب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار
میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

(تحریر فرمودہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام)

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے

بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکمِ خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے

صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مد

کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکل

دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کر

راضی بقضاء ہوگا۔ اور ہر یک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے

مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہیں پھیرے گا۔ بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت

پر قبول کرے گا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل

ہفتم یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی

زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی

اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ عزیز تر سمجھے گا۔

نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی

نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقدِ اخوت محض للہ باقرارِ طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ

اس عقدِ اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام

پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)